ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل

رسالہ براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی میں بسبب رواج مسائل [illegible]
کے و امکان نظیر خاتم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی آدم کا بشریت میں آپکے برابر ہونا اور آپکا علم شیطان کے علم سے کم ہونے
اور آپکی مولود کی مجلس کو کنہیا کے جنم وغیرہ رسوم سے مشابہ کہا اور فاتحہ خوانی پر ہنود کے اشلوک پڑھنے کی مانند کہا اور [illegible]
خوانی وغیرہ سے ناسخ ہوا کہ مؤلف کو ریاست بہاولپور میں جہاں وہ اول مدرس عربی تھا واقعہ شوال [illegible]
کو بغرض اعلاء کلمۃ اللہ مناظرہ کیا تھا کہ مسائل [illegible] غلط ہیں جسپر تجویز حضرت صاحب شیخ المشائخ سجادہ نشین چاچڑاں شریف [illegible]
ہوا تھا کہ مؤلف مذکور مع اپنے معاونین گروہ وہابی اہلسنت سے خارج ہیں تب انہوں نے کئی پرچہ اخبارات میں [illegible]
مباحثہ میں غالب رہے جسکے جواب میں فقیر نے اخبار ریاست میں شائع کرایا تھا کہ اگر وہ فیصلہ منظور نہیں تو آپ [illegible]
صاحب جنکی کمال تعریف آپکی براہین میں مکرر درج ہے اور نیز حاجی امداد اللہ صاحب آپکے پیر و مرشد برحق [illegible]
فیصلہ کر لیجیو ورنہ مباہلہ کر لیں اسپر وہ ایک چہ اخبار میں بجائے مباہلہ بمقابلہ [illegible]
منتظم حقیقی نے ریاست [illegible] مؤلف مذکور کی [illegible] فرمائی الحمد [illegible]
پھر [illegible] میں فقیر بعزم حج [illegible] تحریرات مناظرہ کا اردو سے عربی میں [illegible]
واقعہ [illegible] میں انکا جواب الجواب پورا ہو کر مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب [illegible] پیش ہوا انہوں نے [illegible]
اسکی تصحیح فرمائی اور حاجی امداد اللہ صاحب نے بھی اسکی تصدیق کی اور استفتاء سوال و جواب [illegible]
چہار مسائل کے جواب الجواب پر حضرات مفتیان و مدرسان موصوف کی تصدیق ہو گئی الغرض [illegible]
کو خاص عنایت [illegible] واقعہ رؤیا [illegible] مدینہ منورہ [illegible] ربیع اول [illegible] مبارک کتاب تکمیل ہو گئی [illegible]
[illegible] خان مرحوم کی [illegible] ملا علی قاری [illegible] کذب الٰہی کے امتناع [illegible]

[illegible]

بامداد حضرت صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف [illegible] پریس [illegible]

190-191
196-197

علم اجمالی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴		
۲	۲		
۱۸۹	۱۶		
۲	۱۸		
۱۴۳	۱۵		
۲۱۷	۱		
۲۹۲	۱۲		
۳۰۳	۱۱		

معرف باللام کی وصل میں الف ھذا کا رد کیا

صفحہ	سطر
۵	۱۶
۶	۲
۹	۹
۱۹	۷
۸۹	۱۲
۱۰۰	۱۹
۱۲۷	۱۸
۲۱۹	۱۰
۲۳۱	۱۰
۳۴۲	۱۵
۳۴۳	۳

صفحہ ۳۱۲ میں لفظ (توجیہ) کو دوسطر میں اور ۱۳۵ میں لفظ (النسابوری) کو دوسطر میں جو لکھا ہے غلطی ہے -

صفحہ	سطر
۲۵	۱۰
۱۵۷	۲
۳۴۳	۴

۴۸۳ خدا کو بندہ لکھا ہے

ابو داؤد ہجرہ غلط ہے جیسا کہ صفحہ ۱۵۵ و ۱۴۳ [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مارکم بانشر … جناب محمد … [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین حمدًا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ کرمہ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد النبی و ازواجہ امہات المومنین وذریتہ واھل بیتہ کما صلیت علی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم ارزقہ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی وزدنی علمًا اللھم انی اعوذ بک من الاربع من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لا یسمع وجزی اللہ تعالیٰ عنا سیدنا محمدًا صلی اللہ علیہ وعترتہ کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون والحمد للہ علی کل حالہ۔ واعوذ باللہ من حال اھل النار۔

اما بعد فقد سئل العلماء … [illegible] الشریف عن … ھذا السؤال ما قول علماء الدین … فی ان قراءۃ المولود … النبی صلی اللہ … ای فی مجلس … المکان والحلواء … علیہ السلام فی الاشعار … والقیام عند ذکر ولادتہ علیہ السلام یجوز ام لا … العلماء فی ھذا المجلس یجوز ام لا وایضا فی … والخمیس وغیرھا … الطعام … ویقرؤن الفاتحۃ وغیرھا ویرفعون الایدی ویوصلون ثواب ذلک للاموات … یجوز ھذا ام لا

… بعد حمد و صلوۃ … واضح ہو کہ مجلس … [illegible]

(اصلاح) کتاب صفحہ ۵ سے شروع ہو کر ختم ہوگئی ہے صحیح (۸) فہرست کیواسطے چھوڑی گئی تھی بسبب ضخامت فہرست کے صفحہ ہوگئی

وفی الیوم الثالث من الموت یجمعون الناس ویقرؤن القرآن والکلمۃ الطیبۃ علی حبوب الحمص المشوی ویقرؤن خمس آیات ویقسمون الحلوا یجوز ھذا بحکم الحدیث ام لا بینوا توجروا انقل من حاشیۃ صفحہ ۸۰ و ۹ البراھین مترجمًا فافتی علیہ ثلثۃ رجال من علماء الدھلی من غیر المقلدین بان انعقاد مجلس المیلاد والقیام عند ذکر الولادۃ لم یثبت فی القرون الثلثۃ فھذا بدعۃ وعلی ھذا القیاس الفاتحۃ المرسومۃ برفع الایدی الی قولھم فھذہ بدعات مخترعات غیر مرضیۃ الشرع انتھی مترجمًا وختم علی حقیقۃ ھذا الجواب مدرس مدرسہ دیوبند وواعظہا وغیرھما ثم بالغ فی تصحیحہ مولوی رشید احمد الگنگوھی وکتب فی عبارۃ ھندیۃ التی ترجمتھا ھذہ لا یجوز المجلس الکذا والشرکۃ فیہ اثم والخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انکان باعتقاد انہ حاضر ناظر کفر والشمول الشرکۃ فی ھذا المجلس لا یجوز والفاتحۃ ایضا خلاف السنۃ وھکذا ایصال ثواب فی الیوم الثالث فان جمیعھا رسوم کفار الھند نعم ایصال الثواب للاموات بغیر قید یجوز لا مضائقۃ فیہ فقط واللہ اعلم بالصواب رشید احمد گنگوھی فلما انطبع ھذہ الفتوی فی المطبع الھاشمی الواقع فی بلدۃ میرھٹ وشاعت وذاعت مرۃ بعد اخری کتب فی ردہ المولوی عبد السمیع الرام پوری رسالۃ مسماۃ بالانوار الساطعۃ فی بیان المولود

اور تیسرے روز مرسوم میت کی لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی و کلمہ طیبہ چنوں پر پڑھ کر اور پانچ آیت کے وشیرینی تقسیم کرنا بحدیث نبوی جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ یہہ عبارت انوار ساطعہ مطبوعہ حاشیہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۸۰ و ۹ سے منقول ہے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۳ کے حاشیہ پر منقول ہے کہ جواب اسکا تین غیر مقلدین دہلی نے یوں دیا کہ انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلعم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں پس یہہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس ہر عیدین و پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ مروجہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا بھی بدعت ہے الی قولہ خلاصہ یہہ کہ بدعات مخترعات ناپسندیدہ شرع ہیں انتہی اور مدرسہ دیوبند کے مدرس اور واعظ وغیرہ نے اس جواب کی حقیقت پر مہر کر دی جیسا کہ صفحہ ۳۴ میں اس رسالہ کے حاشیہ پر ہے پھر صفحہ ۵ و ۵۵ کے حاشیہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارت تصحیح میں اس جواب کی یوں نقل کی ہے ایسی مجلس ناجائز ہے اور اسمیں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر ہے کفر ہے ایسی مجلس میں شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور رسوم ہی کہ یہہ سب ہنود کی رسوم ہیں البتہ ثواب پہونچانا اموات کو بلا قید درست ہے اسکا مضائقہ نہیں فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ پس یہہ فتوی مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپکر شائع ہوا تو مولوی عبد السمیع رامپوری نے اسکے رد میں رسالہ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ

شنعھا علی السائل بان حصرہ لقراءۃ الغلمان صریح البھتان لان العلماء الکھول یقرؤن المولود فی الدھلی وسماھم باسمائھم ثم قال نعم بعض المجالس یعنی بعد فراغ قاری المولود من العلماء الاعیان ایضا یقرء اشعار المدح احد من المردان بطیب الالحان واثبتہ بواضح البیان وذکر دلائل جواز التحمل وغیرہ باحسن العنوان ثم کتب فی جواب تحریر رشید احمد الگنگوھی ان رکاکۃ الفاظہ وسخافۃ معانیہ بریب ان شبھۃ لیس من کلامہ وذکر فی وجوھہ ان مرشدہ الحاج امداد اللہ المھاجر المقیم فی مکۃ المعظمۃ شیما ویشارک فی مجالس الموالید وانشد اشعارًا یخاطب فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الھند ویطلب منہ علیہ السلام المدد والعون وکذالک استاذہ المولوی الشاہ عبد الغنی المھاجر المتوطن فی المدینۃ المنورۃ افتی فی بعض تصانیفہ بجواز ھذا المجلس ونقل صاحب الانوار فی ھذا الباب من اکابر اساتذتہ ومرشدیہ نقولا وبسط بسطا لطیفا وذکر فی اثبات المولود والفاتحۃ بیانات رشیقا فلما انطبعت ھذہ الرسالۃ وشاعت تلک النقول اللتی نقر علی الگنگوھی واتباعہ واشیاعہ ثقلا

اور سائل نے جو مجلس مولود میں امردان خوش الحان کا پڑھنا ہی لکھا ہے تو اسکا بہتان ہونا ثابت کیا کیونکہ دہلی میں چند علما رد و مو مولود پڑھتے ہیں جنکے نام ظاہر کیئے پھر اخیر میں درج کیا کہ ہاں بعضی مجلسوں میں بعد فراغت قاری مولود کے جو علما اعیان سے ہوتے ہیں کوئی لڑکا خوش آواز بھی کوئی مدح وغیرہ پڑہ دیتا ہے اور اسکا اثبات واضح طور پر بیان کیا ہے اور تحمل وغیرہ کو دلائل باحسن وجوہ ذکر کیئے ہیں پھر مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر کے جواب میں یوں لکھا ہے کہ اس عبارت کی رکاکت مبانی و سخافت معانی ولمیں شبہ ڈالتی ہے کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہوگا انتہے بلفظہ یہہ وجوہ جواب میں یہہ بھی لکھا کہ انکے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ مولود کی مجلسوں میں شامل اور شریک ہوتے ہیں اور جب ہند میں تھے تو اپنے اشعار نعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے اور آپسے مدد مانگتے رہتے تھے اور ایسا ہی انکے استاد شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر مدینہ منورہ نے بعضے تصانیف اپنے میں جواز مجلس مولود کا فتوے دیا ہے الغرض صاحب انوار ساطعہ نے اس بارہ میں مولوی رشید احمد کو مرشدوں اور استادوں سے معتبر نقلیں لکھی ہیں اور مولود اور فاتحہ کے اثبات میں عمدہ بیان کیا ہے پس یہہ رسالہ جب چھپکر شائع ہوا تو گنگوہی صاحب اور انکے مرید شاگردوں پر سخت ناگوار گزرا۔

وشنعوا صاحب الانوار تشنيعا كبيرا لانهم
يعدون اقوالهم كالوحي من السماء المحفوظة من الزلل
والخلل فصنفوا في رد الانوار رسائل وزعموا انهم
اتوا في ابطالها باقوى دلائل منها الرسالة المسماة
بالبراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة
الفها خليل احمد الانبیٹهوى الذى هو من اقرباء
الرشيد وتلميذه والمريد فمزع فيها وتعدى في
ترديد جميع اقواله [illegible] ابطاله
سوا قال فيها [illegible] وعرض مسئلة [illegible]
[illegible] من تصديق [illegible] قوله الاول
قال فيه بامكان كذب الباري [illegible] وهو
بشهادة القرآن المبين اصدق القائلين
وتجويز نظير الرسول البشير النذير وهو بحكم القرآن
خاتم النبيين صلوات الله وسلامه عليه وآله
وصحبه اجمعين وقال في القول الثاني بمماثلة
بشرية جميع الآدميين بسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم والعالمين
في ضمن جملة بني آدم الكافرين والفاسقين
والكناسين والملحدين وقال في قوله الثالث
انه لا ريب في ان جميع بني آدم اخوان رسول الله
صلى الله عليه وسلم في البشرية والآدمية والقرآن
ينطق بان ازواجه امهات المؤمنين وفي قراءة
ابن مسعود رضي الله عنه النبي اولى بالمؤمنين
من انفسهم وهو اب لهم كما في المدارك وغيره

تب انہوں نے صاحب انوار کی کمال تشنیع کی کیونکہ
یہ لوگ مولوی گنگوہی صاحب کے اقوال کو وحی آسمانی
کی طرح خطا و زلل سے محفوظ جانتے ہیں پس انوار ساطعہ
کے رد کی رسائل تحریر کیے اور اپنے زعم میں اسکے رد
میں بہت دلائل لائے منجملہ انکے رسالہ براہین قاطعہ
علی ظلام انوار ساطعہ ہے جسکو گنگوہی صاحب کے قرابتی
اور شاگرد اور مرید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے تالیف
کیا اور اول سے آخر تک جمیع اقوال انوار ساطعہ کو بے
[illegible] محض نصیحت ہی کی تھی [illegible]
صحیح بات بھی [illegible] جسکو ہم ٹھیک [illegible]
اقوال میں یہ کہہ دیا ہے کہ اسکا مولف باری تعالی کے امکان
کذب کا قائل ہوا ہے حالانکہ قرآن مجید سے حق [illegible]
کا اصدق الصادقین ہونا ثابت ہے اور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے امکان نظیر کا بھی قائل ہے اور آپ
بحکم قرآن مبین خاتم النبیین ہیں اور دوسرے قول میں
آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ جمیع بنی آدم کو بشریت
میں برابر لکھدیا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ جملہ بنی آدم
کفار گنہگار جو شرابی بھی داخل ہیں اور تیسرے
قول میں دعوی ہے کہ بلا ریب جمیع بنی آدم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں بھائی ہیں اور قرآن مجید ناطق
ہے کہ آپکی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں اور ابن
مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں ہے النبی اولی بالمومنین
من انفسہم وہو اب لہم جیسا کہ مدارک وغیرہ میں ہے

كابوة النبي صلى الله عليه وسلم تقتضي حكم الابوة
الحقيقية في الحرمة كذا في تبصير الرحمن وغيره ثم
قال صاحب البراهين فعلم رسول الله صلى الله
عليه وسلم من الشيطان اللعين والحال انه عليه السلام
عالم علوم الاولين والآخرين عند اهل العلم والايمان
واليقين ثم نقل من مرشده الرشيد بدعية مجالس
المولود اسوأ حالا من كفار الهنود نعوذ بالله
المعبود من امثال هذا القول المردود وقائله المطرود
وكتب ايضا صاحب البراهين بان العلماء
المجوزين لمجالس الميلاد اهل بدعة وفسق وفساد
فالحاصل انه ما نجى من لسانه شتمه الله المعين
ولا سيد المرسلين ولا احباء دينه من العلماء الراسخين
كما استقصت عليه من [illegible] اليقين
اليقين وكان هذا الخليل المؤلف البراهين
[illegible] في المدرسة العربية ببلدة
بهاولپور من اكابر العلماء وذلك الرياسة
مع السرور والموفور وكنت احبه لله في سوابق الايام
لعلمي بظاهره انه من علماء اهل السنة الكرام
فلما وصلت في البلدة المذكورة في الربيع الآخر
سنة ست وثلثمائة بعد الالف لتحسين بعض
امور الدين ورأيت الرسالة البراهين تبدلت
تلك الصداقة الرائقة بالعداوة المبين ورأيت
تصديق رشيد احمد گنگوهی بهذه الرسالة [illegible]

اور تفسیر تبصیر الرحمن وغیرہ میں ہے کہ آپکی ابوت حرمت یعنی تعظیم میں
مقتضی ابوت حقیقی کے ہے انتہی پھر صاحب براہین نے لکھا ہے
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کمتر
ہے حالانکہ باتفاق اہل علم و یقین آپ عالم علوم الاولین
والآخرین ہیں پھر براہین والے نے اپنے مرشد رشید احمد سے
نقل کیا ہے کہ مجلس مولود بدعت ہے اور تعظیم کے لیے
کھڑا ہونا بھی بدعت و حرام بلکہ کفر ہے اور یہ مجلس مولود
مشابہ ہے جنم کنہیا کے جو فعل کفار ہنود کا ہے بلکہ مسلمان
مولود کرنے والے کفار ہنود سے بدتر ہیں۔ یہ رشید احمد کے
[illegible] ہم پناہ خدا ایسے قول مردود اور قائل مطرود
سے اور براہین میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ مجلس مولود
کے جائز رکھنے والے علما بدعتی اور فاسق اور فسادی ہیں
الغرض اسکی قلم سے نہ مصطفی [illegible] ہوا نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نہ علما راسخین جیسا کہ اسکے اقوال کے بعینہ مطالعہ سے
ناظرین کو یقین آجائیگا جو عنقریب منقول ہونگے اور یہ خلیل احمد
براہین قاطعہ کا مولف مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور میں اول
مدرس اور اکابر علما میں سے تھا اور فقیر [illegible]
اس سے محبت للہی رکھتا تھا کیونکہ اسکو علمائے اہلسنت جانتا
تھا مگر جب فقیر ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ میں بغرض تحسین بعض
امور دین کے وارد ریاست مذکور ہوا اور رسالہ براہین قاطعہ
دیکھا تو وہ مدت کی محبت سخت عداوت سے بدل ہوگئی
اور جب فقیر نے اس رسالہ کی رشید احمد
گنگوہی کی تصدیق دیکھی جو لکھنے

بكمال الاتقان وبغاية الايقان ولقب هذه الرسالة

بالدلائل الواضحة على كراهة المروج من المولود والفاتحة
ودعا فى حق المؤلف باقسام الدعاء ووصفه بانواع
الثناء وايضًا فى ابتدائها تصريح بان هذه الرسالة
طبعت بامر الرشيد لحصول تصديق قول المولوى
فيض الحسن السهارنفورى فى حقه بان اسمه
رشيد وامامره برشيد فاطلعت بعض اعيان
الرياسة على قباحة مضامين تلك الرسالة
فوصل الخبر الى والى الرياسة وحكم بان حضرت
صاحب جاچڑان يعنى مرشده الحاج شيخ المشائخ
مولانا غلام فريد سلمه الله الحميد لما يرجع من
سفر اجمير يكون حكمًا وعنده تقع المناظرة لتحقيق
مطالب هذه الرسالة فرجعت الى الوطن وكتبت
رسالة فى رد البراهين وعرضت على علماء الفنجاب
فصدقها مشاهير علماء اللاهور وامرتسر ثم
وصلت فى بهاولفور ابتداء رمضان المبارك
على حسب طلب الرياسة للمناظرة وجاء الخليل
ايضًا فى العشرة الاخيرة منه مع معاونيه من علماء الهند
النصرة الاول محمود حسن مدرس مدرسه ديوبند
والثانى صديق احمد المقيم فى رياسة كوتله ماليركوتله
والثالث محمد مراد والرابع عبد الحق المتوطن بور قاضى
والخامس جمعيت على المدرس الثانى فى بهاولفور
وطلب حضرت الحكم لغرض ظهور الحق وكمال التحقيق

بڑی شد و مد سے کی ہے اور اس رسالہ کو بلقب الدلائل الواضحہ
علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحۃ ملقب کیا ہے ۔
اور اسکے مؤلف کو اقسام دعا اور ثنا سے یاد فرمایا ہے
اور نیز ابتدا یعنی لوح پر درج ہے کہ بامر جناب مولانا رشید احمد
صاحب گنگوہی مطبع ہاشمی میں مطبوع ہوا تب فقیر کو مولوی
فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری کے قول کی تصدیق
ہوئی جو انہوں نے انکے حق میں اخبار لاہور میں لکھا تھا کہ اسکا نام
رشید ہے اور کام غیر رشید ہے ۔ پس فقیر نے ۔۔۔ کو ۔۔۔
بعضے اعیان ریاست بہاولپور کو انکے مضامین کی قباحت
پر مطلع کیا ۔ اور یہہ خبر والی ریاست موصوف اصلح اللہ تعالی
حالنا وحالہ واحسن مآلنا ومآلہ تک پہونچی اور تجویز یہہ ہوئی
کہ حضرت صاحب چاچڑاں شریف یعنے انکے مرشد حاجی
صاحب شیخ المشائخ مولانا شیخ غلام فرید سلمہ اللہ الحمید جب سفر
اجمیر شریف سے واپس تشریف لائیں تو وہ حکم کیے جاویں
اور براہین کے اقوال مردودہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا اور
علماء پنجاب کی خدمت میں پیش کرکے مشاہیر علماء لاہور و
امرتسر سے تصدیق کرایا پھر ابتداء رمضان مبارک میں حسب الطلب
ریاست بہاولپور کے فقیر مناظرہ کے لیے وارد بہاولپور
ہوا اور خلیل احمد جو رخصت پر تھا وہ بھی اپنے ہم مشرب علما
کو لیکر عشرہ اخیرہ رمضان مبارک میں وارد بہاولپور ہوا
جنکے نام یہہ ہیں مولوی محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند
مولوی صدیق احمد مقیم ریاست کوٹلہ مالیر مولوی محمد مراد مولوی عبد الحق
متوطن پور قاضی مولوی جمعیت علی مدرس ثانی بہاولپور اور حضرت

من علماء اطراف الرياسة المولوى سلطان محمود
والمولوى عبد الرشيد مدرس مدرسة حضرت
صاحب السير عليه الرحمة والمولوى عمر بخش والمولوى
غلام نبى والمولوى اله بخش ولشدة حر ايام الصيام
ناسب انعقاد مجلس المناظرة بعد العيد السعيد
فاجتمع اراكين الرياسة والعلماء وغيرهم فى اليوم الثالث
من شوال مستقر حضرت الحكم وهذا الفقير لمحض
غرض اعلاء كلمة الله وابتغاء مرضات الله عرض بالعبارة
المختصرة عدة اعتراضات على مسائل البراهين و
قرءها فى ذلك المجلس من اوله الى اخره فى العبارة
الهندية وههنا اترجمها بلسان عربى مبين -

الاعتراض الاول قال صاحب الانوار فى ابتداء
رسالته متاسفًا على ضعف الاسلام طاعنا على
من قال بامكان كذب الملك العلام ان من الناس
من قال به وهو سبحانه يقول فى شانه ومن اصدق
من الله حديثًا انتهى ورده صاحب البراهين فى
الصفحة الثالثة منه بان امكان كذب البارى مختلف
فيه بين القدماء كما فى رد المحتار هل يجوز الخلف
فى الوعيد فظاهر ما فى المواقف والمقاصد ان الاشاعرة
قائلون بجوازه لانه لا يعد نقصا بل جودا وكرما الخ
وهكذا فى سائر الكتب فطعن المؤلف [اى صاحب الانوار]
على هذا [اى القول بامكان كذبه تعالى] الطعن
على المشائخ وتعجبه ناشئ من عدم علمه وامكان كذب البارى

علماء اہلسنت سے مولوی سلطان محمود تلہیری والی مولوی
عبد الرشید مدرس مدرسہ حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ
مولوی عمر بخش مولوی غلام نبی و مولوی الہ بخش صاحبان
کو بغرض تحقیق حق بلوایا اور رمضان شریف میں شدت
گرمی کے سبب سے انعقاد مجلس مناظرہ بعد عید سعید قرار پایا
پس ۳ شوال کو حضرت صاحب کے مقام فرودگاہ پہ
اراکین ریاست بہاولپور و جمیع علما و شرفا وغیرہم جمع
ہوئے تو فقیر راقم الحروف نے محض تائید دین متین کی غرض
سے چند اعتراضات مسائل براہین قاطعہ پر عرض کیے اور اول
سے آخر تک پڑھ سنائے جو مجلس منقول ہوتے ہیں -

پہلا اعتراض

انوار ساطعہ کی ابتدا میں ضعف اسلام پر افسوس کرکے لکھا ہے
کوئی یہہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی ہے
ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اسکو امکان کذب کا دھبہ
لگاتا ہے انتہی براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں اسکی تردید
یوں کی ہے ۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں
نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز
ہے یا نہیں چنانچہ رد المحتار میں ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید الخ
ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اسپر طعن کرنا مولف کا پہلے
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے
اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے انتہی ملتقطہ اسپر
خلاصہ اعتراض کا یہہ ہوا امکان کذب باریتعالی کو خلف وعید
کی فرع بنا عوام اہل اسلام کو دھوکہ دینا جس سے ظاہر ہے

وتوضیح بان هذه عقیدة صاحب البراهین وهی
بعینها عقیدة الوهابیة کما صرح فی رسالة جامع

الشواهد لاخراج الوهابیین عن المساجد بان
العقیدة الاولی للوهابیین ان الکذب فی کلام الله
تعالی ممکن قال المولوی محمد شهود الحق تلمیذ المولوی
نذیر حسین الدهلوی فی کتاب صیانة الایمان
وهکذا یعرف کونه عقائد الوهابیین عما هم
حکم فی اخر الرسالة المذکورة ستة وخمسون جلا
من العلماء افتوا بان بعض هذه کفر وبعض هذه
فسق وبعضه [illegible] هذه الرسالة [illegible]
والمخاطب مرة بعد اخرى وقد صرح الفخر الرازی
الامام الهمام لاهل الکلام فی التفسیر الکبیر مواقع
متعددة ان بعض المعتزلة انکروا [illegible] وعید الفساق
والعصاة من کرمه تعالی واجاب اهل السنة بان عدم
الفساق لیست قطعیة بل مشروطة بعدم العفو
عندنا کما هی مشروطة بعدم التوبة اتفاقا
هذه خلاصة [illegible] فی سورة ال عمران تحت قوله
تعالی ان الله لا یخلف المیعاد ثم قال فی سورة
الرعد [illegible] بالخصوص ولکنا نخصص عمومات الوعید
بالایات الدالة علی العفو انتهی بلفظه وقال القاضی
البیضاوی والمفتی ابو السعود فی تفسیرهما باستدلال
المعتزلة [illegible] بان وعید الفساق مشروط
بعدم العفو بدلائل منفصلة کما هو مشروط بعدم التوبة

کہ براہین والے کا خود عقیدہ وہابیوں کا ہے اور یہی عقیدہ
وہابیوں کا ہے چنانچہ رسالہ جامع الشواہد میں درج
پہلا عقیدہ وہابیوں کا یہ ہے کہ خدائے پاک کا جھوٹ
بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ
مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین
کے صفحہ ۵ میں مندرج ہے انتہی بلفظہ اور ایسا ہی اس رسالہ
میں چند عقائد وہابیہ کے ذکر کر کے آخر میں چھپن علما
ہندوستان کی [illegible] کہا ہے کہ بعضے
[illegible]
[illegible]
فخر رازی نے جو علماء اہل کلام کا امام ہے تفسیر کبیر
کے کئی مقامات میں تصریح کی ہے کہ بعضے معتزلہ
خلاف وعید فساق کے منکر ہیں اور انکو اپنے
[illegible] امکان کذب باریتعالی جانتے ہیں اور اہل سنت
نے انکا جواب یوں دیا ہے کہ وعید فساق قطعی نہیں
بلکہ عدم عفو سے مشروط ہے ہمارے نزدیک جیسا کہ
عدم عفو عدم توبہ سے مشروط ہے بالاتفاق یہ تو
ہے خلاصہ عبارت تفسیر کبیر کا جو سورہ آل عمران کی آیۃ
ان اللہ لا یخلف المیعاد کے نیچے ہے پھر سورہ رعد میں
امام رازی لکھتے ہیں کہ ہم خلف وعید کو قائل نہیں لیکن
عموم وعید کو آیات عفو سے تخصیص کرتے ہیں انتہی
مترجما اور قاضی بیضاوی و مفتی ابو السعود اپنی تفسیر میں آیۃ
مرقومہ بالا کے نیچے لائے ہیں کہ وعید فساق معتزلہ کے استدلال کا جواب اہل سنت

بدلائل منفصلة کما هو مشروط بعدم التوبة وفاقا
انتهی وفی شرح المواقف المقصد الثامن فی ان الله تعالی
یعفو عن الکبائر الاجماع منعقد علی انه تعالی عفو
وان عفوه لیس فی حق الکافرین بل فی حق المومنین
انتهی وقد کتب المفتی محمد عبد الله التونکی المدرس
الاول فی المدرسة العربیة الکائنة ببلدة لاهور ان
مؤلف البراهین مع الحواریین عرضوا علی عبارة
شرح المواقف من صفحة (۷۰۹) المطبوعة النولکشوریة
لاثبات امکان کذبه تعالی فقلت جوابها مصرح
به فی مسلم الثبوت وعندی قائل امکان کذبه
سبحانه خارج من اهل السنة انتهی ملخصا ونقول
الفقیر ان شارح المواقف صرح بمواقف کثیرة
بانه یمتنع علیه الکذب اتفاقا وانه نقص والنقص
علی الله محال اجماعا واذا امتنع علیه الکذب وجب
ان یکون کلامه صدقا انتهی ثم قال فی اخر الکتاب
فی بیان عقائد اهل السنة ولا یصح علیه الحرکة والسکون
والانتقال ولا الجهل ولا الکذب ولا شئ من صفات
النقص خلافا لمن جوزها علیه کما تقدم انتهی ونقل
فیما تقدم فی ذکر الفرق الضالة من راهب المعتزلة
ابی موسی عیسی ابن صبیح انه قال الله تعالی قادر علی
ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الها کاذبا ظالما
تعالی الله عما قاله علوا کبیرا انتهی فبعد الاطلاع
علی هذه التصریحات لا یقول متدین بان امکان

بالاتفاق انتہے اور شرح مواقف میں ہے آٹھواں مقصد
اسمیں ہے کہ اللہ تعالی کبیرہ گناہ بخشدیتا ہے اتفاق
ہے اسپر کہ اللہ تعالے بخشنے والا ہے اور اسکی بخشش
کافروں کی حقمیں نہیں ہے بلکہ مومنوں کے حقمیں ہے انتہی
مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی مدرس اول مدرسہ
یونیورسٹی لاہور نے لکھا کہ مؤلف براہین اور اسکے
حواریین نے امکان کذب باریتعالی کی دلیل میں شرح مواقف
مطبوعہ نولکشور کے صفحہ (۷۰۹) کی عبارت مجھکو دکھلائی
تو میںنے کہا کہ اسکا جواب مسلم الثبوت میں موجود ہے اور
میرے نزدیک باریتعالی کے امکان کذب کا قائل اہلسنت
سے خارج ہے انتہے ملخصا اور فقیر کہتا ہے کہ شارح
مواقف نے بہت مقامات پر تصریح کی ہے کہ اللہ
تعالے پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور کذب نقص
ہے اور نقص خدا پر بالاجماع محال ہے اور جب کذب
خدا پر ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اسکی کلام صادق ہوا انتہے
اور پھر اخیر شرح مواقف کے عقائد اہل السنۃ کے بیان میں
لکھا ہے کہ اللہ تعالی پر حرکت سکون انتقال جہل کذب وغیرہ
صفات نقص صحیح نہیں ہیں بخلاف اسکے جو حقتعالی پر
انکی تجویز کرتا ہو جیسا کہ پیشتر گزرا ہے انتہے اور اوپر
گمراہ فرقوں کے ذکر میں معتزلہ کے راہب ابو موسی عیسے بن صبیح
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے کذب اور
ظلم پر قادر ہے اگر کرے تو خدا کاذب ظالم ہوگا خدا
بہت بلند ہے اس سے جو اسنے کہا پس شرح مواقف

كذبه تعالى عند اهل السنة ثابت من عبارة شرح المواقف كيف وتلك العبارة واقعة في المقصد الخامس في فروع المعتزلة على اصلهم في حكم العقل بحسن الافعال وقبحها انتهى ومع هذا قد اول العلماء المتكلمون تلك العبارة وزيفوها في تصانيفهم فالعجب من صاحب البراهين انه صرح في صفحة ٤٦ و ٤٧ وغيرها من كتابه بان العقائد انما تثبت من النصوص القطعية وخبر الاحاد غير كاف الخ وههنا يثبت امكان كذبه سبحانه من عبارة ضعيفة واستنباطات سخيفة ولا شك ان تنزيه البارى تعالى من الكذب ثابت بالقران والحديث والاجماع والكتب الدينية ناطقة بامتناع جواز كذبه سبحانه شرعًا وعقلًا قال عز من قائل ومن اصدق من الله قيلا وانا لصادقون وقوله الحق وتواتر الخبر من الانبياء عليهم الصلوة والثناء بانه تعالى صادق وقد قال تعالى في وعيد الكذب فنجعل لعنة الله على الكذبين فتحقق شرعًا وعقلا استحالة امكان كذبه تعالى لان الكذب قبيح ونقص وهو سبحانه منزه ومقدس من جميع النقائص قال امام علم الكلام في تفسيره تحت قوله تعالى وظنوا انهم قد كذبوا لان المومن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان وقال في الوجه الاول

بارتعالے بموجب مذہب اہلسنت کی شرح موقف کی عبارت سے ثابت ہے۔ کیونکر ایسا ہو سکے جب وہ عبارت بہی مقصد خامس فروع معتزلہ میں واقع ہے جو انکے اصل پر مبنی ہیں کہ حسن اور قبح کا مونکا عقل کے حکم میں ہے اور باوصف اسکے علما اہل کلام نے اس عبارت کی اپنی تصانیف میں تاویل اور تضعیف بہی کی ہے پس صاحب براہین سے تعجب ہے کہ باوجود اس تصریح کے کہ عقائد نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں اور خبر احاد اسمیں کفایت نہیں کرتی جیسا کہ صفحہ ۴۷ و ۴۶ براہین میں لکھتا ہے اسجگہہ عبارت ضعیف اور استنباط سخیف سے عقیدہ امکان کذب باریتعالی ثابت کر رہا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ باریتعالی کا کذب سے پاک ہونا قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور دینی کتابوں سے امکان کذب حق سبحانہ وتعالی شرعًا وعقلًا محال ثابت ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور کون زیادہ سچا ہے خدا سے کلام میں۔ اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں۔ اور خدا کا کلام سچ ہے۔ اور نبیوں سے بطریق تواتر روایات ہے کہ حقتعالے سچا ہے۔ اور خود حقتعالی نے کذب کی قباحت میں فرمایا ہے پس لعنت کریں خدا کی جہوتوں پر پس امکان کذب باریتعالی کا محال ہونا شرعًا وعقلًا ثابت ہوا اسلیئے کہ کذب برا اور نقصان ہے اور حقتعالی سب عیبوں سے پاک اور سبحان ہے۔ امام علم کلام اپنی تفسیر کبیر میں آیت اخیر سورہ یوسف وظنوا انہم قد کذبوا کے نیچے لکھتے ہیں کہ لوگوں نے گمان کیا کہ وہ جہٹلائے گئے

والظن ههنا بمعنى التوهم والحسبان انتهى و ايضا في التفسير الكبير فاذا جوز على الله خلاف فيه (اى في الخبر) فقد جوز الكذب على الله تعالى وهذا خطأ عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا على انه تعالى منزه عن الكذب انتهى و في شرح الفقه الاكبر وغيره والكذب عليه تعالى محال انتهى وفي الفتاوى الهندية يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او نسبه الى النقص انتهى ملخصًا ثم ان الكفار لا يصفون الههم الباطلة بالكذب ويتحاشون منه تحاشيًا كبيرًا وههنا علماء الاسلام يكيتون في وصف الحق العلام امثال هذه المعائب القبيحة في الرسائل الشنيعة ويشتهرونها بالانطباع فانهم يطيلون السنة اعداء الاسلام بالطعن والرد على الملك العلام نعوذ بالله منها **قد تم الاعتراض الاول** من الاعتراضات السبعة المكتوبة المجموعة المعروضة في معرض المناظرة بمجلس الحكم ثم كتب في جوابها المولف البراهين بامداد الحواريين بلغة هندية اوراقا كثيرة وقد شغوني بتشنيعات كبيرة فحمدت حمدا طيبا على ان ادرجت في سلك المولى الكريم ورسوله الرؤف الرحيم صلى الله عليه وسلم بازكى صلوة واتمى تسليم والعلماء الراسخين للدين القويم لان كلام الكنكوهى

ظن کے معنے وہم کے تحریر کرتے ہیں اور نیز اسی تفسیر کبیر میں ہے کہ جب حقتعالی پر خبر میں خلاف کی تجویز کیجاوے تو یہہ خدا پر کذب کو روا رکہنا ہے۔ پس یہہ بڑا گناہ ہے بلکہ قریب کفر کے ہے اہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں ہے کہ باریتعالے کا کذب محال ہے اہ اور شرح عقائد جلالی میں ہے کہ محال کا امکان بہی محال ہے اہ فتاوی عالمگیریہ میں لکہا ہے کہ اللہ تعالی کو نالائق کی ساتہہ وصف کرنا یا نقصان سے نسبت کرنا کفر ہے اہ اور کفار اپنے جہوٹے خداؤنکو جہوٹ سے موصوف نہیں کرتے اور اس سے بہت ہی دور رہتے ہیں اور یہاں بعض علماء اسلام معبود برحق کو اپنے خراب رسالوں میں امکان کذب سے وصف کرکے چہپواتے ہیں اور وہ ذرہ بہر بہی نہیں شرماتے ہیں بیشک یہہ لوگ خدای پاک پر دشمنان دین کی زباندرازی کراتے ہیں۔ خدایا ہم آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسجگہہ پہلا اعتراض منجملہ سات اعتراضوں مجموعہ کے جو حکم کے پاس مجلس مناظرہ میں چند اوراق پر لکہکر پیش کیئے گئی تہے تمام ہوا۔ اسپر مولف براہین نے اپنے حواریین کی امداد سے بہت سے ورقوں میں اسکا جواب لکہا اور فقیر کو سخت بدگوئی سے یاد کیا تسپر فقیر نے دل وجان سے حقتعالی کی حمد کی کہ یہہ مسکین حضور رب العلمین اور حضرت سید المرسلین اور علمای ربانیین کی سلک میں منسلک ہوا کیا معنے کہ مولوی گنگوہی

والانبیٹھوی واشیاعہما ھولاء الکرام فیا بشری
لھذا الفقیر المستہام ادخل فی ضمن اولئک العظام
فھذہ اوراق الجوابات الاجمالیۃ والتفصیلیۃ و
ان کانت مثل الاعتراضات مجموعۃ لکن ناسب
ان انقل ھھنا الجواب التفصیلی للاعتراض الاول
باھتمام تم اکتب تردیدہ باحسن نظام وھکذا
ینقل کل واحد من الاعتراضات مع الجواب وجواب
الجواب کی لا یحصل التشویش للناظرین بل طالعوھا
بالترتیب المتین فھا انا ارجم خلاصۃ الجواب
التفصیلی بلسان عربی مبین وبہ نستعین وھو
المعین قال صاحب البراھین ومویدہ الاربعۃ
فی الجواب التفصیلی ان صاحب انوار الساطعۃ
بعد ذکر ایۃ ومن اصدق من اللہ حدیثا طعن بحق
من قال بتطرق امکان کذبہ تعالی واستبعد من
ھذا القول فلما کان ھذا الطعن فی بعض الصور
عائدا الی بعض اکابر اھل السنۃ والجماعۃ فاجیب
فی البراھین بانہ لیس فی ھذا الزمان احد قائلا
بامکان کذبہ تعالی بل القدماء اختلفوا فی الوعید
کما ثبت من رد المحتار ان الاشاعرۃ قائلون بجواز خلف
الوعید فھذا الطعن فی الحقیقۃ علی الاشاعرۃ القائلین
بخلف الوعید لان البداھۃ تشھد بوجود الکذب
فی خلف الوعید والحال ان المسئلۃ التی اختلف فیہا
اھل السنۃ لا یجوز للاحد ان الطعن علی احد من الفریقین

اور انبیٹھوی اور انکے ہم مشربوں کے مطعون تو یہہ تینوں
حضرات ہیں۔ پس اس فقیر کو مبارک ہو کہ ان بزرگوار کے
ضمن میں داخل کیا گیا ہے ہرچند وہ اوراق جواب اجمالی
و تفصیلی کے اعتراضات کی طرح مجموعہ تھے مگر پہلے جواب تفصیلی
اعتراض اول کا پورا نقل کرکے پھر اسکی تردید کرنی
مناسب ہوا اور ایسا ہی ہر اعتراض کو معہ جواب و
جواب الجواب کے لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین ترتیب
وار ملاحظہ کریں۔ اور تشویش میں نہ پڑیں چنانچہ
اسجگہ فقیر خلاصہ جواب تفصیلی کا عربی میں ترجمہ
کرتا ہے اور مولے معین سے مدد چاہتا ہے۔ صاحب
براہین اور انکے چاروں معین جواب تفصیلی
میں کہتے ہیں کہ رسالہ انوار ساطعہ میں جو چھپے ذکر
کرنے آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مطلق
امکان کذب باریتعالے کے قائل پر طعن کیا ہے
اور برا جانا ہے چونکہ یہہ طعن بعض صورتوں میں
بعض اکابر اہلسنت کی طرف راجع ہوتا تھا تو براہین
میں اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ان وقتوں میں تو کوئی
امکان کذب باریتعالے کا قائل نہیں ہے۔ بلکہ قدما
خلف فی الوعید کی بابت مختلف ہوئے ہیں جیسا کہ رد المحتار
سے ثابت ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو جواز کے قائل
ہیں تو فی الحقیقت یہہ طعن ان اشاعرہ پر ہوا جو جواز
خلف وعید کے قائل ہیں کیونکہ خلف وعید میں
کذب کا موجود ہونا بدیہی ہے اسلیئے کہ خلف اور کذب میں صرف لفظی فرق ہے

سیما الطعن الذی یوصل الی تکفیر بعض اکابر اھل
السنۃ فاثبت فی البراھین جھل مؤلف الانوار الساطعۃ
فحکم علی ھذا المولوی القصوری بلا فہم وبلا دلیل
ان معتقد صاحب البراھین امکان کذبہ تعالی
والحال ان ھذا لا یثبت من البراھین بوجہ من الوجوہ
واعتقادی امتناع وقوع الکذب من اللہ تعالی
کما ھو مصداق ایۃ ومن اصدق من اللہ حدیثا
وغیرھا من الایات ولا یعتقد من عوام المؤمنین احد
بل کافر بان اللہ تعالی لیس منزھا من الکذب والمعتقد
بعدم تنزیہ الباری تعالی من الکذب خارج عن دائرۃ
الاسلام وانما دعیت متعلقا بھذہ المسئلۃ فی
البراھین بدعوین الاولی ان مسئلۃ خلف الوعید
مختلف فیہ بین القدماء علی ما فی جمیع الکتب الکلامیۃ
ویکفی لاثباتہ عبارۃ رد المحتار والاخری ان امکان
الکذب فرع جواز خلف الوعید وداخل فیہ وھذا
بدیہی عند العقل السلیم لان الصدق والکذب
ضدان لا یجتمعان فان قیل یلزم منہ النقص والنقص
علی اللہ محال فجوابہ ما نقل عن شرح المواقف ورد المحتار
لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما اذا اعتقد
فی مسئلۃ خلف الوعید ما اختارہ المحققون من
اھل السنۃ کما فی شرح العقائد والمحققون علی
خلافہ فما قال المولوی القصوری من ان امکان
الکذب فی کلام الباری عقیدۃ صاحب البراھین

خصوص ایسا طعن جو اکابر اہلسنت میں کسیکی تکفیر تک نوبت
پہونچاوے تو صاحب براہین نے مولف انوار ساطعہ کا جہل
ثابت کیا اسپر مولوی قصوری نے بلا دلیل اور بے سمجھی یہہ
حکم لگا دیا کہ صاحب براہین باریتعالے کے امکان کذب کا
قائل ہے حالانکہ براہین سے یہہ امر بالکل ثابت نہیں ہوتا ہے
اور میرا اعتقاد ہے کہ حقتعالی سے وقوع کذب محال ہے جیسا
کہ آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا وغیرہا سے ثابت ہے
اور کوئی عام مومنوں سے کیا کافر بھی اسبات کا قائل نہیں
ہے کہ حقتعالی کذب سے پاک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کو کذب
سے پاک نجاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور
میںنے براہین میں متعلق اس مسئلہ کے صرف دو دعوی کیے
ہیں پہلا یہہ کہ مسئلہ خلف وعید قدما میں مختلف فیہ
ہے جملہ کتب کلامیہ میں اسکا ثبوت موجود ہے۔ اور رد المحتار
کی عبارت اسکے اثبات کے لیئے کافی ہے۔ دوسرا دعوی
یہہ ہے کہ امکان کذب خلف وعید کے جواز کی فرع ہے اور
اسمیں داخل ہے اور یہہ امر عقل سلیم کے نزدیک بدیہی ہے
اسلیئے صدق و کذب دو نقیضین ہیں جمع نہیں ہوتے
پس اگر کہا جاوے کہ اس سے حقتعالی پر نقص لازم آتا ہے اور
یہہ محال ہے تو اسکا جواب یہہ ہے جو شرح مواقف اور رد المحتار سے
منقول ہے کہ یہہ نقص نہیں بلکہ جود و کرم ہے اور میں مسئلہ خلف وعید
میں محققین اہلسنت کے مختار کا معتقد ہوں۔ جیسا کہ شرح عقائد
میں لکھا ہے کہ محققین اسکے خلاف پر ہیں۔ اور مولوی قصوری کا یہہ
کہنا ہے کہ براہین والا حقتعالی کے امکان کذب کا معتقد ہے

فهو كذب وافتراء مبين لان مؤلف البراهين بعد
ذكر اختلاف خلف الوعيد اثبت فرعية امكان
الكذب لخلف الوعيد وبما سبق من البيان حصل
الفراغ من جواب الاعتراض المتعلق بعبارة البراهين
لكن بغرض تكميل المبحث واظهار ان المولوي القصوري
لا يعلم مراتب الكذب ولا يعلم ايضا ان حكم كل مرتبة عند
اهل السنة ما هو اكتب بالاختصار ان الكذب اما
في مرتبة الصفات ممتنع بالذات مطلقا والكذب
في مرتبة الاخبار اما امكان عقلي او امكان فعلي شرعي
فالامكان بمعنى الجواز الشرعي انما هو في خلف
وعيد بعض عصاة المؤمنين كما اختاره بعض الاشاعرة
على ما كتبه في رد المحتار والامكان العقلي ممتنع
لغيره داخل تحت قدرته تعالى لان كل ممتنع لغيره
ممكن بالذات داخل تحت قدرته تعالى والدليل
عليه ان اجتماع جميع الناس على مذهب واحد
يستلزم كذبه تعالى لقوله ولا يزالون مختلفين
فيمتنع ولا يدخل تحت قدرته ومن قوله تعالى ولو
شاء ربك لجعل الناس امة واحدة يثبت صريحا ان
اجتماع جميع الناس على ملة واحدة داخل تحت مشيته
وقدرته وايضا ايمان جميع بني آدم يستلزم كذبه
تعالى لقوله ان الذين حقت عليهم كلمة ربك لا
يؤمنون ومن قوله ولو شاء ربك لآمن من في الارض
جميعا يتحقق مع كذب الآية السابقة ان ايمان

سو یہ کذب اور افترا ہے اسلیے کہ مولف براہین نے
خلف وعید کے اختلاف کی ذکر سے پیچھے یہہ ثابت کیا
امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے اور اسیقدر بیان
اعتراض متعلق عبارت براہین سے فراغت حاصل
ہوگئی ہے لاکن بغرض تکمیل بحث اور اظہار اس بات
کہ مولوی قصوری کذب کی مراتب سے نادان ہے اور
ابھی نہیں جانتا کہ اہلسنت کے نزدیک ہر مرتبہ کا حکم کیا ہے
کچھہ تہوڑا سا لکھتا ہوں کہ کذب یا مرتبہ صفات باریتعالی
ہوگا یا اخبار میں پس مرتبہ صفات کا کذب تو ہر حال ممتنع
بالذات ہے اور کذب مرتبہ اخبار میں یا امکان عقلی یا امکان
فعلی شرعی ہے پس امکان کذب بمعنے جواز شرعی صرف خلف
وعید بعضے گناہگار مسلمانوں میں ہے جیسا کہ بعض اشاعرہ
کا مختار ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے اور امکان عقلی ممتنع
لغیرہ قدرت الٰہی کے نیچے داخل ہے کیونکہ ہر ممتنع بالغیر
ممکن بالذات ہے اور ہر ممکن بالذات خدا کی قدرت کے
نیچے داخل ہے اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ سب آدمیوں کا ایک مذہب
پر اکٹھا ہونا خدا کے کذب کو لازم پکڑتا ہے بحکم اس آیت کہ ولا یزالون
مختلفین پس محال ہے اور خدا کی قدرت کے نیچے داخل [illegible]
اس آیت ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ سے صریح
ہے کہ سب آدمیوں کا ایک مذہب پر جمع ہونا خدا کی قدرت
کے تلے داخل ہے اور نیز سبکا مسلمان ہونا خدا کے کذب کو
پکڑتا ہے بدلیل اس آیت کہ ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا
یؤمنون اور اس آیت ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا
اگر تیرا رب چاہتا سب لوگ مسلمان ہو جاتے

جميع الناس داخل تحت قدرته ومشيته وايضا
ثبت من آية ان الله على كل شيء قدير مقدورية جميع
الاشياء الممكنة لله تعالى لان الواجب والممتنع
لذاته خارج عن اطلاق الآية وما سواها جميع الممكنات
مقدوره تعالى والا يلزم خروج جميع الممكنات
عن قدرته تعالى وهو غلط بداهة لانه يستلزم
كذب النص وهذا الامكان العقلي ثبت من اصول
مذهب اهل السنة كالشمس في النهار لانهم اعتقدوا
الله فاعلا مختارا ولا يجب عليه شيء وثواب المؤمنين
فضل وعقاب الكفار عدل وان فعل على خلافه
بان يدخل جميع المؤمنين في النار خالدين مخلدين
وجميع الكفار الجنة خالدين مخلدين فهذا داخل
تحت قدرته وممكن عندهم والحال انه يستلزم كذب
النص نقل المفتي صدر الدين في رسالة اثبات نظيره
صلى الله عليه وسلم في تفسير النيشابوري ثم ذكر
لازم الملك والحكم فقال يغفر لمن يشاء بعميم فضله
وان كان من الابالسة والفراعنة ويعذب من يشاء
بحكم الالهية والقاهرة وان كان من الملئكة المقربين
والصديقين وكل ذلك يحسن منه شرعا وعقلا
الا لم يحصل كمال الملك والحكم الا ان جانب الرحمة
والمغفرة غالب ولهذا ختم الكلام بقوله والله غفور
رحيم هذا قول الاشاعرة انتهى في الكفاية هذا
مذهب الاشاعرة وكذا يجوز عندهم تخليد المؤمنين في النار

جمیع بنی آدم داخل قدرت و مشیت باریتعالی ہے اور نیز
آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر سے جمیع اشیاء ممکنہ کا مقدور
الٰہی ہونا ثابت ہے کیونکہ ذات و صفات الٰہی
اور ممتنع لذاتہ اس آیت کی اطلاق سے خارج ہیں اور سوا
انکی سارے ممکنات مقدور الٰہی ہیں ورنہ لازم آتا ہے
کہ کوئی ممکن بھی قدرت خدا کے نیچے داخل نہو اور یہہ بداہۃ
غلط ہے کیونکہ مستلزم کذب نص ہے اور یہہ امکان عقلی
اصول مذہب اہلسنت سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہوتا ہے کیونکہ
وہ حقتعالی کو فاعل مختار اعتقاد کرتے ہیں اور اسپر کسی
چیز کا واجب ہونا نہیں مانتے اور مومنوں کے ثواب کو فضل
اور کفار کے عذاب کو عدل جانتے ہیں اور اگر اسکے برخلاف
اللہ تعالی سب مومنوں کو ہمیشہ کے لیئے دوزخ میں داخل
کر دے اور سارے کفار کو ابد الآباد بہشتی بنا دے تو یہہ
اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے اور ممکن ہے حالانکہ اسکے
قرآن کی آیت کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے مفتی صدر الدین
رسالہ اثبات نظیر فخر عالم میں نقل کرتے ہیں کہ تفسیر نیشاپوری
میں ہے پھر ذکر کیا لازم ملک اور حکم کا اور فرمایا یغفر لمن یشاء
بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنے عام فضل سے اگرچہ وہ شیطانوں
اور فرعونوں سے ہو ویعذب من یشاء اور عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
اپنی خدائی اور قدرت کے حکم سے اگرچہ وہ مقرب فرشتوں اور
صدیقوں سے ہو اور یہہ سب کچھہ حقتعالی سے شرعا وعقلا
زیبا ہے ورنہ کمال بادشاہت و حکم حاصل نہوگا مگر رحمت
اور بخشش کی جانب غالب ہے اسلیئے کلام کو آیت واللہ غفور رحیم

وتخليد الكافرين في الجنة الا ان السمع ورد انه
لا يفعل قال الله تعالى ما يبدل القول لدي وان علي الله
حق وان الله لا يخلف الميعاد قال الامام وفعل
العبد لا يوجب على الله شيئا فلا الطاعة توجب
الثواب ولا المعصية توجب العقاب بل الكل
من الله بحكم الالهية وقدرته فصح لو عذبناه انه لو
شاء تعذيب جميع المقربين حسن منه ولو شاء رحم
جميع الفراعنة والا بالسة حسن ذلك منه وهذا
البرهان هو الذي دل عليه ظاهر قوله يغفر لمن يشاء
ويعذب من يشاء فانقيل اليس انه لا يغفر الكفار ولا
يعذب الملائكة والانبياء قلنا من لولى الاية انه
لو اراد الفعل لا اعتراض عليه وهذا القدر لا تقتضي
ان يفعل وهذا الكلام في غاية الظهور انتهى بقدر الحاجة
فعلى هذا المنقول لزم للمولوى القصورى ان يخرج
المفتي الدهلوى وصاحب التفسير النيسابورى وصاحب
الخلاصة بل جميع الاشاعرة عن دائرة الاسلام لان
هؤلاء قالوا بامكان كذب الملك العلام وايضا اثبتوا
امكان دخول النبيين والصديقين في النار فلابد
للقصورى ان يبرء من مذهب الاشاعرة ويحصل له
الجرءة لتكفير جميع اهل السنة وليعلم ان علماء الشرع
كما صرحوا بهذا المطلب كذلك نقل من اكابر الاوليا
بل ازيد منهم بمراتب قال الشيخ شرف الدين يحيى المنيري
...ح في اخبار الاخيار انه كتب في الاربع والخمسين

اور کافرونکا بہشت میں روا ہی۔ مگر قرآن میں ہے کہ
حقتعالی ایسا نکریگا خدا فرماتا ہے میرے نزدیک بات
نہیں بدلتی اور خدا کا وعدہ سچا ہے اور خدا وعدہ
ہنس خلاف کرتا ہے امام نے کہا ہی کہ بندہ کا کام حقتعالی پر کچھ واجب
نہیں کرتا ہے نہ بندگی ثواب کو وجب کرتی ہی اور نہ گناہ
عذاب کو لازم کرتا ہے بلکہ سب کچھ حقتعالی کی خداوندی
اور قدرت سے ہی پس ہمارا دعوی صحیح ہے کہ اگر خدا تعالی
سارے مقربونکو عذاب کرنا چاہے تو بجا ہے اور اگر سب
فرعونوں اور شیطانوں پر رحم کرے تو زیبا ہے اور
آیت یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اسپر دلالت کرتی ہے
اگر کوئی کہوے کہ خدا کافروں کو بخشیگا اور فرشتوں و انبیا
کو عذاب کریگا تو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ آیت کے معنی
یہ ہیں کہ اگر خدا کسی کام کو چاہے تو اسپر کسیکو اعتراض
نہیں ہے اور اسکا یہ مقتضا نہیں ہے کہ خدا ایسا کریگا
اور یہ بات بہت ظاہر ہے اہ پس اس منقول کے
روسے مولوی قصوری پر لازم ہی کہ مفتی صدر الدین اور تفسیر
نیشا پوری والے اور صاحب خلاصہ بلکہ جمیع اشاعرہ کو دائرہ
اسلام سے خارج کردیوی کیونکہ یہ سب باریتعالی کے امکان کذب کے قائل
ہیں اور نیز انبیا و صدیقین کو دوزخی ہونیکے امکان کے
قائل ہیں پس قصوری کو ضروری ہی کہ مذہب اشاعرہ سے بیزار ہو
اور جمیع اہلسنت کی تکفیر پر جرات کرے اور اس امر کی تصریح
علماء ظاہر کی ہی کلام میں نہیں بلکہ اکابر اولیاء اللہ سے
اسی سے جیادہ تر لکھا ہی حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری نے

یا اخی من کان له معاملة بجبار و قهار الذی ان یجعل
الجنان عین الجحیم والجحیم عین الجنة ویخرج
من الکعبة بیعة ومن بیت الاوثان مسجدا و یخلع
من ملائکة الملکوت لباس الملکیة ویلبس خلعة
الملکیة ویتوج بتاج القدس الشیاطین الملعونین
ویقید فی سلسلة واحدة محمدا علیه السلام
الذی هو خاتم النبیین وعیسی الذی هو ابن
جریدة طهارة ویحیی الذی لم یرتکب خطیئة و
ما هم بها ویدخلهم فی النار خالدین مخلدین و
یقهرهم لا یبالی ولا باس به ولا یغبر ذیل عدله
بمثقال ذرة غبار ظلم فکیف یکون له القرار
والامن وبای وجه یکون له الدعوی والکبریاء
انتهی کلامه بقدر الحاجة فلینظر اهل الدیانة و
الانصاف ان الشیخ کیف ادخل الممتنعات لغیرها
تحت قدرته تعالی ومن جمیع فقراته یتحقق امکان
کذبه سبحانه الیس الحکم بان دخول النبیین
فی النار خالدین مخلدین مستلزما الامکان کذب
رب العلمین فلابد للقصوری ان یشتهر فتوی
تکفیر الشیخ بل یکفر اکثر الاولیاء الذین صرحوا بعموم
قدرة القدیر وهذا کما قال مولانا شاه عبد العزیز
فی التحفة الاثناعشریة الکید الثالث وقالت
الشیعة ان اهل السنة یجوزون ظلمه تعالی
فانهم اعتقدوا جواز التعذیب بلا خطیئة وادخال

میں کہتے ہیں اے بھائی جسکو ایسے جبار اور قہار سے معاملہ
ہو کہ اگر بہشت کو دوزخ بناوے اور دوزخ کو بہشت
اور کعبہ سے کلیسا نکالے اور مسجد سے بتخانہ بنائے اور
فرشتوں سے لباس ملکی چھین لے اور ناپاک شیطانوں
کو فرشتوں کی پوشاک اور تاج قدس پہنا دے اور محمد
خاتم رسالت اور عیسے پاکدامن کے بیٹے کو اور یحیے
کو جنسے کبھی گناہ نہیں کیا اور نہ گناہ کا خیال آیا
ایک زنجیر میں باندہ اور ہمیشہ کیلیے دوزخ میں ڈالدے
اور انپر قہر کرے تو کسیکی پروا نہیں کرتا اور نہ کسی سے ڈرتا
اور نہ اسکے دامن عدل پر ایک ذرہ غبار ظلم پڑتا ہے
تو اس شخص کو جائی قرار اور امنی کیونکر ہوگی اور کیونکر
دعوی خود بینی کرسکتا ہے اہ دیندار اور منصف
لوگ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں کہ ہر لفظ شیخ کا
کسطرح ممتنعات لغیرہا کو ممکن اور داخل تحت قدرت
کر رہا ہے۔ اور ہر فقرہ سے امکان کذب باریتعالے
کا ثبوت ہو رہا ہے کیا آنحضرت و عیسے و یحیے علیہم السلام
کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا قدرت خداوندی میں
ہونا امکان کذب باریتعالے کا مستلزم نہیں ہے تو مولوی
قصوری کو ضروری ہے کہ حضرت شیخ کیا اکثر اولیاء اللہ
کی تکفیر کا فتوے مشتہر کرے۔ کہ جنہوں نے بڑے
شد و مد سے عموم قدرت باریتعالے کو بیان کیا ہے۔ ایسا
ہی حضرت شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے
تیسرا مکیدہ ہی کہ شیعہ کہتے ہیں کہ اہلسنت حقتعالی پر ظلم کی تجویز کرتے ہیں

فی النار خالدا مخلدا وجواب هذا الکید علم من البیت
من انہ یمکن الظلم من اللہ عند اہل السنۃ لان الجمیع
خلقہ وملکہ یفعل بہم مایشاء ومع ذلک تجوز
التعذیب امر اخر ووقوعہ شیٔ اخر انتہی والظاہر
ان امکان ادخال المؤمن المطیع فی النار ابدا
علی حسب فہم القصوری یستلزم کذبہ تعالی
وہو نقص فدعوٰہ کفر فیکفر صاحب التحفۃ
الاثنا عشریۃ ایضا فینظر مؤلف الانوار ومویدہ
القصوری وجمیع اہل مشربہما بنظر الاعتبار ان الطعن
علی قائل مطلق امکان الکذب اوصلہم الی تکفیر
اکابر اہل السنۃ وکنا اردنا ان نفصل ہذا المبحث
بتفصیل جمیل لکن بسبب العجلۃ اکتفینا علی
ہذا القدر القلیل وبفضلہ تعالی نبین ہذا المبحث
فی وقت اخر بالبسط البسیط بقی ان القصوری
فی بیان دلائلہ لم یمیز بین مراتب الکذب اصلا
وسبق جواب بعض الایات واما تمسکہ بایۃ
فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین فی استدلالہ فہو
ایضا بلا فہم وما یدری ان وجود مبدء الاشتقاق
ضروری لصدق وصف المشتق لا امکانہ و
الا یلزم علی حسب فہم القصوری ان یکون جمیع
الناس حتی المعصومین نعوذ باللہ مصداق
ایۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین لانہ لما کان
مدار ہذا الوعید علی مطلق امکان الکذب وامکان الکذب

اور اسکو ہمیشہ عذاب کرے تو روا ہے اور اس مکر کا جواب
اول معلوم ہوچکا ہے کہ باریتعالی سے اہلسنت کے نزدیک ظلم
ممکن ہے اسلیے کہ سب مخلوقات اسکی پیدائش و ملک ہیں
جو چاہے کرے اور باوجود اسکے عذاب کا جائز رکہنا
اور بات ہے اور عذاب کرنا اور بات ہے اہ اور ظاہر ہے
کہ فرمانبردار مومن کو ہمیشہ دوزخ میں رکہنا مولوی قصوری
کے فہم پر باریتعالے کے کذب کو لازم پکڑتا ہے اور یہہ
نقص ہے تو اسکا دعوی بہی کفر ہوا تو صاحب تحفہ کی بہی تکفیر کریں
اب مؤلف انوار ساطعہ اور اسکے پشت پناہ مولوی قصوری
اور تمام انکے ہمذہب عبرت سے دیکہیں کہ جو طعن مطلق
امکان کذب کے قائل پر کرتے ہیں تو انسے اکابر اہلسنت کی تکفیر
تک نوبت پہونچانی ہے ہمارا ارادہ تہا کہ اس بحث کی خوب
تفصیل کریں مگر افسوس عجلت زیادہ ہے اسوقت قلیل پر اکتفا
ہے انشاء اللہ بشرط موقع دوسرے وقت اسکو بسط و تفصیل
کے ساتہ بیان کیا جائیگا۔ رہا یہ کہ مولوی صاحب قصوری
نے اپنے دعوی کے دلائل میں مراتب کذب میں ہرگز امتیاز نہیں
کی ہے بعض آیات کا تو جواب ابتداء میں گذر چکا ہے اور جو آیت فنجعل لعنۃ اللہ
علی الکذبین سے استدلال کیا ہے وہ بہی بے سمجہی
سے ہے کیونکہ اسکو یہہ خبر نہیں ہے کہ صدق وصف مشتق کو لئے وجود مبدء
اشتقاق ضروری ہے نہ امکان ورنہ قصوری کے فہم پر لازم آتا ہے
کہ جملہ بنی آدم حتی کہ معصومین بہی نعوذ باللہ آیت فنجعل لعنۃ اللہ
کا مصداق ہوں کیونکہ جب اس وعید کا مدار مطلق امکان
پر ہے اور امکان کذب

فی جمیع الناس موجود فکان مصداق الوعید
جملۃ بنی ادم فیتامل القصوری انہ جعل الانبیاء
والاولیاء مصداق ایۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
نعوذ باللہ من سوء الفہم ولا حصر علی الکذب بل
اکابر الاولیاء وغیرہم یقدرون علی جمیع الاثام
کفرا کان او شرکا زنا کان او سرقۃ وغیرہما وہذہ
فی امکانہم وان لم یقع فانکانت الوعیدات علی نفس
الامکان فہو لاء جمیع الاکابر مثل الکفار دخلوا
فی عموم الوعید فظہر من ہذا ظہورا بینا ان المولوی القصوری
یعتقد ان جمیع بنی ادم ماخوذون ومعذبون
نعوذ باللہ منہ وما استدل بان الکذب قبیح
ونقص واللہ منزہ ومقدس من جمیع النقائص
فجوابہ اولا سلمنا قبح الکذب ونقصہ لکن لا نسلم
قبح امکان الکذب ونقصہ بل ہو من کمال الوہیتہ
وشعبۃ عموم قدرتہ تعالی کما علم سابقا ومن ادعی
قبح امکان الکذب ونقصہ فعلیہ بالدلیل وثانیا
ہذا الدلیل یدل علی عدم واقفیۃ المولوی القصوری
من المذہب الاشعری لیس شیٔ من اللہ تعالی قبیحا
فی الحقیقۃ علی مذہب الاشاعرۃ فان جمیعہا
کمالات قال شاہ عبد العزیز فی التحفۃ الاثنا عشریۃ
الکید الثانی قالوا ان الشیعۃ ان اہل السنۃ
جوزوا صدور القبائح من اللہ تعالی یعنی اعتقدوا
ان الزنا والسرقۃ یخلقہ ولا یخلقہ الا فیحاولہما

جملہ بنی آدم میں ہے تو مصداق وعید جملہ بنی آدم ہوئے اب قصوری
صاحب ذرا سوچکر دیکہیں کہ انبیا اور اولیا کو بہی مصداق
اس آیت کا قرار دیا بری فہمید سے پناہ بخدا۔ اور کچہہ جہوٹ
پر ہی منحصر نہیں بلکہ اکابر اولیا وغیرہ کو تمام گناہ کفر اور شرک
اور زنا اور سرقہ وغیرہ پر قدرت ہے اور انکے امکان میں داخل
ہے گو وقوع نہوں تو اگر نفس امکان پر ہی وعیدات وارد
ہیں تو یہہ جملہ بزرگوار بہی مثل کفار داخل عموم وعید ہونگے
اس سے مثل آفتاب نیمروز ظاہر ہے کہ تمام بنی آدم تو یہہ
تو یہہ ماخوذ و معذب ہوں۔ نعوذ باللہ منہ اور یہہ جو
دلیل بیان کی ہے کہ کذب قبیح اور نقص ہے اور باریتعالی
سب نقصوں سے پاک ہے اسکا جواب یہہ ہے اول
ہمنے مانا کہ جہوٹ قبیح و نقص ہے لیکن امکان کذب کا قبیح
اور نقص ہونا مسلم نہیں بلکہ کمال الوہیت اور شعبہ عموم
قدرت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے اگر آپ قبیح و
نقص کے مدعی ہیں تو دلیل لائیے دوسرے یہہ تو شرمایئے
ثانیا یہہ دلیل مولانا قصوری کی ناواقفیت مذہب سے
پیدا ہوئی ہے ورنہ فی الحقیقۃ اشاعرہ کے نزدیک خدا کی طرف
سے کوئی چیز قبیح نہیں ہے وہاں سب کمالات ہیں شاہ
عبد العزیز تحفہ میں لکہتے ہیں دوسرا کید شیعہ کہتے ہیں
کہ اہلسنت قبائح کا صادر ہونا باریتعالے سے جائز کہتے
ہیں۔ یعنے زنا اور چوری کو خدا اکی
پیدائش اور اسکے ارادہ سے جانتے ہیں
شیطان اور انسان کچہہ نہیں کرتے ہیں

الی الشیطان والانسان وهذا کما لسوء ادب بجناب
کبریائہ تعالی ولا یدرون ای الشیعۃ ان مذہب
اهل السنۃ انہ لا قبیح منہ تعالی ای الامور التی تقبح
بالنسبۃ الی الانسان والشیطان ویواخذان
علیها لا تقبح بالنسبۃ الی اللہ تعالی والظاهر
ان الحسن والقبح امران اضافیان یختلفان
باختلاف المنسوب الیہ واصل القباحۃ ان نظن
بعض الاشیاء من اللہ تعالی قبیحۃ وبعضها حسنۃ
ویشکل الامر علینا انتہی فظهر من هٰهنا ان خلق
الکفر والعبث المقبوحین بعینهما وخلق ابلیس
والنفس المبدئین لجمیع الشرور واعطائهما التمکین
والقدرۃ هذہ جمیعها قبائح والاشاعرۃ نسبوها
الی اللہ تعالی فبحسب فتوی القصوری یکفرون
ویخرجون من دائرۃ الاسلام وفی الحقیقۃ منشاء
عدم درایۃ القصوری بمذهب اهل السنۃ وثالثًا
نقل القصوری هذا الدلیل من شرح المواقف لکن
ما دری معناہ ولم ینظر ما قبلہ وما بعدہ لان
شارح المواقف زیف هذا الدلیل فغرض الدلیل
الغیر الصحیح عند الخصم نهایۃ جرءۃ قال شارح
المواقف واعلم انہ لم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل
والقبح العقلی فیہ فان النقص فی الافعال هو القبح
العقلی بعینہ فیها وانما یختلف العبارۃ دون المعنی
فاصحابنا المنکرون للقبح العقلی کیف یتمسکون

اور یہ جائز رکھنا حقتعالے کی کمال بے ادبی
ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اہلسنت کا مذہب یہ
ہے کہ جو کام بہ نسبت انسان و شیطان کے قبیح ہیں اور (یعنے شیعہ ۱۲)
انپر مواخذہ ہوتا ہے بار یتعالے کی نسبت انمیں
کوئی قباحت نہیں ہے اور بہت ظاہر ہے کہ حسن
قبح دونو اضافی امر ہیں اپنے منسوب الیہ کی اختلاف سے
مختلف ہوتے ہیں۔ اصل قباحت یہہ ہی کہ ہم باریتعالی کی
نسبت بعضی چیزونکو اچھا جانیں۔ اور بعضی کو برا پھر اسپر
مشکل میں پڑیں اب ظاہر ہو کہ کفر اور عبث کا پیدا کرنا
جو عین قبیح ہیں اور ابلیس و نفس کا جو مبدء سب پلیدیونکا
ہیں پیدا کرنا پھر انکو قدرت دینا یہہ تمام قبائح ہیں جنکو اشعرہ
نے باریتعالے کیطرف نسبت کیا ہے تو بموجب فتوی قصوری کے
گے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے اور فی الحقیقت منشا
اسکا قصوری صاحب کی ناواقفیت مذہب سے
ہے۔ ثالثًا یہہ دلیل جو قصوری صاحب نے شرح
مواقف سے نقل کی ہے تو اسکے مطلب کو نہیں
سمجھا نہ اسکے ماقبل مابعد کو دیکھا ہے خود شارح مواقف
اس دلیل کو غلط بنا رہے ہیں پس غلط دلیل کو خصم
کے مقابلہ میں پیش کرنا کسقدر جرات و بیباکی ہے
شارح مواقف کہتا ہے کہ نقص فی الفعل اور قبح عقلی
فی الفعل میں فرق مجہیر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ نقص
فی الافعال وہی بعینہ قبح عقلی فی الافعال ہے معنے میں کچھ فرق
نہیں صرف عبارت میں اختلاف ہے پس ہمارے علما جو قبح عقلی کے

فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم النقص فی
افعالہ تعالی انتہی فخلط القصوری فی هذا الدلیل
بین القبح والنقص وظن انهما متحدان فالعجب
انہ یدعی نفسہ من اهل السنۃ ویختار مذهب الشیعۃ
والمعتزلۃ والخوارج فهذہ ثمرۃ قصور علمہ فمسئلۃ
امکان الکذب الباری من المسائل الواقعیۃ لا
یجوز اخفاءها من خوف المطاعن الواهیۃ من اعداء
الاسلام والا یلزم القصوری ان یجمع جمیع کتب
الاشاعرۃ وعلماء الاسلام ویغرقها فی البحر ویهجرون
اهل السنۃ ولا ینحل هذہ العقدۃ بدونهما وما نقل
القصوری فی التفسیر الکبیر وتفسیر ابی السعود وغیرهما
فهو ایضا بلا درایۃ ما یبطل منہ وما یتحقق بہ وتلک
الدلائل لا تخالف مقصودنا کما نقلنا من رسالۃ
المفتی صدر الدین کلام الامام وایضا فی جواب
الاعتراض الثانی سیجیء فی اثبات امکان نظیر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بعبارۃ النص من کلام التفسیر
الکبیر وغیرہ ما هو یباین دعوی القصوری وما نقل
من شرح المواقف فهو ایضا قصور فہم لیس فیہ عبارتہ
تعارض اصلا فمتی اثبت امتناع الکذب فهو
صحیح ومعناہ آخر ومتی اثبت امکان الکذب
ایضا صحیح ومحملہ آخر وما قال القصوری فی عبارۃ
مختصرہ قلنا لا نسلم استحالۃ الترکیب وهما من
الثبات التی یشملها قدرۃ اللہ تعالی انتہی

کہ حقتعالے کے افعال میں نقص لازم آتا ہے ا د
پس قصوری صاحب نے اس دلیل میں قبح اور نقص کو
مخلوط کرکے دونو کو ایک خیال کر لیا ہے تعجب ہے کہ
دعوی مذہب اہلسنت کا ہے اور شیعہ معتزلہ خوارج کا مذہب
اختیار کر رکھا ہے۔ یہ قصوری صاحب کی قصور
علم کا نتیجہ ہے پس مسئلہ امکان کذب باریتعالے مسائل
وقعیہ سے ہی اسکا دشمنان دین کی ڈر کر اخفا کرنا بیجا ہے
ورنہ قصوری صاحب اشاعرہ کی مذہب کی تمام کتابیں
اور علما کو جمع کرکے دریا میں ڈبو دیں اور مذہب اہلسنت
کو چھوڑ دیں ورنہ بدون اسکے یہ عقدہ حل نہوگا
اور حاشیہ پر جو دلائل تفسیر کبیر اور تفسیر ابو السعود و
بیضاوی کی حوالہ کیے ہیں وہ بھی نہیں سمجھے کہ کس مدعا
کا انسے ابطال ہے اور کسکا اثبات ہے وہ دلائل
بھی ہمارے مدعا کے ہرگز مخالف نہیں چنانچہ مفتی صدر الدین
کے رسالہ سے امام کا کلام نقل ہو چکا ہے اور نیز جواب
اعتراض دوم میں تفسیر کبیر وغیرہ سے اثبات امکان
نظیر آنحضرت علیہ السلام بطور عبارت النص کے کیا جائیگا جو بالبداہت
قصوری صاحب کے مدعا کے برخلاف ہوگا اور جو عبارتیں
شرح مواقف سے نقل کی ہیں انکو مطلب کے سمجھنے میں قصوری صاحب
کا فہم قاصر ہے۔ انمیں ہرگز تعارض نہیں جہاں امتناع کذب
لکھا ہے وہ صحیح ہے اسکے معنے اور ہیں اور جہاں امکان کذب ہے وہ
بھی صحیح ہے اوسکا محمل کچھہ اور ہے اور اس عبارت شرح مواقف
کا کہ ہم اسکا محال ہونا نہیں مانتے کیونکہ وہ دونو ممکنات سے ہیں

انها على اصول المعتزلة فهو من قصور فهمه او من
غشاوة اسفسانية وعناد القلب نعم اصل مسئلة
وجوب الثواب والعقاب مبني على اصول المعتزلة
ولا يلزم منه ان جميع مطلب هذا المقصد من اوله
الى آخره مبني على اصولهم وهذا الدعوى غلط وذلك ينحصر
على ان يتحقق اولا ان اثبات امكان الكذب على اصول
المعتزلة وليس كذلك لان الامتناع المنصوص في
قوله وانه يمتنع عليه الكذب اتفاقا مبني على اصول
المعتزلة فكيف يكون دعوى امكان الكذب على
اصولهم وسائر الفقر القصوري على خلاف الواقع من
تحرير المولوي عبد الله التونكي فقصته اني لما وصلت
في بلدة لاهور ولاقيت مع الرفقاء بالمولوي المذكور
وكلمنا معه في مسئلة امكان الكذب فاجاب
بان قائل امكان كذب الباري خارج عن دائرة
اهل السنة فطلبنا منه الدليل فعرض عبارة
شرح المواقف من صفحة ۲۰۹ وهو انه يمتنع عليه الكذب
اتفاقا فاعترض عليه مولانا محمود حسن بان هذا
الامتناع ذاتي او بالغير فاجاب بانه امتناع ذاتي
فاراد المولوي محمود حسن الكلام معه على طريق المعقول
فاجتنب منه واعتذر بانى لا اناظر معكم فلما رايت
ان الصيد يخرج من اليد فقلت نحن تلامذة استاذ
واحد ولا مناظرة بيننا بل تحقيق المسئلة فلا تمل
منه ثم قلت له التسليم ان قال شارح المواقف بامكان كذبه

جو قصوری صاحب نے یہہ جواب دیا کہ یہہ اصول معتزلہ پر مبنی
ہے یا تو مطلق عبارت نہیں سمجھی یا غبار نفسانیت و خانہ دل نے بصیرت
کو مکدر کر دیا ہے اگر یہہ مراد ہے کہ اصل مسئلہ وجوب
ثواب عقاب اصول معتزلہ پر مبنی ہے تو درست ہے اور اس سے یہہ
لازم نہیں آتا کہ سارا مطلب اس مقصد کا اول سے آخر تک اصول
معتزلہ پر مبنی ہو کہ یہہ دعوی غلط ہے اور منحصر ہے اسپر کہ پہلے
امکان کذب اصول معتزلہ پر ثابت کیا ہو اور ایسا نہیں
کیونکہ امتناع کذب جو منصوص انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا کا
وہ اصول معتزلہ پر مبنی ہے تو دعوی امکان کذب کا انکے اصول
پر کیونکر مبنی ہوا اور قصہ مولوی عبد اللہ ٹونکی مدرس [illegible]
لاہور کی تحریر کا خلاف واقعہ حاشیہ پر ذکر کیا ہے تو اسکا قصہ
یہہ ہے کہ میں جس روز لاہور پہنچا مع اپنے رفیقوں کے مولوی
مذکور (یعنے مؤلف براہین ۱۲) سے ملا اور مسئلہ امکان کذب کو چھیڑا تو جواب دیا کہ امکان کذب
کا قائل اہلسنت سے خارج ہے ہمنے اسپر دلیل طلب کی تو مولوی
مذکور نے یہہ عبارت شرح مواقف کی وہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا
پیش کی تب جناب مولوی محمود حسن صاحب نے پوچھا کہ یہہ امتناع
ذاتی ہے یا امتناع بالغیر مولوی عبد اللہ نے کہا کہ امتناع
ذاتی ہے تب مولانا محمود حسن صاحب نے معقولی طور پر
گفتگو کرنی چاہی جسے مولوی عبد اللہ نے پہلو تہی کی
جب مینے یہہ دیکھا کہ شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے تو یہہ کہا
کہ ہم اور آپ ایک استاد کے شاگرد ہیں باہم مناظرہ
صرف تحقیق مسئلہ ہے آپ تنگ نہوں پھر کہا کہ اگر
شارح مواقف کذب کا امکان لکھدے تو آپکو قبول

تعالى قال نعم فعرضت عليه عبارة صفحة ۲۰۷ التي
في آخرها اذ لا شبهة في ان عدم الوجوب مع
الوقوع لا يستلزم خلفا ولا كذبا لا يقال انه يستلزم
جوازهما وهو ايضا محال لانا نقول استحالته ممنوعة
كيف وهما من الممكنات التي يشملها قدرته تعالى
انتهى فلبث المولوي عبد الله ينظرها مليا وسلم
امكان الكذب ورجع عن عقيدة امتناع الذاتي
وما عرض علينا عبارة كتاب في ترديد قولنا
ورجعنا من عنده ثم بعد اليومين لما جاء المولوي
عبد الحق ووقف في اللاهور لقيه وكلم معه
في مسئلة امكان النظير وامكان الكذب فقبل
المولوي عبد الله حقية مسئلتين مطابقا (ان نظير النبي صلى الله عليه وسلم ۱۲)
باعتقاد اهل الحق بغير التردد والخلاف فالمولوي
القصوري ان لم يعتمد على هذه الواقعة فليسئل
منه وهو ان قال بخلافه فيدعوه في بلدة بها وليقول
ثم ويسلم عندنا ويفهم سريعا منه والا فليذهب جميعا
في اللاهور ويكلم معه فان سلم لزم التسليم على القصوري
والا فلا والقول بان امكان الكذب من عقائد
الوهابيين كما في رسالة جامع الشواهد لاغواء
العوام لان عقيدة الوهابيين ان طابقت بما فصلنا
في امكان الكذب فليست بمخالفة عقائد اهل السنة
قطعا بل مخالف هذه العقيدة خارج عن دائرة
اهل السنة وان كانت عقيدتهم مخالفة لما عرضنا

انہوں نے اسکو قبول کیا تو مینے یہہ عبارت صفحہ ۲۰۷ کی دکھائی
جسکے اخیر میں یہہ تحریر ہے اذ لا شبہۃ الخ یعنے اسمیں شبہہ نہیں
کہ واجب ہونا باوجود وقوع کے خلف اور کذب کو لازم نہیں
پکڑتا ہے کوئی یہہ نکہے کہ خلف اور کذب کے جواز کو مستلزم
ہے اور یہہ بھی محال ہے اسلیے کہ ہم کہتے ہیں کہ اسکا محال
ہونا منع ہے اور یہہ دونو ممکنات سے ہیں جنپر قدرت الہی شامل
ہے او مولوی عبد اللہ صاحب اس عبارت کو دیر تک دیکھتے
رہے اور امکان کذب باریتعالے کو مان گئے اور امتناع ذاتی
ہونیکے عقیدہ سے باز آگئے اور کوئی عبارت اس قول شرح مواقف
کی تردید میں مولوی عبد اللہ نے نہیں دکھائی اور ہم وہاں سے
چلے آئے پھر دو روز کے بعد جناب مولوی عبد الحق صاحب
لاہور میں مولوی عبد اللہ صاحب سے ملے اور مسئلہ امکان
نظیر و امکان کذب دونو میں گفتگو کی تو مولوی عبد اللہ نے
دونو کے حق ہونے کو اہل حق کے عقیدہ کے مطابق مان لیا
اور کچھ چون و چرا نکی اگر قصوری صاحب کو اس واقعہ کی سچی
ہونے میں شک ہے تو خود مولوی عبد اللہ سے پوچھیں اگر وہ
اسکے خلاف کہیں تو انکو بہاولپور میں بلا لیں ہم انکو تسلیم
کرا دینگے وہ جلد سمجھ لینگے ورنہ لاہور چلے چلیں اس مسئلہ میں
ہم آپنے گفتگو کریں اگر وہ مان لیں تو قصوری بھی مان لیں ورنہ نہیں
اور یہہ جو لکھا کہ یہہ عقیدہ وہابیونکا ہے جیسا کہ رسالہ جامع الشواہد
میں ہے تو یہہ عوام کا بہکانا ہے کیونکہ اگر عقیدہ وہابیونکا
مطابق اس تفصیل کے ہے جو امکان کذب میں بندہ لکھ چکا ہے
تو یہہ قطعی مخالف عقائد اہلسنت کے نہیں بلکہ اسکا مخالف دائرہ

[illegible]

نقیاس عقیدتی علی عقائد هم بغیر امتیاز والحکم
بان هذه العقیدة من عقائد الوهابیین دلیل
واضح علی کمال العلم القصوری وانه ولیس العجب من
اهل مذهب القصوری الا افتراء علی الوهابیین
کما افتری علی صاحب البراهین ثم ان طابقت
عقیدة الوهابیین بعقیدة اهل السنة فالقصوری
هل یفتی بترکها ایضا اقول ان من عقائد الوهابیین
ان الله وحده لا شریک له ومحمد صلی الله علیه وسلم
رسول حقا فلغرض الاجتناب من عقیدة الوهابیین
لزم علی القصوری ان یأمر الناس بترکها والله الهادی
هذه ترجمة جواب صاحب البراهین باعانة الحوارئین
ثم انا اکتب جواب الجواب باعانة الحق المبین
وبه استعین قوله نجیب له فی البراهین بانه
لیس فی هذا الزمان احد قائلا بامکان کذبه
تعالی بل القدماء اختلفوا فی الوعید کما ثبت
من رد المحتار ان الاشاعرة قائلون بجواز خلف
الوعید فهذا الطعن فی الحقیقة علی الاشاعرة
القائلین بخلف الوعید لان البداهة تشهد
لوجود الکذب فی خلف الوعید اقول وبه یجاب
احد الکتب المولوی اسمعیل الدهلوی فی رسالة
تقویة الایمان شان ملک الملوک انه ان یشاء
خلق الاف الاف الاف نبی وولی وجن وملک
مساویا بجبرئیل ومحمد یخلق فی ان واحد بکلمة کن
صلی الله علیه واخوانه وعترته وسلم

تو اسپر میری عقیدہ کو قیاس کرنا اور بلا امتیاز یہہ کہہ دینا کہ یہہ عقیدہ
وہابیوں کا ہے قصوری صاحب کے کمال علم پر واضح
دلیل ہے اور عجب نہیں کہ وہابیونپر بھی اسیطرح قصوری
کے مذہبی بھائیونکا افترا ہو جسطرح کہ مؤلف براہین پر افترا کیا
پھر اگر کوئی عقیدہ وہابیونکا اہل سنت کے مطابق ہو تو کیا قصوری
صاحب اسکے چھوڑدینے کا بھی فتوے دینگے میں کہتا ہوں
کہ وہابیونکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ایک وحدہ لاشریک ہے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہے تو چونکہ یہہ بھی عقیدہ
وہابیونکا ہے اسکو بھی چھوڑ دیجیے واللہ الہادی یہاں تک
اصل عبارت ہے جواب صاحب براہین مع حوارئین کے
جسکا ترجمہ عربی میں ہے اب فقیر قصوری کان اللہ لہ
اسکا جواب لکھتا ہے بمعین حقیقی جل وعلا سے اعانت چاہتا
ہے۔ یہہ جو کہا کہ ہمنے براہین میں جواب دیا تہا کہ اس زمانہ
میں کوئی قائل امکان کذب باریتعالی کا نہیں بلکہ قدما میں
اختلاف ہوا ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ اشاعرہ جواز
خلف وعید کے قائل ہیں تو یہہ طعن فی الحقیقت اشاعرہ پر ہے
جو قائل خلف وعید کے ہیں کیونکہ خلف وعید میں کذب کا
ہونا بدیہی ہے الخ فقیر خدائے پاک کی پناہ میں آکر کہتا ہے
کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے (جو مولوی رشید احمد وخلیل احمد کے
استادوں سے ہے) رسالہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے
اس شہنشاہ کی تو یہہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک کن سے
چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے
جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے

انتهی مترجما من صفحة ۱۳ المطبوعة فی المطبع الصدیقی
الدهلوی فاعترض علیه بعض علماء اهل السنة
من معاصریه بان الله سبحانه لما قال فی کتابه المبین
ان محمدا صلی الله علیه وآله وسلم رسول الله وخاتم
النبیین فما یخلق واحدا مساویا له صلی الله علیه
وسلم فقول اسمعیل یستلزم منه کذبه تعالی لان
خلف الوعد کذب وهو علیه تعالی محال فاجاب عنه
فی رسالة یکروزه بما نصه اقول ان کان المراد من المحال
ممتنع لذاته الذی لا یدخل تحت قدرته تعالی فلا
نسلم ان المذکور محال بمعنی المسطور لان
عقد القضیة الغیر المطابقة للواقع والقائها علی الملائکة
والانبیاء لایخرج عن القدرة الالهیة والا یلزم زیادة
القدرة الانسانیة علی القدرة الربانیة لان عقد
القضیة الغیر المطابقة للواقع والقائها علی المخاطبین
مقدور لاکثر افراد الانسان انتهی مترجما
من صفحة ... المطبوعة فی افضل المطابع علی حاشیة
رسالة ایضاح الحق الصریح هذا السؤال
والجواب وقع فی اخر المائة الثالث عشر ومؤلف
تقویة الایمان ویکروزه من اجلة اساتذة علماء
گنگوه ودیوبند وانبیٹهه ولهذا کتب صاحب
البراهین مع الحوارئین فی اوراق المناظرة التی
ازالة ان الکلام اللفظی بالکذب ممکن بالذات
ممتنع بالغیر وهکذا اشتهر فی ضمیمة انتظام الملک

مطبوعہ مطبع صدیقی دہلی کے صفحہ ۱۳ کی یہہ اصل عبارت
ہے اسپر انکے ہمعصر بعضے علماء اہلسنت نے اعتراض
کیا کہ جب حقتعالی نے قرآن مجید میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی کا رسول اور نبیونکا ختم کرنیوالا ہے
تو انکے برابر ایک شخص بھی باریتعالی پیدا نکریگا
پس یہہ بات حقتعالی کے جھوٹ کو لازم پکڑتی ہے۔
کیونکہ خلاف وعدہ جھوٹ ہے اور وہ اس سے پاک ہے تو مولوی اسمعیل
نے رسالہ یکروزہ میں اسکا جواب یوں لکھا ہے کہ
میں کہتا ہوں اگر مراد محال سے ممتنع لذاتہ ہے کہ خدا تعالی
کی قدرت کے نیچے داخل نہو تو ہم نہیں مانتے کہ یہہ
جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں وغیرہ
سے جبتک پہنچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ہے ورنہ
آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بہت بڑہ کر ہونا
لازم آئیگا اسلیے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بناکر لوگونکو
سنا دینے پر قادر ہیں یہہ ترجمہ ہے عبارت فارسی
رسالہ یکروزی کا جو رسالہ ایضاح الحق الصریح مطبوعہ
افضل المطابع کے حاشیہ پر چھپا ہے صفحہ ... میں دیکھو
اب یہہ سوال وجواب تیرہویں صدی کے اخیر میں ہوئے ہیں
اور یہہ مولوی اسمعیل علماء دیوبند گنگوہ وانبیٹھہ کا
کمال معتقد فیہ ہے۔ اسیواسطے مؤلف براہین اور اسکے
حوارئین نے مناظرہ تقریری کے اوراق میں لکھا ہے
کہ مصحف مجید میں جھوٹ کا پایا جانا ممکن الذات ہے
ممتنع بالغیر ہے اور ایسا ہی ان لوگونکے ضمیمہ انتظام الملک

الواقعة فی بلدة مراد آباد المطبوعة ۱۲ اگست
سنہ ۱۸۹۹ء والحق ان اتصاف الکلام النفسی
واللفظی کلیہما بالکذب ممتنع بالذات کما فی
شرح المقاصد والمواقف وغیرہما وسیجیٔ من
بعض التفاسیر التصریح فی ہذا الباب واشتہر
من علماء مدرسۃ دیوبند مسئلۃ وجود
الامثال له صلی اللہ علیہ وسلم مستندا
باثر ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کل ارض آدم
کآدمکم الی قولہ ونبی کنبیکم حتی الف بعضہم
رسالۃ التحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس
واولہ خاتمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بتاویلات
فاسدۃ وتسویلات کاسدۃ وہو کما تری تایید
وتشدید لقول اسمعیل الدہلوی المراد منہ
ورد فظہر ازدیاد ہذہ المسئلۃ اکابر علماء اہل
السنۃ عربا وعجما بالعنوان تردیدہا نثرا
ونظما اصہا فتوی حضرت مولانا مفتی الاسلام
ببلد اللہ الحرام عبدالرحمن ابن عبداللہ سراج اعلی
اللہ تعالی درجتہ فی دار السلام مدللا
بالکتاب والسنۃ ومزینا بشہادۃ المفتین
من المذاہب الاربع فی الحرمین الشریفین وغیرہم
من العلماء الاعلام وہذہ الفتوی قد طبع
بمطبع الحاج منصور محمد الکائنۃ بالجملیۃ عمر
الخمیسۃ سنۃ احد وتسعین والمائتین بعد الالف

مراد آباد مطبوعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۹ء میں مشتہر
کیا ہے اور حق یہ ہے کہ کلام لفظی اور نفسی دونوں
کا جھوٹ سے متصف ہونا ممتنع بالذات ہے
جیسا کہ شرح مقاصد اور شرح مواقف وغیرہ
میں لکھا ہے اور بعضے تفسیروں سے بھی یہی تصریح
عنقریب مذکور ہوگی۔ اور علماء مدرسہ دیوبند سے
تحقق مسئلہ موجود ہونے چھ مثل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بدلیل اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
کہ ہر زمین میں تمہارے نبی جیسا نبی ہے مشہور ہے
یہانتک کہ مولوی محمد قاسم ممتحن مدرسہ مذکورہ نے
رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس بنایا اور
چھپوایا اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
ہونے کی خراب تاویلیں لکھیں جسکے عرب و عجم کے
علما نے جواب اور رد لکھے اور نثر و نظم کے
طور پر اس مسئلہ کی تردید کی منجملہ انکے فتوے
معظمہ کے مفتی مولانا حضرت عبدالرحمن سراج کا
اللہ تعالی اسکا درجہ بہشت میں اونچا
کرے۔ جو قرآن و احادیث سے
مستند ہے۔ اور جسمیں حرمین محترمین
کے چاروں مذہبوں کے مفتیوں
اور مدرسوں کی شہادتیں و تصحیح
موجود ہے۔ اور مطبع
منصوری میں واقعہ سنہ ۱۲۹۱ھ

فی صفحات ثمان وثلثین فظہر من ہذا ظہور الشمس
فی نصف النہار ان اساتذۃ صاحب البراہین
ومعاصریہ فی قرب ہذا الزمان قالوا بامکان
کذب ملک الدیان فتاسف علی ذلک مؤلف
الانوار وبین شناعتہ بآیۃ کلام اللہ القہار
وما صرح لمصلحتہا باسماء ہؤلاء او مر علی اللغو
بطریق الکرام الکبار فقول صاحب البراہین
بان قائل امکان کذبہ تعالی لیس احد فی ہذا
الزمان محض کذب وزور وتقیۃ من اعیان ریاست
بہاولپور وفی الحقیقۃ ہو واساتذتہ قائلون
بہذا القول القبیح ومعتقدون ہذا الاعتقاد
الشنیع ثم اسناد قول امکان الکذب الی الاشاعرۃ
صریح افتراء وبہتان لان بعضہم وان قالوا
بجواز خلف وعید الفساق لکن سموہ بالکرم
والجود وعفو المعبود وحاشاہم اللہ تعالی
من ان عبروہ بامکان کذب الحق الودود ونعوذ
باللہ تعالی من ہذا القول المردود وفی نقل صاحب البراہین
من رد المحتار بہا نہایۃ خیانۃ وخلاف دیانۃ
لان صاحب رد المحتار رحمہ اللہ الغفار نقل
اولا جواز خلف الوعید من الاشاعرۃ وثانیا
بان المحققین علی عدم جوازہ وانہ الصحیح وصرح
ثالثا بان الاشبہ ترجیح جواز الخلف فی الوعید
فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار توفیقا

۳۶ صفحوں پر چھپا ہے۔ اب اس سے ظاہر
مثل الشمس ہے کہ مولوی خلیل احمد کے استادوں
اور انکا اور اسکے مذہبی بھائیوں کا اسی زمانہ میں
باریتعالے کا امکان کذب کا عقیدہ نکلا ہے۔ تسپر
مؤلف انوار ساطعہ نے افسوس کیا اور قرآن مجید کی آیت
سے اسکی قباحت بیان کی اور ان لوگوں کا نام نہ لیا کسی
مصلحت سے۔ یا العزیز بزرگوں کیطرح گذرنے سے تو
اب اسکے جواب میں براہین والے کا یہ قول کہ امکان
کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا الخ محض
کذب اور زور اور ارکان ریاست بہاولپور سے
تقیہ کرنا ہے اور فی الواقع یہ شخص خود اور اسکے استاد اس قول
قبیح کے قائل اور اس برے عقیدہ پر مائل ہیں پھر
اس مسئلہ امکان کذب کی اشاعرہ کیطرف اسناد کرنی صاف
افترا اور بہتان ہے کیونکہ بعضے اشاعرہ جو خلف وعید گنہگاروں کی
کو جائز جانتے ہیں تو اسکو کرم اور عفو معبود مانتے ہیں
نہ کہ معاذ اللہ کسی نے اسکو امکان کذب باریتعالی نام
رکھا ہو خدائے ودود اس قول مردود سے پناہ دیوے
اور براہین میں جو رد المحتار سے نقل کی ہے تو اسمیں
سخت خیانت ورزی کی ہے اسلیے کہ صاحب رد المحتار
علیہ رحمۃ الغفار نے اولا اشاعرہ سے خلف وعید کا جائز
ہونا نقل کیا ہے ثانیا تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
یہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے ثالثا دونو قولوں میں تطبیق کے
طور پر تخصیص کی ہے کہ گنہگاروں کو وعید میں خلف روا ہے کافروں کی

بیان ادلۃ المانعین المتقدمۃ وادلۃ المثبتین التی من اقتضها قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الخ انتہی من صفحۃ ۱۵۳ من الجلد الاول المطبوعۃ المرۃ الاولی فی مصر یقول الفقیر کان اللہ لہ ان ھذہ الآیۃ الشریفۃ من اجلۃ الدلائل علی ان وعید الکفار حتم دون وعید الفساق فحسن الظن بل الیقین ان من قال بجواز خلف الوعید اراد وعید الفساق ومن قال بعدم جوازہ اراد وعید الکفار والقرآن ینطق بان جمیع وعیدات الفساق مشروطۃ بعدم العفو کما قال تعالی ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء فثبت ان معنی جواز خلف الوعید عند الاشاعرۃ ان اللہ سبحانہ یعفوا عن العاصی بکرمہ وجودہ حسب مشیتہ ووعدہ ولا خلف ولا کذب فی الحقیقۃ وتسمیتہ بالخلف انما ھو باعتبار الظاھر والمجاز فاثبات صاحب البراھین امکان کذبہ تعالی من ھذا القول لیس الا الافک المبین علی الاشاعرۃ والبھتان العظیم علی صاحب رد المحتار والغرض کل الغرض تبرءتہ لنفسہ ولاساتذتہ وارجاع طعن صاحب الانوار علی العلماء الکبار وھذا کما قال عز من قائل واذ قتلتم نفسا فادارئتم فیہا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون والتعبیر

تاکہ دونو فریق کے دلائل میں موافقت ہو جائے اور آیت کہ اللہ تعالے شرک کو نہ بخشیگا۔ اور سوا اسکے جسکو چاہے بخشدیگا جواز کے قائلوں کی صریح دلیل ہے صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ مصر اول مرتبہ کے جلد اول میں دیکھو۔ فقیر کہتا ہے کہ آیت مبارک کافرونکے وعید کی قطعی اور فاسقوں کے غیر قطعی ہونے کی بھاری دلیل ہے پس حسن ظن قریب یقین کے یہہ ہے کہ جو لوگ جواز خلف وعید کے قائل ہیں انکی مراد گنہگاروں کی وعید ہے۔ اور جو عدم جواز کے قائل ہیں انکا ارادہ کفار کی وعید کا ہے پس اشاعرہ کے نزدیک معنی جواز خلف وعید کو یہہ ہیں کہ اللہ تعالے اپنے کرم اور جود کے رو سے مطابق اپنے وعدے اور ارادہ کے گنہگاروں کو بخش بھی دیگا۔ پس اسجگہہ کوئی خلف نہیں ہوتا صرف بظاہر کے مجازًا اسکا نام خلف وعید رکہا گیا ہے۔ پس اس قول اشاعرہ سے براہین والے کا امکان کذب باریتعالے ثابت کرنا اشاعرہ علما اور صاحب رد المحتار پر بہتان عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ اور بڑی غرض انکی یہہ ہے کہ میں اور میرے استاد طعن سے بچیں اور علما و اشاعرہ پر انوار ساطعہ والے کا طعن رجوع کر کر یہہ معاملہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بعضوں نے اپنے بہائی کا خون کر کے دوسرے کے سر لگایا تو اللہ نے ظاہر کر دیا

باختلاف القدماء فی ھذہ المسئلۃ القدیمۃ تغلیط العوام من الانام وایقاع الخلل العظیم فی الاسلام قال تعالی فی امثالہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والعجب کل العجب من صاحب البراھین کیف عمر فی تائید اکابرہ وبالغ فی توھین رب العلمین وافتری علی العلماء الراسخین فی قولہ لان البداھۃ تشھد لوجود الکذب فی خلف الوعید لان الفرق فی الخلف والکذب لفظی مع اتحاد المعنی انتہی فاثبت کذبہ تعالی عند الاشاعرۃ وترقی عن الامکان ثم یقول ولا یعتقد من عوام المؤمنین احد بل کافر بان اللہ تعالی لیس منزھا من الکذب والمعتقد بعدم تنزیہ الباری تعالی من الکذب خارج عن دائرۃ الاسلام کما نقل علی الصاسم وھذا الجواب موجود عندنا من شاء فلینظر فاثبت ھھنا کفر الاشاعرۃ والعیاذ باللہ فیما سبق تشنع علی صاحب الانوار من عود طعنہ علیھم فنعوذ باللہ من شرور انفسنا وقد مر انہ لا خلف ولا کذب عند الاشاعرۃ ثم العجب ان مبنی الاعتراض علی المولوی اسمعیل الدھلوی کان علی خلف الوعد فلما لم یکن سواہ احد من المسلمین قائلا بخلف الوعد اعرض عنہ مؤلف البراھین وعرض مسئلۃ خلف الوعید واثبت منھا علی الفاسق

اور یہہ کہنا کہ قدمانے مسئلہ خلف الوعید میں اختلاف کیا ہے عوام اہل اسلام کو دہوکہہ دینا اور اسلام میں خلل ڈالنا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اور ظالم معلوم کرینگے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔ اور براہین والے سے کمال تعجب یہہ ہے کہ اپنے اساتذہ کی تائید اور رب العلمین کی توہین اور علماء راسخین پر بہتان مبین میں کیسا اوندہا ہوا ہے کہ آگا پیچہا نہیں دیکہتا ہے اپنے اس قول میں کہ خلف وعید میں کذب کا ہونا بدیہی ہے۔ کیونکہ خلف اور کذب کے معنے ایک ہیں صرف فرق لفظی ہے او پس قطع نظر امکان کذب سے اشاعرہ کے نزدیک حق سبحانہ وتعالی کا کاذب ہونا ثابت کر دیا ہے پہر کہتا ہے عوام مؤمنین سے کیا کوئی کافر بہی خدا کو کذب سے منزہ ہونیکا منکر نہیں اور حق تعالے کو کذب سے پاک نہ جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ یہہ اسکا قول اوپر منقول ہو چکا ہے اور تحقیق اسکا جواب تفصیلی موجود ہے جو چاہے دیکہ لے پس خود بدولت تو اشاعرہ کا کفر ثابت کر دیا ہے اور براہین میں انوار ساطعہ والے پر طعن کرتا تہا کہ اشاعرہ پر طعن لوٹاتا ہے پس نفسانیت سے پناہ خدا۔ اور اوپر لکہا گیا ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک ہرگز کذب اور خلاف نہیں ہے۔ پہر تعجب یہہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی کو خلاف وعدہ الہی کی تجویز پر اعتراض ہوا تہا چونکہ کوئی بہی مسلمانوں میں خلف وعدہ کا قائل نہ تہا بغیر مولوی اسمعیل کے تو یہہ مؤلف براہین نے مسئلہ فاسق کو

وفيما الكاسد كذب الباري سبحانه وهو تعالى منزه
عما يقول الظلمون تنزيها كبيرا يا اخي اذا علمت هذا
وتاملت فيه فقد تيقنت بان قول صاحب البراهين
فحكم على هذا المولوي القصوري بلا فهم وبلا دليل
ان معتقد صاحب البراهين امكان كذبه تعالى
الخ مع قوله وما قال المولوي القصوري من ان
امكان الكذب في كلام الباري عقيدة صاحب
البراهين فهو كذب وافتراء مبين انتهى كذب
صريح وجحود قبيح لانه اثبت كذبه تعالى افتراءاً
على الاشاعرة وقرر امكان الكذب بهتاناً
على الرد المحتار ثم اظهر هذا بقوله فالامكان
بمعنى الجواز الشرعي انما هو في خلف وعيد بعض
عصاة المؤمنين كما اختاره بعض الاشاعرة
على ما كتبه في رد المحتار انتهى مع قوله واعتقادي
امتناع وقوع الكذب من الله تعالى كما هو مصداق
آية ومن اصدق من الله حديثا انتهى ومنه يفهم
انه يعتقد جواز امكان الكذب ثم نادى باعلى
نداء بان فمسئلة امكان الكذب ليست بمخالفة
اهل السنة قطعاً بل مخالف هذه العقيدة خارج
عن دائرة اهل السنة انتهى كما نقل هذه الاقوال
على الصدر من الجواب التفصيلي وهو موجود
عندي بجنسه من ثلث فلينظر فهذه الاقوال
ادل دليل على صدق فقير القصوري وبرهان

بارئتعالے کا کذب ثابت کرلیا۔ اور وہ سبحانہ اس سے بہت پاک
ہے۔ اے برادر جب یہہ بات بغور آپنے سمجھ لی پس آپکو
یقین ہوگا کہ براہین والے کا یہہ قول (کہ مولوی قصوری نے
بلا دلیل حکم لگادیا کہ امکان کذب بارئتعالے صاحب براہین
کا عقیدہ ہے۔ اور یہہ مولوی قصوری نے براہین
والے پر کذب اور افترا کیا ہے) جھوٹ صریح
اور انکار قبیح ہے۔ کیونکہ اُسنے حقتعالے کا
کذب اشاعرہ پر افترا کرکے ثابت کیا ہے
اور بموجب سند رد المحتار کے امکان
کذب مان لیا ہے پھر اسکو یوں ظاہر کیا
ہے کہ امکان بمعنے جواز شرعی خلف وعید
بعضے گناہگار مومنوں میں ہے جو مختار بعض
اشاعرہ کا ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے
اھ پھر یوں کہتا کہ میرا عقیدہ اللہ تعالے سے
امتناع کذب کا ہے جیسا کہ آیت وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ
حَدِيْثًا سے ثابت ہے اھ اس سے مفہوم ہوا کہ
امکان کذب کا صاحب براہین معتقد ہے۔ پھر
صاف صاف اور اونچی آواز سے منادی کرتا
ہے کہ مسئلہ امکان کذب بارئتعالے ہرگز عقائد
اہلسنت کے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ امکان کذب کو نامنکر
والا اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ یہہ اقوال اسکے جواب تفصیلی سے
اوپر منقول ہوچکے ہیں اور وہ جواب تفصیلی اسکا بتخطی فقیر
کے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے پس یہہ اسکے اقوال فقیر قصوری کی

قاطع على كذب الضرير الانبيٹھوی ومويديه
فالذين يكذبون اصدق الصادقين ويؤكدون
امكان كذب رب العلمين فكيف يبالون من
تكذيب ابنساء جنسه من الادميين فالله
خير المنتقمين قوله والامكان العقلي ممتنع لغيره
داخل تحت قدرته تعالى لان كل ممتنع لغيره ممكن
بالذات وكل ممكن بالذات داخل تحت قدرته
تعالى والدليل عليه ان اجتماع جميع الناس على
مذهب واحد يستلزم كذبه تعالى لقوله ولا يزالون
مختلفين فيتمنع ولانه داخل تحت قدرته من قوله
تعالى ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ثبت
صريحا ان اجتماع جميع الناس على ملة واحدة
داخل تحت مشيته وقدرته وايضا ايمان جميع
بني ادم يستلزم كذبه تعالى لقوله ان الذين
حقت عليهم كلمت ربك لا يومنون ومن قوله ولو
شاء ربك لامن من في الارض جميعا تحقق مع
كذب الاية السابقة ان ايمان جميع الناس داخل
تحت قدرته ومشيته الخ اقول وبالله القدوس
المنزه اجول ان اسمعيل الدهلوي قرر هذا التقرير
في بهتانه (يكروزه) وصاحب البراهين مع
الحواريين كما عمر سابقا تقليدا في توهين
سے
الرحمن كذلك سفه نفسه ههنا بالتفسير بالرا
ئ لايات القران مع النقصان قال الامام الرازي في التفسير الكبير

اور انبیٹھوی بہتانی کے کذب پر روشن دلیل ہیں پس
جو لوگ تو سبحانہ کو کاذب بتاتے ہیں اور اسکے
امکان کذب کو بکمال تاکید ثابت فرماتے ہیں۔ تو وہ
ابنا جنس کی تکذیب سے کیا پروا رکھتے ہیں حاکم حقیقی
ہی بہتر منتقم ہے اور یہہ جو صاحب براہین اور
اسکے حواریین نے جواب تفصیلی میں لکھا ہے کہ امکان
عقلی ممتنع لغیرہ قدرت آلہی کے نیچے داخل ہے
کیونکہ ہر ممتنع لغیرہ ممکن بالذات ہے اور ہر ممکن بالذات قدرت
آلہی کے تلے داخل ہے دلیل اسکی یہہ ہے کہ خدا کا ارشاد کے
موافق تمام آدمیوں کا ایک مذہب اور ملت پر مجتمع
ہونا تمہارے کذب کو مستلزم ہے۔ کیونکہ ارشاد
ہے ولا یزالون مختلفین تو یہہ بھی ممتنع ہوا اور
داخل قدرت آلہی نہ ہو حالانکہ ارشاد ہے ولو شاء
ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ اس سے صاف ثابت ہے کہ تمام آدمیوں کا
ایک ملت پر اکٹھا ہونا مشیت اور قدرت کے نیچے داخل ہے اور نیز
ایمان لانا تمام بنی آدم کا مستلزم کذب کو ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے ان الذین
حقت علیہم کلمت ربک لا یؤمنون حالانکہ خود ارشاد فرمایا ہے
ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ باوجود استلزام کذب نفس کے ایمان جمیع آدم داخل
قدرت اور مشیت ہے الخ جیسا کہ اوپر منقول ہوچکا ہے اور یہہ
عبارت صفحہ ۵ و ۶ جواب تفصیلی کی حرف بحرف ہے تو جواب
اسکا یہہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی میں
تقریر لکھی ہے جسپر صاحب براہین اور اسکے حواریین جیسا کہ پہلے

لا الممکن انتہی بحروفہ وفی حاشیتہا المسماۃ بتحقیق
المقام علی کفایۃ العوام لشیخ الاسلام العلامۃ الشیخ
ابراھیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ قولہ ومن الجہل
الخ ای مما ینشاء عنہ والمراد الجہل المرکب الذی ھو
اعتقاد الشیء علی خلاف ما ھو علیہ انتہی وفی السنوسیۃ
القدرۃ والارادۃ المتعلقتان بجمیع الممکنات
قال فی حاشیتہا القدرۃ لا تتعلق بالواجبات و
المستحیلات ولا یلزم منہ عجز لانہما لیسا من وظیفتہا
وبھذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر
ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا انتہی واما آیۃ
ان اللہ علی کل شیء قدیر فقد قال فی الجلالین ان اللہ
کان علی کل شیء شاءہ قدیرا انتہی وفی الکمالین یشیر
الی ان الشیء اسم بمعنی مشئ اسم مفعول انتہی وفی
تفسیر انوار التنزیل ای مشئ وجودہ وما شاء اللہ
وجودہ فہو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ تعالی ان اللہ
علی کل شیء قدیر واللہ خالق کل شیء انتہی
وفی تفسیر ابی السعود شیء مصدر شاء اطلق علی المفعول
واکتفی فی ذلک باعتبار تعلق المشیئۃ من الجزء الحاصل
الایۃ الشریفۃ ان ما شاء اللہ وجودہ فہو مقدور
لہ تعالی وداخل تحت قدرتہ سبحانہ ولن یثبت
من الشرع ان اللہ سبحانہ یشاء کذب نفسہ
تعالی فالذین یدخلون الکذب تحت مشیتہ سبحانہ
فینتقم اللہ منہم لیت شعری بالدلیل القطعی علی

صرف ممکن ہی ہو۔ اور علامہ بیجوری اسکے حاشیہ میں فرماتے
ہیں۔ کہ یہہ قول جہل مرکب سے پیدا ہوتا ہے
یعنی ایک چیز کو برخلاف اپنی ماہیت کے اعتقاد
کرنا مطبوعہ مصر کے صفحہ (۴۸) میں دیکھو۔ اور
سنوسیہ میں ہے۔ قدرت اور ارادہ آلہی کا تعلق
جمیع ممکنات سے ہے اسکے حاشیہ میں ہو کہ قدرت
اور ارادہ کا تعلق وجبات اور محالات سے نہیں اور
حقتعالے کی عجز لازم نہیں آتی ہے کیونکہ یہہ وظیفہ
قدرت کا نہیں ہیں۔ اسیواسطے بعض بدعتیوں کی یہہ بات غلط
ہے جو کہتے ہیں کہ خدا بیٹے بنانے پر قادر ہو ورنہ اسکی عجز
آتی ہو صفحہ (۲۰ و ۲۱) مطبوعہ مصر میں دیکھو اور آیت ان اللہ
علی کل شیء قدیر کی تفسیر میں جلالین میں لکھا ہے کہ
تعالے قادر ہے ہر چیز پر جسکو چاہی۔ اور کمالین میں ہو کہ اسمیں اشارہ
ہے کہ شے مصدر بمعنے اسم مفعول کے ہے۔ اور تفسیر انوار
میں ہی شے کے معنے وہ چیز جسکا وجود خدا چاہے اور جسکو خدا
وہ فی الجملہ موجود ہو جاتی ہے اور یہی معنے ہیں آیت ان اللہ
علی کل شی قدیر اور واللہ خالق کل شیء کے اور تفسیر
میں ہو کہ شے مصدر ہو بمعنے مفعول کے اور اسی پر کفایت
کی ہو کہ مشیت کا اس سے تعلق ہے الخ پس اس آیت مبارکہ
ثابت ہوا کہ حقتعالے جسکا ہونا چاہتا ہو وہ اسکی قدرت کے نیچے
ہے۔ اور شرعا یہہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالے اپنے
کو چاہتا ہے پس منتقم حقیقی انتقام لیگا ان سے جو کذب
کو اسکی مشیت وقدرت کے نیچے داخل کرتی ہیں خدا معلوم

بین الممتنع لذاتہ ولغیرہ قولہ وھذا الامکان العقلی
یثبت من اصول مذھب اھل السنۃ کالشمس فی
نصف النہار لانہم اعتقدوا اللہ فاعلا مختارا
ولا یجب علیہ شیء وثواب المؤمنین فضل وعقاب
الکفار عدل وان فعل علی خلافہ بان یدخل
جمیع المومنین فی النار خالدین مخلدین وجمیع الکفار
الجنۃ خالدین مخلدین فھذا داخل تحت قدرتہ
وممکن عندھم والحال انہ یستلزم کذب النص نقل
المفتی صدر الدین من تفسیر النیسابوری الخ اقول
وباللہ القدیر علی ما یشاء احول لا شک فی ان اللہ
تعالی فاعل مختار ولا یجب علیہ شیء انما الثواب فضلہ
والعقاب عدلہ لکن ما قال احد من اھل السنۃ
ان خلاف الوعد داخل تحت قدرتہ تعالی وحاشاہ
سبحانہ ان یشاء ھذا لان فی ھذا ابطال احکام
الشرع اصلا وما صرح احد من اھل السنۃ ان
کذب النص ممکن عندھم بامثال ھذہ التصریحات
من الوھابیین الذین لا یبالون من تنقیص شان
رب العالمین وما نقل من رسالۃ المفتی صدر الدین
کلام النیسابوری وصاحب الخلاصۃ والامام
الرازی فلیس فی ذلک تبتفسیر آیۃ یغفر لمن یشاء ویعذب
من یشاء بل بیان الاحتمال علی فرض المحال لافادۃ
ان لا اعتراض علی افعالہ کما قال سبحانہ لا یسئل

ممتنع لذاتہ اور ممتنع لغیرہ میں فرق کیا گیا ہے۔ اور یہہ قول
کہ امکان عقلی اصول مذہب اہلسنت سے ثابت ہو۔ اسلیئے کہ وہ اللہ
تعالیٰ کو فاعل مختار جانتے اور اسپر کسی چیز کو واجب نہیں مانتے ہیں۔
مومنوں کو ثواب دینا اسکا فضل ہے اور کافروں کو عذاب کرنا
اسکا عدل ہے اور اگر اسکے برخلاف سب مومنوں کو ہمیشہ کیلیئے
دوزخ میں ڈالدے اور سارے کفار کو ابدالاباد بہشت میں
تو یہہ اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے اور اہلسنت کے نزدیک ممکن ہے
حالانکہ اس سے کذب آیت لازم آتا ہے مفتی صدر الدین تفسیر
نیساپوری سے نقل کرتے ہیں الخ تو اسکا جواب یہہ
ہے کہ بیشک اللہ تعالے فاعل مختار ہیں اور اسپر
کوئی چیز واجب نہیں ثواب اسکا فضل ہے اور عذاب
اسکا عدل ہے اور یہہ تو کسی نے اہلسنت سے نہیں کہا
کہ خلاف وعدہ خدا کی قدرت کے نیچے داخل ہے
مومنوں کو ابدی دوزخی اور کافروں کو
چاہتا ہی نہیں ہے کہ اس سے تو احکام شرع بالکل باطل ہو
اور کسی نے بھی اہلسنت سے یہہ تصریح نہیں کی کہ قرآن مجید کا کذب
ہو بلکہ جو لوگ وہابیوں سے خدا سبحانہ کی تنقیص شان
نہیں کرتے یہہ انکی کچھ پرواہ نہیں ہو۔ اور مفتی صدر الدین
جو کلام نیساپوری اور خلاصہ اور امام رازی
وہ آیت یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء کی ہرگز تفسیر
بفرض محال ایک احتمال کا بیان
کہ خدا کے کاموں پر کسیکو اعتراض نہیں

عما یفعل وهم یسئلون قال النیسابوری تحتها
ذکر سبحانه ان الاعتراض علی افعاله فی الدنیا قبیح
وان له ان یفعل ما یشاء لما یشاء ولا یجب السوال
عن افعاله انتهی فالتفسیر لتلک الآیة علی حسب
منطوق القرآن ما فی الجلالین وغیره یغفر لمن یشاء
المغفرة له ویعذب من یشاء تعذیبه قال فی الجلالین
یغفر لمن یشاء للمؤمنین ویعذب من یشاء ای الکافرین
قال فی المدارک وایضا قال فی الجلالین فی اخیر
سورة البقرة ولله ما فی السموات وما فی الارض
ملکا وخلقا وعبیدا الی قوله فیغفر لمن یشاء
المغفرة له ویعذب من یشاء تعذیبه انتهی وقد قال
النیسابوری تحت هذه الآیة وفی ذلک غایة
الوعد للمطیعین ونهایة الوعید للمذنبین انتهی
تحقق بتصریح النیسابوری وغیره انما هو الاحتمال
العقلی لا المنطوق اللفظی ومع هذا امثال هذه
الاحتمالات ذکرها العلماء المعقولیون فی کتبهم
العربیة فی سوابق الازمان واما الآن فی وقت
نهایة ضعف الاسلام وعناد الکفرة الذین یصدون
عن سبیل الله ویبتغون الحیل لتردید دین الله
ویؤلفون الرسائل فی توهین رب العالمین والقرآن
المبین وسید المرسلین صلی الله علیه وسلم کما هو مروج ومشاهد
فی دیارنا من اکثر النصاری وبعض الیهود وجمیع
الآریة من الهنود فاظهار هذه المحتملات واشاعتها

عما یفعل و ہم یسئلون میں ارشاد ہے تفسیر نیساپوری
خدا اپنے کاموں سے نہ پوچھا جائیگا
میں اسکے نیچے لکھا ہے کہ خدا پر اعتراض دنیا کے کاموں میں
ہے اور خدا جو چاہے کرتا ہے اسکو کوئی نہیں پوچھ سکتا
ہے۔ پس اس آیت کے قرآن کے منطوق کے موافق
معنے ہیں جو تفسیر جلالین میں لکھے ہیں۔ خدا جسکی مغفرت
چاہیگا اسکو بخشیگا۔ مدارک میں ہے خدا مومنونکو بخشیگا
اور کافرونکو عذاب کریگا۔ اور جلالین میں اخیر سورہ بقر
کے ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا کا ملک
اور مخلوق اور بندے ہیں (اس قول تک) پس خدا جسکی
بخشش چاہیگا اسکو بخشیگا۔ اور جسکا عذاب چاہیگا اسکو
عذاب کریگا اھ اور نیساپوری نے اس آیت کے نیچے کہا ہے
کہ اس آیت میں نہایت وعدہ ہے فرمانبرداروں کیلئے اور
سخت وعید ہے گنہگاروں کیلئے اھ پس نیساپوری وغیرہ
کی تصریح سے ثابت ہے کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ حضرت اللہ
تعالے موافق اپنے وعدہ کے مومنوں کو بخشیگا
اور کافرونکو عذاب کریگا اور مفتی صاحب نے جو نیساپوری وغیرہ سے
نقل کیا ہے وہ صرف احتمال عقلی ہے قرآن مجید کے منطوق سے نہیں
نکلتا ہے۔ باوصف اسکے ایسے احتمالات عقلی معقولی علماء نے اگلے دنوں میں
اپنی عربی بولی کی کتابوں میں ذکر کئے ہیں۔ اب ان دنوں میں جو ضعف اسلام
بدرجہ نہایت ہے اور کافر لوگ دین اسلام سے روکنے والے معاند
کوئی حیلہ بہانہ تردید دین کیلئے ڈھونڈتے ہیں اور حق تعالی کی توہین اور قرآن مجید
اور سید المرسلین کی ہتک میں رسالے اور کتابیں چھپوا رہے ہیں
جیسا کہ ان ملکوں میں اکثر نصاری اور بعض یہود اور سب آریوں سے پیدا

فی الرسائل فهذه غیر تم المناظرة فیها لاثبات امکان
کذب الباری سبحانه واندراجها فی اوراق الاخبار
لکمال الاشتهار کاف لتنقیص الدین المتین من
جانب المسلمین کما لا یخفی علی العلماء الراسخین
وانما اشکو بثی وحزنی الی الله خیر الناصرین قوله
لزم للمولوی القصوری ان یخرج المفتی الدهلوی
وصاحب التفسیر النیسابوری وصاحب الخلاصة
یا جمیع الاشاعرة عن دائرة الاسلام لان هؤلاء
قالوا بامکان کذب الملک العلام الخ اقول ولا حول
ولا قوة الا بالله العلی العظیم احول کتب صاحب
البراهین سابقا ان بعض الاشاعرة قائلون بامکان
کذب الباری وههنا صرح بان جمیع الاشاعرة
قائلون بامکان الکذب وقد حققت تمران الاشاعرة
حاشاهم الله سبحانه من القول بامکان کذبه تعالی
انما قالوا بان الله تعالی یعفوا عن العصاة بکرمه
وجوده وجمیع وعیدات الفساق من المؤمنین
مشروطة بعدم العفو عند اهل السنة فلا کذب ولا
خلف وهکذا ما قال النیسابوری وصاحب الخلاصة
بامکان الکذب بل مراد النیسابوری وغیره ان الله
تعالی مالک یمکن له التسویة بین العباد من حیث المالکیة
لکن حکمته تعالی لا تقتضی التسویة کما صرح تحت آیة
ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی
الارض ام نجعل المتقین کالفجار والمراد انه لو یجعل الجزاء

اور پھر مناظرہ میں حق سبحانہ کا امکان کذب ثابت کرنا اور
اشتہار دیکر اسکو اخبار وغیرہ شائع کرنا تمام کو مسلمانوں کی
طرف سے دین متین کی توہین کر لینے کافی ہے علماء
شناس پر اسکی قباحت مخفی نہیں ہے۔ اور اپنے
اور غم کا شکوہ خدا سے ہی کرتا ہوں۔ وہی بہتر دین کا
مددگار ہے۔ قولہ مولوی قصوری کو لازم ہے کہ مفتی صاحب
اور تفسیر نیساپوری والے اور صاحب خلاصہ بلکہ تمام
اشاعرہ کو دائرہ اسلام سے خارج کر دے کیونکہ یہ سب
کے سب امکان کذب باریتعالے کے قائل ہیں الخ
قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے براہین میں
کہ بعضے اشاعرہ امکان کذب باریتعالے کے قائل ہیں
اب جواب تقدیسی میں لکھا ہے کہ تمام اشاعرہ
کے امکان کذب کے قائل ہیں اور فقیر اوپر ثابت کر چکا
ہے کہ اشاعرہ ہرگز امکان کذب کے قائل نہیں۔ انکا قول
صرف یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے کرم اور بخشش سے گنہگار
بخشدیگا اور تمام وعیدیں گنہگاروں کو عدم العفو سے
مشروط ہیں یعنی اہل سنت کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی گنہگار
نہ بخشا تو عذاب کریگا۔ پس کذب اور خلف کوئی نہیں
ایسا ہی تفسیر نیساپوری اور خلاصہ میں امکان کذب کا
نہیں ہے۔ بلکہ مراد انکی یہ ہے کہ اللہ تعالے مالک ہے
اپنی مالکیت کی رو سے اگر تمام بندوں میں برابری کر دے تو
ممکن ہے مگر اسکی حکمت برابری کو نہیں چاہتی ہے جیسا کہ آیت
نجعل الذین آمنوا الآیۃ یعنی کیا ہم نیکوکار مومنونکو بدکاروں سے برابر

كما زعموا لاستوت حالة الطائفتين المتقي المصلح
للارض بتهذيب الاخلاق وتدبير المنزل والسياسة
المدنية على وفق العقل والشرع والفاجر المفسد في
الارض بهدم النواميس وتتبع الشهوات وهتك الحرمات
ومن يسوي بينهم كان الى السفه اقرب منه الى الحكمة ولا
ينافي هذا امكان التسوية من حيث المالكية انتهى
وايضا في الكلام المنقول من الامام تصريح بهذا المدعا
كما قال قلنا اصل لولا الاية انه لو اراد لفعل لا اعتراض
عليه انتهى وانت خبير بانه لا يصح بازاء قول الامام
هذا الكلام انه تعالى لو اراد الكذب لا اعتراض عليه
لانه سبحانه نزه نفسه وقدس نفسه بمواضع في
كتابه المبين ومع هذا اخبر بانه اصدق الصادقين
ولعن على الكاذبين فكيف يتصور عند العقل
السليم انه يمكن منه الكذب عقلا وهذه عقيدة
اهل السنة فتدبروا واعتبروا يا اولي الالباب فتحقق
من امثال هذه العبارات امكان كذبه تعالى فقد
افترى على الله كذبا وقال تعالى ومن اصدق من الله
حديثا فتبين ان الله تعالى لا يتوهم منه الكذب
اصلا ويمكن عقلا كما زعم الاخسرون واعوانه بل المراد
ان الله تعالى لا يمكن منه سبحانه قطعا قال الامام
الرازي ... انه تعالى لو كان كاذبا
لكان كذبه قديما ولو كان كذبه قديما لامتنع زوال

[illegible]

کہ جیسا کافر نکا گمان ہی کہ قیامت میں کوئی جزا سزا نہیں
ہوگی۔ تو متقی تہذیب خلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدنی
کو موافق عقل اور شرع کے زمین کو آباد کرنے والے اور
گناہگار شہوات نفسانی کے پیچھے لگ کر عزت اور حرمت
کے ڈبونے والے اور ملک کو برباد کرنے والے برابر ہو جائینگے
جو ان دونوں فرقوں میں برابری کردے وہ حکیم نہیں سفیہ ہی اور یہ
بات امکان برابری کے منافی نہیں ہی کیونکہ وہ مالک ہی اسپر
کوئی اعتراض نہیں ہی اور تفسیر کبیر کی نقل سے بھی یہی مطلب
ثابت ہی۔ چنانچہ انکا یہ قول ہے ہم کہتے ہیں کہ مطلب
آیت کا یہ ہی کہ حقتعالے اگر کسی کام کو چاہے تو کسیکو
اسپر اعتراض نہیں ہے۔ اور اب غور کرو کہ اس سے یہ
کب نکلتا ہے کہ اگر اللہ تعالے اپنے کذب کا ارادہ
کرے تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہی اسلئے کہ باریتعالے نے
بار بار قرآن مجید میں اپنی ذات کو پاک اور منزہ بتایا ہی اور یہ
بھی فرمایا ہی کہ میں سب سے زیادہ سچا ہوں۔ اور جھوٹوں پر
لعنت ہی۔ تو اب عقل سلیم کے نزدیک کب متصور ہو
سکتا ہی کہ عقلاً خدا کا کذب ممکن ہی اور یہ عقیدہ اہلسنت کا قرآن
حدیث کے رو سے ثابت ہی۔ اے دانشمند تمکو غور سوچنا چاہیے بس جن الفاظ
عبارتوں سے حقتعالے کے امکان کذب کو ثابت کیا وہ بیشک خدا پر مفتری ہی
اور آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے یہ ہرگز نہیں نکلتا کہ اللہ تعالے سے گو کذب
تو متوہم نہیں آتا ہی مگر امکان کذب باریتعالے عقلاً ثابت ہی جیسا کہ جواب تفصیلی
والونکا خیال ہی بلکہ اس آیت مبارک سے یہ مراد ہی کہ حقتعالے کا کذب

كذبه لامتناع العدم على القديم ولو امتنع زوال كذبه
قديما لامتنع ان يصدق لكنه غير ممتنع لانا نعلم بالضرورة
ان كل من علم شيئا فانه لا يمتنع عليه ان يحكم عليه
بحكم مطابق للمحكوم عليه والعلم بهذا الصحة ضروري
فاذا كان امكان الصدق قائما كان امتناع الكذب
حاصلا لا محالة فثبت انه لا بد من القطع بكونه تعالى
صادقا انتهى وهكذا في تفسير النيسابوري وغيره
فتحقق من هذا التحرير كالشمس في نصف النهار
انه يمتنع على الله عز وجل الكذب عقلا فمن اثبت
من كلام هؤلاء العلماء امكان الكذب عقلا فقد
افترى عليهم افتراء بلا امتراء نعوذ بالله من شر العلماء
ومن المعلوم ان من افترى عليه تعالى وعلى العلماء
والكبراء ان افترى على الفقير القصوري بتكفيره جميع
الاشاعرة وغيرها فلا عجب منه لانه افضل المفترين
واكمل الكاذبين عند العلماء الربانيين قوله ليعلم
ان علماء الشرع كما صرحوا بهذا المطلب كذلك نقل
اے امکان کذبہ تعالی ۱۲
من اكابر الاولياء بل انه يد صنهم بمراتب قال الشيخ
شرف الدين يحيى المنيري في مكتوبه الاربع والخمسين
يا اخي من كان له معاملة بجبار وقهار الذي ان
يجعل الجنان عين الجحيم والجحيم عين الجنة اقول
وبعونه تعالى اصول على اللام بهذا حسام اشد من على الاول
يا اخي قد علم سابقا ان علماء الشرع ما صرحوا بامكان
كذبه تعالى بل افترى صاحب البراهين عليهم باليقين

کیونکہ قدیم پر زوال نہیں آتا ہے اور جب اسکے کذب
کا زوال منع ہوتا تو اسکا صدق ممتنع ہوتا۔ لیکن اسکا
ممتنع نہیں ہی اسلئے کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کا
ہی تو اسپر محکوم علیہ کو موافق حکم کرنا ممتنع نہیں ہوتا
یہ امر یقینی ہے۔ پس جب امکان صدق قائم ہوا تو
امتناع کذب حاصل ہوگیا۔ پس یقیناً ثابت ہوا کہ حقتعالے
ہے اھ اور ایسا ہی تفسیر نیشاپوری وغیرہ میں ہے
پس اس تحریر سے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ اللہ
کا عقلاً کذب ممتنع ہی اب ظاہر ہی کہ ان علما کی کلام
باریتعالے کا کذب عقلاً ثابت کرنیوالا بیشک مفتری
اللہ تعالے اپنے عالموں کو بناہ دے۔ اور یہ بھی
کہ جسنے خدا ئے ذوالکبریا اور علما و کبرا پر افترا کردیا تو
فقیر قصوری پر یہ بہتان باندھا کہ اسنے تمام اشاعرہ کا
ہے تو اسپر کوئی عجب نہیں ہے کہ وہ مفتریونکا سردار ہی
واضح ہو کہ علماء شریعت نے جیسا کہ امکان کذب باریتعالے
کی تصریح کی ہے ویسا ہی بلکہ بدرجہا اس سے بڑھ کر
اولیا سے یہ مسئلہ منقول ہی شیخ شرف الدین
اپنے مکتوب ۵۴ میں لکھتے ہیں اے بھائی جسکا معاملہ
جبار و قہار سے ہو جو بہشت کو دوزخ بنا دے
بہشت کردے اھ فقیر کہتا ہی اللہ تعالے کی مدد سے
بیماری پر انکی بیماری کی
مجھکو معلوم ہوچکا ہے کہ علماء نے
باریتعالے کی تصریح نہیں کی

فكذالك ههنا الى بيهتان عظيم على اكابر الاولياء
وما نقله من المكتوب الشيخ شرف الدين رحمه الله
تعالى فحاشا ان يثبت منه امكان كذبه تعالى بل
ارشد الشيخ لمريد خاص للتحريص والترغيب على التوبة
والانابة والتجريد والتفريد ببيان كبريائه واستغنائه
تعالى بانه تبارك وتعالى جبار وقهار اغنى الاغنياء
ذو البطش والكبرياء لا يسئل عما يفعل ان اظهر
صفة القهر فلا مجال لاحد ان يعترض عليه لانه لا ظلم
بالتصرف في مخلوقه بل احسن منه ما يفعل فكيف يقول
مومن بانه يثبت من جميع فقرات كلام الشيخ امكان
كذبه سبحانه هذا وقد قال الشيخ في المكتوب الثمانية
والتسعين برادرم شمس الدين بدانند كه مر اهل سنت
وجماعت را اجماعست كه وعيد مطلق مر كافر را
ست ووعد مطلق مر نيكو كاران راست باز مومن
كه وى عاصى باشد كافر نبود تا در تحت وعيد مطلق
در آيد ونيز محسن مطلق نيست تا وعده مطلق در او در آيد
اندر وے اختلاف ست نزد معتزله جاويدان در دوزخ
باشد نزد اہلسنت موقوف ست نه وعده مطلق بند
نه وعيد مطلق حكم وے بمشيت متعلق دارند اگر خواہد
در بيامرزد وآں از وے فضل بود واگر خواهد عذاب
كند وآں از وے عدل بود الى قوله وحاصل الامر
نزديك اہلسنت وجماعت همه معاصى شايد كه مغفور
گردد باجتناب از كفر قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به

اور ایسا ہی یہاں اکابر اولیا پر بہتان باندہ رہا ہے شیخ
شرف الدین علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو نقل کر رہا ہے
خدا نخواستہ کہ اُس سے امکان کذب باریتعالیٰ ثابت ہو بلکہ
شیخ تو ایک مرید خاص کو حقتعالیٰ کے کبریا اور استغنا بیان
کرکے توبہ اور تجرید کی ترغیب دے رہے ہیں کہ حقتعالیٰ جبار
وقہار ہے جو کچھ کرتا ہے اُس سے کوئی پوچھنے والا نہیں
ہے اگر صفت قہر کا ظہور فرما دے تو کوئی اُسپر اعتراض
نہیں کرسکتا ہے کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کو ظلم نہیں
کہا جاسکتا بلکہ وہ جو کچھ کرے وہ اچھا ہے پس کون
مسلمان کہہ سکتا ہے کہ شیخ کی کلام کے ہر فقرہ سے امکان
کذب باریتعالیٰ ثابت ہو رہا ہے انکو یاد رکھکر لکھنے
سنئے کہ یہی شیخ علیہ الرحمۃ انہیں اپنے مکتوبات کے اٹھانویں مکتوب
میں لکھتے ہیں بہائی شمس الدین کو معلوم ہو کہ اہلسنت
کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ کافر کیلئے وعید مطلق ہے اور نیکو کار کیلئے
وعد مطلق ہے اور گناہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں وہ وعید
مطلق کے نیچے داخل نہیں ہے اور نیز وہ بالکل نیکوکار بھی
نہیں تو وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں اسمیں اختلاف ہے معتزلہ اسکو
اسکو ہمیشہ کیلئے دوزخی بتاتے ہیں اور اہلسنت اسکو خدا کی
مرضی پر چھوڑتے ہیں خواہ حقتعالیٰ اپنے فضل سے اسکو
بخشدے یا عدل کرکے عذاب کرے (الی قولہ) حاصل
کلام یہہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک ممکن ہے
کہ تمام گناہ سوا کفر کے بخشے جاویں قرآن
میں فرمان ہے کہ حقتعالیٰ نے شرک کو نہ بخشیگا

ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء انتهى بلفظه من صفحة
۳۸۰ و ۳۸۱ محصله ان الوعيد المطلق للكفار والوعد
المطلق للابرار والمومن العاصى في مشية تعالى ان
شاء عفى عنه وهو فضله وان شاء عذبه وهو عدله
والحاصل ان ما دون الكفر في مشية تعالى
ان يشا يغفر الذنوب جميعا عند اهل السنة والجماعة
فتحقق من كلام الشيخ ان وعيدات العصاة من
المومنين مشروطة بعدم العفو فلا خلف ولا كذب
فمن اثبت من كلامه امكان الكذب وفرع عليه الطعن
على الفقير القصوري بانه يلزمه تكفير الشيخ فقد
ضل واضل كثيرا على ان الشيخ رحمه الله تعالى من
الاولياء الذين دهشتهم الخشية وغلب عليهم الخوف
كما يعلم من اشعار مناجاته في آخر مكتوباته
من نه كافر نه مسلمان زاده ام ٭ درميان ہردو
حيران مانده ام ٭ نے مسلمانم نه كافر چوں كنم
مانده سرگردان ومضطر چوں كنم ٭ انتهى من الصفحة
الاخيرة (۴۰۰) سطر ۸ وقد كتبوا في كتب العقائد
ان قول انا مومن ان شاء الله تعالى لا يجوز عند الامام
الاعظم كما في التمهيد وشرح الفقه الاكبر وغيرهما
فالنفي عن ايمانه بقوله (نے مسلمانم) كيف يجوز
عند اهل السنة والجماعة الّا مشتملا على الشريعة
القويمة فالاستدلال من كلام امثال هذا الشيخ
مع انه في مخاطبة المريد الخاص وهو ان الله تعالى

[illegible]

اور شرک سے کم گناہ جسکو چاہے گا بخشدیگا یہ ترجمہ ہے
عبارت فارسی مکتوبات کا صفحہ ۳۸۰ و ۳۸۱ سے
حاصل عبارت انہیں شیخ یحییٰ منیری مستند صاحب براہین
کے مکتوبات کا یہہ ہوا کہ یقینی وعید کافروں کے واسطے ہے اور یقینی
وعدہ نیکو کار مسلمانوں کیلئے ہے اور گناہگار مسلمان خدا کے
ارادہ میں ہے اگر چاہے تو اُنکو اپنے فضل سے بخشدے اور چاہے
تو عدل سے عذاب کرے اور اہلسنت کے نزدیک سوا کفر کے تمام
گناہ مغفور ہوسکتے ہیں یعنی اُنکے وعید قطعی نہیں ہے اب
غور کرو کہ انہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی کلام سے کیسا صاف صاف
ثابت ہے کہ گناہگار مسلمانوں کی وعید مشروط ہے بخشش کے نہونے
پس خلاف اور امکان کذب کا نام ونشان بھی نرہا تو انکی
کلام سے جو امکان کذب باریتعالیٰ ثابت کرے اور فقیر
قصوری کان اللہ لہ کو انکا مکفر قرار دے تو کیسا گمراہ اور
گمراہ کنندہ خلق خدا ہے علاوہ یہہ ہے کہ یہہ شیخ علیہ الرحمۃ
تو اُن اولیا سے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کی خوف نے مغلوب مدہوش کیا ہوا ہے
جیسا کہ انکی مکتوبات کی اخیر مناجات میں ابیات درج ہیں سے میں نہ کافر ہوں
نہ مسلمان بہی ہیں درمیان ان دونوں کے حیران ہوں جب مسلمان اور
کافر بہی نہیں تو سخت مضطر اور سرگردان ہوں مکتوبات کی صفحہ
اخیر (۴۰۰) سطر ۸ میں دیکھو اب ظاہر ہے کہ علم عقائد اسلامیہ کی کتابوں
مثل تمہید ابوشکور سالمی اور شرح عقیدہ طحاوی اور شرح فقہ اکبر وغیرہ
سب میں تصریح ہے کہ امام اعظم رضی اللہ کے نزدیک اپنے ایمان کو
انشاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشروط کرنا روا نہیں ہے پس چہ جائیکہ اپنے ایمان کو صاف
منفی کرکے (نے مسلمانم) کہہ دینا کیونکر جائز ہوگا حقتعالیٰ شریعت مطہرہ

ان ادخل بالقهر محمداً و عیسیٰ و یحییٰ علیٰ نبینا وعلیهم
السلام من الملک العلام وجمیع الخواص والعوام فی
النار خلدین مخلدین لایلزم منہ الظلم علی اللہ سبحانہ
الخ علی انہ ثبت منہ امکان کذب الباری وعرضہ
فی معرض المناظرۃ واشتہارہ فی الرسائل لیس الا کمال
توهین الباری عز اسمہ ونهایۃ اهانۃ الانبیاء علیهم
الصلوٰۃ والثناء فما تیفوہ بامثال هذہ الاقوال صاحب
الایمان والحیاء سیما فی زمان غلبۃ الاعداء و
شوکۃ الاشقیاء فاعتبروا یا اولی الالباب واشهدوا
بالصدق والثواب وما نقل من تحفۃ الاثنا عشریۃ
انہ یمکن الظلم من اللہ عند اهل السنۃ لان الجمیع
خلقہ وملکہ الخ فهو ایضاً کذب وبهتان لان صاحب
التحفۃ کتب از باریتعالےٰ نزد اہل سنت ظلم ممکن نیست الخ
ونقل صاحب البراهین مع الحوارین ان باریتعالیٰ
ظلم ممکن است یعنی بدل کلمۃ النفی بلفظ الاثبات کما
اظهرت هذا التحریف فی مجلس المناظرۃ عند حضرت الحکم
وغیرہ من الاعیان فلما راوہ بالعیان قال فی جوابہ
انہ من سهو قلم الناسخ وانما کتبتہ فی مسودتی نیست
فنظرنا فاذا هو مکتوب بین السطور فقلت لہ ان
کثیراً من الطلباء لما اطلعوا علی هذا التحریف فالا غلب
ان بعضاً منهم قد اخبرک وکتبت هذا بعدہ کما یشهد
کتبتہ بین السطور وان سلمنا فی وجہ استدلالک
من لفظ (نیست) وانما استدلالک من اثبات امکان

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ و یحییٰ علیهم السلام
حکو حقتعالی کے قہر میں داخل کرے اور جمیع خاص و عام کو ہمیشہ کیواسطے
دوزخی بناوے تو اور پھر اس مقولہ سے باریتعالی کا کذب ثابت کرنا اور
مناظرہ میں ان دلائل کو پیش کرنا اور رسالوں اور اشتہاروں میں
اسکو شائع کرنا کمال توہین حضرت باریتعالی اور نہایت
اہانت جناب انبیا علیهم السلام نہیں تو اور کیا ہے اور کسی مومن
صاحب حیاکی زبان پر ایسی باتیں ہرگز نہیں آتی ہیں خاص
ایسے نازک وقت غلبہ دشمنان دین متین میں دانشمند اسمیں
غور کرکے شہادت دیں کہ یہ کیا معاملہ ہے اور وہ جو صاحب
براہین نے تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کیا کہ اہلسنت کے نزدیک
حقتعالی سے ظلم ممکن ہے کیونکہ سب اسکی پیدائش اور یادداشت
ہے الخ سو یہ بھی جھوٹ اور بہتان ہے اسلئے کہ تحفہ میں
تو یوں درج ہے کہ حقتعالی سے اہلسنت کے نزدیک ظلم
ممکن نہیں ہے۔ اور صاحب براہین نے مع اپنے حوارین
کے لکھا ہے کہ تحفہ میں ہے کہ ظلم ممکن ہے یعنے کلمہ نفی کو لفظ
اثبات سے تحریف کر دیا ہے۔ چنانچہ اسکی اصل عبارت محررہ
فقیر نے مجلس مناظرہ میں حضرت حکم اور دوسرے اعیان ریاست
کو دکھلائی جب سب نے یہ تحریف دیکھی تو اسکے جواب میں براہین والوں نے
عذر کیا کہ یہ سہو کاتب ہے میرے مسودہ میں لفظ نیست کا ہے
اور یہ لفظ مسودہ میں بین السطور درج تہا تب فقیر نے کہا کہ اسی لفظ
تحریف کا ذکر بہت سے لوگوں میں جو مشہور ہوگیا تہا تو آپکو
بین السطور لکھنے کا اب موقع ملگیا خیر تسلیم کیا کہ یہ سہو
کاتب ہے۔ مگر نیست کے لفظ سے آپکا مدعا کیونکر ثابت ہوا

الظلم لرب الارباب علی اثبات امکان الکذب لہ تعالیٰ
کما لایخفی علی اولی الالباب فما اجابنی بشیء لهذا
السوال ثم شرع المناظرۃ بعد ذلک مع المولوی سلطان
محمود الذی مر ذکرہ فی بیان علماء اهل السنۃ الموجودین
فی مجلس المناظرۃ من جانب حضرۃ الحکم فاهذی
فی تلک المناظرۃ صاحب البراهین فی الحوارین لا اذکرہ
ههنا لانی بصدد بیان الاعتراضات والجواب و
جواب الجواب قال الامام الرازی تحت آیۃ ان اللہ لا
یظلم مثقال ذرۃ المسئلۃ الثالثۃ قالت المعتزلۃ الآیۃ
تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح
بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذلک التمدح الا اذا کان هو
قادراً علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ
لایذهب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالیٰ تمدح
بانہ لاتاخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذلک علیہ
وتمدح بانہ لاتدرکہ الابصار ولم یدل ذلک عند المعتزلۃ
علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار انتهی بلفظہ فثبت منہ
ان امکان الظلم والکذب علیہ تعالیٰ لیس من عقائد
اهل السنۃ بل من عقائد المعتزلۃ قولہ فینظر مؤلف
الانوار ومؤیدہ القصوری وجمیع اهل مشربهما بنظر الاعتبار
ان الطعن علی قائل مطلق امکان الکذب اوصلهم
الی تکفیر اکابر اهل السنۃ اقول وبفضلہ العمیم اقول
قد علم سابقاً ببیان شاف وبرهان کاف ان الطعن
علی قائلی امکان کذب الباری سبحانہ انما یرجع الی الوهابیین

اپ تو ظلم اور امکان کذب اثبات کر رہے ہو۔ یہ عذر محض بیجا
ہے تو اسکا جواب مجلس مناظرہ میں فقیر کو کسی نے ندیا۔
اور مولوی سلطان محمود جنکا نام علماء اہل سنت میں اوپر معدود
ہوچکا ہے مناظرہ شروع کر دیا۔ ان تحریری سوالات وجوابات
میں جو کچھ صاحب براہین اور اسکے حوارین نے بیہودہ باتیں
تحریر کرائیں تب فقیر ان سے متعرض نہیں ہوتا۔ کیونکہ میرا
وظیفہ اعتراضات کے قائم کرنے اور جواب الجواب کا دینا
ہے۔ امام رازی آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ کے نیچے
تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ
اس آیت سے دلالت ہے کہ اللہ تعالی ظلم پر قادر ہے۔ کیونکہ ترک
ظلم سے اسکی مدح کیگئی ہے اور جسکو کسی فعل قبیح کے ترک سے
مدح کیجاتی ہے تو وہ تب صحیح ہوگی جب وہ ممدوح اس فعل قبیح کے کرنے
پر قادر ہو جیسا کہ جاماندہ کو کوئی اس طرح مدح نہیں کرسکتا کہ
وہ رات کو چوری کرنیکو نہیں جاتا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن
میں حقتعالی کی مدح کیگئی ہے۔ کہ اسکو اونگھ اور نیند نہیں پکڑتی
اور اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ اسکو اونگھ اور نیند لازم آجاتی اور نیز
قرآن میں اسکی مدح ہے کہ اسکو آنکھیں نہیں پا سکتی ہیں اور معتزلہ کے نزدیک
یہ دلیل نہیں کہ ادراک ابصار حقتعالی پر صحیح ہو یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر
کا جس سے بخوبی ثابت ہے کہ امکان ظلم اور کذب سے باریتعالی کو موصوف
کرنا اہلسنت کا عقیدہ نہیں معتزلہ کا اعتقاد ہے قولہ اب مولف انوار ساطعہ
اور اسکے موید مولوی قصوری اور تمام انکے ہم مشرب عبرت سے
دیکھیں کہ جو طعن مطلق امکان کذب کے قائلوں پر رہے تہے انہوں نے اکابر
اہلسنت کی تکفیر تک نوبت پہونچائی۔ فقیر کہتا ہے اللہ اسکو جواب میں

ولا یعود اصلاً الی اکابر اهل السنۃ بل ولا الی احد من عوام
المومنین وان جمیع دلائل صاحب البراهین مع
الحواریین لیس الا التقیر بالرای والاجتهاد الزعمی
والافتراء علی العلماء الراسخین والتغلیط بالتحریف
والافتنان للمسلمین فلیتا مل الکنکوهی وموئده
الانبیٹهوی وسائر اهل مذهبهما من الحواریین الکذابین
لرب العلمین فی ان القول بامکان کذب اصدق
الصادقین کیف خرب عاقبتهم بالافتراء علیه
تعالی وبالاجتراء علی التحریف المعنوی واللفظی فی
کلام العلماء والعرفاء فنعوذ باللہ من الحور بعد الکور
وبہ نستعین قولہ واما کتابۃ ایۃ فنجعل لعنۃ اللہ
علی الکاذبین فی استدلالہ فهو ایضاً بلا فهم وما
یدری ان وجود مبدء الاشتقاق ضروری لصدق
وصف المشتق لا امکانہ ولا یلزم علی حسب
فهم القصوری ان یکون جمیع الناس حتی المعصومین
مصداق ایۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین لانہ
لما کان مدار هذا الوعید علی مطلق امکان الکذب
وامکان الکذب فی جمیع الناس موجود فکان
مصداق الوعید جملۃ بنی ادم الخ اقول وبعد الحمد
الحقیقی احول قدمر فی الاعتراض الاول بعد ذکر
الایات الناطقۃ علی صدقہ تعالی وتواتر الخبر
بانہ سبحانہ صادق هذہ العبارۃ وقد قال تعالی
فی وعید الکذب فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین فتحقق

اور حاشا کہ کبھی اکابر اہلسنت یا کبھی عوام اہلسنت کیجانب وہ طعن
عود کرے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ صاحب براہین اور
اسکے تمام حوارین کی دلائل یا تو آیت قرآنی کی اپنی رائے
سے تفسیر ہے اور یا اپنے زعم سے اجتہاد کیا ہے یا علماء دین پر افترا
اور تحریف کر کے مسلمانوں کو دہوکہہ دیا ہے پس مولوی گنگوہی
اسکا مرید انبیٹہوی اور تمام انکے ہم مذہب جو حقتعالی کے امکان کذب
کو ثابت کر رہے ہیں غور سے دیکھیں کہ اس بد اعتقادی نے انکے
پر افترا کرنے سے اور علماء اور اولیا کی کلام میں دلیرانہ تحریف لفظی
و معنوی سے انکی کیسی عاقبت خراب کی ہے تنزل کے بعد ترقی
سے پناہ بخدا **قولہ** اور آیت فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا استدلال
میں لکہنا بے سوچے سمجھے ہے اتنی بھی سمجھ نہیں ہے کہ صدق وصف
مشتق کے واسطے وجود مبدء اشتقاق ضروری ہے نہ امکان
ورنہ قصوری فہم کے موافق جملہ بنی آدم حتے کہ معصومین
پناہ بخدا آیت فنجعل لعنۃ اللہ کے مصداق ہو جائیں گے کیونکہ
مدار اس وعید کا تو مطلق امکان ٹہیرا اور امکان
کذب سارے بنی آدم میں موجود ہے۔ پس مصداق لعنت
جمیع بنی آدم ہوئے۔ اور کچہہ جہوٹ پر ہی منحصر نہیں
بلکہ انکا برا اولیا وغیرہ تمام گناہ کفر اور شرک زنا
اور سرقہ وغیرہ پر قدرت ہے۔ اور انکے امکان میں
ہے گو واقع نہوں۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے اعتراض
میں بعد ذکر کرنے آیات ناطقہ صدق باریتعالی کے اور
ہونے خبر صدق اس پاک ذات کے فقیر نے کذب
کی وعید میں یہہ آیت بہی لکہدی ہے

شرعاً وعقلاً استحالۃ امکان کذبہ تعالی لان الکذب
قبیح ونقص الخ والمراد منہ صراحۃ ان الکذب لغایۃ
سفاهتہ قد لعن اللہ علی الکاذبین فامکان الکذب
کیف لا یستحیل علی اللہ تعالی ونظهر منہ ظهوراً
بیناً ان مدار الوعید علی الکذب لا علی امکانہ فاثبات
صاحب البراهین من هذہ العبارۃ مدار الوعید
علی امکان الکذب وادخال الانبیاء والاولیاء
فی هذا الوعید علی حسب فهم الفقیر الی اخرها
قدرۃ الاولیاء والانبیاء علی الکفر والشرک نشاء من
کمال ضدیتہ وشدۃ عنادہ فرجل یرد قولهم والعجب
کل العجب من هذہ النفسانیۃ فان هولاء لا یبالون
من ایجاد کلمات توهین الانبیاء والاولیاء ونسبتها
الی غیرهم نعم من لم یخف من الاتهام علی اللہ سبحانہ
فکیف یخاف من اتهام الناس بقی ما قال صاحب البراهین
بقدرۃ النبیین علی الکفر والشرک فهو ایضاً یخالف
مذهب اهل السنۃ بل سائر الامۃ لان اللہ عزوجل
خلق الانبیاء مجبولین علی العصمۃ من الکفر والشرک
بل المعاصی بتعمد وهذہ المسئلۃ یقینیۃ کما قال
شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحت ایۃ ووجدک
ضالاً فهدی واما قولہ تعالی فی حق سائر الانبیاء
ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون وفی حق حبیبہ
صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وسلم لئن اشرکت لیحبطن عملک
الایۃ فهو یفرض المحال کما فی الجلالین والمدارک

اور شرعاً وعقلاً امکان کذب باریتعالے کا محال ہو
درج کیا تہا اسلیئے کہ کذب قبیح اور نقص ہے الخ اور مراد
یہہ تہی کہ جہوٹ پرلے درجے کی برائی ہے اللہ تعالی نے جہوٹوں پر لعنت
بائی ہے تو امکان کذب بہی حقتعالی پر محال ہے جس سے
ظاہر تہا کہ مدار وعید کذب پر ہے نہ امکان کذب پر پس براہین
جو اس عبارت سے مدار وعید لعن امکان کذب پر قرار دیکر
انبیا اور اولیا کو لعنتی بنا رہا ہے اور فقیر پر یہہ الزام
رہا ہے اور اخیر میں اولیا اور انبیا کی قدرت کفر اور شرک
پر ثابت کر رہا ہے یہہ اسکی محض ضدیت اور عناد ہے
اپنی غرض ہو کہ مخالف کی تردید میں کمال ہٹ دہرمی
شیوہ ہے اور عجب تر یہہ نفسانیت ہے کہ یہہ لوگ
آپ کلمات اہانت انبیاء و اولیا تراش کر دوسروں
طرف نسبت کر دیتے ہیں بیشک جو حقتعالے پر
سے نہیں ڈرتا وہ بندوں پر الزام سے کب
رہا یہہ جو اس قول میں براہین والے نے انبیا کی قدرت
کفر و شرک پر جو لکھی ہے تو یہہ بہی اہلسنت بلکہ تمام
کے برخلاف بکواس کی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے انبیا
و شرک بلکہ معاصی سے عصمت پر مجبول پیدا کیا ہے
مسئلہ یقینی ہے دوسری کتابوں پر دسترس نہو تو تفسیر عزیزی
آیت ووجدک ضالاً فہدی کے نیچے دیکھہ لیں۔ اور
کو قرآن میں یہہ کہنا کہ اگر وے شرک کرتے تو تمام انکے اعمال
کر دیتے اور نیز ہر عالم صلی اللہ علیہ علی اخوانہ و
میں یوں فرمایا اگر تو شرک کرتا تو تیرے عمال اکارت کر دیتے

وفی التفسیر العزیزی ولو تقول علینا یعنی اگر بفرض
محال بربستہ بگوید آن رسول بر ما الخ فتبین من ھذہ
المنقولات المعتبرات ان الانبیاء لا یقدرون علی الکفر
والشرک وامکان الکفر والشرک لا یتصور من المعصومین
فینتقم اللہ خیر الناصرین من صاحب البراھین مع الحواریین
وقد فعل والحمد للہ رب العالمین قولہ وما استدل
بان الکذب قبیح ونقص واللہ منزہ ومقدس من جمیع
النقائص فجوابہ اولا سلمنا قبح الکذب ونقصہ لکن
لا نسلم قبح امکان الکذب ونقصہ بل ھو کمال الالوھیۃ
وشعبۃ عموم قدرتہ تعالی کما علم سابقا ومن ادعی
قبح امکان الکذب ونقصہ فعلیہ بالدلیل اقول و
بلطف الخفی احول قد مرت عدۃ دلائل نقص امکان
الکذب فی تحریر الاعتراض ونعد ھھنا الاول یمتنع
علیہ الکذب اتفاقا والثانی انہ نقص والنقص علیہ
محال اجماعا والثالث واذا امتنع علیہ الکذب وجب
ان یکون کلامہ صدقا والرابع ولا یصح علیہ الحرکۃ و
السکون والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شیء
من صفات النقص عند اھل السنۃ والجماعۃ
خلافا لمن جوزھا علیہ کما تقدم والخامس قال ابو موسی
عیسی بن صبیح راھب المعتزلۃ ان اللہ قادر علی
ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الھا کاذبا ظالما
تعالی اللہ عما قال علوا کبیرا ھذہ خمس دلائل
کتبتہا من شرح المواقف لاظہار بہتان صاحب البراھین

تفسیر عزیزی میں ولو تقول علینا کے نیچے لکھتے ہیں یعنی
بفرض محال وہ رسول اگر ہمپر کچھ بنا کر کہتا الخ پس
ان معتبر سندوں سے ثابت ہے کہ انبیا کفر وشرک پر قادر نہیں ہیں
اور امکان کفر وشرک معصوم لوگوں سے غیر ممکن ہے
پس خداوند ذوالجلال ہی ان بے ادبوں سے انتقام لے
چنانچہ اسنے صاحب براہین اور حوارین سے انتقام خوب
لیا جسپر اسکا شکر ہے قولہ اور یہہ جو دلیل بیان کی ہے کہ کذب
قبیح اور نقص ہے اور باریتعالی سب نقصوں سے پاک ہے
اسکا جواب یہہ ہے اول ہمنے مانا کہ جھوٹ قبیح ونقص ہے لیکن امکان
کذب کا قبیح اور نقص ہونا مسلم نہیں بلکہ کمال الوہیت اور
شعبہ عموم قدرت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اور جو امکان
کذب قبیح اور نقصان ہونیکا مدعی ہے اسپر دلیل کا قائم کرنا
لازم ہے فقیر کان اللہ لہ جواب دیتا ہے کہ اوپر اعتراض کی تحریر
میں امکان کذب کے نقص ہونیکی کئی دلائل گذرے ہیں جنکو اسجگہہ
شمار کر دیتے ہیں پہلی حقتعالی پر بالاتفاق کذب ممتنع ہے دوسری
کذب نقص ہے اور نقص خدا پر بالاجماع محال ہے تیسری جب
اسپر کذب ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اسکی کلام راست ہو چوتھی خدا پر
سکون حرکت انتقال جہل کذب صحیح نہیں ہے اور نہ کوئی صفات
نقص سے اہل سنت کے نزدیک برخلاف انکے جو انکو روا رکھتے
ہیں جیسا کہ اوپر گذرا ہے پانچویں معتزلہ کے عابد ابو موسی عیسی نے
کہا ہے کہ خدا جھوٹ اور ظلم پر قادر ہے اگر ایسا کرتا تو جھوٹا ظالم خدا
کہلاتا خدا اس سے بہت اونچا ہے یہہ پانچ دلیلیں شرح مواقف
سے لکھی ہیں تاکہ ظاہر ہو بہتان صاحب براہین کا

علیہ بان امکان کذب الباری یثبت من شرح المواقف
والسادس عبارۃ الامام فی تفسیرہ الکبیر تحت قولہ تعالی
وظنوا انہم قد کذبوا) لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ
الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان انتہی وقال فی الوجہ
الاول والظن ھھنا بمعنی التوھم والحسبان انتہی
والسابع ایضا من التفسیر الکبیر فاذا جوز علی اللہ
الخلف فیہ (ای فی الخبر) فقد جوز الکذب علی اللہ فھذا
خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ منزہ من الکذب انتہی والثامن کلام
القاری من شرح الفقہ الاکبر والکذب علیہ تعالی محال
والتاسع کلام الجلال الدوانی من شرح العقائد الجلالی
وامکان المحال محال والعاشر روایۃ الفتاوی الھندیۃ
یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ
الی النقص انتہی ملخصا فھذہ عشرۃ کاملۃ من الدلائل
ذکرتہا فی الاعتراض فمنہا ما فیہ لفظ الجواز او الصحۃ
او الظن بمعنی التوھم فھو نص فی کون امکان الکذب
نقصا وما فیہ لفظ الامتناع والمحال فھو ایضا کذلک
لان مقدمۃ امکان المحال محال مبرھن عند العقلاء
والدلیل الحادی عشر نقلتہ سابقا من التفسیر الکبیر
تحت قولہ تعالی (ومن اصدق من اللہ حدیثا) کما نص
فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب
حاصلا لا محالۃ انتہی فحصل من امتناع الکذب
استحالۃ امکانہ فھذہ المنقولات من دلائل نقص

جو کہتا ہے کہ شرح مواقف سے امکان کذب ثابت ہوتا ہے
چھٹی عبارت تفسیر کبیر کی آیت وظنوا انہم قد کذبوا کے نیچے
ہے بیشک مومن کو خدا پر جھوٹ کا گمان کرنا نا روا ہے بلکہ اس
گمان سے ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اھ اور پہلی وجہ کی بیان میں
امام رازی نے کہا ہے کہ ظن اسجگہہ وہم اور خیال کے معنے
رکھتا ہے ساتویں بھی تفسیر کبیر میں ہے جب حقتعالی پر خبر میں خلاف
روا رکھا جاوے تو یہہ کذب کی تجویز ہوئی پس یہہ بڑا خطا بلکہ
قریب کفر کے ہے اسلیے کہ سب دانشمند خدا تعالی کے کذب سے
منزہ ہونے پر متفق ہیں آٹھویں فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ خدا پر
جھوٹ محال ہے نویں شرح عقائد جلالی میں ہے کہ امکان
محال بھی محال ہے دسویں فتاوی عالمگیریہ کی عبارت
کہ اللہ تعالی کو نالائق امر سے موصوف کرنا یا نقص
کیطرف منسوب کرنا کفر ہے یہہ دس دلیلیں ہیں جو فقیر نے
اعتراض میں بیان کی ہیں جنمیں لفظ جواز یا صحت یا ظن
بمعنے وہم ہے تو وہ نص ہے امکان کذب کے نقص ہونے پر
اور جنمیں لفظ امتناع ومحال کا ہے تو وہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ
امکان محال کا محال ہونا عقلا کے نزدیک محقق ہے
گیارہویں تفسیر مدارک سے بذیل آیت ومن اصدق
من اللہ حدیثا کے منقول ہوا ہے کہ جب امکان
صدق قائم ہوا تو ضرور امتناع کذب حاصل ہوگیا
اھ پس امتناع کذب سے امکان کذب محال ہوگیا
یہہ گیارہ دلائل نقص ہونے امکان کذب
میں ہر چند بنا بر اطمینان اہل انصاف

امکان کذبہ تعالیٰ وانکانت کافیۃ لاطمینان اھل الانصاف لکن اذکر عدۃ دلائل اخری عسی ان یھتدی الھادی بھا احدًا من المکذبین ویرتفع المناقشۃ القبیحۃ من بین المسلمین وبراس تعین قال[12] مفتی الثقلین فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ لقبحہ لکونہ اخبارًا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ انتہی وقال[13] القاضی فی تفسیرہ انوار التنزیل تحت ھذہ الایۃ الکریمۃ انکار ان یکون احد اکثر صدقًا منہ تعالیٰ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ محال انتہی وقال[14] مفتی الثقلین ابوالسعود فی تفسیرہ تحتہا انکار لان یکون احد اصدق منہ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہی وقال[15] القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری تحتہا فان اخبارہ تعالیٰ لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالیٰ انتہی بالقدر الضرورۃ وفی تفسیر[16] تفسیر الحسن تحتہا لانہ عبارۃ کلامہ الازلی الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیہا وفی تفسیر[17] خازن تحتہا یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز الکذب

وایمان کافی ہیں۔ مگر چند دلائل اور بھی لکھدیتا ہوں شائد کسی خدا کے مکذب کو ہدایت ہوجائے اور مسلمانوں کے درمیان سے خرخشہ رفع ہو۔ تفسیر[12] مدارک میں اسی آئت مبارک کے نیچے لکھا ہے کہ یہ استفہام نفی کے معنے سے ہے یعنے کوئی بھی اللہ تعالےٰ سے خبر اور وعدہ اور وعید میں راستباز نہیں ہے۔ اسلیے کہ کذب خدا پر محال ہے کہ وہ قبیح ہے کیونکہ وہ نام ہے خلاف واقعہ خبردینے کا اھ اور تفسیر[13] بیضاوی میں بھی اسی آئت کے تلے لکھا ہے کہ یہ انکار ہے اس سے کہ خدا سے کوئی بھی راستباز ہو اسلئے کہ اسکی خبر میں کسیطرح سے بھی کذب داخل نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ نقص ہے اور خدا پر محال ہے اھ مفتی[14] الثقلین ابوالسعود اپنی تفسیر میں اسی آئت کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہ انکار ہے اسکا کہ کوئی خدا سے راستباز نہیں ہے وعدہ اور تمام خبر وںمیں اور بیان ہے اسکے محال ہونیکا کیا معنے کہ جھوٹ خدا پر محال ہے اھ تہیقی[15] زمان تفسیر مظہری میں اسکے تلے لکھتے ہیں کہ بیشک خدا کی خبروں میں کذب کو کسی وجہ سے بھی دخل نہیں ہے کہ وہ نقصان اور خدا پر محال ہے اھ تفسیر[16] حقانی میں اسکے نیچے تحریر ہے اسلیے کہ قرآن خدا کی کلام ازلی کی عبارت ہے اسمیں کذب کو دخل نہیں کہ وہ نقص ہے۔ اور جو خدا کے سوا ہے ہر چند اسکا صدق مدلل ہو مگر ان دلائل سے قطع نظر کرنے سے اسکا کذب ممکن ہے تفسیر[17] خازن میں ہے یعنے کوئی بھی خدا سے راستباز نہیں ہے کہ وہ وعدہ

انتہی وفی العقائد[18] الحافظیۃ ولا یوصف اللہ تعالےٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ یقدر ولا یفعل انتہی وفی شرح[19] العقائد الجلالی ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال انتہی وفی العقائد[20] العضدیۃ وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما ستعرف من اجماع العقلاء علی ذلک انتہی وفی شرح[21] الفقہ الاکبر للقاری علیہ رحمۃ الباری ومنہا لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہی فہذہ احدی وعشرون دلائل ینطق علی ان امکان کذبہ تعالیٰ نقص ایضًا وھو سبحانہ منزہ عن جمیع النقائص بالاجماع وقول صاحب البراھین مع الحواریین سلمنا قبح الکذب ونقصہ لکن لا نسلم قبح امکان الکذب ونقصہ بل ھو کمال الالوھیۃ وشعبۃ عموم قدرتہ یقتضی اقتضاءً بیّنًا ان یقولوا ان الجہل والزنا والعجز وغیرھا من الرذائل سلمنا قبحہا لکن لا نسلم قبح امکان الجہل والزنا والعجز وغیرھا بل ھی کمال الالوھیۃ وعموم القدرۃ ولا یخفی علی العاقل المتدین شناعۃ ھذا القول المردود فنعوذ من ذلک بالمعبود الودود فی المعتقد المنتقد والنجدیۃ ای الوھابیۃ قد فارقوا اھل الاسلام فی ھذا المقام قال کبیرھم کذبہ وامکان اتصافہ سبحا

نہ اسمٰعیل الدہلوی ۱۲

اور عقائد حافظیہ میں ہے کہ حقتعالےٰ سبحانہ ظلم سفاہت
کذب پر قادر ہونے سے موصوف نہیں۔ اسلیے کہ محال
خدا کی قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے اور معتزلہ کے نزدیک
اکذب وغیرہ پر قادر ہے اور کرتا نہیں اھ شرح عقائد
جلالی میں ہے خدا پر حرکت انتقال جہل کذب صحیح نہیں کہ
نقص ہیں اور نقص خدا پر محال ہے اھ اور عقائد عضدیہ میں
ہے خدا تمام صفات نقص سے پاک ہے چنانچہ سب عقلا کا
اسپر اتفاق ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوچکا ہے اھ شرح فقہ اکبر
میں ہے حقتعالیٰ ظلم پر قدرت سے موصوف نہیں ہے کیونکہ محال
قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک
ظلم پر قادر ہے اور کرتا نہیں۔ اھ اب یہ اکیس دلائل
کے امکان کذب سے پاک ہونے پر ناطق ہیں کہ وہ نقص
ہے اور خدا نقص سے پاک ہے۔ اور صاحب براہین اور
حواریین کا یہ قول کہ ہم کذب کا قبح اور نقص ہونا مانتے
تو امکان کذب کی قبح اور نقص کو تسلیم نہیں کرتے
بلکہ اس سے خدا کی الوہیت کامل ہوتی ہے اور اسکی
کا عام ہونا ہے اھ صاف صاف چاہتا ہے کہ یہ لوگ
طور پر کہیں کہ ہم جہل زنا عجز وغیرہ کی قبیح کو تسلیم کریں تو امکان
جہل و زنا و عجز وغیرہ کو قبیح ہونیکو نہیں مانتے بلکہ یہ سب
الوہیت اور شعبہ عموم قدرت ہیں۔ ویندار عاقل پر اس
اعتقاد کی برائی پوشیدہ نہیں ہے۔ پناہ بخدا ایسے
پرستی کے خیال سے کتاب معتقد منتقد میں لکھا ہے
اہل اسلام کے مخالف ہوگئے ہیں انکا امام یعنی مولوی اسمٰعیل

بهذه النقيصة ليس محالا بالذات وليس خارجًا
من القدرة الالهية والا يلزم زيادة القدرة
الانسانية على القدرة الربانية انتهى واطال الوقاحة
بعض متبعيه باطالة الكلام فيما لا يعنيه والى
جهله بصلية حتى التزم امكان اتصافه سبحانه
بالجهل والعجز وجميع النقائص والمعائب والفواحش
والقبائح وفضح نفسه وقومه بانواع الفضائح
انتهى وفي زماننا من اكابر متبعي اسمعيل الدهلوي
صاحب البراهين مع الحواريين كما التزموا امكان
اتصافه تعالى بجميع القبائح في هذا القول. قوله
وثانيا هذا الدليل يدل على عدم واقفية المولوي
القصوري من المذهب والا ليس شيء من الله
تعالى قبيحا في الحقيقة على مذهب الاشاعرة
فان جميعها كمالات قال شاه عبد العزيز في التحفة
الاثنا عشرية الخ اقول وبعون خالق الاشياء
احول سلمنا وايقنا ان لا قبيح منه تعالى لكن ليس
معناه ان الاتصاف بالقبائح يجوز لله تعالى وهذا الاتصاف
منه ليس بقبيح كما هو مقصود المكذبين بل المعنى ان
خلق القبائح كالكفر والظلم والمعاصي ليس بقبيح من الله تعالى
فانه موجد لكل شيء لا خالق سواه وافعال الله تعالى كلها حسنة يتعلق
بها المدح والثناء لا يفعل قبيحا في شرح المواقف تنبيها المبحث الرابع
لا قبيح من الله تعالى لكان هو الخالق للكل ولا واجب عليه وحسن افعاله
بحكم الشرع انتهى كلا وفي خلاف ذلك ان الباري لا يفعل قبيحا لا تركه واجبا ما عدانا
خلافه لا قبيح منه ولا واجب عليه لكون الله عليه الشرع

محال بالذات نہیں ہے اور یہ امکان کذب قدرت الٰہی سے خارج نہیں ہے
ورنہ آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جاویگی انتہی
اور بعضے اسکے مقلدوں نے اس بری گفتگو میں دراز نفسی
کی اور دوزخ کا سزاوار ہوا یہاں تک کہ حقتعالی کا جہل عجز
اور تمام نقص اور عیبوں اور فواحش و قبائح سے متصف ہونا
ممکن کہا اور اپنے آپ اور ساری قوم کو رسوا کیا۔ یہ ترجمہ
ہے عبارت معتقد کا فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہمارے زمانے
میں مولوی دہلوی کے اکابر مقلدین سے صاحب براہین اور اسکے
حواریین ہیں جو انکے نزدیک بھی باریتعالے کا سب قبائح
سے متصف ہونا ممکن ہے جیسا کہ اس قول سے لازم
ہو رہا ہے۔ قولہ دوسرا یہ دلیل مولوی قصوری کی مذہب
اہلسنت سے ناواقف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ فی
الحقیقۃ بموجب مذہب اشاعرہ کے کوئی چیز بھی اللہ تعالی کی
سے قبیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب کمالات ہیں شاہ
عبد العزیز تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں الخ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اللہ تعالی سے قبیح کا نہ ہونا مسلم ہے اور ہم اسپر یقین کرتے
ہیں مگر اسکے معنی یہ نہیں کہ حقتعالی کا قبائح سے متصف
ہونا جائز ہے اور یہ قبیح نہیں جیسا کہ ان مکذبین کا یہی مقصود ہے
بلکہ مراد یہ ہے کہ قبائح کا پیدا کرنا جیسے کفر ظلم معاصی یہ
حقتعالی سے قبیح نہیں اسلیئے کہ وہی ہر چیز کا خالق ہے اور خدا
کے سب کام اچھے ہیں۔ انسے مدح اور ثنا ہی متعلق ہے۔ اور خدا
خود کوئی گناہ نہیں کرتا ہے۔ شرح مواقف کی متن میں ہے جو تنہا بحث
اللہ تعالی سے کوئی قبیح نہیں اگرچہ سب کا خالق وہی ہے اور اسپر واجب بھی

[illegible]

ولا يتصور ذلك في فعله الى قوله فان قيل الكفر والمعاصي
كلها قبائح وقد خلقها الله تعالى قلنا نسلم الا خلق القبيح
ليس بقبيح فهو موجد لها لا فاعل لها فان قيل فلا يفعل الحسن
ايضا لانه لا حكم عليه امرا كما لا حكم عليه نهيا والاجماع
على خلافه قلنا قد ورد الشرع بالثناء عليه في افعاله
فكانت حسنة لكونها متعلق المدح والثناء عند الله
تعالى انتهى من صفحة ١٣٠ من الجلد الثاني المطبوعة
في مصر هكذا في سائر مبسوطات العقائد فثبت
ان الله عز وجل خالق كل شيء ولا يفعل فعلا قبيحا كما
زعم المكذبون ولا قائل منا بان خلق الكفر والعبث
والنفس وابليس كلها قبائح لا ينسب الى الله تعالى
والمكذبون على الله سبحانه كيف يبالون في الكذب عن عباده
تعالى قوله وثالثا نقل القصوري هذا الدليل من شرح المواقف
لكن لم يدر معناه [illegible] لان شارح
المواقف نقض هذا الدليل [illegible] الدليل الصحيح للخصم [illegible]
[illegible] قال شارح المواقف واعلم [illegible] فرق
بين النقص في الفعل [illegible] دليل [illegible]
الباري تعالى عن نقص الكذب ليس ماخوذا
من شرح المواقف فقط بل صرحوا به في غير واحد
من كتب [illegible] شرح المقاصد يكون
الكذب [illegible] على الله تعالى [illegible] الاجماع واخبار
الانبياء عليهم السلام ولكونه نقصا [illegible] العقلاء
وفي شرح المقاصد فشين الكذب وهو محال

واجب بحکم شرع ہوتا ہے اور خدا کے کام میں یہ متصور نہیں [illegible]
قولہ اگر کوئی کہے کہ کفر و ظلم معاصی سب کے سب قبیح ہیں اور یہ سب خدا کی
مخلوق ہیں ہم اسکا جواب دیتے ہیں کہ یہ مانا مگر قبیح کا پیدا کرنا قبیح نہیں ہے
پس خدا ہی قبائح کا بھی خالق ہے سوا اسکے کوئی فاعل نہیں ہے اور
اگر کہا جاوے کہ خدا اچھا کام بھی نہیں کرتا کیونکہ اس پر نہ
کوئی حکم ہے اور نہ اسپر کچھ منع ہے حالانکہ اجماع
اسکے خلاف پر ہے یعنی خدا اچھا کام کرتا ہے ہم جواب
دیتے ہیں کہ شرع میں خدا کے کاموں پر تعریف ہوئی ہے تو انکے
کام اچھے ہیں کیونکہ ان سے مدح اور ثنا متعلق ہے۔ یہ ترجمہ
ہے شرح مواقف مطبوعہ مصر کی دوسری جلد کی صفحہ ۱۳۰ کا
اور باقی مبسوطات عقائد میں بھی ایسا ہے۔ پس محقق ہوا کہ
خود حقتعالی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور کوئی برا کام نہیں کرتا برخلاف
زعم مکذبین کے اور ہم میں سے کوئی اہل اسلام سے قائل نہیں کہ کفر عبث
نفس شیطان کا پیدا کرنا قبیح ہے حقتعالی کی طرف نسبت نہ کرنا چاہئے
جو خدا [illegible] امکان کذب کے قائل ہوئے وہ خدا کو [illegible]
[illegible] قولہ تیسرا مولوی قصوری نے [illegible]
[illegible]
ہے خود شارح مواقف اس دلیل کو [illegible] غلط دلیل [illegible]
[illegible] شارح [illegible]
[illegible]
[illegible]
نہیں [illegible] تصریح [illegible] شرح مقاصد
میں ہے کہ کذب بالاتفاق حقتعالی پر محال ہے [illegible]

[illegible]

اما اولاً فباجماع العلماء واما ثانيا فبما تواتر من
اخبار الانبياء عليهم السلام الثابت صدقهم بدلالة
المعجزات من غير توقف على ثبوت كلام الله تعالے
فضلا عن صدقه واما ثالثا فلان الكذب نقص
باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال لما فيه
من امارة العجز والجهل والعبث انتهى من الجلد
الثاني صفحه ۱۰۲) المطبوع فی مصر وقد نقلت سابقا
من التفاسير وكتب العقائد بان الكذب نقص
محال على الله تعالى وما قال ان شارح المواقف
زيف هذا الدليل فهو ايضا كذب كيف لا وقد
صرح الشارح في اخير الكتاب في ذكر عقائد اهل
السنة انه لا يجوز عليه الحركة والسكون والانتقال
ولا الجهل ولا الكذب ولا شيء من صفات النقص الخ
نعم قال الماتن لم يظهر لي فرق بين النقص في الفعل
والقبح العقلي فيه وقد زيفه العلامة في شرح المقاصد
كما قال واما وجه استحالة النقص ففي كلام البعض
انه لا يتم الا على رأي المعتزلة القائلين بالقبح العقلي
قال امام الحرمين الى قوله وقال صاحب المواقف
لم يظهر لي فرق بين النقص في الفعل والقبح العقلي
بل هو هو بعينه وانا العجب من كلام هؤلاء المحققين
الواقفين على محل النزاع في مسئلة الحسن والقبح
انتهى من الجلد الثاني صفحه ۱۰۵) وفي مسلم الثبوت
وشرحه لمولانا بحر العلوم في مسئلة امتناع الكذب

تین وجہ سے پہلی اتفاق علما کا دوسرے انبیا سے جنکا صدق
معجزات سے بھی ثابت ہے کلام اللہ کے ثبوت اور اسکے صدق
پر موقوف نہیں ہے) خبر متواتر ہے کہ خدا پر کذب جائز نہیں
ہے تیسرے کذب بالاتفاق عقلا نقص ہے۔ اور خدا پر
محال ہے اسلیے کہ یہ عجز اور جہل کی نشان ہے یا عبث ہے یہ
ترجمہ ہے عبارت دوسرے جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۰۲ سے اور اوپر
بہت سی تفاسیر اور عقائد کی کتابوں سے منقول ہو چکا ہے
کہ کذب نقص ہے خدا پر محال ہے اور یہ کہنا کہ شارح مواقف
نے اس دلیل کو غلط بنایا ہے یہی غلط ہے کیونکہ خود شارح
مواقف آخر کتاب میں اہلسنت کے عقائد کے ذکر
میں تصریح کرتے ہیں کہ خدا پر حرکت و سکون انتقال و
جہل و کذب اور نہ اور کوئی صفات نقص سے جائز ہیں الخ
البتہ ماتن نے یہ کہا ہے کہ مجھے نقص فی الفعل
اور قبح عقلی فی الفعل میں فرق ظاہر نہیں ہوا ہے۔
سو علامہ نے شرح مقاصد میں اسکی تزییف کی ہے
چنانچہ کہا ہے۔ لیکن وجہ محال ہونے نقص کی بعض
کی کلام میں ہے کہ یہ وجہ صرف معتزلہ کے مذہب پر جو قبح
عقلی کے قائل ہیں پوری ہوتی ہے امام حرمین نے کہا ہے
(الی قولہ) صاحب مواقف نے کہا ہے کہ مجھے نقص فی الفعل اور قبح
عقلی میں فرق معلوم نہیں ہوا۔ بلکہ یہ وہ تو ایک ہی ہیں
اور مجھکو تعجب ہے ان محققین کی کلام سے جو محل نزاع پر مسئلہ
حسن و قبح میں واقف ہیں یہ دوسری جلد کے صفحہ ۱۰۵ اسکی عبارت کا
ترجمہ ہے اور مسلم الثبوت اور اسکی شرح بحر العلوم میں مسئلہ امتناع کذب کے

عقلا اما النص والجواب انه اي المذكور نقص فيجب
تنزيهه تعالى عنه كيف وقد مر انه لا نزاع فيه فانه عقلي
باتفاق العقلاء فالملازمة ممنوعة وما في المواقف
في اثبات الملازمة ان القبح في الافعال يرجع الى النقص
العقلي ممنوع لان ما ينافي الوجوب الذاتي كيفما
كان او فعلا من جملة النقص في حق الباري و
من الاستحالات العقلية عليه سبحانه انتهى تقدر
الحاجة فالتزييف مزيف والدليل قوي ونسبته الى
مذهب الشيعة والمعتزلة والخوارج جهل المكذبين
فلما ثبت من شرح المقاصد والمواقف امتناع كذب الباري ايضا
ظهر كذب المكذبين في القول بانه ثبت امكان
الكذب من شرح المواقف وشرح المقاصد والحمد لله
رب العلمين قوله فمسئلة امكان الكذب من المسائل
الواهية لا يجوز اخفاؤها من خوف المطاعن الواهية
الخ اقول قد سبق من التفاسير وكتب العقائد ان مسئلة
امكان كذب الباري من المسائل الواهية المخالفة
لعقائد اهل السنة قطعا انما قال بها بعض المعتزلة
فمن نسبها الى اهل السنة فقد افترى افتراء بلا
امتراء وليس في كتاب من كتب الاشاعرة ثبوت
امكان كذب الباري كما فصلته سابقا حتى يحتاج
الى غرقها نعم يحتاج الى غرق المكذبين ان لم يتوبوا الى الله
خير المنتقمين قوله وما نقل القصوري على الهامش
من التفسير الكبير وتفسير ابي السعود وغيرهما فهو

باب میں یوں تصریح کی ہے کہ جواب اسکا یہ ہے کہ امر مذکور نقص ہے
جیسے حقتعالی کی تنزیہ واجب ہے۔ اور کیوں نہو کہ اوپر گذرا
ہے کہ اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ عقلی ہے ساتھ دانشمندوں کی
اتفاق کے پس ملازمت ممنوع ہے اور مواقف میں جو ملازمت
کو ثابت کیا ہے کہ قبح افعال میں قبح عقلی کیطرف راجع ہے تو یہ ممنوع
ہے کیونکہ جو امر وجوب ذاتی کے برخلاف ہو کیف ہو یا فعل
وہ نقص سے ہے۔ باریتعالی کے حق میں اور حقتعالی پر محال
عقلی سے ہے۔ یہ ترجمہ ہے اسکی عبارت کا پس اس دلیل کا غلط
بنانا خود غلط ہے اور دلیل قوی ہے۔ اور اسکو شیعہ
اور معتزلہ و خوارج کیطرف منسوب کرنا امکان کذب کے قائلوں
کی نادانی ہے۔ پس شرح مقاصد و مواقف دونوں سے کذب باریتعالی
کا امتناع ثابت ہوا تو بخوبی متحقق ہوا کذبین کا جھوٹ جو کہتے
ہیں کہ شرح مواقف اور مقاصد سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت
ہے فلله الحمد قولہ پس مسئلہ امکان کذب کا مسائل واہیہ ذکر
کسی کے طعن کے خوف سے اسکا اخفا نا روا ہے الخ اقول
کہتا ہے کہ اوپر بہت سی معتبر تفاسیر و متند کتب عقائد سے کامل
طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ مسائل
واہیہ سے ہے جو یقینا عقائد اہلسنت کے مخالف ہے صرف معتزلہ
کے بعض کا قول ہے پس جسنے اسکو اہلسنت کیطرف منسوب کیا
پس بیشک وہ مفتری ہے اور کسی کتاب میں اشاعرہ کی
کتابوں سے باریتعالی کی امکان کذب کا ثبوت نہیں چنانچہ اوپر
تفصیلوار گذرا ہے۔ تو ان کتابوں کو غرق کیوں کرنا ہے البتہ
قائلین امکان کذب باریتعالی کو غرق لازم ہے اگر تائب نہوں
اور خدا ہی منتقم حقیقی ہے قولہ اور حاشیہ پر جو دلائل تفسیر کبیر و تفسیر

في ايضا بان هذه الرواية ما يبطل مذهبهم ما يتحقق به وتلك الدلائل لا تخالف مقصودنا كما نقلنا من رسالة المفتي صدر الدين كلام الامام اقول قد تحقق بتائيد المعين الحقيقي ابطال مسئلة امكان الكذب من تصريح التفاسير ابطالا كافيا وايضا سبق بيان عدم حصول مقصود المكذبين من كلام الامام بيانا شافيا كيف لا وقد صرح الامام بان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان وايضا فاذا جوز على الله الخلف فيما اى في الخبر فقد جوز الكذب على الله فهذا خطاء عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا الخ الى غير ذلك من تصريحات العلماء المنقولة على الصدر قوله وايضا في جواب الاعتراض الثاني سيجئ الخ اقول سيجئ رده ايضا بتفضل الحق القدير فانتظره قوله وما نقل القصوري من شرح المواقف فهو ايضا قصور فهمه ليس في عبارته تعارض اصلا فمتى اثبت امتناع الكذب فهو صحيح ومعناه اخر ومتى اثبت امكان الكذب فهو ايضا صحيح ومحمله اخر اقول انما يثبت من شرح المواقف بتصريحات متعددة امتناع الكذب وجواز امكان الكذب قول بعض المعتزلة كما مر منصوصا من عباراته المسطورة على الصدر ويظهر منه قصور فهم المكذبين وبطلان زعم الملحدين قوله وما قال القصوري

وہ بھی نہیں سمجھے کس مدعا کا ان سے ابطال ہے اور کسکا اثبات ہے وہ دلائل ہمارے مدعا کے ہرگز مخالف نہیں چنانچہ مفتی صدر الدین کے رسالہ سے امام کا کلام نقل ہو چکا ہے فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ معین حقیقی جل وعلا کی تائید سے بحوالہ تفاسیر معتبرہ مسئلہ امکان کذب باریتعالی کا ابطال کافی ہو چکا ہے۔ اور امام کے کلام سے مکذبین کے مدعا کا ثابت نہونا اسکا بھی بیان شافی گذرا ہے۔ کیوں نہو جب امام رازی خود تصریح کر گئے ہیں کہ مومن کو خدا پر وہم کذب کا کرنا روا نہیں ہے۔ بلکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اور نیز جب خدا پر خبر میں خلف روا رکھیں تو کذب کی تجویز ہے اور یہ بڑا خطا بلکہ قریب کفر کے ہے الخ اور سوا اسکے اور تصریحات علماء دین کی جو اوپر منقول ہو چکی ہیں قولہ اور نیز جواب اعتراض دوم میں الخ اقول اسکا رد بھی وہاں مذکور ہوگا قولہ اور جو عبارتیں شرح مواقف سے نقل کی ہیں انکے مطلب کے سمجھنے میں قصوری صاحب کا فہم قاصر ہے انمیں ہرگز تعارض نہیں ہے۔ جہاں امتناع کذب لکھا ہے وہ صحیح ہے اسکے معنے اور ہیں اور جہاں امکان کذب ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اسکا محمل کچھہ اور ہے اقول شرح مواقف کی متعدد تصریحات سے امتناع کذب باریتعالے ثابت ہے اور جو امکان کذب ہے وہ بعض معتزلہ کا قول بے عول ہے۔ جیسا کہ اوپر اسکی عبارات منقول ہو چکی ہیں جس سے قصور فہمید وفتور دید مکذبین متحقق ہے۔ قولہ اور

في عبارة صفحه ٧٠٩ قلنا لا نسلم استحالة التركيب وهما من الممكنات التي يشملها قدرة الله انتهى انها على اصول المعتزلة فهو من قصور فهمه او من غشاوة النفسانية الخ اقول لما صرح صاحب شرح المواقف في ذكر فرق المعتزلة ان ابا موسى عيسى ابن صبيح المردار قال الله قادر على ان يكذب ويظلم ولو فعل لكان الها كاذبا ظالما تعالى الله عما قال علوا كبيرا انتهى وتحاشى عن قوله امكان الكذب تحاشيا كبيرا ثم قال في اخر الكتاب في بيان عقائد اهل السنة انه لا يصح عليه تعالى الحركة والسكون والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا شيء من صفات النقص خلافا لمن جوزها عليه كما تقدم انتهى فثبت من هذا الكلام تبرئة شارح المواقف من جواز امكان الكذب تبريا كثيرا فقلت ما قلت في تحرير الاعتراض لا نه لا يشك العاقل المتدين في ان امتناع كذب الباري في كلام الشارح انما هو الامتناع الذاتي قطعا ولم يثبت من كلامه امكان الكذب اصلا ومع هذا قوله وهما من الممكنات التي يشملها قدرة الله تعالى انتهى مذكور في المقصد الخامس في فروع المعتزلة على اصلهم فهذه الدلائل الواضحة اولتم وما تكلمت هنا لك الا بالاجمال وان رضيت بالتفصيل والاكمال لكن المكذبين لما لم يستطيعوا اثبات عقيدة امكان الكذب بالدلائل القطعية اليقينية ولا بالمسائل الدينية واغتمّوا هذا القول المفصح وعن موضع [illegible]

عبارت شرح مواقف صفحہ ٧٠٩ میں جسکا ترجمہ یہ ہے وہ دونوں ممکنات سے ہیں جنپر قدرت شامل ہے ۔ اسکا جواب قصوری صاحب نے یہہ دیا کہ یہہ اصول معتزلہ پر مبنی ہے سو یا تو مطلب عبارت نہیں سمجھے یا غبار نفسانیت وعناد نے بصیرت کو اندھا کر دیا ہے الخ اقول جب شارح مواقف نے فرق معتزلہ کے ذکر میں خود تصریح کر دی کہ ابا موسی عیسے راہب معتزلہ نے کہا ہے کہ خدا جھوٹ اور ظلم پر قادر ہے اگر ایسا کرتا تو خدا کاذب ظالم کہلاتا اور خدا اس سے بہت ہی اونچا ہے اور دیکھو کیسا اس قول امکان کذب سے برأت کی ہے ۔ پھر اخیر کتاب کے عقائد اہلسنت کے بیان میں تحریر ہے کہ بیشک حق تعالی پر حرکت سکون انتقال جہل کذب اور نہ کوئی اور صفات نقص جائز ہے الخ پس اس سے شارح مواقف کا بچنا [illegible] امکان کذب سے پاک ہونا ثابت ہے تہا سیسے وقت [illegible] میں تحریر کر دیا ۔ کیونکہ کوئی دیندار وہ [illegible] شک نہیں کر سکتا کہ کلام شارح مواقف میں [illegible] کذب باری [illegible] ذاتی ہے اور امکان کذب اس سے ہرگز ثابت نہیں [illegible] قول [illegible] ممکنات سے ہیں جنپر قدرت [illegible] شامل ہے [illegible] مقصد پنجم [illegible] فروع معتزلہ [illegible] [illegible] بالاجمال [illegible] [illegible] قولہ [illegible]

زعم انہ استدلال شریف فلابد من التفصیل بالقدر الجمیل قال العلامۃ الدوانی فی شرح العقائد العضدیۃ فی مسئلۃ ان المعتزلۃ والخوارج اوجبوا عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ واستدلوا علیہ بانہ تعالیٰ اوعدہ بالعقاب فلو لم یعاقبہ لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ تعالیٰ وھما محالان علی اللہ تعالیٰ واجیب عنہ بان غایتہ وقوعہ ولا یلزم منہ الوجوب علی اللہ تعالیٰ و اعترض علیہ الشریف العلامۃ بانہ حینئذ یلزم جوازھما وھو محال لان امکان المحال محال واجاب عنہ بان استحالتھما ممنوعۃ کیف وھما من الممکنات التی یشملھا قدرۃ اللہ تعالیٰ قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات التی یشملھا القدرۃ وھذا کما لا یشمل القدرۃ سائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجھل والعجز ونفی صفۃ الکلام وغیرھا من صفات الکمال والوجہ فی الجواب ما اشرنا الیہ سابقا من ان الوعید والوعد مشروطان بقیود وشروط معلومۃ من النصوص فیجوز التخلف بسبب انتفاء بعض تلک الشروط انتھی وقال الفاضل ابو الحسن الشھید فی حاشیتہ قولہ فلا یکون ای الکذب علیہ تعالیٰ من الممکنات وامکانہ علی غیرہ تعالیٰ لا ینفع یعنی ان الامکان کیفیۃ نسبۃ وجود الشیء فالکذب باعتبار وجودہ

اور اسی کو دلیل یقینی مان لیا۔ پس ناچار بالقدر ضرورت اسکی تفصیل کرنی پڑی۔ علامہ دوانی شرح عقائد عضدیہ میں کہتے ہیں کہ معتزلہ اور خوارج مرتکب کبیرہ جب بلا توبہ مرے تو اسکے عذاب کو واجب جانتے ہیں اس دلیل سے کہ حق تعالیٰ نے اسکو عذاب کی وعید کی ہے پس اگر اسکو عذاب نکرے تو اسکی وعید میں خلاف اور اسکی خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہہ دونو خدا پر محال ہیں۔ اہلسنت اسکا یہہ جواب دیتے ہیں کہ غایت الامر عذاب کا وقوع ہے اس سے خدا پر عذاب لازم نہیں آتا ہے علامہ شریف اسپر معترض ہوئے کہ اب جواز خلف و کذب لازم آیا۔ اور یہہ محال ہے کیونکہ امکان محال محال ہے اور اسکا جواب دیا کہ ان دونوں کا محال ہونا منع ہے۔ کیونکہ یہہ ممکنات سے ہیں جنپر قدرت الٰہی شامل ہے (علامہ دوانی فرماتا ہے) میں کہتا ہوں کذب نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے پس جواز و امکان کذب ممکنات سے نہیں جنپر قدرت الٰہی شامل ہے اور یہہ ویسا ہی ہے جیسے کہ قدرت الٰہی تمام وجوہ نقص پر شامل نہیں مثل جہل و عجز اور نفی صفت کلام وغیرہ صفات کمال کی اور جواب میں عمدہ وجہ وہ ہے جسپر پہلے ہمنے اشارہ کیا ہے کہ یہ دونو وعید اور وعد شرائط اور قیود معلومہ سے مشروط ہیں پس ان شرائط سے کسی کے منتفی ہونیسے وعید یا وعدہ میں تخلف آجاتا ہے۔ اھ اور فاضل ابو الحسن شہید اسکی حاشیہ میں کہتے ہیں قول شارح کا یعنی کذب خدا پر ممکنات سے نہیں ہے اور غیر خدا پر کذب کا ممکن ہونا کچھ نفع نہیں کرتا ہے کیونکہ معنے امکان کے کیفیت نسبت وجود شے کا

من اللہ تعالیٰ محال یمتنع وقوعہ من اللہ تعالیٰ و باعتبار وجودہ من غیرہ ممکن قد یقع والکلام انما ھو فی وجودہ من اللہ تعالیٰ لان المقصود انھما محالان علی اللہ تعالیٰ لا مطلقا کما مر فان اراد بقولہ وھما من الممکنات التی انھما مطلقا من الممکنات التی یشملھا قدرتہ تعالیٰ فھو باطل لان وجودھما من اللہ تعالیٰ نقص علیہ والنقص علیہ تعالیٰ محال خارج عن حیز قدرتہ تعالیٰ کالجھل والعجز ونحوھما وان اراد انھما منھا فی الجملۃ ولو باعتبار الوجود من العباد فذلک لا یقدح فی ما ھو المدعا انتھی بلفظہ فظھر ان من حمل من العلماء العظام کلام شارح المواقف علی الظاھر ولم یؤولہ ردہ صریحا۔ قد قال قولا صحیحا کما اشرت الی ذلک فی بیان الاعتراض وما صرحت بہ تادبا بالمشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ لکن لم یرض بذلک صاحب البراھین مع الحواریین حتی تحقق خرقھم المبین والتاویل عندی احسن القیل وھذہ الدعوی بتصریح سائر اقوالہ الناطقۃ باستناع کذبہ تعالیٰ امتناعا ذاتیا ثابت باقوی الدلیل وان اغلط الخلیل مع من سلک مسلکہ وضل عن سواء السبیل وما اشتھر صاحب البراھین مع الحواریین فی صفحۃ (۳) اخبار نظام الملک البلدۃ مراد اباد المورخۃ (۱۲) اگست ۱۸۸۹ء من ان رد المحقق الدوانی لا یرد علی السید المستند الفعلی لان السید صرح فی بحث الکلام انہ لا فرق بین القبح

خدائی پاک کیطرف سے اعتبار کیا جائے تو محال ہے وقوع اسکا خدا سے منع ہے اور حسب وجود کذب غیر خدا کیطرف سے معتبر ہو تو ممکن ہے وقوع اسکا بھی ہو جاتا ہے اور سیاق گفتگو صرف وجود کذب کا خدا سے ہے کیونکہ مقصود یہہ ہے کہ خلف اور کذب خدا پر محال ہیں نہ ہر کسی پر چنانچہ اوپر گذرا ہے پس اگر شارح موقف نے اپنے قول سے کہ خلف اور کذب دونو ممکنات سے ہیں الخ یہہ مراد رکھی ہے کہ یہہ دونو عام طور پر ان ممکنات سے ہیں جنپر خدا کی قدرت شامل ہے تو یہہ باطل ہے اسلیئے کہ انکا وجود خدا سے ہونا اسپر نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اسکی دائرہ قدرت سے خارج ہے جیسے کہ جہل و عجز اور انکی مانند اور اگر مراد یہہ ہے کہ یہہ دونوں ممکنات سے ہیں جو فی الجملہ قدرت الٰہی کے تحت داخل ہیں اگرچہ بندوں کی طرف سے انکا وجود معتبر ہو پس یہہ امر مدعا میں نقص نہیں ڈالتا یہہ ترجمہ ہے اسکی عبارت کا پس ظاہر ہوا کہ جنہی علمائے کبار سے شارح موقف کی کلام کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور تاویل نہیں کی تو انہوں نے اسکی صریح تردید کی ہے جو صحیح بات ہے جیسا کہ بیان اعتراض میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور فقیر نے شارح علیہ الرحمہ سے ادب کا لحاظ کر کے اسپر تصریح نکی تھی مگر یہہ مکذبین اسپر راضی نہیں ہوئے جب تک انکی کمال رسوائی ہوئی اور فقیر کے نزدیک تاویل بہت خوب ہے کیونکہ شارح علیہ الرحمہ کی تمام اقوال میں امتناع کذب باریتعالیٰ کی تصریح ہے تو یہہ دعویٰ اقوی دلیل ہے۔ اگرچہ صاحب براہین اور اسکے حواریین اسکو غلط بتا کر گمراہ ہوتے ہیں اور ان مکذبین نے جو اخبار نظام الملک مراد آباد صفحہ ۳ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۹ء میں اشتہار دیا تھا کہ محقق دوانی کی رد سید شریف پر وارد نہیں ہوتی کیونکہ سید شریف نے بحث کلام میں

يستند لهٰ المعتزلة على امتناعه وبين النقص في الفعل فالاستدلال لامر النقص في الفعل على امتناع كذبه مخالف لاصول اهل السنة انتهى مترجمًا فانه وان سبق ابطاله بان السيد السند ما صرح بذلك بل صرح غير مرة موافقا بمذهب اهل السنة بانه سبحانه منزه من صفات النقص كما مر نقله وانما قاله الماتن على غير الجزم مخبرًا عن عدم علمه وقد رده غير واحد من العلماء العظام لكن بقي عرض الفقير في خدمة الفضلاء الكرام ان يتاملوا في قول هؤلاء المكذبين بان الله سبحانه غير منزه من النقص في الفعل على اصول اهل السنة فيا اسفى على هؤلاء والى الله تبارك وتعالى المشتكى قوله ذلك منحصر على ان يتحقق اولًا ان اثبات امكان الكذب على اصول المعتزلة وليس كذلك لان الامتناع المنصوص في قوله وانه ممتنع عليه الكذب اتفاقا مبني على اصول المعتزلة فكيف يكون دعوى امكان الكذب على اصولهم اقول بامداد اصدق الصادقين احول غلطها في هذا الكلام من وجهين الاول ان ذلك الامتناع ليس مبنيا على اصول المعتزلة فقط بل يبتنى على اصول اهل السنة ايضًا بل اولا واصالة كما يشهد به الفطرة السليمة قال في شرح المواقف بعد ذكر دلائل المعتزلة واما امتناع الكذب عليه تعالى عندنا فلثلثة اوجه الخ والثاني ان مسئلة امكان الكذب ليس مبنيًا الا على اصول المعتزلة

جس سے معتزلہ نے اسکے امتناع پر دلیل پکڑی ہے اور نقص فے الفعل میں کچھ فرق نہیں ہے پس نقص فی الفعل سے امتناع کذب پر دلیل پکڑنی اہلسنت کے اصول کے برخلاف ہے اہ فقیر کان اللہ کہتا ہے کہ ہرچند اسکا ابطال اوپر گذر چکا ہے کہ سید شریف نے اسکی ہرگز تصریح نہیں کی ہے بلکہ بارہا صریح لکھا ہے کہ اہلسنت کے مذہب میں حقتعالی جمیع صفات نقص سے پاک ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوچکا ہے اور صرف ماتن نے اپنے عدم علم کے روسے کہا تھا جسکو بہت علماء کبار نے رد کیا ہے۔ مگر علماء دیندار کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ ان مکذبین کے اس قول میں تامل بجا ہے کہ بارہتعالی اہلسنت کے نزدیک نقص فی الفعل سے پاک نہیں ہے انا للہ اور خدائے کریم کی ہی طرف شکایت ہے قولہ اور منحصر ہے اس کہ پہلے امکان کذب اصول معتزلہ پر ثابت کیا ہو اور ایسا نہیں کیونکہ امتناع کذب جو منصوص قول امتناع کذب اتفاقا کا ہے وہ اصول معتزلہ پر مبنی تو دعوی امکان کذب کا انکے اصول پر کیونکر مبنی ہوا۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اس قول میں دو وجہ سے غلطی ہے۔ پہلی یہ کہ امتناع کذب اصول معتزلہ ہی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اصول اہلسنت پر بھی اولا واصالۃً مبنی ہے۔ چنانچہ عقل سلیم اسپر شاہد ہے۔ شرح موقف میں دلائل معتزلہ کی ذکر کے بعد لکھا ہے لیکن خدا پر کذب کا منع ہونا ہمارے یعنے اہلسنت کے نزدیک تین وجہ ہے الخ دوسری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ مسئلہ امکان کذب کا صرف اصول معتزلہ پر ہی مبنی ہے

كما مر من تصريح علماء العقائد بان الله سبحانه لا يوصف بالقدرة على الظلم والسفه والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند المعتزلة يقدر ولا يفعل انتهى ملخصًا وقد قال شارح المواقف ان المزدارية من المعتزلة قالت بذلك فانكار ما ثبت عنها هنالك واسناد امكان الكذب الى حضرات اهل السنة حاشاهم الله سبحانه منه ليس الا الافك المبين ولا يجتر عليه الا رئيس المكذبين والله خير المنتقمين قوله وما نقل القصوري على خلاف الواقع فيه تحرير المولوي عبد الله التونكي فقصته الى اقول وبعون من لعن على الكاذبين احول قد عرضت في جواب هذا القول حين المناظرة في مجلس الحكم وسائر اعيان الرياسة مكتوبي مولانا المفتي الحافظ محمد عبد الله التونكي سلمه الله ووقاه واوصله الله الى غاية ما يتمنى وقراءت عبارتهما بصوت عال وهذه خلاصة مضمونهما ان خليل احمد مع عدة الحواريين جاؤا عندي وسئلوا مني مسئلة امكان الكذب فقلت لهم ان قائله عندي خارج من دائرة اهل السنة والجماعة لتصريح علماء العقائد بان كذب الباري

چنانچہ اوپر علماء عقائد کی تصریحات سے گذرا ہے کہ حقتعالی ظلم اور سفہ اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ محال قدرت الٰہی میں داخل نہیں ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک خدا اسپر قادر ہے اور کرتا نہیں اہ اور خود شارح مواقف نے کہا ہے کہ معتزلہ سے مزداریہ ہی اسکا قائل ہے۔ اہ پس معتزلہ کے قائل ہونیکا انکار اور اہلسنت کیطرف اسکا اقرار محض بہتان عظیم ہے جسکا انتقام خدا لایزال لے گا۔ قولہ اور یہہ جو مولوی عبد اللہ ٹونکی مدرس یونیورسٹی کی تحریر کا خلاف واقعہ حاشیہ پر ذکر کیا ہے تو اسکا قصہ یہہ ہے الخ فقیر خدائے قدیر کی مدد سے (جو کاذبوں پر لعنت کرتا ہے) کہتا ہے کہ مینے جلسے میں بلاہی کہ انہوں اس قول کے جواب میں بوقت مناظرہ حضرت حکم کے روبرو دو خط مولوی مفتی حافظ محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی اول مدرس مدرسہ مذکور کے پیش کیے اور تمام مجلس میں انکی عبارت اونچے آواز سے پڑھی جنکا خلاصہ مضمون یہہ تہا کہ مولوی خلیل احمد مع اپنے حواریوں کے میرے پاس آئے اور مسئلہ امکان کذب بارہتعالے کا حکم پوچہا مینے جواب دیا کہ اسکا قائل میرے نزدیک اہلسنت سے خارج ہے۔ کیونکہ علماء عقائد نے

ممتنع عندهم تعرضوا على عبارة شرح المواقف من
مقصد فروع للمعتزلة على اصولهم فقلت جوابه
في مسلم الثبوت وشرحه بان الصحيح الامتناع
الذاتي الخ وكنت احبت ان اشترك في المناظرة لكن
ما استطعت بعدم الفرصة وغيرها واظن على فضله
تعالى ان القائلين بامكان كذبه سبحانه يغلبون
والمنزهين ينصرون انتهى ملخصًا ثم لما فر المكذبون
من بها ولغور قبل صد ورحكم الحكم خائبين خاسرين
ووصلوا بلدة لاهور اشتهروا على خلاف الواقع
بانا رجعنا منصورين وحركوا سلسلة المناظرة
بمولانا المفتي المذكور وفروا منه ايضًا بعد كلام يوم
واحد كما اشار اليه المفتي المسطور في تقريظ رسالة
المولوي الحافظ الحاج احمد حسن سلمه ذو المنن
المدرس بمدرسة دار العلوم الواقعة ببلدة كانفور
ما نصه سهام تقريره صائبة الى قلوب هفوات القوم
الذين رشيدهم غوي وصدقهم مائن ورماح تحريره
نابتة على صدور سقطات النفر الذين خليلهم خليل
واميتهم خائن فبدد شمل اباطيلهم وشرد جمع عبيلهم
وسود وجوه مقالاتهم وبيض عيون ضلالاتهم
وشتت جنود وساوس انظارهم وفتت فؤذ حج
هواجس افكارهم واقام عليهم يوم القيامة وامطر
عليهم مطر الحمام كما قد شفاهتهم ذلك مرة بعد الاخرى
وكرة عن الاخرى بالمشاهدة والمشافهة والمعارضة

ممتنع لکہا ہے انہوں نے شرح موقف مقصد فروع معتزلہ
علی اصولہم سے عبارت پیش کی تھی اسکا یہہ جواب دیا
کہ اسکا جواب مسلم الثبوت اور اسکی شرح میں ہے کہ
صحیح امتناع ذاتی ہے الخ اور میری خوشی تہی کہ اس مناظرہ
میں بھی شامل ہوتا۔ مگر عدم فرصت سے نہو سکا۔ اور مجہے
غالب امید ہے کہ امکان کذب کے قائل مغلوب ہونگے
اور خدا کو پاک کہنے والے منصور ہونگے اہ ملخصًا
پھر جب ریاست بہاولپور سے صاحب براہین مع حوارین
حضرت حکم کے حکم دینے سے پہلے ہی بہاگ نکلے اور لاہور
میں خلاف واقعہ مشہور کیا کہ ہم فتحیاب ہو کر آئے ہیں پہر مولانا
مفتی صاحب موصوف سے تحریک سلسلہ مناظرہ کی اور ایک
ہی دن کی تہوڑی سی گفتگو کے بعد مفرور ہو کر وطن کا راستہ
لیا جیسے مفتی صاحب ممدوح نے مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ
دار العلوم کانپور کے رسالہ تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب
والنقصان کی تقریظ میں یوں اشارہ کیا ہے۔ اسکی تقریر
کے تیر اس قوم کی لغزشوں کے دلونکو پہونچے جنکا رشید گمراہ
اور بہت راست گو جہوٹی قسم کہانیوالا ہے اور اسکی تحریر کا نیزہ
اس جماعت کی بکواس کو سینہ میں اترا جنکا خلیل بد حال اور امین خیانت
مآل ہے۔ پس انکے جہوٹے مضامین کی جماعت اور سخریت کی
جمعیت کو پراگندہ کیا۔ اور انکی واہیات باتونکے موہنہ
کالے کئے اور انکی گمراہی کی آنکہونکو اندہا کر دیا۔ اور انکی
نظرونکی وسوسونکے لشکرونکو پریشان کیا اور انکی فکرونکے خطرونکی
کی فوجونکو پاش پاش اور حیران کر دیا اور انپر قیامت قائم کر دی

والمعارضة حين نكره سواد ازدحموا ببلدة لاهور
فانحتوا وانبثوا وانخرموا وانهزموا وانسلوا وانفلوا
كانهم جراد منتشر او ذر مشتغر وبالجملة فقطع دابر القوم
الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين والصلوة
والسلام على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين
كتبه العبد المذنب المفتي محمد عبد الله عفا الله عنه
انتهى بقدر الحاجة وبالجملة من شاهد ما كتبته
فيما سبق من دلائل امتناع الكذب على الله امتناعًا
ذاتيا ولاحظ في ان الله تبارك وتعالى واجب
الوجود مستجمع لجميع صفات الكمال منزه
عن سمات النقص والزوال او تدبر في اية ولاغوينهم
اجمعين بانه لما احترز ابليس عن الكذب علمنا
ان الكذب في غاية الخساسة قال الامام في تفسيره
الكبير قال بعض الحذاق احترز ابليس بهذا الاستثناء
عن الكذب فيعلم منه ان الكذب في غاية السماجة
قال في التفسير النيسابوري فلما ثبت هذا من
التفسيرين الذين مدار استناد المكذبين عليهما
علم يقينا ان قول صاحب البراهين مع الحوارين
ان ما فصلته في امكان الكذب فليست بمخالفة
العقائد اهل السنة قطعًا بل مخالف هذه العقيدة
خارج عن دائرة اهل السنة انتهى بقدر الضرورة
كذب مبين وافتراء محض واختلال في الدين المتين
وتمذهب بمذهب الوهابيين باليقين فتحقق

اور مباحثہ ہی میں ایسا ہی کیا ہے۔ جب وہ شہر لاہور
میں مجتمع اور انبوہ کر کے آئے تہے۔ پس ٹوٹے اور تتر بتر ہوئے
اور بہوٹے اور بہاگے اور جہپکے سدہارے اور شکست کہا گئے گویا وہ
لوگ ٹڈی ہیں پریشان یا چیونٹی طیران حیران الغرض پس کٹ
گئی جڑہ ان ظالموں کی اور تعریف خدا کو ہے جو رب ہے سارے جہانکا اور
درود اور سلام اسکے رسول محمد پر اور اسکے آل اور اصحاب سب پر یہہ
بندہ گنہگار مفتی محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ کی یہہ تحریر ہے۔ یہہ ترجمہ
ہے عبارت تقریظ مفتی صاحب کا جو رسالہ موصوف مطبوعہ کانپور
مورخہ محرم ١٣٠٧ھ کے صفحہ (٦٦) پر درج ہے۔ الحاصل جو صاحب عقل
فقیر کی اوپر کی تحریر سے اللہ تعالی پر کذب کو ممتنع ذاتی ہونیکے
دلائل کو مشاہدہ کرے اور اس امر کو بہی ملاحظہ فرمائے کہ حق سبحانہ
وتعالی شانہ واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال اور منزہ
سمات نقص وزوال سے ہے اور آیت ولاغوینہم اجمعین میں غور کرے
کام میں لائے کہ جب ابلیس علیہ اللعنۃ نے بہی کذب سے کنارہ کیا تو
یقینًا معلوم ہوا کہ جہوٹ بڑے درجہ کی برائی ہے۔ یہہ تفسیر
کبیر میں ہے کہ بعضے دانشمندوں نے فرمایا ہے کہ شیطان
نے الا عبادک کو استثنا کر کے جہوٹ سے پرہیز کیا تو معلوم
ہوا کہ جہوٹ کمال ہی عیب ہے یہہ تفسیر نیشاپوری میں ہے
پس جب ان دونو تفسیروں سے جنپر مکذبین کی سند کا مدار ہے یہہ بحث
قباحت کذب کی ثابت ہو رہی ہے تو بخوبی متحقق ہوا کہ صاحب
براہین اور اسکے حوارین کا یہہ قول کہ مسئلہ امکان کذب جیسا کہ میں نے
مفصل بیان کیا ہے عقائد اہلسنت سے ہرگز مخالف نہیں بلکہ امکان
کا مخالف دائرہ اہلسنت سے خارج ہے اہ سراسر جہوٹ محض افترا اور

ما قال الفقير القصوري كان الله له والله يعلم انه
ما رضيت على مطاعن المكذبين في هذه المناظرة
والمكاتبة الا ابتغاءً لمرضات المولى المعين فهو
ارحم الراحمين - قد تم اثبات الاعتراض الاول
وها انا اشرع في ترجمة الاعتراض الثاني وهو
ان صاحب البراهين في الصفحة الثالث منه بعد
تسليم امكان كذبه سبحانه طعن على صاحب رسالة
الانوار الساطعة بان ائمته لا يعلمون الله تعالى
قادرا على خلق مثل مخلوقه كما اقرأها البدعة في
هذه المائة الثالث عشر بعجز القادر المطلق واعتقدوا
على خلافه اي بان الله على كل شيء قدير ولم يتأسف
المولف (اي صاحب الانوار على هذا الخ) فالمدرس
المذكور ايد قول المولوي اسمعيل بان خلق مثله صلى الله
عليه وسلم ممكن كما في تقوية الايمان ورده العلماء
على مثال هذه اللغويات مصدقا بتصديق حضرات
علماء الحرمين المحترمين حتى انجر الامر الى تكفيره فالله
تعالى في حقه صلى الله عليه وسلم وخاتم النبيين فاستحال
مثله وامتنع وذكروا في التفاسير المعتبرة ان المحال
لا يدخل تحت القدرة ولا يلزم منه عجز القادر المطلق
لان الممكنات المسماة بالشيء داخل تحت القدرة
وقد صرح الامام التوربشتي في كتابه المعتمد في المعتقد
بتكفير قائل امكان مثله صلى الله عليه وسلم وهذا الكتاب
من الزبر المعتبرة المؤلفة في المائة السابعة وصرح العلامة

فقیر قصوری کا قول سچ نکلا اور حقتعالیٰ کا حمد ہے اور خدا
شاہد ہے کہ فقیر صرف حقتعالیٰ کی رضامندی کیواسطے
یہہ سب کچھ کر رہا ہے - اور وہی ارحم الراحمین ہے - یہانتک
اعتراض اول کا بخوبی اثبات ہوا اب دوسرے اعتراض کا ذکر
کرتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ براہین کے صفحہ ۳ میں حقتعالیٰ
پر امکان کذب کو تسلیم کرکے مولف رسالہ انوار ساطعہ پر
یہہ طعن کیا کہ اسکے پیشوا حقتعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل کے
پیدا کرنے پر قادر نہیں جانتے - اس سیزدہم صدی کی بدعتی
عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان الله علی کل شیء قدیر کو خلاف
عقیدہ ٹھیرایا ہے - مولف اسپر افسوس نہیں کرتا ہے
الخ سو انہیں بھی مدرس مذکور نے مولوی اسمعیل کی
تقویۃ الایمان کی اس قول کی تائید کی ہے کہ آنحضرت صلی الله
علیہ وسلم کی مثل کا پیدا ہونا ممکن ہے جبکہ علماء دین نے
اسکے ایسے ہفوات کی تردید کی اور تصدیق علماء حرمین
محترمین اسکی تکفیر تک نوبت پہونچی کہ حقتعالیٰ
نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے جس سے
آپ کی مثل محال اور ممتنع قرار پاچکی ہے اور تمام
معتبر تفاسیر میں درج ہے کہ محال قدرت الٰہی
میں داخل نہیں اور اس سے قادر مطلق کی عجز ہرگز
ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ ممکنات جنکا نام شے ہے وہ اسکی
قدرت میں داخل ہیں علامۃ العلماء قطب الاولیاء امام تور
پشتی نے اپنی کتاب معتمد فی المعتقد میں قائل امکان مثل آنحضرت
صلی الله علیہ وسلم کی تکفیر کی ہے اور یہہ عقائد کی کتاب ساتویں صدی

القاري في شرح الاكبر بان المحال لا يدخل تحت
القدرة الالهية حتى لا يلزم كذب كلامه تعالى ونقل
صاحب الرسالة المسماة بالمعتقد المنتقد كلام
الامام التوربشتي في تكفير قائل امكان مثله صلى الله
عليه وسلم ثم نقل من العلامة النابلسي ما حاصله ان
قول امكان النبي معه صلى الله عليه وسلم او بعده تكذيب
الاية ولكن رسول الله وخاتم النبيين ونقل من
شرح المنهاج ان القول بجواز النبي صلى الله عليه
وسلم بعده كفر وهذه الرسالة المطبوعة المزينة بتصديق
مشاهير علماء الهند موجودة من شاء فلينظرها
فليتامل العاقل في ان حكم صاحب البراهين على
اعتقاد الفضيلة الحقة له صلى الله عليه وسلم بانه
قول مبتدع في المائة الثالث عشر مع انه تنقيص شان
الرسول الاكرم صلى الله عليه وسلم ونسبة الابتداع
لحضرات علماء العرب والعجم نعوذ بالله من ذلك
وما استدل المولوي اسمعيل الدهلوي على امكان
مثله صلى الله عليه وسلم بقوله تعالى اوليس الذي
خلق السموات والارض بقادر على ان يخلق مثلهم
بلى الاية فغلط لان منصوص الاية هو الاحياء
يوم القيمة كما في ختم الاحقاف اليس ذلك بقادر
على ان يحيي الموتى بلى انه على كل شيء قدير فلما امتنع
مثله صلى الله عليه وسلم لم يجز دخاله تحت القدرة

اور مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں محال کو قدرت الٰہی کے
نیچے غیر داخل لکھا ہے تاکہ کلام الٰہی کا کذب لازم نہ آوے - اور
رسالہ معتقد المنتقد میں امام تورپشتی کی کلام درباب تکفیر
قائل امکان نظیر حضرت بشیر و نذیر صلی الله علیہ وسلم نقل کرکے
پھر علامہ نابلسی سے لکھا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آپکے ساتھ یا آپکے
بعد کسی نبی کے امکان کا قائل ہونا آیت ختم نبوت کا انکار ہے
اور نیز شرح منہاج سے تحریر کیا ہے کہ سرور عالم صلی الله علیہ
وسلم کے پیچھے کسی نبی کا امکان کہنا کفر ہے اور یہہ رسالہ
مطبوعہ مشاہیر علماء ہندوستان کا مصدقہ موجود
ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے - اب اس قول براہین
والے میں (کہ محال ہونا نظیر آپکا تیرہویں صدی کی بدعتیوں کا
قول ہے) دانشمند غور کریں کہ آپکی سچی فضیلت کو
اعتقاد کو بدعتیوں کا قول کہنا کس قدر تنقیص شان رسول
اکرم صلی الله علیہ وسلم اور مبتدع بنانا حضرات علماء
عرب و عجم کا ہے پناہ بخدا - لا یزال آگے مولوی اسمعیل
دہلوی نے جو مسئلہ امکان نظیر حضرت بشیر و نذیر کی
دلیل آیت سورہ یٰس سے لی ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کیا آسمانوں
اور زمین کا پیدا کرنیوالا انکی مثل کے پیدا کرنے پر
قادر نہیں ہے - ہاں قادر ہے - تو یہہ غلط بات ہے کیونکہ آیت
کا مطلب قیامت کے دن لوگوں کا زندہ کرنا ہے جیسا کہ سورہ
احقاف میں ہے کیا خدا مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہاں
قادر ہے کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے - پس جب آپکی نظیر

حشره علیه السلام ایضًا لا یدخل فی قوله تعالی بقادر علی ان یخلق مثلهم لانه صلی الله علیه وسلم حی فی قبره بذلك الجسد المنور کما هو مقرر من معتقدات اهل السنة والجماعة بحکم الاحادیث الصحیحة فالحاصل ان مثله عزوجل کما لا یدخل تحت قدرته کذالك مثله صلی الله علیه وسلم لا یدخل تحتها حتی ان ذلك مولانا فیض الحسن السهارنفوری فی اخبار شفاء الصدور واثبت بدلائل عقلیة ونقلیة ان مثله صلی الله علیه وسلم ممتنع بالذات من شاء الاطلاع علی تمام التحقیق فلینظر فیه تم الاعتراض الثانی والان اترجم جواب صاحب البراهین کما کتب بطریق قوله واقول واحرر جوابه فی آخر قوله تحرزا عن الطول قال صاحب البراهین مع الحواریین قوله اید قول المولوی اسمعیل الخ اقول ما اید صاحب البراهین لا فی هذه المسئلة ولا فی مسئلة اخری قول شخص مخصوص بل اظهر الامر الحق سواء یخالف احدًا او یوافق ولیس الغرض بان یحصل الشیٔ بارضاء القلب احد انتهی یقول الفقیر تائید الخبیر القدیر قد نقلت سابقا من تقویة الایمان لمولوی اسمعیل الدهلوی بانه قال بامکان الالاف نظیره صلی الله علیه وسلم وعلی ذلك القول لما لزم امکان کذب الباری سبحانه سلمه الدهلوی فطعن علیه صاحب الانوار الساطعة کنایة واجاب منه صاحب البراهین واجهل مؤلف الانوار حمایة فلیس هذا الا تائید

اور نیز آپکا قیامت کو اٹھنا آیت خلق مثل میں داخل نہیں ہے اسلئے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنی قبر اطہر میں اسی بدن منور کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ بحکم احادیث صحیحہ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے۔ الغرض جیسا کہ بارتعالے کی مثل قدرت الٰہیہ میں داخل نہیں ویسا ہی آپکی نظیر ہے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے اپنی اخبار شفاء الصدور میں بہت سے دلائل عقلی و نقلی سے آپکی نظیر کا ممتنع بالذات ہونا ثابت کیا ہے جو پوری اطلاع چاہے اسمیں دیکھے۔ یہاں پر دوسرا اعتراض تمام ہوا۔ اب براہین والے کے جواب کو بجنس قولہ اقول سے نقل کر کے جواب الجواب ایکا بھی ساتھ ساتھ لکھدیتا ہوں۔ تا کہ سارا جواب اول لکھنے اور پھر قولہ قولہ کر کے جواب دینے کی طول نہو۔ صاحب براہین نے باندادہ حواریین جواب تفصیلی میں درج کیا ہے قولہ سو اسمیں بھی مولوی اسمعیل کی تائید ہے الخ اقول مولف براہین نے نہ اس مسئلہ میں کسی اور میں کسی خاص شخص کی تائید کی ہے بلکہ امر حق کا اظہار کیا ہے خواہ کسی کے مخالف ہو یا موافق نہ یہہ غرض ہے کہ کسی کی دل لگتی بات کہکر کچھ حاصل کیجے فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے مولوی اسمعیل کی تقویۃ الایمان سے نقل ہو چکا ہے کہ وہ ہزاروں مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امکان کا قائل ہے پھر اسپر جب امکان کذب بارتعالی لازم آیا تو مولف تقویۃ الایمان کے تابعین نے رسالہ یکروزی میں اسکو تسلیم کر لیا ہے۔ اسپر انوار ساطعہ والے نے کنایۃً طعن کیا ہے جسکے جواب میں براہین میں اسکو جاہل وغیرہ خطاب دیا۔ اب یہ مولوی

قول مؤلف تقویۃ الایمان وانکار صاحب البراهین من هذا التائید تقیة من اهل الریاسة لئلا یختل وظیفة المدرسة ویحصل الحرمان قال مولف البراهین فی الجواب التفصیلی قوله ورده العلماء الخ اقول رد قوله وکذا ابطلوا الا یدل فی نفسه علی بطلانه والالزم منه بطلان اقوال اهل السنة لان المعتزلة والخوارج وغیرهما یردونها کما لا یخفی والحال ان رد فرق الضالة باطل انتهی یقول الفقیر کان الله له قد ابطل الله سبحانه انکار صاحب البراهین من تائید قول مولف تقویة الایمان لان ما قاله بامکان کذبه سبحانه وتکلم بکلمات یلزم منها توهین الانبیاء والملائکة والاولیاء حکم علیها بانها من اقوال اهل السنة وما ردها العلماء الکبار وجعلها من رد الفرق الضالة فای تائید یزید علی هذا وانت خبیر بان قوله امکان کذبه سبحانه لیس من اقوال اهل السنة بالیقین بل هو من اقوال المعتزلة المبتدعین کما بین فی اثبات الاعتراض الاول ولهذا قد رد هذا القول بعض اجلة متبعیه بتردید بین الاتری ان المولوی محمد له دیانو مع ان جمیع عشائره من اعاظم معتقدیه قد رد هذا القول فی رسالته المسماة تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان برد بلیغ وتصریح باسمه ورسالته یکروزیه وذکر انه لا یمکن بامکان کذب الباری ممتنع بالذات ولا یدخل تحت قدرته

اسمعیل کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ اپنی تائید سے انکار او رتقیہ تا کہ اہلیان ریاست اسپر مطلع نہوں۔ اور مولف کی نوکری مدرسہ میں خلل نہ پڑے یہہ دل لگتی کی بات کر کے کچھہ حاصل کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ سالہا سال سے رد ہو چکا الخ اقول سالہا سال سے کسی قول یا کتاب کا رد لکھا جانا فی نفسہ اسکو باطل ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے ورنہ فرقہ ضالہ معتزلہ و خوارج وغیرہ نے اہل حق اہلسنت و جماعت کے اقوال اور کتب پر سالہا سال سے رد لکھا ہے۔ چنانچہ پوشیدہ نہیں ہے حالانکہ وہ رد انکا باطل ہے۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے براہین والے کو انکار تائید مولف تقویۃ الایمان کو باطل کر دیا اسواسطے کہ وہ جو قائل امکان کذب خدا کا ہے اور نیز جو اسنے ایسے الفاظ او عبارات کا استعمال کیا ہے جس سے توہین انبیاء و ملائکہ و اولیاء لازم آتی ہے تو انکو براہین والے نے اقوال اہلسنت قرار دیا ہے اور اسکی رد کرنیوالوں کو جو کبار علماء ہیں فرقہ ضالہ بنایا ہے پس اس سے بڑھکر کیا تائید ہوگی اور یہہ بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ امکان کذب رحمن کا قول قطعاً اہلسنت کا اقوال سے نہیں ہے بلکہ فرقہ مبتدعہ معتزلہ کا نکالا ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے اعتراض میں اسکا بیان ہو چکا ہے تو اسیواسطے مولوی اسمعیل کے بعضے نہایت معتقدین نے بھی اس قول کی تردید کی ہے دیکھو مولوی محمد صاحب لودیانوی نے باوجودیکہ سارا کنبہ تقویۃ الایمان والے کا نہایت معتقد ہے اپنے رسالہ تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان میں مولوی اسمعیل کا نام لیکر رسالہ یکروزی کی تردید بلیغ کی

على القدرة الربانية وبين سخافة بان القدرة الالهية من وجه خالقية جميع افعال العباد كما هو مذهب اهل السنة والجماعة تتزايد عن القدرة الانسانية بمدارج ولا وقعة لكسب الانسان عند القدرة الالهية كما لا يخفى على من له ادنى مسكة في العلوم سيما العقائد وان لم يوجد مثل صفات المخلوقات في الخالق فلا نقصان في قدرته تعالى الا ترى ان التوالد والتناسل من الصفات الحميدة للحيوانات بخلاف الواجب تعالى فانه بنسبته سبحانه من المحالات وعلى طبق القاعدة المقررة الاسمعيلية لا يضل النصارى القائلون بان المسيح ابن الله على نبينا وعليه السلام وان عرض المولوي اسمعيل ومتبعوه عليهم اية لم يلد ولم يولد فالجواب منهم اولا بانا ان سلمنا ان القرآن كلام الله فعلى حسب قاعدتكم المقررة لا يفهم ذلك من الاية والا يلزم زيادة القدرة الانسانية على القدرة الربانية وثانيا لما سلمتم امكان كذبه سبحانه فيحتمل ان يكذب هذه الاية ولا يحصل اليقين على صدق الاية المذكورة ولا يمتنع التوالد والتناسل على الله تعالى فما هو جوابكم فهو جوابنا والحاصل ان المولوي اسمعيل علا على مراتب الغير المقلدية لان ادنى مرتبة الغير المقلدية ترك تقليد المجتهدين والمرتبة الاعلى ترك عمل على القرآن والحديث

اور اسکی تردید یوں کی ہی کہ حقتعالی کی قدرت باعتبار پیدا کرنی جمیع افعال بندونکی جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہی کسی مرتبہ آدمی کی قدرت سے بڑہ کر ہی اور خدا کی قدرت کی مقابلہ میں آدمی کا کسب کچہہ بھی اعتبار نہیں رکہتا چنانچہ ادنی علم والے پر بھی یہہ امر پوشیدہ نہیں ہی اور اگر خالق میں مخلوقات کی صفات کی مثل موجود نہوں تو اسمیں قدرت الہی کو کوئی نقصان نہیں ہی دیکہو توالد تناسل حیوانات کی ستودہ صفات سے ہے اور واجب تعالے کی نسبت محالات سے ہی اور موجب اس قاعدہ مقررہ اسمعیلیہ کی نصاری گمراہ نکہنا چاہیئے کہ وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتی اور اگر مولوی اسمعیل اور اسکے تابعین نصاری پر آیت لم یلد ولم یولد دلیل پیش کریں تو انکی طرف سے اول تو یہہ جواب ہی کہ اگر ہم مان لیں کہ قرآن کلام الہی خدا صاحب فرزند نہی ہو اسکا فرزند نہیں ۱۲ ہی تو حسب منشا تمہاری قاعدہ کی اس آیت سے یہہ سمجہا نہیں جاتا ہی ورنہ قدرت آدمی کی خدا کی قدرت سے زائد ہو جائیگی۔ دوسرا جواب یہہ ہی کہ جب تم خدا کی کذب کو ممکن جانتے ہو تو احتمال ہی کہ یہہ آیت بہی جہوٹی ہو اور اسکے صدق پر یقین نہیں کیا جا سکتا اور توالد تناسل خدا پر منع نہوا پس جو تم اسکا جواب دوگی وہی ہمارا جواب ہوگا۔ الحاصل مولوی اسمعیل غیر مقلدی کے اونچے مراتب پر فائز ہو گیا۔ کیونکہ ادنے مرتبہ غیر مقلدین کا تقلید مجتہدین کا ترک کرنا ہی اور اونچا مرتبہ قرآن و حدیث کے عمل کا ترک کرنا

واتباع زعمه مخالفا لجمهور العلماء الربانيين فصار المولوي المذكور في قوله امكان كذبه تعالى مخالفا للادلة النقلية والعقلية مورد اية فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا ليضل الناس بغير علم ان الله لا يهدي القوم الظلمين قال في التفسير الكبير قال المحققون اذا ثبت ان من افترى على الله وكذب في تحريم مباح استحق هذا الوعيد الشديد فمن افترى على الله الكذب في مسائل التوحيد ومعرفة الذات والصفات والنبوات والملائكة ومباحث المعاد كان وعيده اشد واشق انتهى وما قال خليل احمد في البراهين بان امكان الكذب ليس بمسئلة جديدة وخلف الوعيد مسئلة اختلافية وامكان الكذب فرع خلف الوعيد انتهى ملخصا فلا اصل له فان احدا من المتقدمين لا قائل بامكان الكذب وخلف الوعيد وان اجازه بعض الاشاعرة لكن جمهور المحققين لم يجوزوه لاجماع المتقدمين على امتناع الكذب وايضا من قال بخلف وعيد الفساق ما اراد منه امكان الكذب والا لما استدل بالكرم والجود بل صرح بامكان الكذب وايضا القول بجواز وعيد الفساق دون الكفار او دليل على انه ليس مرادهم امكان الكذب انتهى ترجمة كلام المولوي محمد لودياتوي من صفحة (٦ و ٧ و ٨ و ٩) ملتقطا بقدر الحاجة ثم العجب من المولوي محمد انه قال بامكان مثل النبي صلى الله عليه وسلم وعدم امتناعه بالذات وصدق المولوي اسمعيل في

ومن ذلك ويشنع على الفقير تشنيعا كثيرا

اور اپنی ہوا کی اتباع سے جمہور علمائے ربانیین کی برخلاف ہو کر پس مولوی مذکور قول امکان کذب باریتعالی میں دلائل نقلی اور عقلی کا مخالف ہو کر مورد اس آیت کا ہوا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی پس کون بہت ظالم ہی اس سے جس نی خدا پر جہوٹ باندہا تاکہ لوگونکو گمراہ کری سوائی علم کے حقتعالی ظالموںکی قوم کو ہدایت نہیں کرتا تفسیر کبیر میں ہی محققین نی کہا ہی جب ایک چیز مباح کی حرام کر دینی میں کسیکا خدا پر جہوٹ باندہنا ثابت ہو جائی تو وہ اس وعید کا مستوجب ہوتا ہی پس جس نی توحید کی مسائل اور معرفت ذات و صفات اور نبوت اور ملائکہ اور مباحث قیامت کی مسائل میں خدا پر افترا کیا تو اسکی وعید سخت ظالم ہونیکی بہت ہی سخت ہوگی۔ ا۔ ہ۔ اور خلیل احمد نی جو براہین میں کہا ہی کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید نہیں اور خلف الوعید مختلف فیہ ہی اور امکان کذب فرع خلف الوعید کی ہی ا ہ ملخصا۔ پس بے اصل بات ہی اسلئے کہ متقدمین سے کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہیں اور خلف وعید کو ہر چند بعض اشاعرہ نی جائز کہا ہی۔ مگر اکثر محققین اسکو نا روا جانتی ہیں کیونکہ متقدمین کا امتناع کذب پر اجماع ہی اور نیز جو خلف وعید فساق کا قائل ہی اسکی مراد امکان کذب کی نہیں ورنہ کرم اور جود سے تعبیر نکرتا بلکہ امکان کذب کی تصریح کر دیتا اور نیز فاسقوں کی وعید کی خلف کا قائل ہونا سوائی کافروں کی قوی دلیل ہی کہ انکی مراد امکان کذب کی نہیں ہی۔ یہہ حاصل کلام مولوی محمد صاحب لودہیانوی کا ہی صفحہ ۶ و ۷ و ۸ و ۹ سے پہر ان مولوی صاحب سے تعجب

فی هذه الرسالة من صفحة (١٣) وما الى عليه سلطان
مبين من الآية صاحب البراهين باثبات امكان
كذب اصدق الصادقين كما نقل تحت آية
فَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وعدم
غفران الشرك بمقتضى الوعيد فلا امتناع فيه
لنا ثم نقل تحت آية إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ
جَدِيدٍ اي من خلق اصولهم ثم كونهم بتبديل
الصور قدر ان يبدلهم بخلق آخر الخ من التفسير
البيضاوي واثبت من ذلك ان الله تعالى
يقدر على خلاف وعده وعلمه وانت خبير بان
صاحب البراهين انما اثبت امكان الكذب من
امثال هذه الاستنباطات وما تأمل في ان القاضي
صرح في تفسير آية ان الله على كل شيء قدير ان الشيء
بمعنى المشيء وقال في الجلالين على كل شيء شاءه قدير كما
سبق نقله في الاعتراض الاول فعلم ان
ما لم يشاء الله تعالى لا يدخل تحت القدرة وسيأتي
ان خلاف معلومه تعالى غير مقدور عند اهل
السنة وقال تعالى إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ
وَيَأْتِ بِآخَرِينَ فادخال النبي صلى الله عليه وسلم
في هذا الخطاب واثبات نظيره لا يخفى
بطلانه على من له ادنى من لب لان المخاطب
هم الناس لا النبي صلى الله عليه وسلم
والخلق الجديد والآخرين ادنى اعلى كونهم

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ میں ہے حالانکہ اس مسئلہ میں کوئی بھی
دلیل بیان نہیں کی ہے بلکہ صاحب براہین قاطعہ کی ہی
تائید کی بار بار اور امکان کذب کا اثبات ہے چنانچہ آیت
فان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم کے نیچے لکھا ہے کہ شرک کا بخش
نا مقتضاء وعید کے ہے ممتنع ذاتی نہیں اور آیت
ان یشأ یذہبکم ویأت بخلق جدید کے نیچے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے
انکی اصول مختلف صورتیں پیدا کی ہیں وہ انکو دوسری
پیدائش سے بدلنے پر قادر ہے۔ یہ تفسیر بیضاوی سے نقل
کرکے حق تعالیٰ کا اپنے وعدہ اور علم کے خلاف پر قادر
ہونا ثابت کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ہی استنباطوں
سے براہین والے نے امکان کذب بار بار ثابت
کیا ہے اور اسمیں غور نہیں کرتے کہ انہیں قاضی بیضاوی
نے اپنی تفسیر میں آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر کے نیچے
لکھا ہے کہ شی کے معنے چاہی گئی کے ہیں اور تفسیر
جلالین میں ہے کہ جس چیز کو خدا چاہے اسپر قادر ہے جیسا
پہلے اعتراض میں منقول ہوچکا ہے جس سے ثابت ہوا کہ جسکو
خدا نے چاہے وہ اسکی قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے اور [illegible]
ہوگا کہ بار بار اسکے علم کا خلاف اہلسنت کے نزدیک قدرت
کے نیچے داخل نہیں ہے اور آیت ان یشأ یذہبکم ایہا الناس
کے خطاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو داخل کرنا اور آپکی
مثل کے جواز کا قائل ہونا ادنی اہل علم کے نزدیک بھی
صریح البطلان ہے کیونکہ اس آیت میں تو آپ مخاطب ہی نہیں
لوگ مراد ہیں اور نئی پیدائش کے پہلوں کی [illegible]

مثل الاولين قال في الخازن تحت آية ان يشا
يذهبكم ايها الناس قال ابن عباس رضي الله
عنهما يريد المشركين والمنافقين ويأت بآخرين
لغيركم هو خير منكم واطوع له ففيه تهديد للكفار
والمعنى انه تهديد ايها الكفار كما هلك من كان
قبلكم اذ كفروا وكذبوا رسله وكان الله على ذلك
قديرا يعني وكان الله على ذلك الاهلاك والاعادة
غيركم قادرا بليغا في القدرة لا يمتنع عليه شيء
اراده انتهى بقدر الحاجة فالويل كل الويل لمن ادخل
النبي صلى الله عليه وسلم في هذه الآية تجريا اسفي
على عدم التعمق في ان مسئلة امكان كذبه جاء
انما قال المولوي اسمعيل بناء على قول امكان مثله
عليه السلام ولا خفاء في انه ملزوم هذا القول
لزوما بينا فالاصرار على اثبات امكان النظير يختص
بعدم رعاية ادب حضرة البشير النذير صلى الله
وسلم عليه القدير سيما اشتهار امثال هذه المسائل
والبحث والتصديق فيها في هذا الزمان الذي تصدى
على هدم الاسلام كل شرير وتسلط اعداء الاسلام
تصريحا وتقريرا بتوهين البارى عز اسمه واهانة انبيائه
عليه الصلوة والسلام وتكذيب الكتاب المبين يا
حسرة على البغي والفساد بين العباد ومن زعم
ان باخراج نظيره عليه السلام من القدرة الالهية
يلزم اخراج اكثر الاشياء من تحتها فبطلانه ظاهر

تفسیر خازن میں اسی آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حقتعالے نے
اس آیت میں کافروں اور منافقوں کو نیست کرکے
دوسروں کا پیدا کرنا جو انسے اچھے اور خدا کے فرمانبردار
ہوں ارادہ رکھا ہے۔ پس اسمیں کافروں کیلئے
دھمکی ہے یعنی اے کفار خدا انکو ہلاک کردے جیسا کہ پہلے تم سے گذرے
اور انبیاء کی جھٹلانیوالوں کو ہلاک کیا ہے اور خدا تمہارے نیست
کرنے اور دوسروں کے پیدا کرنے پر بخوبی قادر ہے جب کا خدا ارادہ
کرے وہ رک نہیں سکتی یہ ترجمہ ہے تفسیر خازن کی عبارت
کا پس سخت عذاب اور ہلاکت ہو اسپر جو اس آیت میں سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کو داخل کرتا ہے بہت سخت افسوس ہے اسپر کہ
اسمیں کیوں نہیں غور کرتے کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے امکان
نظیر حضرت بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وسلم کو قول پر امکان کذب
لازم ہے پس امکان نظیر کو ثابت کرنے پر اصرار کرنا سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کے ادب کے خلاف پر اترنا خصوصا ایسے مسائل
میں بحث اور ضد کے درپے ہونا علی الخصوص اس نازک وقت
میں جس میں ہر ناراوگ اسلام کی انہدام اور بار بار ...
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال اہانت اور تکذیب ...
ایسے کر رہے ہیں کہ ... کتابیں شائع کررہے ہیں
بس سخت ہی افسوس کا موقع ہے اور یہ خیال
کہ آپکی نظیر کے قدرت الٰہیہ سے خارج کرنے سے بہت
سی چیزوں کا خارج کرنا لازم آتا ہے بالکل باطل
اور ظاہر البطلان ہے۔

لان القادر المطلق لما بين اقتداره على جميع الاشياء بمعنى المشيئات فكيف نقول انه قادر على غير المشي على انا لا نقول ان الله تعالى لا يقدر عليه بل نقول ان نظيره صلى الله عليه وسلم لا يدخل تحت القدرة الكاملة بعدم استحقاقه لاستحالته وامتناعه وسيجئ الكلام على انه ممتنع بالذات فانتظره قال صاحب البراهين قوله مصدقاً بتصديق علماء الحرمين الخ اقول اولاً عليك ثبوته حتى نتكلم فيه وثانياً يكون الناس في كل زمان معاندين لاهل الحق والكمال يغلطون اقوالهم الحقة فتارة يغوون العوام عليهم وتارة يصنعون العبارات من عند انفسهم على خلاف مطالبهم ويعرضونها على العلماء ويستفتون عليها فالجواب يطابق صورة المسئلة كما وقع تكفير شاه ولي الله رحمه الله في مسئلة شق القمر من علماء الحرمين الشريفين وهكذا عرض لاكابر السلف ايضاً كما فعل المعترض في المسئلة الاولى واظهر عند العوام ان مولف البراهين يكذب الله وهذه عقيدته تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً من كذب الله تعالى فهو عندي ليس بمسلم وما اعتقد بهذا ولا احد من اهل الحق كما شرحته في جواب الاعتراض الاول انتهى يقول الفقير اسمعيل كان الله له اني رايت عدة رسالات في رد المولوي

کیونکہ خود قادر مطلق جب اپنی قدرت کے نیچے اشیا یعنی مشی کو داخل فرمائے تو ہم لوگ غیر مشی کو اسکی قدرت میں کب داخل کر سکتے ہیں۔ معہذا ہم یہہ ہرگز نہیں کہتے کہ خدا تعالیٰ اسپر قادر نہیں بلکہ ہم اسکے قائل ہیں کہ آپکی نظیر اپنے محال اور ممتنع ہونے کی وجہ سے اسکی قدرت کاملہ کے تلے داخل ہونیکا استحقاق نہیں رکہتی اور عنقریب اسکے ممتنع بالذات ہونیکا ذکر آتا ہے۔ پہر جواب تفصیلی میں ہے قولہ حرمین شریفین سے بھی اسکی تردید بلکہ تکفیر تک نوبت پہونچی تہی الخ اقول اول تو اسکا ثبوت دیجئے تا کہ اسمیں کلام کیجاوے دوسرے تکفیر کا حال یہہ ہے کہ ہر زمانہ میں اہل حق اور اہل کمال کے لوگ معاند ہوتے رہے ہیں جو انکے اقوال کو جان بوجھکر غلط بیان کرکے کبھی عوام کو برافروختہ کرتے ہیں اور کبھی خلاف انکے اپنی طرف سے عبارتیں بطور استفتا علما پر پیش کرتے ہیں جسکا جواب صورت مسئلہ کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ اسی قسم کی تکفیر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مسئلہ شق القمر میں علماء حرمین شریفین سے کرائی گئی تھی اور اسیطرح اور بھی اکابر سلف کو پیش آیا ہے اور معترض نے پہلے مسئلہ میں عوام کو سنا کر ظاہر کیا ہے کہ مولف براہین خدا کو جھوٹا بتلاتا ہے اور یہہ اسکا عقیدہ ہے خدا اس سے بہت اونچا ہے جو خدا کو جھوٹا سمجھے وہ میرے نزدیک مسلمان نہیں نہ میرا یہہ عقیدہ ہے نہ کسی اہل حق کا چنانچہ سوال اول کے جواب میں مفصل بیان ہو چکا ہے انتہی بلفظہ فقیر اسمعیل کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ میں نے کئی رسالے مولوی

مزينا بشهادة علماء الحرمين المحترمين المطبوعة في بندر بمبئى وغيره ورايت في رسالة اشعاراً عربية منها سه قد اسودت وجوه المدعين ؛ بارض الهند دين الملحدين ؛ فان لم يرها صاحب البراهين فليا تنا نريه الفتوى على عين عبارات تقوية الايمان حتى ياتيه اليقين وهذا الفقير ما صنع من عنده عبارة وما اغوى العوام على صاحب البراهين بل هو اثبت اولاً امكان كذب الباري وشنع على منكره باليقين ثم كتب في الجواب التفصيلي ان امكان الكذب كمال الالوهية وشعبة عموم القدرة وانه عقيدة اهل الحق ومخالفه خارج عن دائرة اهل السنة كما مر نقله ورده في اثبات الاعتراض الاول فنعوذ بالله المعين عن الافتراء في الدين بل هو في الحقيقة دين المكذبين والحمد لله رب العلمين قال صاحب البراهين قوله قال تعالى وخاتم النبيين فاستحال مثله وامتنع الخ اقول وما استدل المولوي القصوري على ان الله تعالى لا يقدر على مثله صلى الله عليه وسلم فليس هذا دليلاً على قصور قدرته تعالى بل هو دليل على قصور فهمه كما سيظهر عنقريب وحاصل الدليل ان مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم ممتنع وكل ممتنع لا يدخل تحت قدرته تعالى فينتج ان مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل تحت القدرة الالهية وذكر في ثبوت الصغرى

میں علماء حرمین محترمین کی مصدقہ بمبئی وغیرہ کی مطبوعہ بچشم خود دیکھی ہیں اور ایک رسالہ میں اس مضمون کی اشعار کہ سہ دیکھو انکی منہ کالے ہوگئے جو ہندوستان میں ملحدونکا دین نکالا ہے) درج ہیں اگر براہین والے نے نہیں دیکھے تو فقیر انکو عین تقویۃ الایمان کی عبارت پر فتوے دکھا دیتا ہے اور یقین دلا سکتا ہے کہ اسمیں ذرہ بہر بناوٹ نہیں ہے اور فقیر نے کوئی بات اپنی طرف سے بناکر صاحب براہین پر عوام کو ہرگز اغوا نہیں کیا بلکہ خود انہی نے پہلے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کا اثبات کیا اور اسکے منکر کی بدگوئی کی۔ پہر جواب تفصیلی میں لکہا کہ امکان کذب الوہیت اور شعبہ عموم قدرت ہے اور اہل حق کا یہی عقیدہ ہے اور اسکا مخالف اہلسنت سے خارج ہے چنانچہ اوپر اسکی نقل اور تردید مرقوم ہو چکی ہے۔ پناہ بخدا ہمیں یہ تاکہ ہم دین میں افترا کریں بلکہ یہہ بات امکان کذب کے معتقدین کی ہی عادت ہے۔ پہر جواب تفصیلی میں ہے قولہ اللہ تعالیٰ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے جس سے آپکی مثل محال اور ممتنع قرار پا چکی ہے الخ اقول مولوی قصوری جو اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی مثل پر قادر نہیں سو اس سے قصور قدرت ثابت نہیں ہوتا البتہ قصوری صاحب کے قصور فہم کی دلیل ہے چنانچہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائیگا۔ حاصل دلیل یہہ ہے کہ آپکی مثل ممتنع ہے قدرت الٰہی کے نیچے داخل نہیں ہے نتیجہ یہہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر قدرت الٰہی کے نیچے داخل نہیں ہے صغریٰ کے ثبوت میں

قوله تعالى خاتم النبيين وفي ثبوت الكبرى حوالة
جميع التفاسير المعتبرة فالآن نتكلم في جزئي الدليل
اما الصغرى فالمراد من الممتنع ممتنع بالذات
او بالغير فان اراد ممتنعا بالذات فلا نسلم لانه
ما لا يمكن وجوده بذاته ومنشأ الامتناع
يكون ذاته كاجتماع النقيضين مثل وجود زيد
وعدمه في آن واحد ومتى يكون الامتناع بالنظر
الى امر خارج فلا يكون ممتنعا بالذات بل هو ممتنع
بالغير مثلا اخبار الله تعالى بان الشيء الفلاني
لا يقع كذلك امتناع مثله صلى الله عليه وسلم
بوجه اخباره لا في حد ذاته فهذا يكون ممتنعا بالغير
فثبت ان الصغرى ممنوعة على هذا الشق وان
اراد ممتنعا بالغير فمسلم لكن الحد الاوسط لا يتكرر
في هذه الصورة فما ثبت المطلوب واما الكبرى
فان اراد بالمحال الممتنع بالغير فغير مسلم لانه في
الحقيقة لا ينافي ممكنا بالذات يدخل تحت القدرة
لا خلاف فيه من متكلم ولا من مفسر فضلا عن
جميع المفسرين وسنده ما قال في شرح المواقف
ان قدرته تعالى تعم سائر الممكنات اي جميعها اخر قال
لان الوجوب والامتناع الذاتيين يحيلان
المقدورية انتهى فثبت ان ما سواهما داخل تحت
القدرة الالهية وان اراد بالمحال واجب بالذات او
ممتنع بالذات كما في شرح المواقف والمولوي القصوري

آیت خاتم النبیین کو ذکر کیا ہے اور کبریٰ کے ثبوت میں جمیع تفاسیر
معتبرہ کا حوالہ بیان کیا ہے۔ اب ہم اس دلیل کی دونوں
جزو میں کلام کرتے ہیں۔ اول صغریٰ میں مراد ممتنع سے ممتنع
بالذات مراد ہے یا ممتنع بالغیر اگر ممتنع بالذات مراد ہے تو
یہ غیر مسلم ہے کیونکہ جسکا وجود فی ذاتہ ممکن نہ ہو اور منشاء
امتناع اسکی ذات ہو وہ ممتنع بالذات ہے جیسا کہ دو نقیضوں کا
جمع ہونا مثل وجود زید و عدم زید آن واحد میں اور جب ایسا
کسی امر خارج سے امتناع ہو تو وہ ممتنع بالذات نہیں بلکہ
ممتنع بالغیر ہے مثلاً کسی شے کی نسبت خدا تعالیٰ خبر دے کہ
یہ واقع نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کا
ممتنع ہونا بوجہ خبر الٰہی سے ہے نہ فی حد ذاتہ پس یہ ممتنع
بالغیر ہوا تو اس شق پر صغریٰ ممنوع ہوا اور اگر ممتنع
بالغیر مراد ہے تو یہ مسلم ہے لیکن اس صورت میں حد اوسط
مکرر نہ ہوگی پس مطلوب ثابت نہ ہوا اور کبریٰ میں جو محال ہے
اسمیں اگر مراد ممتنع بالغیر ہو تو یہ غیر مسلم ہے کیونکہ ممتنع بالغیر
جو درحقیقت ممکن بالذات کے منافی نہیں ہے وہ خدا کی قدرت
کے نیچے داخل ہے اسکے ثبوت میں خلاف نہ کسی متکلم کو ہے
نہ کسی مفسر کو چہ جائیکہ جمیع مفسرین کو اور سند اسکی
شرح مواقف میں ہے کہ قدرت الٰہی تمام ممکنات کو شامل
ہے پھر لکھا ہے کہ ممتنع بالغیر جملہ ممکنات میں داخل ہے
الغرض سوا ممتنع بالذات اور واجب بالذات کے سب پر قدرت
شامل ہے قدرت کا شمول اگر محال ہے تو واجب بالذات و
ممتنع بالذات ہی کو ہے جیسا کہ شرح مواقف میں ہے اور مولوی قصوری

وان قال بدخول الممكنات تحت القدرة الالهية
لكن لا يفرق بين الممتنع بالغير والممتنع بالذات
لانه غير واقف على الكتب الكلامية اصلاً
وما قال في شرح المواقف بان ما سوى الممتنع
بالذات او الواجب بالذات يدخل تحت القدرة
فلا خلاف في هذه المسئلة لاحد من اهل
الحق فلما لم يدر القصوري امثال هذه المسائل
الصريحة فكيف يدري المسائل الدقيقة الكلامية
وان اراد بالمحال ممتنعا بالذات فمسلم انه لا يدخل
تحت القدرة لكن الحد الاوسط لا يتكرر في
هذه الصورة لما ثبت ان الممتنع الذي في
الصغرى آخر والذي في الكبرى هو آخر فسقط
الدليل باجزائه فيا اسفي على ان مشقة القصوري
على التقاط الدليل من اليمين والشمال
ضاعت في آن واحد يقول الفقير انى وان لم
ارض بترتيب المقدمات العقلية في
بيان المسائل النقلية لكن لغرض استيصال
بنيان المكذبين اقول وبه تعالى استعين
ان المراد من الممتنع في الصغرى المجعولة هو
الممتنع لذاته لان الله تعالى قال وما محمد
الا رسول ولا خفاء في ان رسالته عليه السلام
انما تتم بكونه خاتم النبيين ومبعوثا الى
كافة الخلق وافضلهم اجمعين وهذه المراتب العليا

ہی ممکنات کو قدرت میں داخل سمجھتے ہیں مگر ممتنع
بالغیر اور ممتنع بالذات میں فرق نہیں سمجھتے جس سے
ظاہر ہے کہ کتب کلامیہ سے محض ناآشنا ہیں یہ مسئلہ کہ
سوا ممتنع بالذات اور واجب بالذات کے سب کو
قدرت شامل ہے کسی کا اہل حق سے اسمیں خلاف
نہیں ہے جب ایسے مسائل میں یہ حال ہے تو اور مسائل
دقیقہ کلامیہ کو اسی پر قیاس کر لیجیے۔ قیاس کن
ز گلستان من بہار مرا۔ اور اگر ممتنع و محال سے
ممتنع بالذات مراد ہے تو مسلم ہے کہ وہ قدرت میں داخل
نہیں اس صورت میں حد اوسط مکرر نہ ہوئی کیونکہ صغریٰ
میں ممتنع بالذات مراد نہیں پس صغریٰ کا ممتنع اور
ہے اور کبریٰ کا ممتنع اور ہے تو دلیل اپنے اجزا سے
گر گئی۔ افسوس اس دلیل کے ادہر ادہر سے جمع کرنے میں
جو محنت ہوئی تھی ایکدم بھر میں رائگان ہو گئی۔
انتہی بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہرچند مسائل نقلیہ
کے بیان میں ترتیب مقدمات عقلیہ فقیر کو ناپسند ہے کہ نقل
محتاج عقل کی نہیں مگر مکذبین کی بنیاد کی بیخکنی کی غرض
سے باری تعالیٰ کی مدد سے عرض کرتا ہوں کہ مکذبین
کے بناوٹی صغریٰ میں مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ حق تعالیٰ
کا ارشاد ہے اور نہیں محمد مگر رسول اور اسمیں شک
نہیں کہ آپکی رسالت تب ہی تمام ہوگی جب آپ
سب نبیوں کے ختم کرنے والے اور ساری خلقت
کی طرف پیغمبر اور سب سے بہتر ہوں اور آپکو یہ مراتب بلند

انما حصلت له في العالم الروحاني باتفاق المحققين فلا يشارکه صلى الله عليه وسلم احد في هذه الخواص اللازمة الغير المنفكة من ذاته الشريفة عند العلماء الراسخين فمثله ممتنع لذاته كما ان الله تبارك وتعالى واحد لا شريك له ومثله ممتنع لذاته باجماع جميع طوائف المسلمين وهكذا المراد من المحال في الكبرى الممتنع لذاته الماخوذ في الصغرى فتكرر الحد الاوسط وحصلت النتيجة الصحيحة وهي ان مثله صلى الله عليه وسلم لا يدخل تحت القدرة الالهية كما لا يدخل مثله سبحانه تحتها ولا عجز في الصورتين وسيأتي انشاء الله تعالى مزيد تحقيق لهذا الباب مع ترديد اعتراضات ناشية من عند غير اولى الالباب تسبب ارادني ابن بنا الفقير القصوري لابطال مزخرفات كثيرة بكلمات يسيرة فله الحمد على هدايته الطريق الصواب قال صاحب البراهين قوله ولا يلزم منه عجز القادر المطلق الخ اقول ان كان المراد من الممتنع ممتنعا بالذات فلا شك في انه عجزه سبحانه لا يثبت من ذلك وهذا لا يفيد المعترض كما مر وان كان المراد ممتنعا بالغير فيلزم منه عجز القادر المطلق بلا شك

محققین کے اتفاق سے عالم روحانی میں ہی حاصل اور ان خواص لازمہ ذات شریف غیر منفکہ عنہ لطیف میں کوئی آپکا شریک نہیں ہے۔ تو مثل ممتنع لذاتہ ہوئی۔ جیسا سبکے اجماع سے باریتعالی واحد لاشریک ہے اور اسکی مثل بھی ممتنع لذاتہ ہے اور ایسا ہی کبرے میں محال و ممتنع سے مراد لذاتہ ہی جو صغرےٰ میں بھی یہی تھا۔ پس حد اوسط مکرر ہوگئی۔ اور نتیجہ صحیح نکلا کہ آپکی مثل قدرت الٰہی میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ کی مثل بھی قدرت میں داخل نہیں اور ان دونو صورتوں میں کوئی عجز لازم نہیں آتی اور بفضلہ تعالے عنقریب اسکی زیادہ تحقیق آتی ہے جسمیں مکذبین کے اعتراضات کی تردید بھی شامل ہوگی۔ کیا خوب امداد رب العباد کی کہ فقیر قصوری کے تھوڑے لفظوں سے تو دو طومار باطل ہوجاتی ہیں راہ کی رہنمائی پر خدا کی بہتا کی شکر ہے صاحب براہین جواب تفصیلی میں لکھتا ہے اور اس سے قادر مطلق کی عجز ہرگز نہیں نکلتا الخ اقول اگر ممتنع سے ممتنع بالذات مراد ہے تو بیشک اللہ تعالے کا عجز ثابت نہیں ہوتا مگر یہ آپ کو مفید نہیں ہے۔ کما مر اور اگر ممتنع بالغیر مراد ہے تو قادر مطلق کا عجز بیشک لازم آ

تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا وتعالى الله عما يقول الظلمون كما تحقق ان الممتنع بالغير تحت قدرته تعالى بقول الفقير كان الله لقد سبق قريبا بدلالة القرآن ان مثله صلى الله عليه في جميع كمالاته المختصة به عليه السلام ممتنع لذاته غير داخل تحت قدرة القدير المطلق تعالى جناب حبيبه صلى الله عليه وسلم خصوصا في هذا الزمان كثر العدوان وايضا لا نقول ان الله تعالى لا يقدر على الممتنعات لذاتها كما يقول المكذبون بل نقول الممتنعات لا تتعلق بها القدرة لعدم استعدادها تادبا مع الخالق القدير ولنعم ما قال القاري عليه رحمة الباري في شرح الفقه الاكبر كل عام يخص كما خص قوله تعالى والله على كل شيء قدير بما شاء ليخرج ذاته وصفاته وما لم يشاء من مخلوقاته وما يكون من المحال وقوعه في كائناته والحاصل ان كل شيء تعلقت به مشيته تعلقت به قدرته والا فلا يقال هو قادر على المحال لعدم وقوعه ولزوم كذبه ولا يقال غير قادر عليه تعظيما لله انتهى وايضا قال في الجمالين في سورة المائدة في تفسير آيت وهو على كل شيء قدير ومنها ما اضا الصادق وتعذيب الكاذب وخص العقل

خدا اس سے بہت اونچا ہے۔ چنانچہ ثابت ہوچکا ہے کہ ممتنع بالغیر تحت قدرت ہے اور بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ [illegible] کی دلالت سے ابھی [illegible] بمثل جمیع کمالات مختصہ [illegible] کے نیچے داخل نہیں ہے [illegible] علیہ وسلم کی شان والا [illegible] ان ایام نا فرجام میں [illegible] جزائے خیر ملیگی کہ ہم [illegible] ممتنعات لذاتہا پر قادر نہیں [illegible] کہتے ہیں بلکہ ہم یہ [illegible] ناقابلیت سے قدرت [illegible] متعلق نہیں [illegible] سے مولانا قاری علیہ [illegible] میں کیا خوب لکھا ہے [illegible] جیسا کہ آیت واللہ علی کل شئ قدیر [illegible] کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] ذات و صفات الٰہی اور غیر مشی مخلوقات اور محال کا [illegible] ہے کہ جس سے مشیت الٰہی [illegible] قدرت [illegible] سے تعلق پکڑتی ہے [illegible] پر قادر ہے کہ اسکا وقوع [illegible] کا لازم ہے اور [illegible] ہے اسکی تعظیم [illegible] سورہ مائدہ کی تفسیر [illegible]

ذاتہ وسائر المحالات کشریک الباری و
کحیوۃ شئ وموتہ فی آن واحد اذلاتتعلق
القدرۃ والمشیۃ بہا ولایقال ادباانہ لیس
بقادر علیہا واللہ سبحانہ تعالی اعلم انتہی وایضا
قال فی شرح الشفاء ومن المعلوم استحالۃ
وجود مثلہ بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم
انتہی قال صاحب البراھین قولہ وقد صرح
الامام التورپشتی الخ اقول ھذا من قصور فہم
المعترض او اعراض عن الحق مع العلم لان مدعاہ
لایثبت من کلام العلامۃ التورپشتی والمعترض
یستعمل الفاظ الامکان والامتناع وغیرھا
لکن لایدری معناھا والامکان والجواز
ومثلہما یستعمل فی کلام العلماء لامکان شرعی
وعرفی وعقلی ولیس المراد من الامکان
فی کلام العلامۃ الامکان العقلی بل المراد
منہ العرفی او الشرعی کما یثبت من قرینۃ
العبارۃ السابقۃ واللاحقۃ لانہ قال فی اول
ذلک المقال ثبت من اکثر الاحادیث ان النبوۃ
ختمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
لایکون نبی بعدہ فیفہم من ھذہ العبارۃ ان
مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع بالغیر بوجہ
اخبارہ تعالی بانہ خاتم النبیین وقال العلامۃ
فی آخر الکلام ان احدا لاینکر القدرۃ فعلم

ذات اور محالات کو مثل شریک
باریتعالے اور ایک ہی وقت میں ایک چیز
کا زندہ اور مردہ ہونا مخصوص کرلیا ہے اسلیئے کہ
قدرت اور مشیت الٰہی انسے متعلق نہیں ہوتی
اور ادب کے رو سے یوں بھی نہ کہنا چاہیے کہ خدا انپر
قادر نہیں ہے اور خدا پاک کو بہت علم ہے انتہی
براہین والے نے جواب تفصیلی میں لکھا ہے قولہ
علامۃ الورع امام تورپشتی الخ اقول علامہ تورپشتی
کی کلام سے ہرگز آپکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ یا قصور
فہم ہے یا جان بوجھکر حق سے اعراض ہے۔ معترض
امکان اور امتناع وغیرہما کا نام تو لکھدیتا ہے مگر
معنے انکے مطلق نہیں سمجھتا۔ یہہ الفاظ علما کی کلام
میں مستعمل ہوکر امکان شرعی اور عرفی وعقلی مراد
ہوتا ہے اور علامہ کی کلام میں امکان عقلی مراد نہیں
بلکہ امکان عرفی یا شرعی مراد ہے جیسا کہ اگلی پچھلی
کلام کے قرینے سے ثابت ہے وہ ابتدا میں لکھتے ہیں
کہ اکثر حدیثوں سے ثابت ہے کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپکے پیچھے کوئی نبی نہ ہوگا
اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکا مثل ممتنع بالغیر ہے
کیونکہ بوجہ اخبار الٰہی ہے کہ آپ پر نبوت
ختم فرمادی اور نیز اخیر میں
علامہ موصوف نے یہہ لکھا ہے کہ
کوئی شخص قدرت کا منکر نہیں ہوسکتا

من ذلک ان مراد العلامۃ من الامکان لیس
الامکان العقلی وانکان مرادہ نفی الامکان
العقلی لقال ان مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ممتنع بالذات لایدخل تحت القدرۃ فلما
ادخل العلامۃ مثلہ اولا تحت القدرۃ
علم ان نفیہ امکان المثل لیس نفی الامکان
العقلی اصلا یقول الفقیر کان اللہ لہ ان صاحب
البراھین مع الحواریین قد عموا فی تحریر الجواب
التفصیلی واصروا علی الانکار لایکادون ان
یروا حقا وانکان مثل شمس نصف النہار
اعلم یا اخی ان العلامۃ التورپشتی قال فی
بیان ختم نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موسوسا
یوسوس بان اللہ قادر علی خلق مثلہ علیہ السلام
رادا وطاعنا علی ھذا القائل فحمل معاند واختم
النبوۃ ھذا الکلام علی الحقیقۃ وجعلوا العلامۃ
قائلا بمقدوریۃ المثل علی خلاف مقتضی الکلام
والحال ان قول العلامۃ بعدہ و آنکس کہ گوید
بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و
آنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافرست
اینست شرط درستی ایمان بر خاتم الانبیا محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بلفظہ ینادی
باعلی نداء ان مرادہ نفی الامکان العقلی و
لیست وظیفۃ کتاب العلامۃ بیان اقسام الممتنع وغیرہ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ کی مراد
امکان سے امکان عقلی نہیں ہے۔ اگر نفی
امکان عقلی کی ہوتی تو یوں کہتے کہ آپکی مثل
ممتنع بالذات ہے قدرت کے نیچے داخل نہیں
جبکہ علامہ نے اول مثل کو تحت قدرت
داخل کیا تو پھر نفی امکان عقلی کی ہرگز مراد نہیں
ہوسکتی انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا
ہے کہ صاحب براہین مع حواریین جواب تفصیلی
کے لکھنے میں ایسی ضد پر اڑے ہیں کہ حق کو
ہرگز نہیں دیکھہ سکتے اگرچہ آفتاب نیمروز کیطرح
روشن ہو۔ ای برادر غور کر کہ علامہ تورپشتی
نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے
بیان میں کہا ہے کہ کوئی وسواس ڈالنے والا اپنہ وسواس ڈالے
کہ خدا ہر شئے پر قادر ہے تو آپ کی مثل کے پیدا کرنے
پر بھی قادر ہے انتہے تو ایسے شخص کے رد میں علامہ
تورپشتی نے وہ کلام فرمائی جسکو ختم نبوت کے
معاندین نے حقیقت پر حمل کرلیا اور علامہ کو آپکی
مثل کے مقدور الٰہی جاننے والوں سے بنادیا برخلاف منطوق
اسکے کلام کی یہہ تو ابتدا کلام ہے اور اخیر میں علامہ
فرماتا ہے۔ اور وہ شخص جو کہتا کہ آپ کے پیچھے دوسرا نبی تھا
یا ہے یا ہوگا اور وہ شخص کہ کہتا ہے کہ امکان مثل
کا ہے کافر ہے یہی شرط ہے درستی ایمان کی خاتم الانبیا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر یہہ ترجمہ علامہ کی کلام کا ہے

حتی یصرح بالممتنع بالذات لان ذلک الکتاب
فی بیان المسائل الاعتقادیۃ بالادلۃ الشرعیۃ
لا العقلیۃ الفلسفیۃ کما لا یخفی علی من طالعہ
من لبیب وقاعدۃ المکذبین ان ما یمتنع بوجہ
اخبارہ تعالی فہو ممتنع لغیرہ تقتضی اقتضاءً
بیناً بان یکون مثلہ تعالی ایضاً ممتنعاً بالغیر
داخلاً تحت قدرتہ تعالی لانہ ایضاً بوجہ
اخبارہ تعالی واعلم انہ لا الہ الا اللہ وغیرہ من
الآیات البینات ولا قائل بہ من الفریقین
فسقطت القاعدۃ قال صاحب البراھین
ای فی جواب التفصیلی کما فی ہامش البراہین
مع الحواریین قولہ وصرح العلامۃ القاری
فی شرح الفقہ الاکبر الخ اقول ما فہم القصوری
مراد العلامۃ القاری لان المحال الذی لا یدخل
تحت قدرۃ الباری ہو ممتنع بالذات کما نقلنا
من شرح المواقف ان الواجب بالذات والممتنع
بالذات لا یدخلان تحت القدرۃ وما سواہما
داخل تحتہا فالقصوری ان لم یدخل ممتنعاً
بالغیر ایضاً تحت القدرۃ فہو مخالف لجمہور اہل
السنۃ یقول الفقیر کان اللہ لہ قد نقلت فیما
سبق کلام العلامۃ القاری علیہ رحمۃ الباری
من شرح الفقہ الاکبر وہو کل شیء تعلقت بہ
مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ الخ وہو نص فی
ان مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما لم تتعلق بہ

تاکہ وہ تصریح کرتا کہ آپکی مثل ممتنع بالذات ہے کیونکہ
وہ کتاب ہے مسائل اعتقادیہ کے بیان میں حجتہائے شرعیہ
اور آثار شرعیہ سے نہ ادلہ عقلیہ فلسفیہ سے جیساکہ دانشمند
اسکے مطالعہ کرنیوالوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے اور
حق تعالی کے امکان کذب کو روا کہنے والوں کا
یہ قاعدہ کہ جو چیز بوجہ اخبار الٰہی ممتنع ہو وہ ممتنع
بالغیر ہوتی ہے صریح مقتضی ہو اس بات کا کہ حضرت
کی مثل بھی ممتنع بالغیر قدرت کے نیچے داخل ہو کیونکہ
وہ بھی بوجہ اخبار الٰہی کے [illegible] اور حالانکہ خدا
ایک ہے اور دوسری [illegible] قرآنی ممتنع ہو اور حال
یہ ہے کہ فریقین سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں [illegible]
قاعدہ ہی سے فائدہ ہے [illegible] صاحب براہین مع حواریین
جواب تفصیلی میں لکھتے ہیں [illegible]
نے شرح فقہ اکبر میں [illegible] قدرت کے نیچے [illegible]
ہونا ممتنع لکھا ہے [illegible]
نہیں سمجھی جو محال [illegible]
ہے جیساکہ ابھی شرح [illegible]
واجب بالذات [illegible] قدرت کے نیچے
داخل نہیں ہوا [illegible] قدرت کے نیچے داخل ہیں
آپ اگر ممتنع بالغیر کو [illegible] قدرت نہیں سمجھتے تو یہ
جمہور اہلسنت کے [illegible] کان اللہ لہ [illegible]
کہ اوپر علامہ قاری [illegible]
الٰہی متعلق ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

مشیتہ اللہ تعالی لقولہ سبحانہ وخاتم النبیین
لم تتعلق بہ قدرتہ ایضاً وایضاً نقلت تصریح
العلامۃ القاری من شرح الشفاء ومن المعلوم
استحالۃ وجود مثلہ بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم
انتہی فیستشہد کل ذی لب بان الفقیر القصوری
فہم مراد القاری مستدلاً بقول الباری
ای ان اللہ علی کل شیء قدیر
والمکذبون نبذوا القرآن وراء ظہورہم
واقتفوا آثار الفلاسفۃ لقصورہم فنجعل
اللہ المنتقم فی نحورہم قال فی الجواب التفصیلی
قولہ حتی لا یلزم کذب کلامہ تعالی اقول لا بد
من بیان وجہ الاستلزام وعیان مطلب
کلام القاری والا ترجمۃ العبارۃ بلا فہم و
درایۃ لا یفید المطلب یقول الفقیر کان اللہ
لہ قد ذکرت سابقاً عنقریب مطلب کلام القاری
وہو یفید مطلبنا بفضل الباری ووجہ الاستلزام
انہ ان قلنا ان اللہ تعالی یقدر علی خلق مثلہ
صلی اللہ علیہ وسلم بہذا القول یستلزم کذب
قولہ سبحانہ وخاتم النبیین وایضاً ان قلنا انہ
عز وجل قادر علی خلق ما لم یشأ لزمہ کذب آیۃ
ان اللہ علی کل شیء قدیر واللہ ولی الہدایۃ وہو
یحفظ من الغوایۃ قال فی الجواب التفصیلی قولہ
ونقل صاحب الرسالۃ المسماۃ بالمعتقد المنتقد
الخ اقول لا احالۃ ہذہ الرسالۃ فی مقابلتنا الا ظہار العجز

وخاتم النبیین تو قدرت بھی اس سے متعلق
نہیں۔ اور نیز شرح شفا سے بھی منقول ہوا ہے
کہ آپکے بعد آپکی نظیر محال ہے اھ اب ہر دانشمند
سچی شہادت دیگا کہ فقیر قصوری نے علامہ قاری
کی مراد ٹھیک سمجھی ہے اور امکان کذب کے
قائلوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا ہے
اور فلسفی خیالات کے پیچھے لگ گئے۔ پس
خدا پاک ہی منتقم کافی ہے۔ جواب تفصیلی
میں ہے قولہ تاکہ کلام باری میں کذب لازم نہ
آوے الخ اقول وجہ استلزام بیان فرمائی اور اسکے
ساتھہ علامہ قاری کی عبارت کا مطلب بھی
ورنہ عبارت کا ترجمہ بغیر سوچے سمجھے ٹھیک
نہیں ہو سکتا۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے ابھی
اوپر علامہ قاری کی عبارت کا مطلب بیان
کیا ہے جو ہمارے دعوے کا موید ہے اور وجہ
استلزام یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ آپ کی نظیر
داخل قدرت ہے تو اس سے خاتم النبیین کا کذب
لازم آتا ہے۔ اور نیز اگر یہ کہا جائے کہ خدا رب
جس چیز کو نچاہے وہ اسکی قدرت کے نیچے داخل
ہے تو یہ آیت ان اللہ علی کل شی قدیر کے کذب کو
لازم پکڑتا ہے اور وہی مالک ہدایت ضلالت
سے بچانیوالا ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ رسالہ
معتقد منتقد الخ اقول اور اوپر رسالہ معتقد کا حوالہ دینا

عن المناظرة لان مؤلف فضل الرسول مروج البدعات لاحجة لقوله عندنا وثانيا نقل العلامة التوربشتی المنقول سابقا قد سبق جوابه المسكت نعم حوالة العلامة النابلسی جديدة وهي مؤيدة لنا لان نفى المثل بدليل قوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين ينطق بان المثل ممتنع بالغير لا بالذات لان الامتناع بالاية انما هو الامتناع بالغير والممتنع بالغير لاينافي الممكن بالذات وان اريد بلفظ الجواز والامكان فی كلام العلامة الامكان العقلی فيتناقض كلامه لانه استدل بالاية فثبت منها الامتناع بالغير فان نفى الامكان العقلی فيتناقض الدليل الدعوى وان اردنا بالجواز والامكان العرفی او الشرعی فيتم التقريب وطابق الدليل بالدعوى يقول الفقير كان الله له وليعلم اولا ان مولانا فضل الرسول من اكابر علماء الهند لما رد هفوات المولوی اسمعيل الدهلوی والف فی هذا الباب رسائل وحقق بالدلائل القاطعة انه مخالف لاهل السنة ومن كلامه يظهر توهين الانبياء عموما واهانة سيد الاصفياء خصوصا على نبينا وعليهم السلام ولاخفاء فی ان المكذبين من اجلة معتقدی المولوی الدهلوی فلاجل هذا نسبوا راده وطاعنه بترويج البدعات ومارعوا

کیونکہ اسکے مؤلف فضل الرسول بدایونی کو ہم مروج بدعات جانتے ہیں اسکا قول ہمارے مقابلہ میں ہیچ ہے، دوسرا علامہ تورپشتی کی تکفیر اسکا جواب مسکت ہوچکا ہے ہاں علامہ نابلسی کا حوالہ جدید ہے اور وہ ہمارا مؤید ہے کیونکہ اسمیں بدلیل آیت خاتم النبیین جو آپ کی مثل کو ممتنع کہا ہے تو وہ ممتنع بالغیر ہے نہ ممتنع بالذات جو منافی ممکن بالذات کے ہوسکتا۔ اب اگر علامہ نابلسی کی کلام میں روا اور ممکن سے مراد امکان عقلی ہو تو کلام متناقض ہوجائیگی۔ کیونکہ دلیل آیت سے ممتنع بالغیر ثابت ہوتا ہے تو ممتنع بالذات کے ارادہ سے دعوے اور دلیل متناقض ہوجاوینگی اور امکان عرفی یا شرعی مراد لینے سے تقریب تام اور دلیل و دعوے باہم مطابق ہوجاوینگے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے اول معلوم رہے کہ مولانا فضل رسول جو اکابر علماء ہندوستان سے تھے جب انہوں نے مولوی اسمعیل دہلوی کی تردید میں دلائل قاطعہ سے رسائل لکھے کہ وہ مخالف اہلسنت ہے اور اسکے اس کلام سے تمام انبیا کی توہین عموما اور سرور عالم صلے اللہ علیہ واخوانہ وسلم کی اہانت خصوصا ظاہر ہے تو اب ان علماء مکذبین نے جو معتقد مولوی دہلوی کے ہیں اسکی رعایت سے اسکی تردید کرنے والے کو مروج بدعات کہہ دیا اور

ادنی رعاية ادب حبيب خالق البريات عليه وعلى اله وصحبه افضل الصلوات واكمل التسليمات وثانيا سبق مرة بعد اخرى انه يلزم على قاعدة ما ثبت امتناعه بالاية فهو امتناع بالغير ان مثل الباري ايضا ممتنع بالغير وهذا باطل بالاتفاق والقران ينطق بان ما لم يشأ الله تقدير لايدخل تحت قدرته تعالى سواء سمي بالممتنع بالذات او بالغير كما نقلنا من التفاسير المعتبرة وشرح الفقه الاكبر فقد كرفثبت ثبوتا بينا ان المراد بالامكان والجواز فی كلام علماء اهل السنة لاثبات هذه المسئلة هو الامكان العقلی لاغير والله هو الهادي وثالثا سبق ترديد تسويلات المكذبين فی كلام العلامة التوربشتی وتحقق من كلامه ان المراد من الامكان هو الامكان العقلی فتذكره ومن الله التوفيق قال فی الجواب التفصيلی قوله ونقل من شرح المنهاج الخ اقول جوابه ما ذكرنا سابقا من ان الجواز والامكان فی كل مكان ليسا بمعنى واحد وان كان اهل القصور بالعكس وكتب الكلام والفقه علم ان استعمال هذه الالفاظ ليس محصورا فی الامكان العقلی وكلامنا فی الامكان العقلی يقول الفقير كان الله له جوابه مر سابقا عن ام الكتاب بان الله على كل شئ قدير وما لم يشاه فهو غير داخل تحت قدرته فعلم يقينا ان المراد بالامكان والجواز فی كلام العلماء هو الامكان العقلی لاغير ومن

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ادنے رعایت بھی نکی۔ دوسرا اوپر بارہا مذکور ہوچکا ہے کہ مکذبین کے اس قاعدہ سے کہ جو چیز آیت سے ممتنع ہو وہ ممتنع بالغیر قدرت کے نیچے داخل ہے بخوبی لازم ہے کہ شریک باری بھی ممتنع بالغیر قدرت کے نیچے داخل ہوا اور یہہ بالاجماع باطل ہے اور قرآن مجید ناطق ہے کہ جسکو خدا نچاہے وہ قدرت کے نیچے داخل نہیں خواہ اسکا نام کوئی ممتنع بالذات رکھے یا ممتنع بالغیر جیسا کہ معتبر تفسیروں اور شرح فقہ اکبر وغیرہ سے منقول ہوچکا ہے۔ پس صریح ثابت ہے کہ علماء اہلسنت کی کلام میں جو اس مسئلہ کے بیان میں لفظ امکان وجواز جو مستعمل ہے تو مراد اس سے امکان عقلی ہی ہے۔ اور خدا پاک ہی سیدھے رستہ کا راہنما ہے۔ تیسرا مکذبین نے جو کلام علامہ تورپشتی کی تحریف کی تھی اسکی ضرورتہی تردید ہوچکی ہے جس سے واضح ہوگیا ہے کہ انکی کلام میں امکان عقلی ہی مراد ہے اتباع حق کی توفیق رفیق ہو۔ جواب تفصیلی میں ترقولہ اور تحفہ شرح منہاج سے بھی نقل کیا ہے الخ اقول اسکا جواب بھی بعینہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوچکا ہے غلطی یہہ ہے کہ آپ جواز و امکان کو ہر ایک جگہ ایک ہی معنے خیال کرتے ہیں۔ اگر کتب کلام و فقہ آپنے دیکھی ہوتی تو معلوم ہوجاتا کہ ان الفاظ کا استعمال امکان عقلی ہی میں محصور نہیں اور ہماری گفتگو یہاں امکان عقلی میں ہے۔ بلفظہ فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اوپر جواب اسکا مسطور ہوچکا ہے کہ قرآن شریف میں

[illegible]

ادعی خلافہ فقد خالف القرآن وحاشا
ان یکون بیان علماء العقائد والفقہاء علی
خلاف القرآن واللہ یہدی من یشاء الی
سواء السبیل یا حسرۃ علی المکذبین یکتبون
فی الرسائل ان مسائل العقائد ما یثبت من
القرآن والحدیث الصحیح ولا یکفی خبر الآحاد
وہہنا نبذوا القرآن وراء ظہورہم بغایۃ القساوۃ
قال صاحب البراہین مع الحواریین قولہ
نسلما مثل لقائل الخ اقول عدم تسلیم احاطۃ
قدرۃ الباری تعالی علی جمیع الممکنات و
انہا معجزۃ تعالی والاقرار بان مثلہ صلی اللہ
ممتنع بالذات غیر داخل تحت القدرۃ لا شک
فی انہ قول مبتدعی المائۃ الثالث عشر
لا قائل بذلک احد من السلف کما سیظہر
من الادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ التی سنبینہا عن قریب
فلیتأمل فی ان تسمیتہ بدعۃ المائۃ الثالث
عشر بانہا فضیلۃ واقعیۃ لہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیست الا فعل المبتدعین بقول الفقیر
کان اللہ لہ القدیر القول بان مثلہ صلی
اللہ علیہ وسلم غیر داخل تحت القدرۃ قال اللہ
تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وان اللہ
علی کل شیء قدیر وجاء فی الحدیث الصحیح المتفق
علیہ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین حیث ختمت الانبیاء

اور جو اسکے برخلاف ہو وہ قرآن سے روگردان اور نعوذ
باللہ علماء عقائد اور فقہاء قرآن مجید کے برخلاف کب
کچھ بیان کرسکتے ہیں خدا جسکو چاہتا ہے راہ دکھاتا
سخت افسوس ہے ان مکذبین کے حال پر کہ خود
ہی لکھتے ہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن صحیح حدیث جیسی
دلیل قطعی سے ہوتا ہے خبر احاد یہاں کافی
نہیں اور اسجگہ شہادت قرآن کو پس پشت ڈال
جاتے ہیں جواب تفصیلی میں صاحب براہین مع
حوارین لکھتے ہیں تو ابتدا غور کرنا چاہئے کہ جناب باری
کی قدرت کو محیط جمیع ممکنات نہ ماننا اور مثل خاتم
اور رسول علیہ السلام کی مثل کو ممتنع بالذات تحت
قدرت خدا کی قدرت سے باہر سمجھنا بیشک تیرہویں
صدی کے مبتدعین کا قول ہے سلف میں
سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہوا ہے چنانچہ اول
عقلی اور نقلی جو انشاء اللہ تعالی عنقریب ہم بیان
کرینگے ان سے اور بھی بیہ مدعا روشن ہوجائیگا
اب مقام غور ہے کہ تیرہویں صدی کی بدعت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعی فضیلت
سمجھنا کن لوگوں کا کام ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ القدیر کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کو غیر داخل
قدرت اول تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے آیت وخاتم النبیین
وان اللہ علی کل شیء قدیر میں پہر سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں آیا ہے میں وہ اینٹ

وفی روایۃ الترمذی ان الرسالۃ والنبوۃ قد
انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ثم صرح المفسرون
وعلماء العقائد بان عالم بیتا دہ اللہ تعالی
مثلہ علیہ السلام او غیرہ لا یدخل تحت القدرۃ
کما مر نقلہ علی الصفحۃ فحکم المکذبین بان ہذا
القول لا قائل بہ من السلف احد وانہ قول
المبتدعین لا یصدر من المؤمنین فنعوذ
باللہ من المغضوبین والضالین ولا شک
فی ان عدم دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ
فضیلۃ تفضلہ اللہ تعالی بہا علی العالمین و
لنعم ما قیل منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم فانکار
ہذہ الفضیلۃ وتسمیتہا بدعۃ لا قائل بہا
غیر المکذبین قال فی الجواب التفصیلی قولہ
مع انہ تنقیص شان الرسول الاکرم الخ اقول
صلی اللہ علیہ وسلم
من لم تنتقص شانہ علیہ السلام من العقیدۃ
الثابتۃ من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ
فلا یبعد من تصور قصورہ انہ یتصور تنقیص
الشان عن عبدہ ورسولہ لان معنی العبد
غلام بقول الفقیر کان اللہ لہ دعوی ثبوت عقیدۃ
دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ
بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ باطل البتۃ
کما انہ کرہ غیر مرۃ وادخالہ فی الشیء ثم تمثا لقلۃ

آیا ہوں کہ میں نبیوں کی ختم کرنیوالا ہوں اور میرے
پیچھے نہ کوئی رسول ہوتا ہے نہ نبی پہر قرآن مجید
کے مفسرین اور علماء علم عقائد سے اوپر تصریحیں منقول
ہوئی ہیں کہ آپکی شبیہ یا کوئی اور محال جسکو خدا بنانا چاہے
وہ قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اب مکذبین
کا یوں کہنا کہ یہ قول تیرہویں صدی کے مبتدعیوں کا
ہے سلف سے کوئی اسکا قائل نہیں ہوا بلاشبہ مومن
کی زبان سے نہیں نکلتا۔ گمراہوں اور مغضوبوں سے ہم پناہ
بخدا لاتے ہیں اور بلاریب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی مثل کا قدرت کے نیچے داخل نہونا ایک عمدہ فضیلت
ہے جسمیں آپ سب پر بزرگوار ہیں صاحب قصیدہ بردہ نے
کیا خوب کہا ہے۔ کہ آپ اپنی خوبیوں میں لاشریک
اور یگانہ ہیں پس ایسی فضیلت کو بدعت کہنے والے سوا ان بنتائیں
کے امکان کذب ثابت کرنیوالوں کے اور کون ہے۔ جواب تفصیلی
میں ہے قولہ علاوہ کمال تنقیص شان والا ہے الخ اقول
اگر ایسے عقیدہ کا نام تنقیص شان ہے جو کتاب و سنت
و اجماع امت سے ثابت ہو تو ایسی نافہمی سے کیا بعید ہے
کہ عبدہ و رسولہ کو بھی موجب تنقیص شان خیال کیا جاوے
کیونکہ عبد کے معنے غلام کے ہیں انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ
القدیر کہتا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واخوانہ وسلم
کی مثل کے قدرت میں داخل ہونیکے عقیدہ کو کتاب
سنت اجماع امت سے ثابت کہنا محض دروغ بے فروغ
ہے جیسے اگر بارہا ہوچکا ہے اور آپکی نظیر کو شئی بعینہ خدا کی چاہی ہوئی بنانا

فى القرآن و تفسير بالرای عند
العلماء الراسخين فنعوذ بالله من الطغيان وما
ذكر الله تعالى حبيبه صلى الله عليه وسلم انه
عبده ورسوله فهذه الاضافة توجب فضيلة
كاملة بانه هو الفرد الكامل من عباده لا
يمكن نظيره صلى الله عليه وسلم عقلاً ولا شرعًا
ولا عرفًا قال فى الجواب التفصيلى قوله نسبة
(اى مع الحواريين ۱۲)
الابتداع لحضرات علماء العرب والعجم
اقول ما نسبت احدًا من اكابر العلماء الى
البدعة بل المبتدعون فى الحقيقة هم مصداق
ذلك الكلام يقول الفقير كان الله له قد سبق
ان القرآن والحديث ينطق بان مثله صلى الله
عليه وسلم غير داخلة تحت القدرة وصرح المفسرون
وعلماء العقائد بذلك فالقول بان هذه العقيدة
بدعة والقائلين المعتقدين بها بدعتيون سوء
ادب برب العلمين وسيد المرسلين صلى الله
عليه واخوانه وعترته اجمعين فضلا عن العلماء
الربانيين فويل للمكذبين قال فى الجواب
التفصيلى مع الحواريين، قوله وما استدل
المولوى اسمعيل باية سورة يٰس الخ اقول لا
شك فى اية اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ فى رد
قول منكرى البعث لكن امكان خلق المثل مفهوم صريحى

سر سر خلاف قرآن اور ہوا نفسانی سے تفسیر قرآنی
ہے بناہ بخدا اور حق سبحانہ نے جو اپنے حبیب قریب علیہ الصلوٰۃ
کو عبدہ و رسولہ فرمایا ہے تو یہہ بڑے درجے کی
فضیلت ہے جس سے متحقق ہوا کہ آپ خدا کے مقرب
بندوں سے کامل فرد ہیں جنکی مثل اور نظیر عقلاً شرعًا
عرفًا غیر ممکن ہے۔ جواب تفصیلی میں لکھا ہے قولہ
اکابر علماء عرب عجم کو بھی بدعتی بنا دیا ہے۔ اقول
اکابر علما میں سے کسیکو بدعتی نہیں بنایا بلکہ جو در حقیقت
بدعتی ہیں وہی اسکے مصداق ہیں۔ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے بارہا مذکور ہو چکا ہے کہ قرآن و حدیث سے
بخوبی ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مثل قدرت میں داخل نہیں۔ اور مفسرین
و علماء عقائد نے بھی اسکی تصریح کی ہے۔ پس
اس عقیدہ کو بدعت کہنا اور اسپر معتقدین کا
بدعتی نام رکھنا علماء ربانیین سے بڑہ کر سید
المرسلین اور رب العلمین کی بے ادبی ہے۔ پس
سخت رسوائی ہے مکذبین کی۔ جواب تفصیلی میں
درج ہے قولہ سورہ یٰس کی آیت الخ اقول بیشک
آیت اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ان لوگوں
کے رد میں ہے جو حشر قیامت کے منکر
تہے۔ لیکن امکان خلق مثل
اسکا مفہوم صریحی ہے

منها انكاره انكار النص ومكابرة
لا يلزم من نزول الاية فى حق منكرى البعث
ان يبطل المفهوم الصريحى منها والاصل ان مقتضى
الاية اثبات القدرة على البعث من القدرة
على الخلق بالمثل فثبت منها امكان خلق المثل
فمن ذكرها فى ثبوت امكان المثل صح استدلاله
لكن من لا يفهم الكلام الصريح الصادق لا
علاج له وان لم يعتبر قولنا فكيف لا يسلم قول
شرح المواقف وجميع المتكلمين الذين اثبتوا
امكان المثل من هذه الاية كما قال فى شرح
المواقف جوز المتكلمون وجود عالم اخر مماثل
لهذا العالم لان الامور المماثلة تتشارك فى
الاحكام واليه الاشارة بقوله تعالى فى الكلام
المجيد اوليس الذى خلق السموٰت والارض
بقادر الاية انتهى فان لم يسلم القصورى كلام
ائمة الدين والائمة المتكلمين فلا نكلم به يقول
الفقير كان الله له انا نسلم كلام علماء اهل السنة
باليقين فضلا عن كلام ائمة الدين لكن لا نسلم
كلام المبتدعين الذين يخالفون اهل السنة
اهل الحق المبين لا شك فى ان المسائل الاعتقادية
مما ثبتت بالادلة القطعية كما هو مسلم
صاحب البراهين ايضا قال فى صفحة (۴۶) انما
تثبت بالقطعيات من النصوص ولا يفيد الخبر الواحد

انکار اس آیت مکابرہ اور انکار نص ہے اسکو
اگر منکرین بعث کے رد میں نازل کیا تو کیا اسکا
مفہوم صریحی جاتا رہا۔ اصل یہہ ہے کہ اس آیت
میں قدرت خلق بالمثل سے قدرت علی البعث
کو ثابت فرمایا ہے اس صورت میں امکان خلق
مثل آیت سے ظاہر الثبوت ہے جسنے اسکو امکان
مثل کے ثبوت میں ذکر کیا ہے درست ہے لیکن کسی کی سمجھ میں اگر
صاف بات نہ آوے تو اسکا کیا علاج۔ اگر ہماری نہیں
مانتے تو شرح موقف اور جملہ متکلمین کے قول سے بھی انکار
ہے۔ جنہوں نے امکان مثل ثابت کیا ہے۔ شرح مواقف
میں لکھا ہے کہ متکلمین نے دوسرے جہان مثل اس
جہان کا ہونا روا رکہا ہے۔ کیونکہ امور مماثلہ
احکام میں متشارک ہوتے ہیں اور اسکی طرف اشارہ
ہے آیت اولیس الذی الآیۃ میں اھ اگر آپ
ائمہ دین اور ائمہ کلام کی بہی نمانیں تو آپ
جانیں ہمکو آپ سے سروکار نہیں۔ انتہے بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہم علماء اہلسنت کی کلام
کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں چہ جائیکہ ائمہ دین کی
کلام میں کلام ہو مگر یہہ یاد رہے کہ مبتدعین مخالفین
اہل سنت کی کلام کو ہرگز نہیں مانتے۔ صاحب
براہین خود تسلیم کر چکا ہے کہ عقائد
نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں نہ
خبر واحد سے۔ صفحہ (۴۶) [illegible]

ههنا انتهى مترجمًا فالعجب كل العجب من المكذبين
انهم يدعون ان عقيدة امكان مثله صلى الله
عليه وسلم ثابتة بالكتاب والسنة واجماع الامة
كما نقله على الصدر وما اتوا عليها بدليل
قطعي قطعًا وما استدلوا عليه اولا باية ان الله
على كل شيء قدير فهي مخالفة لمدعاهم كانها
تنطق بان ما يدخل تحت المشية يدخل
تحت القدرة واية وخاتم النبيين تنادي باعلى
نداء ان مثله صلى الله عليه وسلم لا يدخل
تحت المشية فلا يدخل تحت القدرة فهذا
الاستدلال المخالف بالقران لا يسلمه احد
(اي استدلال المكذبين ١٢)
من اهل الايمان واما القول بان ما ثبت امتناعه
بخبر الله تعالى فهو ممتنع بالغير داخل تحت القدرة
وان لم يثبت بدليل قطعي يلزم منه ان يكون مثله
تعالى ايضا داخلا تحت قدرته تعالى فكيف
يسلم هذه المخالفة الصريحة باهل الحق كلهم
اجمعين بقي هذا الاستدلال باية اوليس
الذي خلق الاية فقد صرح صاحب شرح المواقف
على ما نقله المكذبون ان الاية تشير الى امكان
وجود عالم اخر مماثل لهذا العالم فكيف يسلم
في اثبات المسئلة الاعتقادية اشارة الاية
مع انه لا تصريح فيه بامكان مثله صلى الله عليه
وسلم والقران ينطق بامتناع مثله كما مر بيانه

پس عجب در عجب ہے مؤلف براہین پر
جو ادعا ہے کہ بار بار یہی دعوے ہے کہ امکان مثل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کتاب و سنت و
اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور کوئی آیت یا حدیث
قطعی الدلالت سے یہ ثابت نہیں کیا۔ اور آیت
ان اللہ علی کل شیء قدیر سے جو استدلال کیا ہے
تو وہ بالکل انکے مدعا کے خلاف ہے کیونکہ اس آیت سے
ثابت ہے کہ جو چیز مشیت میں داخل ہے وہ قدرت کے نیچے
بھی داخل ہے اور آیت وخاتم النبیین پکار رہی ہے کہ
آپکا مثل مشیت میں داخل نہیں تو قدرت میں بھی
داخل نہیں ہے پس امکان کذب والوں کا آیت ان اللہ علی کل
شیء قدیر سے استدلال کرنا جو مخالف قرآن ہے کوئی
بھی اہل ایمان سے قبول نہیں کرتا۔ اور یہ
دعوے کہ جو چیز اخبار الٰہی سے ممتنع ہو
وہ ممتنع بالغیر داخل قدرت ہے ہر چند بدلیل
قطعی نہ ہے۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ
حق تعالے کی مثل بھی قدرت الٰہی کے نیچے داخل
ہو پس یہ ساری اہل حق سے صریح مخالفت کیونکر مانی جاوے
رہا استدلال آیت اولیس الذی خلق الآیۃ سے تو سب
نقل مکذبین کی عبارت شرح مواقف میں تصریح ہے
کہ اس آیت میں اشارہ ہے امکان وجود عالم آخر
پر پس مسئلہ اعتقادیہ آیت کے اشارہ سے کیونکر ثابت
ہوگا معہذا اسمیں امکان مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ

[illegible]

غير مرة فكيف نسلم تلك الاستدلالات
من المكذبين المبتدعين ولا
ننكر كلام ائمة الدين والمتكلمين لكن
لا ننجوا من افتراء المفترين والله خير
المنتقمين قال في الجواب التفصيلي
قوله فانما امتنع مثله صلى الله عليه
وسلم الخ اقول لعل مقصود المصنف
من ذكره مكررا ان يعلم الجاهل
بان الحق بيد لا بكل لكنا لا نضيع
اوقاتنا بالجواب مكررا لما
اجبنا اولا بان مثله صلى الله
عليه وسلم ممتنع بالغير والممتنع
بالغير يشمله قدرة الله تعالى يقول الفقير
كان الله له لا امر من تضييع الاوقات في
جواب المكذبين ان كان مرة بعد اخرى لان
مقصودي ابتغاء مرضات رب العلمين
وحماية دين سيد المرسلين وتكرار اظهار
فضائله صلى الله عليه وعلى اله وصحبه اجمعين
من اعظم نعمات لنا فان ذكره هو المسك
ما كررته يتضوع وقد سبق مكررا ان ما يدل
على امتناع مثله صلى الله عليه وسلم امتناعًا
بالغير داخلا تحت القدرة فهو بعينه يدل
على امتناع مثله تعالى بالغير ودخوله تحت القدرة

میں ایسے استدلال مکذبین مبتدعین کے کب قابل تسلیم
ہو سکتے ہیں۔ اور ائمہ دین کی کلام پر بخوبی یقین ہے
ہے ولیکن گو نتوان از زبان ایشان رست کہ افترا
کرنیوالوں سے خدا ہی منتقم کافی ہے۔ جواب تفصیلی
میں درج ہے قولہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل
جب بحکم قرآن الخ اقول اسکو تکرار سے شاید یہ مقصود ہو
کہ کوئی نادان سمجھے کہ انہوں نے بہت سی دلیلیں قائم کیں
ہیں ہم انکی طرح تضییع اوقات نہیں کرتے اسکا جواب
پہلے ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
مثل ممتنع بالغیر ہے۔ جسپر خدا کی قدرت
شامل ہے انتہے بلفظہ۔ فقیر کان اللہ
لہ کہتا ہے کہ مکذبین کے بار بار جواب
دینے سے جو تضییع اوقات ہو تو فقیر
اس سے ملال نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ حق
تعالے کی رضامندی اور دین اسلام کی
حمایت اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کے فضائل کا مکرر بیان کرنا مقصود ہے۔
اللہم تقبل منا اور مکرر مذکور ہوا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالغیر داخل
قدرت ہونے کی دلیل بعینہ
شریک باری کے بھی ممتنع بالغیر
داخل قدرت ہونے پر بھی دلیل
ہے اور یہ سب کے اتفاق سے باطل ہے

ولاقائل بہ احد من المسلمین فلا یسلم هذا
الاستدلال الا من المبتدعین قال فی الجواب
التفصیلی قوله وحشره علیه السلام ایضا
لایدخل فی قوله تعالیٰ بقادر علی ان یخلق
مثلهم الخ! قول هذه الجملة عجیبة لامعنی
لها لعل المعترض اراد ان معنی ان یخلق
مثلهم یحشرهم وهذا المعنی خلاف المنطوق من
ایجاده وقد ذکرنا جوابه سابقا بقی انه بهذا الجسد
الاطهر حی فی قبره فلا کلام فیه بل انا نعتقد
ان جمیع الانبیاء باجسادهم فی قبورهم
علیهم السلام یقول الفقیر کان الله له لایخفی
علی المتفطن ان معنی الفقرة التی جعلها المکذبون
مهملة انه صلی الله علیه وسلم لما کان حیا
فی قبره المنور بجسده الاطهر فحشره علیه الصلوٰة
والسلام لایصدق علیه انه یخلق مثله لان
خلق المثل بعد عدم الاصل وههنا لیس کذلک
ثم لما کان تفسیر ایة بقادر علی ان یخلق مثلهم
ایة بقادر علی ان یحیی الموتی وکان سوق الکلام
فی رد منکری الحشر کما هو منطوق القرآن
فانکاره وجعله خلاف المنطوق من ایجاد الفقیر
لیس الا الافتراء المبین ولولا خوف التطویل
لنقلت عبارات المفسرین فی رد المکذبین لکن العلماء
الربانیون یشهدون علی صدق ما قاله هذا المسکین

پس مبتدعین کی یہہ بات قابل تسلیم نہیں
ہے۔ جواب تفصیلی میں لکھا ہے قولہ اور نیز
تو آپکا حشر بھی ان یخلق مثلہم میں داخل نہیں
اقول یہہ عجیب جملہ ہے بے معنے شاید مطلب
معترض کا یہہ ہو کہ ان یخلق مثلہم کے معنے
یحشرہم کے ہیں سو یہہ خلاف منطوق ایجاد بندہ
ہیں جسکا جواب ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔ رہی
یہہ بات کہ جناب سرور کائنات اسی جسد اطہر کے
ساتھ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اسمیں کیا کلام ہے
ہم جملہ انبیا علیہم السلام کی نسبت یہی اعتقاد
رکھتے ہیں کہ اپنی قبور میں انہیں اجساد کے ساتھ
تشریف رکھتے ہیں انتہی بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اہل
علم پر پوشیدہ نہیں کہ جس فقرہ کو مکذبین بے معنے کہہ
رہے ہیں اسکے بہت صاف معنے یہہ ہیں کہ جب سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منور میں اسی جسد اطہر سے بحیات
ہیں تو آپ پر یہہ صادق نہیں آتا۔ کہ آپکی مثل پیدا ہوگی
کیونکہ مثل کا پیدا کرنا اصل کے معدوم کی بعد ہو اور اسجگہہ
اصل ہی موجود ہے۔ پھر آیت خلق مثل اور احیاء موتے
سے جب مراد ایک ہی ہے کہ منکرین حشر کے مقابلہ میں
ارشاد ہوئی تو اسکا انکار اور اسکو خلاف منطوق قرآن
فقیر کا ایجاد قرار دینا محض افترا نہیں تو اور کیا ہے
اگر خوف تطویل نہوتا تو مفسرین کی عبارتیں مکذبین
کی تردید میں منقول ہوتیں۔ مگر علماء ربانی فقیر کی سچائی

قال فی الجواب التفصیلی قوله فالحاصل ان
مثله عزوجل کما لا یدخل تحت قدرته کذلک
مثله صلی الله علیه وسلم لا یدخل تحتها اقول کبرت
کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا جعل
المعترض رسول الله صلی الله علیه وسلم مساویا
بالباری فی صفته المختصة به تعالیٰ فهذا شرک
البتة فان اعتقد ان مثله صلی الله علیه وسلم
ممتنع بالغیر ومثله عزوجل ممتنع بالذات کما قررنا
سابقا فما ابتلی بهذه العقیدة الفاسدة لیس
کمثله شیٔ صفة مختصة بالباری تعالیٰ فاشرک
المعترض فی هذه الصفة رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقول الفقیر کان الله له قد صرح المکذبون
علی الصدر ان الممتنع بالذات کاجتماع
النقیضین مثل وجود زید وعدمه فی ان واحد
کما مر نقله فما بالوا علی جعل اجتماع النقیضین
مساویا بالباری فی صفته المختصة وهی
لیس کمثله شیٔ وما کتبوا ههنا الا ایة کبرت
کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا
والجواب التحقیقی ان الاشراک الممنوع هو
الاشراک فی وجوب الوجود واستحقاق العبادة
کما صرح به فی کتب العقائد والا فاشراک
رسول الله صلی الله علیه وسلم بالله الواحد
الاحد فی الایمان والاطاعة مثلا فرض

جواب تفصیلی میں ہے۔ قولہ الغرض جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مثل
اسکی قدرت کے نیچے داخل نہیں ایسا ہی حبیب العلمین کی
مثل بھی مقدورات الٰہی سے خارج ہے اقول کیا
بڑی بات ہو کہ نکلتی ہے انکے مونہہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے
ہیں آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس صفت میں جو خاص
جناب باریتعالیٰ کی ساتھہ مختص ہے برابر ٹھہرا دیا یہہ شرک
نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کو
ممتنع بالغیر خیال کرتے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے تو
کیوں ایسے فاسد عقیدہ میں مبتلا ہوتے۔ لیس کمثلہ شیٔ
خاص باریتعالیٰ کی صفت ہے آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو بھی اس صفت میں شریک مان لیا۔ انتہی بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ مکذبین نے اوپر ممتنع بالذات
کی مثال اجتماع نقیضین مثل وجود و عدم زید آن
واحد میں جو لکھی ہے تو وہاں اجتماع نقیضین کو باری
تعالیٰ کی صفت مختصہ میں جو لیس کمثلہ شیٔ ہے برابر کرنے
سے کچھ پروا نکی اور آیت کبرت کلمة الا تہ نہ لکھی اور
تحقیقی جواب یہہ ہے کہ شرک نام ہے وجوب وجود
اور استحقاق عبادت میں کیکو باریتعالےٰ سے شریک
بنانے کا جیسا کہ کتب عقائد میں مرقوم ہے
ورنہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کا خدائے یکتا سے ایمان اور اطاعت
میں شریک بنانا بحکم قرآن و حدیث
واجماع فرض ہے

بحكم القرآن والحديث والاجماع واشتراك
الشيئين في بعض اللوازم لا يوجب ان يكون
احدهما مساويا بالآخر في الحقيقة او في سائر
العوارض فافهم فانه لا اشتراك بالواحد العدد
لكن الاحول يرى الواحد اثنين قال صاحب
البراهين مع الجوارين (اي في الجواب التفصيلي) قوله حقق ذلك مولانا
فيض الحسن السهارنفوري الخ اقول حوالة
اخبار المولوي فيض الحسن حوالة عجيبة لان
الكلام في المسائل الاعتقادية القطعية الكلامية
وحوالة السند من الاخبار ومع هذا ما نقل
منها دليلا عقليا ولا نقليا يقول الفقير
كان الله له ان المولوي فيض الحسن من
مشاهير اكابر علماء الهند صاحب التصانيف
النفيسة في العلوم النقلية والعقلية كتب حاشية
على الجلالين وشرحا الاشعار وتفسير البيضاوي
وشرحا على مشكوة المصابيح جاء مرة في بلدة
بهاولفور فخدم صاحب البراهين خادمة
العبيد الحقير للمولى الكبير لانه كان من اساتذة
هؤلاء القوم فلما خالف هو على مخالفي الحق
وطعن على رشيد احمد مرشد الخليل فبسبب
ان الحق مر لا يرضى المكذبون حوالة اخباره
والحال ان ذلك الاخبار لتحقيق المسائل
الشرعية شيء عجاب كما لا يخفى على من لاحظها

اور دو چیزوں کا بعض لوازم میں شریک ہونا
یہہ واجب نہیں کرتا ہے کہ ایک دوسرے کے برابر ہو
فی الحقیقت یا تمام عوارض میں برابر ہو گیا غور
کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ یہہ کوئی اشتراک
نہیں ہے مگر احول ایک چیز کو دو دیکھتا ہے
براہین والے نے مع جوارین جواب تفصیلی میں لکھا
ہے قولہ مولوی فیض الحسن صاحب الخ اقول مولوی
فیض الحسن صاحب کی اخبار کا حوالہ عجیب ہے کیونکہ
ہے گفتگو تو مسائل اعتقادیہ قطعیہ میں ہے
حوالہ اخبار کا معہذا کوئی دلیل عقلی نقلی
نقل کی فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ مولوی فیض الحسن
مشہور جلیل القدر علماء ہندوستان سے ہیں نقلی
وعقلی میں تصانیف مفیدہ کے مصنف ہیں
تفسیر جلالین کا حاشیہ اور تفسیر بیضاوی کی
اشعار پر شرح اور مشکوۃ المصابیح کی بھی
شرح لکھی ہے۔ لاہور سے ایک مرتبہ
بہاولپور میں وارد ہوئے تھے تو خلیل احمد انکی
جوتیاں آگے رکھتے تھے۔ کہ وہ ان لوگوں کے استاد
سے تھے۔ اب ان مخالفین حق کی وجہ سے مخالف ہو
اور انکے مرشد رشید احمد پر طعن کرنے لگے تو
سخن حق کی تلخی سے انکے اخبار کا حوالہ پسند آیا
حالانکہ اس عربی اخبار کے پڑھنے والے یقین
کرتے ہیں کہ وہ اخبار مسائل شرعیہ کی تحقیق میں عجیب ہے

من اولي الالباب فالآن ننقل كلامه حتى
يظهر على الناظرين مقامه قال في الصحيفة
الاولى من العام السابع من اخبار شفاء الصدور
ان كلا من الابتداء والوسط والانتهاء يكون
حقيقيا وعرفيا سواء تحقق في الكم المتصل
او الكم المنفصل والعرفي او الاضافي منها
لا استحالة في تعدده واما الحقيقي منها فيمتنع
تعدده بالاضافة الى كم معين سطحا كان
او خطا او جسما ولذلك قال شارح التهذيب
ان الابتداء في التسمية محمول على الحقيقي
وفي حديث التحميد على الاضافي او العرفي
فيمتنع ان يكون فردان واقعيان كل منهما
ابتداء حقيقي او وسط حقيقي او انتهاء حقيقي
لامر ممتد متكمم الا ترى ان الدائرة المعينة
يمتنع ان يكون لها مركزان حقيقيان فالنقطة
التي تعينت مركز الدائرة معينة صغيرة كانت
او كبيرة يمتنع ان يكون نقطة اخرى مماثلة لها
في كونها مركزا لتلك الدائرة وكذا الحال في قطبيها
ومنطقتيها وكذلك كل من النقطة والخط والسطح
اذا تعين او كان ابتداء حقيقيا او وسطا
حقيقيا او انتهاء حقيقيا لخط معين او سطح
معين او جسم معين يمتنع ان يكون نقطة اخرى
او خطا اخر او سطحا اخر ابتداء حقيقيا او وسطا

اب فقیر متعلق اس مسئلہ کے ان کی کلام نقل کرتا ہے۔
تاکہ ناظرین اسکا رتبہ معلوم کریں۔ ساتویں سال
کی پہلی اخبار شفاء الصدور میں کہتے ہیں کہ ابتدا اور
وسط اور انتہا حقیقی بھی ہوتا ہے اور عرفی بھی خواہ
کم متصل یا منفصل میں متحقق ہو انکے عرفی اور
اضافی کا تعدد محال نہیں مگر حقیقی کا تعدد کم معین
کی طرف نسبت کرنے سے سطح ہو خواہ خط ہو خواہ
جسم ممتنع ہے اسلیئے کہ شارح تہذیب نے کہا
ہے کہ بسم اللہ میں ابتدا حقیقی پر محمول ہے اور حمد
کی حدیث میں اضافی یا عرفی پر پس دو واقعی فرد
کا ہونا کہ ہر ایک ان میں سے ابتدا حقیقی یا وسط
حقیقی یا انتہا حقیقی امر ممتد ذی کمیت کیواسطے
ہو ممتنع ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک معین دائرہ
کے لیئے دو مرکز حقیقی کا ہونا ممتنع ہے پس وہ
نقطہ جو ایک معین دائرہ کا مرکز قرار دیا جاوے
چھوٹا ہو خواہ بڑا محال ہے کہ کوئی دوسرا نقطہ
اسکی مانند اسی دائرہ کا مرکز ہوا اور ایسا ہی
حال ہے دونو قطب اور منطقہ میں اور ایسا ہی
ہر ایک نقطہ یا خط یا سطح جب متعین ہو کہ کسی کا
ابتدا یا وسط یا انتہا حقیقی ہے خط معین یا جسم
معین یا سطح معین کے لیئے تو کسی دوسرے
نقطہ یا خط یا سطح کا ابتدا یا وسط
یا انتہا حقیقی ہونا بھی خط یا سطح

حقیقیا او انتہاء حقیقیا لذلك الخط او لذلك
السطح او لذلك الجسم والا لا یبقی حقیقیا ما
کان حقیقیا وهذا الامتناع لیس امتناعا بالغیر
بل بالذات فان مفهوم الابتداء الحقیقی والوسط
الحقیقی والانتهاء الحقیقی یابی تعدد مصداقه
بالاضافة الی شیء واحد ولاجل انه لا یمکن
ان یکون امر مصداقا لاول شیء بعد ما تعین
له مصداق واحد قال البیضاوی فی تفسیر
قوله تعالیٰ ولا تکونوا اول کافر به فان قیل کیف
نهوا عن التقدم فی الکفر وقد سبقهم مشرکوا
العرب ای لا یمکن ان یکونوا اول کافر بالقرآن
بعد ما صار المشرکون اول کافر به فاجیب بان
المراد لا تکونوا اول کافر من اهل الکتاب لا
مطلقا او وجه لا اولیة بالنسبة الی شیء واحد
والآخر مضائف للاول فحاله کحاله واذا تمهد
هذا فنقول خاتم النبیین بان یکون هو ایضا
خاتما لهم وه مصداقا لهذا المفهوم ممتنع فی هذه
السلسلة الموجودة فی عالم الواقع فمن قال بامتناع
انما قال بهذا المعنیٰ لا مطلقا وامکان المطلق
لا یستلزم امکان المقید کیف وان الحرکة
فی الآن ممتنعة مع ان مطلق الحرکة ممکنة
وعدم الزمان بعد وجوده وقبل وجوده مستحیل
مع امکان مطلق عدمه نعم یمکن مثله فی مجرد کونه

یا جسم کے لیئے محال ہے ورنہ حقیقی
حقیقی نہ رہیگا۔ اور یہ امتناع بالغیر
نہیں امتناع بالذات ہے۔ کیونکہ ابتدا
حقیقی اور وسط حقیقی اور انتہا حقیقی کے
مفہوم کے مصداق کا تعدد ایک چیز کیطرف
نسبت کرنے سے نہیں ہوسکتا۔ اور اسلیئے
غیر ممکن ہے کہ ایک امر مصداق اول شے
کا ہوسکے کہ اُسکے لیئے مصداق واحد قرار دیا جائے
بیضاوی نے آیت ولا تکونوا اول کافر بہ کی
تفسیر میں کہا ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ وہ لوگ تقدم کفر سے کیوں منع کیئے گئے
حالانکہ اُنسے پہلے مشرکین عرب تھے یعنی اُنکا قرآن
سے پہلا کافر ہونا غیر ممکن ہے جب مشرکین
اول کافر تھے تو اسکا جواب یہ ہو کہ مراد اس سے یہ ہے
کہ اہل کتاب سے تم اول کافر نہو جاؤ نہ کہ سب سے۔ اب یہاں
ایک ہی چیز کی بہ نسبت اولیت نہوئی اور دوسرا
پہلے کا ہے پس اسکا حال اسکی طرح ہے جب یہ
مقدمہ بیان ہوچکا تو خاتم النبیین کی مثل کہ وہ بھی خاتم
اور اس مفہوم کا مصداق ہو سلسلہ موجودات دنیا میں
ممتنع ہے جو اسکو ممتنع ہونیکا قائل ہے انہیں معنے ہے
ہر وجہ سے مطلق چیز کا امکان مقید کی امکان کو لازم نہیں
پڑتا کیوں نہو کہ حرکت فی الآن ممتنع ہے۔ حالانکہ
مطلق حرکت ممکن ہے اور زمان کی عدم اسکے وجود کے

بما بان یوجد اللہ تعالیٰ عالما آخر یبعث فیه
انبیاء ویکون احدهم اولهم کآدم علیه السلام
وآخرهم کنبینا علیه السلام ولا نزاع فی امکان
هذا المثل فانه یکون فی سلسلة اخری لا فی
السلسلة الموجودة ثم من یکون خاتم النبیین
فی تلك السلسلة المفروضة لا یمکن مثله
ان یکون هو ایضا خاتما لهم فی تلك السلسلة
وقد نبیته لعلی امتناع مثله بانه صلی اللہ علیه
وسلم ان کان کافیا للختم الانبیاء علیهم السلام
لا یمکن غیره کما لا یمکن الفصل الآخر لنوع
واحد هو فصل وان لم یکن کافیا فاما ان
یکون کافیا اصلا فلا یکون مصداقا لهذا
المفهوم وقد تقرر انه خاتم النبیین او یکون کافیا
مع غیره فیکون المجموع کافیا بحیث لا یبقی
الحاجة الی آخر فیکون مثل هذا المجموع ممتنعا
ان یکون هو ایضا خاتما فتامل وقد یقال
انه صلی اللہ علیه وسلم علة مستقلة للاختتام
فلو فرض خاتم آخر مثله لزم اما امکان
اجتماع علتین مستقلتین علی معلول واحد
فی وقت او امکان توارد هما علیه
وکلاهما محال وامکان المحال محال و
یقال انه صلی اللہ علیه وسلم نذیر للعالمین
لقوله تعالیٰ نذیرا للعالمین ای لجمیع الانس والجن

بایں وجہ کہ حقتعالے کوئی اور جہان پیدا کرکے اسمیں
نبی بھیجے ایک اُنکا پہلے حضرت آدم کی مثل ہو اور
اخیر اُنکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو تو اس
مثل کے امکان میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ یہ کسی
اور سلسلہ میں ہے نہ اس موجودہ جہان دنیا میں پھر

. . . .

. . . .

اس فرضی جہان میں جو خاتم النبیین ہوگا اسکی
مثل بھی اسی سلسلہ میں غیر ممکن ہوگی اور آپکی مثل
کے امتناع پر یہ بھی دلیل ہے کہ اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیا ہونیکی وسطے کافی تھے دوسرے کا
ہونا غیر ممکن ہے اور اگر آپ کافی نہیں تو یا بالکل غیر کافی
ہونگے تب اس مفہوم کے مصداق نہونگے۔ اور یہ ثابت
ہوچکا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں یا کسی دوسرے کے
ساتھ کافی ہونگے۔ پس یہ مجموع کافی ہوگا کسی اور
کی حاجت نرہی پس اس مجموع کی مثل ممتنع ہوگی
اسوجہ سے کہ یہ بھی خاتم ہے اور یوں بھی کہا جاتا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کیواسطے
مستقل علت ہیں پس اگر آپکی مانند کوئی خاتم فرض
کیا جائے تو اگر ایک وقت میں ہے تو معلول واحد پر اجتماع
دو مستقل علتوں کا امکان لازم آئیگا۔ اگر بعد اسکے ہے
تو دو مستقل علتوں کا ایک معلول پر توارد لازم آئیگا
اور اگر بعد اسکے ہی تو دو مستقل علتوں کا ایک معلول پر توارد لازم آئیگا اور یہ دونوں

الموجودین فی وقتہ والاتین بعدہ فان کمن
مثلہ فاما ان یکون من جملۃ العلمین بذلک
المعنی اولایکون فانکان منہم کان من امتہ
صلی اللہ علیہ وسلم لکونہ ممن ھو نذیرلھم واحد
من الامۃ لایکون مثل نبیہ فی العزو الشرف
فضلاً عن ان یکون نبیا مثلہ وان لم یکن منہم
لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیرالجمیع
الانس والجن مع انہ نذیرلھم ومرسل الیہم جمیعاً
ھذا او ذھب قوم الی ان مثلہ صلی اللہ علیہ
وسلم ممکن بالذات وممتنع بالغیر فان فرض وقوعہ
یستلزم ان لایبقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین فیلزم کذب قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین فھہنا قضیتان الاولیٰ ان
مثلہ علیہ السلام لایمکن الثانیۃ ان مثلہ
لایکون فالاولی للفریق الاول والثانیۃ
للثانی واستدل بان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم
انکان ممتنعا بالذات کمثلہ تعالیٰ لزم ان یکون
ھو مثلہ تعالیٰ وھو باطل والجواب ان اشتراک
الشیئین فی بعض اللوازم ولاسیما فی السلب
لایستلزم ان یکون احدھما مثل الاخر فی الحقیقۃ
او فی عارض اخر علی ان مثلہ تعالیٰ مطلقاً محال
ومثلہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وقوعہ خاتم
النبیین محال کما ان تعدد المرکز فی الدائرۃ

جو آپکے وقت میں موجود تھے اور آپ سے پیچھے پیدا ہونے
والے ہیں سب کو نذیر یعنے ڈرانیوالے ہیں پس اگر
آپ کی مثل ممکن ہو تو وہ یا منجملہ عالمین کے ان معنی
سے ہوگی تو وہ امت میں سے ہوئی جسکے آپ نذیر
ہیں اور کوئی امتی عزت و شرافت میں اپنے نبی
کی مانند نہیں ہوتا چہ جائیکہ اسکی مانند ہی نبی ہو
اور اگر وہ مثل منجملہ عالمین کے نہو تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تمام بنی آدم اور جن کے نذیر نہوئے
حالانکہ فی الواقع آپ سب کے رسول اور نذیر ہیں
ان ادلہ کا ملہ کو یاد رکھو اور بعضے علما کہتے ہیں
کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل ممکن بالذات
ممتنع ممکن بالغیر ہے پس اسکا وقوع فرض کیا جاوے تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہینگے
اور آیت خاتم النبیین کا کذب لازم آئیگا۔ پس یہاں
دو قول ہوئے۔ پہلا یہہ کہ آپکی مثل ممکن ہی نہیں
دوسرا یہہ کہ آپکی مثل موجود نہیں۔ پہلا قول فریق
اول کا ہے اور دوسرا فریق دوم کا ہے۔ دوسرے فریق
کی دلیل یہہ ہے کہ اگر آپ کی مثل باریتعالی کی مثل کیطرح
ممتنع بالذات ہوئی تو آپ حقتعالی کی مثل ٹھیرے اور
یہہ باطل ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ دو چیزوں کا بعض
لوازم خصوص سلبی میں مشترک ہونا فی الحقیقۃ
یا کسی دوسرے عارض میں ایک کا دوسرے کی
مثل ہونیکو لازم نہیں کہ حقتعالی کی مثل علاوہ باریتعالی کی

[illegible]

بعد وقوع تلک النقطۃ مرکزاً لھا محال وما قیل
مثل ادم علیہ السلام من حیث انہ اول
الانبیاء ایضاً محال علی زعمکم فما وجہ تخصیص
مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم فالجواب انا لانخصص
الامتناع بذلک بل نقول ان تعدد الابتداء
الحقیقی فی سلسلۃ واحدۃ ایضاً محال کتعدد
وسطھا الحقیقی فمثل ادم علی نبینا وعلیہ السلام
بعد تعین انہ اول الانبیاء کلھم ایضاً محال
ولاینحصر الممتنع فی شریک الباری عز اسمہ
بل لہ افراد کثیرۃ کشریک الباری واجتماع
النقیضین وارتفاعھما وتعدد المرکز فی
دائرۃ معینۃ وتعدد الدائرتین العظیمتین
المتوازیتین علی کرۃ واحدۃ وتعدد القطرین من
دون التقاطع وتعدد الابتداء الحقیقی و
الانتہاء الحقیقی بالنسبۃ الی کم واحد والحرکۃ
فی الان وتجرد المادی عن المادۃ ولوازمھا ونحو ذلک
والتحقیق انھا عنوانات لحقیقۃ باطلۃ واحدۃ
مسماۃ بالمحال وقد یتوھم ان کونہ نبیا وخاتم
النبیین من عوارض ذاتہ لانہ لیس عینہ ولا جزءہ
وسلب العوارض ممکن فیجوز ان یوجد خاتم اخر
الجواب انا لانسلم ان سلب جمیع العوارض عن
معروضھا ممکن فانہ لایجوز سلب الامکان و
الحدوث مثلاً عن ذات الممکن والحادث مع انہما

بعد اسکے کہ وہ نقطہ اس دائرہ کا مرکز ہو چکا ہے محال ہے
اور یہہ اعتراض کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام
کی مثل بھی اس حیثیت سے کہ آپ اول سب نبیوں کے
ہیں تمہارے زعم پر محال ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی مثل کی خاص کرنیکی کیا وجہ ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ ہم امتناع کو اس سے خاص نہیں کرتے ہیں
بلکہ کہتے ہیں کہ ابتدا حقیقی کا تعدد بھی اس دنیا میں
محال ہے جیسا کہ تعدد وسط حقیقی کا پس حضرت آدم
علے نبینا وعلیہ السلام کی مثل بھی بعد اسکے کہ آپ
اول الانبیاء مقرر ہو چکے ہیں محال ہے اور ممتنع
صرف شریک باریتعالی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اسکی
بہت فرد ہیں شریک باری اجتماع دو نقیضوں کا
ارتفاع دو نقیضوں کا تعدد مرکز کا دائرہ معینہ میں
تعدد دو دائرہ عظیمہ برابر ایکدوسرے کی ایک کرہ پر
دو قطروں کا تعدد سوا تقاطع کے تعدد ابتدا حقیقی
کا اور انتہا حقیقی کا ایک کم کیطرف حرکت فی الآن
تجرد مادی کا مادہ سے اور اسکے لوازم سے اور سوا اسکے
اور تحقیق یہہ ہے کہ یہہ تمام ایک باطل حقیقت
کو جسکا نام محال ہے عنوان ہیں اگر کسیکو یہہ وہم گذرے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نبی اور خاتم النبیین ہونا آپکی
عوارض ذاتیہ سے ہے کیونکہ یہہ نہ آپکا عین ہے نہ جزو اور عوارض
کا سلب ممکن ہے پس روا ہے کہ کوئی اور خاتم بھی موجود
ہو جاوے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تمام عوارض کی سلب اپنی معروضات

[illegible]

فهذا يدل على ان ليس فيهم مثله صلى الله
عليه وسلم ثم ان سلمنا ذلك وقطعنا النظر
عن شذوذه ومخالفته القرآن والاجماع
فلا يضرنا شيئًا لانا نحكم بامتناع مثله
بالمعنى المذكور في هذه السلسلة الموجودة
فان كانت سلسلة اخرى وبعث من الانبياء
في غير هذا العالم ويكون فيه خاتمهم ومثل
له صلى الله عليه وسلم في مجرد كونه نبيًا و
خاتمًا فلا نحكم بامتناعه كما سبق منا
في السابق ثم اني قد سمعت بعضهم يقول
انه ليس معنى خاتم النبيين انه لا يكون
في وقته ولا بعده نبي فانه ليس من الفضائل
والكمالات بل معناه انه اكملهم وافضلهم
في هذا الباب كما يقال في حق من هو
اشعر الشعراء انه ختم عليه هذا الفن ولا
يلزم منه ان لا يكون شاعر في وقته ولا بعده
فكذا انه يجوز ان يكون نبي آخر في وقته او بعده
صلى الله عليه وسلم وكان غرضه من هذا
القول ان يقع التطابق بين القرآن والاثر
المذكور ولا يخفى عليك ان هذا القول مخالف
لجمهور المفسرين من السابقين واللاحقين
وخلاف المتبادر من لفظ خاتم النبيين
فان معنى ختمهم او ختموا به كما قال البيضاوي

پر انکی روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔ پھر ہم اگر اسکو مان لیں
اور اسکے شذوذ اور مخالف قرآن و اجماع کو
ہونے سے قطع نظر کر لیں تب بھی ہمکو یہ مضر نہیں ہے کیونکہ
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کو ممتنع بالذات ہونے
کا اس جہان دنیا میں قائل ہیں پر اگر کوئی اور جہان
ہو اور اسمیں سوائے اسی دنیا کے انبیا مبعوث ہوں
اور ایک انکا خاتم ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مثل نبی اور خاتم ہیں تو اسکے ممتنع ہونے پر ہم حکم
نہیں کرتے جیسا کہ ابتدا میں لکھ چکے ہیں پھر بعضے علما
قائلین امکان مثل سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ معنے خاتم النبیین
کے یہ نہیں کہ آپکے وقت میں یا آپکے پیچھے کوئی نبی
نہ ہوگا کہ یہ فضائل اور کمالات سے نہیں ہے بلکہ معنے
اسکے یہ ہیں کہ آپ کامل اور افضل ہیں اس باب میں
جیسا کہ بڑے شاعر کی وصف میں کہتے ہیں کہ یہ فن اسپر
ختم ہے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ اسکے وقت میں
یا اسکے پیچھے کوئی شاعر ہوگا پس ایسا ہی آپکے وقت
میں یا آپ کے پیچھے کسی نبی کا ہونا روا ہے اور اس عالم
کی ان معنے سے غرض یہ تھی کہ قرآن اور اثر ضعیف
میں مطابقت ہو جائے اور پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ قول
اسکا اکثر مفسرین پہلے اور پچھلوں کی مخالف ہے اور نیز
خاتم النبیین کے لفظ سے جو معنے متبادر ہیں اسکے
بھی برخلاف ہے کیونکہ [illegible] ہوئے کہ آپ [illegible]

[illegible]

وجاء في المشكوة مثلي ومثل الانبياء
كمثل قصر احسن بنيانه وترك منه موضع
لبنة فطاف به النظار يتعجبون من احسن
بنيانه الا موضع لبنته فكنت انا سددت
موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي
الرسل وفي رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين
متفق عليه فهذا الحديث يدل صريحًا على
ان المراد بخاتم النبيين هو المعنى المعروف
ويستفاد منه ان وضع لبنة اخرى بعد
هذه اللبنة في ذلك الموضع محال وقاس
من قطر التتميم في هذه المرتبة العالية
بصاحبها الانبياء كما ان خاتم الاولياء
يستفيض منه الاولياء كلهم صرح به في الفصوص
ولا يترك صاحبها شيئًا من الارشاد والبيان
لعلمه انه لا نبي بعده نص عليه النيسابوري
ثم ان القائلين بامكان مثله صلى الله عليه
وسلم انما قالوا به تحاشيًا عن القول بانه تعالى
ليس قادرًا على مثله فان امتناعه يستلزم
ذلك ولم يعرفوا ان عدم القدرة على الممتنعات
لا يورث قصورًا ونقصانًا ما فيه تعالى شانه
بل انما هو من قصور الممتنعات وعدم صلاحيتها
لان توجد في الواقع نعم ان كان امر صالحًا
لان يوجد في الواقع ثم لا يقدر عليه الواجب فيكون

اور مشکوٰۃ میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری اور نبیوں کی مثال ایک عمدہ مکان کی
ہے جسمیں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے دیکھنے والے
اسکی عمدگی سے متعجب ہوتے ہیں مگر ایک اینٹ کی جگہ
پس میں نے اس مکان خالی کو بھر دیا ہے اور مکان پورا
ہو گیا ہے اور میرے ساتھ رسول ختم ہو گئے پس میں وہ
اینٹ ہوں اور نبیوں کی ختم کرنے والا۔ یہ حدیث
بخاری و مسلم کی روایت کی ہے پس یہ صحیح حدیث صریح
دلیل ہے اسپر کہ مراد خاتم النبیین سے وہی مشہور معنے
ہیں اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اس اخیر اینٹ کے پیچھے کسی
اور اینٹ کا رکھنا اس مکان میں محال ہے اور وہ تاویل
قلت تتبع دینیات سے ناشی ہے کیونکہ مرتبہ عالی
ختم رسالت کا اسکے صاحب سے سب انبیا کی تکمیل ہوئی ہے
جیسا کہ خاتم الاولیا سے سب ولی فیضیاب ہیں فصوص
الحکم میں اسپر تصریح کی ہے اور خاتم النبیین نے کوئی چیز
ارشاد و بیان سے باقی نہیں چھوڑی ہے کہ اسکے پیچھے
کوئی نبی نہیں ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے پھر قائل
امکان مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے بچتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ غیر قادر نہ کہا جائے اور امتناع مثل اسکو لازم
پکڑتی ہے تو ان کو یہ معلوم نہیں کہ ممتنعات کا قدرت
سے خارج ہونا کچھ بھی قصور یا نقصان قدرت میں
نہیں ہے بلکہ وہ قصور ممتنعات کا ہے کہ فی الواقع موجود ہونے
کی ان میں صلاحیت ہی نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی چیز صلاحیت

موجود ہونے کی [illegible]

ذلك من قصور الواجب والفرق بين الممتنع
بالذات والممتنع بالغير ان الاول لا يصلح
الوقوع بالنظر الى ذاته والثاني لا يصلح
له بالنظر الى غيره واما في عدم الوقوع فهما
متساويان وما يدخل تحت القدرة بحيث
يوجد ويقع فهو الممكن بالامكان النفس
الامري ثم الظاهر ان هذه المسئلة ليست
من ضروريات الدين وانما الضروري هو الايمان
بانه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ولم
يكن في وقته نبي ولا يكون بعده نبي اللهم توفني
على هذا وكل من آمن بروايت خير من يقبل
الدعاء ويسمع الدعاء انتهى ما في شفاء الصدور
فانظر يا اخي بنظر الانصاف كيف حقق هذا
الفاضل امتناع مثله صلى الله عليه وسلم امتناعا
ذاتيا وابطل قول المكذبين بالدلائل النقلية
والعقلية ابطالا واقعيا ورد بالترديد البليغ
التمسك بالاثر المنسوب الى حبر الامة ابن عباس
رضي الله عنهما وبين ان بعضا منهم اول
قوله تعالى وخاتم النبيين تاويلا يخالف
بالقران والاجماع والمراد منه صاحب
رسالة تحذير الناس عن انكار اثر ابن عباس
كما ذكرته سابقا وقال في رد هذا القول و
الاستدلال لمفتي الاسلام ببلد الله الحرام

اسکی قدرت کا نقصان ہے اور ممتنع بالذات اور بالغیر
میں یہہ فرق ہے کہ پہلی کی ذات کیطرف نظر کرنے سے
اسکے وقوع کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اور دوسرے
میں غیر کیطرف نظر کرنے سے صلاحیت وقوع کی نہیں
ہوتی ہے۔ لیکن وقوع دونوں کا نہیں ہوتا ہے اسمیں
دونو برابر ہیں اور جو چیز قدرت کے نیچے داخل ہوکر موجود
اور واقع ہوجاتی ہے اسکا نام ممکن بالامکان النفس
الامری ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ یہہ مسئلہ ضروریات دین سے نہیں ہے
ضروری یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین
ہونے اور آپکے وقت اور آپسے پیچھے کسی نبی کے نہ آنے
پر ایمان ہو۔ بارخدایا مجھکو اسی عقیدہ پر اور تمام مومنین کو
بھی اسی اعتقاد پر فوت کر اور تو ہی مجیب الدعا اور
سامع الندا ہے۔ یہہ ترجمہ ہے عبارت شفاء الصدور کی
عبارت کا۔ اے برادر نظر انصاف سے ملاحظہ کر کہ اس
فاضل جلیل القدر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال کے
امتناع بالذات کو دلائل عقلی و نقلی سے کیسا خوب تحقیق
کیا ہے۔ اور مخالفین کی کیا عمدہ تردید کی ہے اور اثر
منسوب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمسک کی
بخوبی تردید فرماکر صاحب رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن
عباس کی تاویل خاتم النبیین کو مخالف قرآن و اجماع
ثابت کر دکھایا ہے۔ اور مفتی اسلام بلد حرام
مولانا عبد الرحمن سراج حنفی نے اپنے فتوی
کی ابتدا میں اسی اثر سے استدلال کی تردید میں فرمایا کہ

مولانا عبد الرحمن ابن عبد الله سراج الحنفي
في ابتداء فتواه وما كنت اظن هذا يصدر
ممن يعتقد نبوة نبينا محمد صلى الله عليه
وسلم بل ممن هو منها في شك مريب فلزم علينا
ان نظهر الحق وان كان ظاهرا وان نستدل
على الصحيح وان كان واضحا باهرا خدمة لذلك
الجناب الاعظم وذبا عن ذلك الحمى الاعصم
صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم **شعر**
لم يخلق الرحمن مثل محمد ٭ ابدا وحقق
انه لا يخلق ٭ ثم مهد لتحقيق هذه المسئلة
اثنا عشرة مقدمة من الكتب المقبولة
عند المخالفين وبين بالوجوه التاسع عشر
ضعف تلك الاثر وقال في آخرها لو قطعنا
النظر عن جميع ما ذكرنا نقول ان هذا الخبر
على تقدير اشتماله على جميع الشرائط المذكورة
في اصول الفقه لا يفيد الا الظن ولا عبرة
بالظن في باب العقائد الخ وهذه الفتوى مصدقة
ومزينة بتقاريظ جميع علماء الحرمين المحترمين
كما اشرت اليها سابقا الحاصل ان القول
بامكان مثله صلى الله عليه وسلم يلزم منه
القبائح الكثيرة سيما في هذا الزمان كثير
العدوان والله الهادي وهو المستعان
قال في الجواب التفصيلي مع الحواشي لما

کہ مجھے یہہ گمان نہ تھا کہ کسی سچے مسلمان
سے یہہ قول سرزد ہوگا بلکہ یہہ تو کسی کچے
مذبذب کی بات ہے۔ پس ہم پہ لازم ہے
کہ ہم حق کو ظاہر کریں۔ ہرچند وہ ظاہر ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور تعظیم
کیواسطے اور آپکی کسرشان کرنیوالوں کی بواقعی تردید
کریں کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے کہ حقتعالے نے رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ پیدا کی ہے نہ کریگا۔
اور تحقیق ہے کہ ایسا پیدا ہونا ہی نہیں۔ پھر اس مسئلہ
کی تحقیق کیواسطے بارہ مقدمے کتب مقبولہ مخالفین
کی سند سے تحریر کرکے انیس وجہہ سے اس اثر کا ضعف
بیان فرماکر اخیر میں لکھا ہے کہ ان وجوہ ضعف سے
اگر قطع نظر کریں اور مان لیں کہ جمیع شرائط مذکورہ
اصول فقہ پر وہ اثر شامل ہے تاہم اس سے ظن پیدا ہوگا
اور باب عقائد میں ظن غیر معتبر ہے الخ یہہ فتوے
سب کے سب علماء حرمین محترمین زادہما اللہ حرمتہ
کی تقریظوں سے مصدق ہے۔ چنانچہ اسکی
طرف اوپر بھی اشارہ ہوا تھا حاصل الکلام سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے امکان کے قول سے بہت قبائح
لازم آتی ہیں خصوصاً اس پر فتن زمانہ میں اور خدا ہی
ہادی اور مددگار ہے۔ جواب تفصیلی
میں صاحب براہین معہ حواشی لکھتے
ہیں چونکہ اس سوال (یعنے دوسرے اعتراض)

اور اس کو شفاء الصدور میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

ونقل كلامه على الصدر فلا حاجة الى التطويل
ههنا قال صاحب البراهين مع الجوابين
والثاني قال امام علم الكلام في التفسير الكبير
تحت اية إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ دلت الاية على انه
سبحانه قادر على خلق عوالم سوى هذا العالم كيف
شاء واراد (ثم كتب) فلو اراد خلق الف عالم
بما فيه من العرش والكرسي والشمس والقمر و
النجوم في اقل من لحظة ولمحة لقدر عليه (ثم كتب
دليله) لان هذه الماهيات ممكنة والحق
قادر على كل الممكنات يقول الفقير كان الله
له قد مر من التفسير الكبير في اثبات الاعتراض
الاول تحت اية وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي
الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ان اصحابنا قالوا كلمة لو
تفيد انتفاء الشيء لانتفاء غيره فقوله وَلَوْ شَاءَ
رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا يقتضي انه
ما حصلت تلك المشية وما حصل ايمان
اهل الارض بالكلية انتهى فمعنى عبارة التفسير
حسب بيان ذلك المفسر انه ما حصلت
تلك المشية وما دخلت تلك العوالم
تحت القدرة وان سلمنا دخولها تحت القدرة
فتلك العوالم وراء هذا العالم الذي كلامنا
فيه ولا يضرنا فرض العوالم سوى هذا العالم

جسکی کلام اوپر مذکور ہوچکی ہے یہاں اسکے اعادہ کی
کچھ ضرورت نہیں۔ صاحب براہین مع جوابین
جواب تفصیلی میں لکھتے ہیں۔ دوسرا امام فخر الدین رازی
تفسیر کبیر میں آیت ان ربکم اللہ الذی الآیۃ کے نیچے
لکھتے ہیں کہ اللہ جل شانہ سوا اس عالم کے بہت سے عالم
پیدا کرسکتا ہے جیسا چاہے اور ارادہ کرے۔ اور پھر لکھتے
ہیں اگر خداوند تعالیٰ ہزار عالم ایک لمحہ اور لحظہ میں
پیدا کرنیکا ارادہ کرے جسمیں عرش و کرسی اور آفتاب
اور ماہتاب اور ستارے ہوں تو وہ اسپر قادر ہے
انتہی بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے اعتراض
کے جواب الجواب میں تفسیر کبیر سے آیت ولو شاء ربک
الآیۃ کے نیچے سے منقول ہوا ہے کہ اہل سنت کہتے ہیں
کہ کلمہ لو ایک چیز کی نفی کا فائدہ دیتا ہے بسبب
نفی دوسری چیز کی۔ تو آیت ولو شاء ربک کے معنے
یہ ہیں کہ حقتعالی نے نہ چاہا ہونے سے سب
اہل زمین کا ایمان حاصل نہوا یہ ترجمہ ہے عبارت
تفسیر کبیر کا۔ پس اس عبارت تفسیر کبیر کے معنے حسب
بیان اس تفسیر کبیر والے کے یہ ہوئے کہ ہزار
جہان کا ایک لمحہ میں پیدا کرنا خداتعالیٰ کی
مشیت میں نہیں آیا ہے۔ تو وہ جہان قدرت کے نیچے داخل
نہوئے۔ اور اگر مان لیں کہ وہ ہزار جہان قدرت
کے نیچے داخل ہیں تو وہ جہان اس دنیا کے
سوا کوئی اور ہیں تو ایسے جہانوں کا فرض کرلینا ہمکو مضر نہیں

كما مر من شفاء الصدور وعلى ان ما يثبت باشارة
الاية لا يصلح ان يكون سندا للمسئلة الاعتقادية
لانها تثبت بنص قطعي كما مر غير مرة بنقل
المكذبين قال في الجواب التفصيلي والثالث
قال شارح المواقف جوز المتكلمون وجود
عالم اخر مماثل لهذا العالم والظاهر ان مماثلة
عالم اخر لهذا العالم تتحقق بوجود رسول الله
صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء عليهم السلام
والا لا يكون مثلا يقول الفقير كان الله له
هذا الدليل مر سابقا وصرح صاحب شرح
المواقف واليه الاشارة بقوله تعالى الخ فالاشارة
لا يصلح الاستدلال بها في الاعتقاديات
وايضا هذا العالم المفروض وراء العالم الدنيوي
الذي كلامنا فيه قال في الجواب التفصيلي
والرابع قال الامام في التفسير الكبير تحت اية
وان من شيء الا عندنا خزائنه وان من شيء
يتناول جميع الاشياء الا ما خصه الدليل
وهو الموجود القديم الواجب لذاته انتهى
فمن ادخل رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الواجب لذاته فلا نتكلم به ومن قال ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بواجب
فالاية تشتمله فيشتمل ان مثله بالامثال
داخل تحت القدرة فلا يمكن انكاره هذا الاثل

جیسا کہ شفاء الصدور میں اسپر تشریح ہے اور وہ اوپر
مذکور ہوچکی ہے۔ علاوہ جو چیز آیت کے اشارہ
سے مذکور ہو وہ مسئلہ اعتقادیہ کی دلیل نہیں بن سکتی
ہے۔ کیونکہ مسائل اعتقادیہ نص قطعی سے ثابت ہوتی
ہیں جیسا کہ براہین سے منقول ہوچکا ہے۔ جواب
تفصیلی میں ہے۔ سوم شرح مواقف میں ہے کہ متکلمین
نے وجود اور عالم کا مثل اس عالم کے جائز رکھا ہے
اور ظاہر ہے کہ مثل اس عالم کی جبھی ہو کہ اسمیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء علیہم السلام بھی داخل
کیے جاویں ورنہ مثل نہوگا۔ انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ یہ دلیل شرح مواقف سے مکذبین نے اوپر بھی
لکھی تھی جسمیں آیت کا اشارہ منصوص ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ اشارہ سے مسائل اعتقادیہ کی دلیل نہیں بن سکتی اور
نیز یہ جہان فرضی اس دنیا کے سوا ہے اور ہماری کلام
امتناع مثل کی اس دنیا میں ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے۔ چہارم
تفسیر کبیر میں آیت وان من شیء الا عندنا خزائنہ
کے نیچے لکھا ہے اللہ تعالی کے نزدیک سواء واجب لذاتہ
کے تمام اشیاء کے خزائن موجود ہیں۔ پس اگر آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب لذاتہ جانتے ہیں تو آپسے
ہمارا خطاب نہیں اور اگر غیر واجب لذاتہ کو سمجھتے ہیں
تو یہ آیت آپکو بھی شامل ہے جس سے آپکی مثل بلکہ امثال کا
تحت قدرت داخل ہونا سمجھ میں آگیا۔ ان
دلائل قطعیہ کا انکار غیر ممکن ہے۔

منہا قال فی اواب التفضیلی فالآن نعرض
علی هذا المدعاء دلیلا یفهمه العوام والخواص
ولا یستطیعون الانکار والمولوی القصوری
ایضا ان اتبع الحق فیسلم وان اغمض عن
الحق مع العلم فلا علاج له اعلم ان الامام
الرازی تحت آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل
قریۃ نذیرا اصرح بهذا الاهانۃ لعلی القدرۃ
علی ان یبعث فی کل قریۃ نذیرا مثل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم وانہ لا حاجۃ للحضرت الالٰهیۃ بمحمد انتہی
صلی اللہ علیہ وسلم فانظروا هذہ العبارۃ من التفسیر والعلماء
الناظرون لهذا الکتاب ما انکروا فانعقد
الاجماع السکوتی علی هذہ المسئلۃ واختلف
فیہا مبتدعوا هذا الزمان باهواء النفسانیۃ
ومن هدی الی صراط مستقیم بعد هذہ
العقیدۃ التی یلزم منہا عجزہ تعالی والتشریک
فی الصفۃ المختصۃ بہ سبحانہ من الوساوس
الشیطانیۃ ومن ابتلی بها فقد غلب علیہ
الشیطان اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من
ذلک ثم کتب بعدها فی التفسیر الکبیر ولو
یدل علی انہ تعالی لا یفعل ذلک یعنی ان اللہ
تعالی یقدر علی ذلک ولا یفعل اعزازا للرسول صلی اللہ
علیہ وسلم کما قال الامام فبالنظر الی الاول
یحصل التادیب وبالنظر الی الثانی یحصل الاعزاز

جواب تفصیلی میں ہم اب ہم ایک ایسا ثبوت اس مدعا کا پیش
کرتے ہیں جسکو سب عوام خواص سمجھ جاوینگے
انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔ اگر ناحق کی پیروی
نہو تو قصوری صاحب بھی اسکو تسلیم کرلینگے
اور جان بوجھکر حق سے آنکھ بند کرلینے کا کچھ علاج
نہیں ہے سنیئے تفسیر کبیر میں آیت ولو شئنا لبعثنا
الآیۃ کے نیچے صاف لکھدیا ہے کہ اللہ تعالی
کو یہ قدرت ہے کہ اگر چاہے تو ہر گانو میں مثل
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈرانیوالے بھیجدیوے
اور اللہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت کچھ نہیں
ہے۔ تفسیر کبیر میں موجود ہے یہ عبارت بعینہ دیکھ
لیں صدہا سال سے کسی نے علماء دین سے اسکا
انکار نہیں کیا ہے۔ گویا امت کا اجماع سکوتی ہے
ان تیرہویں صدی کے مبتدعین نے ہوا نفسانی
سے اختلاف کیا ہے۔ سو جسکو صراط مستقیم کی ہدایت
ہے وہ اس عقیدہ عجز الٰہی اور صفت مختصہ
میں شریک کرنیکو منجملہ وساوس شیطانی سمجھتے
ہیں اور جنپر انکا منتر چل گیا وہ مبتلا ہوجاتے
ہیں ہمکو اور سب مسلمانوں کو خدا پناہ دیوے
اسکے بعد تفسیر کبیر میں یہ لکھا ہے کہ کلمہ لو
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ ایسا
نکریگا یعنی اللہ جلشانہ کو قدرت تو ہے مگر ایسا
کریگا نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز

[illegible]

یعنی ان اللہ تعالی مع قدرتہ لا یبعث نبیا آخر
لاعزازہ علیہ السلام وان نقول کما قال
القصوری واهل مذهبہ ان اللہ تعالی لا یقدر
علی مثلہ علیہ السلام فمع انہ تنقیص شان الالٰہ
الذی اسوء حالا من تنقیص النبی علیہ السلام
لا یحصل منہ اعزازہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا
لان المعز مع اختیار الاعزاز لمن یشاء لما
اختص واحدا بذالک وما اشترک فی ذلک
الاعزاز غیرہ فهو المرتبۃ العلیا فی الاعزاز فالمعترض
بعد هذا انتقیصا والامام الرازی یعدہ اعزازا
فیا حسرۃ علی مبتدعی الزمان لا یعظمون اللہ
تعالی وما قدروا اللہ حق قدرہ ولا یعلمون تعظیم
الرسول۔ ویعلم بعد العنوان ان اصل المقصود من
بعثۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم افتراق المراتب
لان مشرکی مکۃ لم یفرقوا المراتب فبیّن الفرق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان اللہ لا شریک لہ
فی ذاتہ وصفاتہ وحدہ لا شریک لہ ورسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع الملائکۃ والانبیاء
وان اصطفاهم اللہ تعالی لکن لیس لهم جرءۃ
ان یکونوا کلمۃ علی خلافہ لا یسئل عما یفعل
وهم یسئلون وما سواہ یسئلون ان شاء
رحم الملعون ولعن المرحوم فظهر منہ ان
بیان الکلمات التی تفارق بین الالوهیۃ

اور اگر یوں کہیں جیسا کہ قصوری صاحب اور انکے
ہم مذہب کہتے ہیں کہ خدا تعالی آپ کی مثل پر قادر
نہیں تو علاوہ نقص شان خداوندی کے جو نقص
شان نبوی سے زیادہ برا ہے اسمیں خدا تعالی
کی جانب سے کیا اعزاز ہوا اعزاز اسمیں ہے کہ عزت
دینے والے کا اختیار باقی رہے مگر اپنی مہربانی سے
اس ایک کو مختص کر رکہا ہے امام رازی
اسکو اعزاز سمجھتے ہیں اور معترض اسکو تنقیص شان سمجھتا ہے
مبتدعین زمانہ پر افسوس ہے کہ خدا کا قدر نہیں
سمجھتے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل
مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے
فرق مراتب ہی ہے۔ مشرکین مکہ فرق مراتب
نکرتے تھے آپ نے اس فرق مراتب کو
بیان کیا کہ اللہ جلشانہ کی ذات وصفات میں
کوئی شریک نہیں ہے وہ وحدہ
لاشریک ہے۔ تمام ملائکہ اور انبیا اللہ
کے برگزیدہ و بندے ہیں۔ کیسکی مجال نہیں
کہ اسکے برخلاف دم مار سکے ؎ بہ تہدید
گر برکشد تیغ حکم بمانند کر و بیان صم و بکم
وہ جو کچھ چاہے سو کرے کسیکو مجال نہیں
کہ اس سے پوچھے اور جو اسکے سوا ہیں سب
سے پوچھا جاوےگا۔ اکیدم میں رحمتی کو لعنتی کردے
اور ایک دم میں چاہے تو لعنتی کو رحمتی کردے ؎

ﮧ و کردہ دیدہ صلاۃ و کرم و اعزاز کو نصیب ہوا اس کو صاف ظاہر ہے کہ فرق مراتب الوہیت

والعبودیة عین الایمان فالآیة قل ارأیتم ان
اهلکنی الله ومن معی تبین هذا الفرق
والحدیث الصحیح یا عبادی لو ان اولکم و
آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل
واحد منکم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا ولو ان
اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب
رجل واحد منکم ما نقص من ملکی شیئا یمیز
هذا التمیز وایضا فی فرق مرتبة الالوهیة و
العبودیة واظهار عظمة شان الله تعالی اقوال
منقولة من الاولیاء منها ما قال الشیخ یحیی
منیری رحمه الله تعالی کما نقلته من مکتوبه الاربعة
والخمسین فلا حاجة الی التکرار وایضا
قال فی مکتوبه الثانی والستین ان شاء جعل
الالاف الالاف بیعة کعبة وبیت المقدس والالاف
الالاف عاصی فاسق حبیب الله وخلیل الله
ولیس فی ذلک علة وان شاء جعل الالاف الالاف
کافر مومنا وعبدة الاوثان موحدا ولیس
فیما هنالک مهلة وجعل الالاف الالاف المرحوم
ملعونا والالاف والالاف ذی خرابات ذا مناجات
ولا یسئل عما صنع انتهی ثم بعد هذا البیان
فی فرق المراتب تنقیص الشان لنبی علیه السلام
فلیکفر الاولیاء الکرام نعوذ بالله من ذلک
تفرق المراتب اصل الدین کما تبین سے گزرنا [illegible]

(ب) مراتب اصل دین سے ہے گزرنا [illegible]

وعبودیت کا بیان عین ایمان ہے۔ اور آیت قل
ارأیتم ان اہلکنی اللہ ومن معی اسی فرق کو بیان
کرتی ہے اور حدیث قدسی کہ اگر اول سے آخر تک
اور انسان سے لیکر جن تک سب ایسے ہو جاؤ کہ تمہارا
سب کا دل پرہیزگاری میں سب سے اعلے مرتبہ میں ہو جاوے
تو یہ امر میری بادشاہی میں کچھ بھی زیادہ نہیں کر سکتا
اور اگر اول سے آخر تک اور انسان سے جن تک سب
کے سب تم بدترین بندوں کی مانند ہو جاؤ تو یہ امر میری
بادشاہی میں کچھ کمی نہیں کر سکتا۔ اور نیز فرق
مرتبہ الوہیت وعبدیت اور اظہار عظمت شان
خداوندی میں اولیاء اللہ سے اس قسم کے اقوال
منقول ہوئی ہیں منجملہ انکے حضرت شیخ یحیے شرف
الدین منیری کو مکتوب ۵۴ دسے عبارت مذکور ہو چکی
ہے حاجت تکرار نہیں اور نیز مکتوب ۶۲ میں لکھتے ہیں اگر چاہے
ہزار ہزار کلیسا وبتخانہ کو کعبہ اور بیت المقدس بنا دے اور
ہزار ہزار عاصی فاسق کو حبیب اللہ وخلیل اللہ
خطاب دے اور کوئی سبب درمیان نہو اور اگر چاہے
ہزار ہزار کافر کو مومن کر دے اور ہزار ہزار مشرک بت
پرست کو موحد بنا دے اور کچھ مہلت نہ لگے
اور ہزار ہزار رحمتی کو لعنتی اور ہزار ہزار خراباتی کو مناجاتی
اور کسیکو طاقت چون وچرا نہو ہیں لیسے بیان فرق مراتب
کا نام تنقیص شان ہے تو معاذ اللہ ایسے اولیا
کبار کی بھی تکفیر کیجاوے نیا تجدد ان حضرت فرقہ

مراتب نکنی زندیقی لان اعلاء المرتبة عن حدها
لا یجوز کالتنقیص فمرتبة الله جلشانه
وراء الوراء وبعد ذلک افضل من الجمیع
رسوله علیه السلام وهذه عقیدة اهل الحق
والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم یقول
الفقیر کان الله له ان البراهین العقلیة
والنقلیة التی اقامها صاحب البراهین مع
الجوابین علی کون مثله صلی الله علیه وسلم داخلا
تحت القدرة بطلت کلها وصارت هباء منثورا
وظهر الحق کشمس نصف النهار منصورا کما لا
یخفی علی الناظرین من حضرات العلماء الربانیین
اما هذا الدلیل الاخری الذی ادعی المکذبون
بان یفهمه العوام والخواص ولا ینکره احد من
الانام وهو ان الامام صرح تحت آیة ولو شئنا
لبعثنا فی کل قریة نذیرا انها تدل علی القدرة
علی ان یبعث فی کل قریة نذیرا مثل محمد انتهی
وایضا قال المکذبون فی الجواب الاجمالی
ان الامام قال فی تفسیر هذه الآیة دلت علی
ان خلاف معلوم الله مقدور له لان کلمة لو
دلت علی انه تعالی ما شاء ان یبعث فی کل قریة
نذیرا ثم انه تعالی اخبر عن کونه قادرا علی ذلک
فدل ذلک علی ان خلاف معلوم الله مقدور
له انتهی جوابه اولا ان هذه الآیة فی سورة الفرقان

مراتب نکنی زندیقی ہے اپنے مرتبہ سے بڑھانا ایسا ہی
برا ہے جیسا گھٹانا۔ اللہ جلشانہ کا مرتبہ وراء الورا
ہے اس سے بعد سب سے افضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں سو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر یہی عقیدہ
اہل حق کا ہے۔ خدا جسکو چاہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے
جواب تفصیلی کا دوسرا جواب پورا ہوا فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ صاحب براہین مع جوابین کی عقلی نقلی
دلائل جنسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کو قدرت
کے نیچے داخل کرنیکا اثبات کیا تھا سب کو سب اڑ گئے
باطل ہو چکے اور آفتاب نیمروز کیطرح حق ظاہر ہو گیا
جیسکہ ناظرین علماء ربانیین پر پوشیدہ نہیں ہے اور
یہ اخری دلیل جو حسب بیان مکذبین کے عام فہم
اور جسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امام رازی نے
آیت ولو شئنا لبعثنا کے نیچے تفسیر کبیر میں لکھا ہے
کہ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خدا قادر ہے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی مانند نذیر ہر گاؤں میں بھیجدے
اور نیز جواب اجمالی میں مکذبین کا یہ قول کہ تفسیر
کبیر میں اس آیت کے نیچے امام نے کہا ہے کہ اسمیں دلالت
ہے کہ اللہ تعالے کے معلوم کا خلاف اسکی قدرت میں
داخل ہے۔ اسلئے کہ لفظ لو نے اسپر دلالت کی ہے کہ
حق تعالی نہیں چاہتا کہ ہر گاؤں میں نذیر بھیجے۔ پھر حق تعالے
نے یہ خبر دی ہے کہ وہ اسپر قادر ہے جس سے پایا
گیا کہ خلاف معلوم الٰہی اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے انتہی اول

[illegible]

[illegible]

وهی مکیة وایة وخاتم النبیین فی سورة الاحزاب وهی مدنیة فالاحتمال الذی نشاء من الایة المکیة تبطله الایة المدنیة وثانیا ان الامام تصرح تحت هذه الایة کما نقل المکذبون فی الجواب الاجمالی لان کلمة لو دلت علی انه تعالی ما شاء ان یبعث فی کل قریة نذیرا انتهی فلما لم یشاء الله تعالی ان یبعث فی کل قریة نذیرا فعلم انه غیر داخل تحت القدرة لتصریح قوله تعالی ان الله علی کل شیء قدیر کما نقل من الجلالین والبیضاوی وغیرهما اثبت المدعی بدلیل المنکر وثالثا هذا المثل المصرح فی الانذار فقط والکلام فی امتناع المثل فی ختم النبوة والاولیة وغیرهما المخصوصة بذاته الشریفة صلی الله علیه وسلم والنذارة التی وجدت فی سائر الانبیاء بل فی الخلفاء فلا محذور فی امکان المثل فیها وقد قال تعالی فی حق خاتم النبیین لیکون للعلمین نذیرا فامکان المثل فی هذه الفضیلة المختصة مع غیرها محال البتة ورابعا ان قاعدة خلاف معلوم الله مقدور لم یذکره الامام من غیر نفسه کما یدل علیه لفظ قالوا الذی اسقط المکذبون من العبارة المنقولة حیث قال الامام المسئلة الرابعة قالوا الایة دلت علی ان خلاف معلوم الله مقدور للخ

کی میں ہے اور آیت خاتم النبیین سورہ احزاب کی میں ہے پس مکی آیت کا احتمال کو مدنی آیت باطل کر دیتی ہے۔ دوم انہیں مکذبین کی جواب اجمالی میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے اسی آیت کے معنے میں سے نقل کیا ہے کہ کلمہ لو دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالی نہیں چاہتا ہے کہ ہر گانوں میں ڈرانیوالا بہیجدے۔ اور پس حسب بیان اسی تفسیر کبیر کے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کی مشیت میں نہیں کہ ہر گانوں میں نذیر بہیجے تو معلوم ہوا کہ یہہ امر قدرت میں بہی داخل نہیں کیونکہ آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر میں ہی تصریح ہے جیسا کہ جلالین اور بیضاوی وغیرہما سے منقول ہو چکا ہے۔ پس منکرین کی ہی دلیل سے ہمارا مدعا ثابت ہو گیا۔ سوم یہہ مثل صرف انذار یعنی ڈرانیمیں ہے اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اولیت وغیرہ لوازم مخصوصہ ذات شریف میں امتناع مثل کے قائل ہیں اور فقط نذارت جو تمام نبیوں میں بلکہ آپکے خلفا میں بہی موجود ہے اسمیں امکان مثل سے کیا مضایقہ ہے اور حضرت فرقان میں بحق سرور خاتم صلی اللہ علیہ وسلم فرمان ہے کہ آپ تمام جہان کو نذیر ہیں۔ پس اس خاص فضیلت میں مع دیگر فضائل مختصہ کے امکان نظیر لامحالہ محال ہے چہارم یہہ مسئلہ کہ اللہ تعالی کے معلوم کا مخالف قدرت کے نیچے داخل ہے۔ امام رازی نے اپنی طرف سے ذکر

صفحہ (۴۹۰) جلد ۶ مطبوعہ مصر والافتخار الامام مع اهل السنة خلافه ای خلاف معلوم الله تعالی محال غیر مقدور کما نص هذا الامام فی هذا التفسیر تحت ایة هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدة من السماء واما علی قولنا فمحمول علی ان الله تعالی قضی بذلک وهل علم وقوعه وان لم یقض به ولم یعلم وقوعه کان ذلک محالا غیر مقدور لان خلاف علمه تعالی غیر مقدور انتهی من صفحه (۲۹۵) الجلد الثالث وفی التفسیر النیسابوری تحتها وهل قضی ذلک وعلم وقوعه ام لا فان خلاف معلوم الله غیر مقدور هذا عند الاشاعرة انتهی بلفظه فسقط الدلیل الاخر سقوطا مثل سقوط الدلائل الخمسة فالحمد لله رب العلمین وتم مدعانا باحسن الوجوه منه کما لا یخفی علی المتاملین وتحقق ان مغفرة الکفار وعذاب اهل الجنة وخلود النار للابرار غیر داخل تحت قدرته تعالی لانها خلاف معلوم الله تعالی وخلاف الوعد فافهم ولا تکن من القاصرین والعجب کل العجب من المکذبین انهم لم یتاملوا فی معنی لو واستدلوا بها علی الفضل انهم فی تلک الایة ولم یدروا انه یلزم علی هذا الاستدلال ان یستدلوا علی محو صفته تعالی بایة ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک یعنی القرآن الی قوله الاحمق

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے چہٹی جلد کے صفحہ (۴۹۰) کی سطر (۱۱) میں دیکھو کہ اس لفظ کو مکذبین ہضم کر گئے۔ و نیز امام رازی کا مختار مع دیگر اہلسنت کے اسکا خلاف ہی یعنی معلوم الہی کا خلاف محال غیر مقدور ہے چنانچہ یہی امام رازی اسی تفسیر کبیر آیت ہل یستطیع ربک الآیۃ کے نیچے لکہتے ہیں۔ لیکن ہمارے قول پر وہ محمول ہے اسپر کہ اللہ تعالے نے اسپر حکم کر دیا اور اسکا وقوع معلوم کر لیا اگر اسپر حکم نکرتا اور وقوع معلوم نہوتا تو وہ محال غیر مقدور کہلاتا۔ کیونکہ اللہ تعالی کے حکم کا خلاف قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ تیسری جلد کے صفحہ ۲۶۵ میں دیکھو اور تفسیر نیشاپوری میں بہی آیت کے نیچے کہا ہے کہ بیشک خلاف معلوم الہی قدرت کے نیچے داخل نہیں اشاعرہ کے نزدیک [illegible] پس [illegible] شور کی آخری دلیل بہی جسپر انکے اجماع کا ادعا تہا اگلی دلائل کی طرح نیست و نابود ہو گئی۔ اس خدا کا بہتیرا شکر ہے اور ہمارا مدعا باحسن وجوہ ثابت ہوا اور یہہ بہی متحقق ہوا کہ کفار کی بخشش اور نیکوکاروں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا قدرت الہی میں داخل نہیں کہ خلاف معلوم الہی ہے اور خلاف وعدہ بہی ہے اسکے سمجھنے میں قصور نکر کہ یہہ عام فہم بات ہے۔ مکذبین پر عجب در عجب ہے کہ وہ لفظ لو کے معنے میں غور نہیں کرتے اور اپنے مدعا کی صحیح مخالف سے استدلال کرتے ہیں اتنا بہی نہیں سمجہتے کہ انکی اس استدلال کے رو سے لازم

من ربك شئ الاستثناء منقطع معناه ولكن
لا نشاء ذلك رحمة من ربك كذا فى المعالم وغيره
فكما لا يدخل محو القران تحت القدرة كذلك
حال مثله عليه الصلوة والسلام وعلم مرة بعد اخرى
ان دخول الممتنعات تحت القدرة لا يستلزم العجز
قطعا بل هو دليل على عدم صلاحيتها لذلك اصلا
والمنقول من مكتوبات الشيخ يحيى منيرى مرجوا بهم
على العموم ان الشيخ صرح بابطال امكان الكذب
فى هذه المكتوبات فلا حاجة الى الاعادة والكلمات
الفارقة بين الالوهية والعبودية الواقعة فى
القران والحديث معرفة اكثرها فرض المحال اسند
بين الله تعالى وحبيبه صلى الله عليه وسلم لا يجيز
منها الشرع للعباد ان يجترؤا باستعمالها فانه سوء
ادب منهم والبغى والفساد والحاصل ان اظهار
مسئلة امكان المثل المستلزم لامكان كذبه
تعالى فى هذا الزمان كثير العدوان والطغيان
هدم بنيان الدين المتين وقطع وسائل اليقين
بايدى الذى سموا انفسهم مومنين الا ترى
اعداء الدين من النصارى ما يقولون بالسنتهم
ويكتبون فى حق القران وسيد المرسلين وفى
صلى الله عليه وآله وصحبه اجمعين
السنة الماضية كتب وانطبع اريه من الهنود
كتابا مسمى بتكذيب البراهين الاحمدية ترو
صحح فيه بغاية توهين البارى تعالى واهانة القران

تیرے رب کی یہ استثنا منقطع ہے جسکے معنے یہہ ہیں مگر ہم
نہیں چاہتے محو قران کو تیرے رب کی رحمت کی رو سے
یہہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے بس جیسا کہ محو قرآن جو صفت
الٰہی ہے قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے ویسا ہی انکی
مثل کا حال ہے اور بارہا معلوم ہو چکا ہے کہ ممتنعات
کو قدرت کے نیچے داخل ہونے سے ہرگز عجز لازم نہیں ہوتا
بلکہ وہ تو ممتنعات کی عدم صلاحیت کی دلیل ہے
اور حضرت یحیٰی منیری کے مکتوبات کی نقل کا جواب اوپر
گذر گیا ہے اور یہہ بھی کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے امکان کذب
کا ابطال کیا ہے اسکے مکرر ذکر کرنیکی کچھ حاجت نہیں
ہے اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جو کلمات فارقہ الوہیت
و عبودیت کے ہیں باوصفیکہ اکثر وہ بفرض محال ہیں وہ
حق تعالیٰ اور انکے حبیب کے درمیان ہیں لوگوں کو شرعًا
اجازت نہیں کہ ان الفاظ پر جرات کریں کہ یہہ فساد و بے
ادبی ہے حاصل الکلام اس خراب اور ابتر زمانہ میں مسئلہ امکان
نظیر حضرت بشیر و نذیر جیسے امکان کذب باری تعالیٰ لازم
صلی اللہ علیہ وسلم
آتا ہے اسکا ظاہر کرنا دین متین کی بیخکنی ہے نام
کے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمنان
دین تو نصاریٰ ہیں جو قرآن اور حضرت سید المرسلات کے بارہ
علیہم الصلوۃ والسلام
میں کیا کچھ بکواس کر رہے ہیں اور اپنی کتابیں لکھکر
مشتہر کر رہے ہیں اور پچھلے دنوں میں ایک آریہ نے اپنی کتاب
براہین احمدیہ میں کسقدر باری تعالیٰ کی توہین اور قرآن
مبین کی اہانت اور ... ... لم

ونهاية الانكار والتكذيب والاستخفاف فى
حق خاتم الانبياء خصوصا وسائر الاصفياء
عموما فان راى هولاء الكفار رسالة البراهين
القاطعة فيكفى لهم سندا لهفواتهم ودليلا لمقولاتهم
فانا لله وانا اليه راجعون فالواجب كل الوجوب
بحكم الشرع ان نعتقد بقلوبنا ونبين بالسنتنا
ونكتب باقلامنا ان الله عز وجل كما هو موصوف
بصفات الكمال كذلك منزه ومقدس عن
سمات النقص والزوال والكذب وامكانه
باقسامه لا يدخل فى ساحة عزه وجلاله ولا
يمكن ان يعذب المطيعين والمعصومين ويغفر
الكافرين والمنافقين لان ذلك مناف لشانه
وكماله وسيدنا ونبينا محمد رسول الله صلى الله عليه
وسلم كما هو محبوب القدير كذلك عديم المثل و
النظير وعدم دخول النقائص وغيرها تحت قدرته
تعالى لا يستلزم العجز والقصور باليقين بل هى الحقيقة
كمال النزاهة وجمال التقديس اله العلمين لا حاكم
ما سواه ويفعل ما يشاء قد تم جواب الجواب
عن الاعتراض الثانى وتحقق ان بيان صاحب
البراهين من الحواريين انما هو الوسواس الشيطانى
والان اترجم الاعتراض الثالث وجوابه وجواب
الجواب ... ... لا اطول الكلام ... ...

صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصًا اور تمام انبیا کی عمومًا
سخت استخفاف کر کے اسکو مکرر چھپوایا ہے پس اگر انکی
دشمنان دین سے براہین قاطعہ کو ایسے مضامین دیکھ
لیں تو ان کو کسقدر مدد مل جائیگی انا للہ وانا الیہ راجعون
پس شرعًا فرض اور واجب ہے کہ ہم دل سے اعتقاد کریں
اور زبان سے اقرار اور قلموں سے لکھیں کہ حق سبحانہ
وتعالیٰ جیسا کہ صفات کمال سے موصوف ہے ویسا ہی سمات
نقص اور زوال اور کذب اور اسکے امکان کی اقسام
سے پاک ہے اور ممکن ہی نہیں کہ وہ پاک ذات فرمانبرداروں
اور بیگناہوں کو عذاب کرے اور کافروں و منافقوں کو
بخشدے کہ یہہ اسکی شان اور کمال کے برخلاف ہے اور حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ باری تعالیٰ کے
حبیب قریب ہیں ویسا ہی بے نظیر اور بے مانند ہیں اور
نقائص وغیرہ کا انکی قدرت میں داخل نہوتا ہرگز ہرگز انکو
عجز کو لازم نہیں پکڑتا بلکہ فی الحقیقت یہہ انکی کمال
نزاہت اور جمال تقدیس ہے انکے سوا کوئی حاکم نہیں اور
جو چاہے کرتا ہے دوسرے جواب تفصیلی کا جواب الجواب
ختم ہوا اور بخوبی ظاہر ہوا کہ صاحب براہین سے حواریین
وساوس شیاطین میں گرفتار ہیں اب تیسرے اعتراض
اور اسکے جواب الجواب کو قول بقول کر کے لکھتا ہوں
تاکہ ہر واحد کو اول سے آخر تک نقل کرکے ... ویسا ہی
کر ... طول ... ...

طعن صاحب الانوار الساطعة على من قال انه
صلى الله عليه وسلم اخونا لان فى هذا ايهام
دعوى المساواة به صلى الله عليه وسلم معاذ الله
منها واجاب منه صاحب البراهين القاطعة
ان احدًا من عوام المسلمين لايماثل احدًا فى تقربه
وشرف كماله صلى الله عليه وسلم وهما ثلة جميع
بنى ادم فى نفس البشرية معه عليه السلام
ثابتة البتة لقوله تعالى قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
وبعد ذلك اثبت شرف التقرب بعد اثبات
المماثلة فى البشرية بقيد يُوحَىٰ إِلَيَّ فان قال
احد انه صلى الله عليه وسلم اخونا بوجه كونه من بنى ادم
فلا حرج فيه لان قوله موافق بالنص وقد قال
عليه السلام وددت انى قد رايت اخوانى
الحديث فدعوى الاخوة بوجه كونه عليه السلام
من بنى ادم وهذا هو الوجه لقائلها موافقة
بالقران والحديث والطعن عليها طعن على القران
والحديث الخ والمساوات فى نفس البشرية وكونه
ولاد ادم ثابتة بنص القران انتهى ما فى البراهين
والفقير اعترض على هذا الكلام بوجهين الوجه
الاول ان المولوى اسمعيل حرر فى صفحة الستين (٦٠)
من تقوية الايمان انه صلى الله عليه وسلم بشمول
جميع الاولياء والانبياء عبد عاجز واخ وقال
فى الصفحة الاربع والعشرين (٢٤) منه عظمة الانبياء

پر طعن کیا ہے کہ اسمیں ابہام دعوی برابری حضرت
الانبیا کی ساتھ ہے معاذ اللہ منہا براہین قاطعہ
میں اسکا جواب یہہ لکھا ہے کوئی ادنے مسلم بھی فخر عالم
علیہ الصلوۃ کی تقرب و شرف کمالات میں کسیکو مماثل
نہیں جانتا البتہ نفس بشریت میں مماثل آپکی جملہ بنی آدم
ہیں کہ خود حقتعالی فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد
اسکے یوحی الی کی قید سے پہر وہی شرف تقرب کو بعد
مماثلت بشریت کی ثابت فرما دیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم
ہونیکی آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ
خود نص کے موافق ہی کہتا ہے اور خود فخر عالم نے بہی فرمایا
وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد
آدم ہونیکی کہنا اور یہی وجہہ قائل کی ہے موافق قرآن
و حدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن و حدیث
پر طعن کرنا ہے۔ الخ نفس بشریت میں اور
اولاد آدم ہونے میں مساوات بنص
قرآن ثابت ہے الخ انتہی بلفظہ فقیر کو
اس میں دو طرح سے اعتراض ہے
پہلا یہہ کہ مولوی اسمعیل نے جو تقویۃ
الایمان کے صفحہ (٦٠) میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بشمول تمام اولیا انبیا کے
بندے عاجز اور بڑے بہائی لکہا ہے
اور نیز صفحہ ۲۴ میں انبیا کی
بڑائی

لبيان طريق الله فقط ثم قال ولا عظمتهم
فى ان الله اقدرهم بادنى قدرة التصرف فى
العالم الى قوله فى هذه الامور سواء جميع
العباد اعلاهم وادناهم عاجزون لا اختيارهم
وكذلك لا عظمتهم فى ان الله تعالى اعطى
علم الغيب فى اختيارهم الى قوله فى هذه الامور
جميع العباد اعلاهم وادناهم جاهلون
لا خبر لهم انتهى ملخصًا فثبت بالصراحة ان صاحب
تقوية الايمان حرر فى حق الانبياء انهم عباد
عاجزون لا اختيارهم ولا خبر لهم جاهلون
وجميع العباد مساوون بهم فاجاب علماء اهل
السنة لهذه الهذيانات باحسن الجوابات
وهذا الفقير رده ايضًا فى بعض الرسائل و
التحرير الضرورى ههنا ان صاحب البراهين
القاطعة ما وجه فى توجيه هذا القول ان من
قال انه صلى الله عليه وسلم اخ انما هو توجيه
كونه عليه السلام من بنى ادم وما يقول بمماثلته
احد له عليه السلام فى التقرب وشرف الكمالات
الخ محض اخفاء الحق وتوجيه القول بما لا يرضى
به قائله واجاب صاحب البراهين مع الحواريين
من هذا الوجه فى الجواب التفصيلى بان المولوى
القصورى جعل المولوى اسمعيل منكر تقربه عليه
السلام وشرف الكمالات لانه بعد الاولياء

صرف اللہ کے راہ بتانے کی لکہکر پہر کہا ہے
اور اس بات کی انمیں کچہ بڑائی نہیں کہ اللہ نے
انکو عالم میں تصرف کرنے کی کچہ قدرت دی ہو
الی قولہ ان باتوں میں سب بندے چہوٹے اور بڑے
برابر ہیں عاجز بے اختیار اور اسیطرح کچہ اسبات
میں بہی انکو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے
غیب دانی انکے اختیار میں دیدی ہے الی قولہ
ان باتوں میں بہی سب بندے بڑے ہوں یا چہوٹے
یکساں بیخبر ہیں اور ناداں انتہی بلفظہ اب صریح
ثابت ہے کہ تقویۃ الایمان والے نے انبیا کو بندے عاجز
بے اختیار بیخبر و ناداں لکہکر سب بنی آدم کو ان
سے برابر قرار دیدیا ہے تو اسکا جواب علماء اہلسنت
نے بخوبی دیا ہے اور فقیر نے بہی اپنے محل پر اسکا
رد لکہا ہے۔ اور یہہ جگہ اتنا ہی لکہنا ضروری ہے کہ براہین
قاطعہ والے نے جو اسکی توجیہ یہہ تحریر کی ہے کہ
بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بہائی کہا اور
تقرب و شرف کمالات میں کسیکو آپکا مماثل نہیں
جانتا الخ محض حق پوشی اور توجیہ ہے جو قائل
کو پسند نہیں ہے تو اسکا جواب صاحب
براہین مع حواریین نے جواب تفصیلی میں یوں
دیا ہے کہ مولوی قصوری نے مولوی اسمعیل
صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب
الی اللہ و شرف کمالات کا غیر قائل بنا کر لکہا ہے کہ وہ

والانبیاء حتی نبینا صلی الله علیه وسلم مثل العوام
مساویا بهم فتوجیه کلامه بـــــانه
یوجبه المشارکة فی البشریة وکونه علیه السلام
من اولاد آدم اخفاء الحق وتوجیه القول بما
لا یرضی به قائله فاقول کتب المولوی اسمعیل
فی صفحة الاربع والعشرین من تقویة الایمان تحت
آیة قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما
شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
ما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون
بعد ترجمتها الهندیة هذه الفائدة ان سید الانبیاء
صاحب المعجزات وتعلیم الاسرار انما حصلت
الفضیلة للفضلاء باتباعه قال الله تعالی ان
یبین حاله مصرحا انتهی بقدر الحاجة ثم قال
المولوی اسمعیل حسب آیة قل لا املك لنفسی
الخ خلاصة مضمون تقویة الایمان ان القدرة
التامة فی النفع والضرر والعلم المحیط لجمیع الاشیاء
مختص به تعالی وفی عدم حصول هذه القدرة
والعلم جمیع العباد اعلاهم وادناهم عاجزون لا
اختیار ولا خبر لهم جاهلون فکما ان سائر الناس
ما یقولون من العقل والقرینة تارة یصیبون و
تارة یخطئون کذلک العظماء ما یقولون برأیهم
یخطئون لکن الله تعالی ما اوحی الیهم

آپکو مثل عوام مومنین کے سمجھتا ہے اور عوام کے
برابر کرتا ہے تو جب نشان صفحہ ۲۴ و ۲۰ سے کہا
تو مولوی محمد اسمعیل صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے
ترجمہ آیت کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں
کہ کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع
و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور اگر جانتا
میں غیب تو بہت سی لے لیتا بھلائی اور نہ چھوتی
مجھکو کچھ برائی میں تو فقط ڈرانیوالا ہوں اور خوش
خبری سنانیوالا ان لوگونکو جو یقین رکھتے ہیں ف
یعنے سب انبیا و اولیا کے سردار آپ تھے لوگوں نے
انہیں سے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور اسرار کی
باتیں سنیں بزرگوں کو انکی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی
تو انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگونکو
آگے صاف بیان کردیں۔ یہ عبارت بقدر حاجت
تقویۃ الایمان سے منقول ہوئی ہے بعد اسکے مولوی
اسمعیل صاحب نے حسب آیت قل لا املک لنفسی الخ تحریر فرمایا
جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قدرت تامہ نفع و ضرر
و علم محیط کل اشیا حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس
قسم کی قدرت و علم کے ہونے میں سب بندے بڑے و چھوٹے
برابر ہیں عاجز اور بے اختیار بے خبر اور نادان ہیں جیسے
سب لوگ کبھی کچھ عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں

علی المولوی اسمعیل بانه جعل جمیع الانبیاء و
الاولیاء مساوین بالعوام عاجزین لا اختیار لهم
جاهلون فثبت منه انه لا یعتقد التقرب وشرف
الکمالات له صلی الله علیه وسلم وجواب صاحب
البراهین باثبات التقرب وشرف الکمالات لا
یطابق علی مذاق المولوی اسمعیل وهو لا یرضی
به غلط لانه ثبت من تلك الصفحة ان المولوی
محمد اسمعیل اقر بشرف کمالاته علیه السلام
لکن فی القول بالرأی والقرینة قد یخطئ والوحی
والالهام خارج منه وایضا فی کتابه صراط مستقیم
مدارج قربه علیه السلام وشرف الکمالات مشروحة
مبسوطة ویظهر من بعض رسائل المولوی القصوری
انه لاحظ صراط مستقیم فمع هذا قول القصوری
فی حق المولوی اسمعیل انه منکر مدارج القرب و
شرف الکمالات له علیه السلام بل یعده مساویا
بالعوام خلاف الدیانة والانصاف ومحض اخفاء
الحق فعاد هذا الالزام علیه وما صدق قاطع تو
جیه الکلام بما لا یرضی به قائله فی حقه ای فی حق صاحب
البراهین والحمد لله علی ذلك هذه خلاصة ما فی
الجواب التفصیلی ویقول الفقیر کان الله له فی جوابها
انی ما ادعیت بان المولوی اسمعیل لا یعتقد اصلا
تقربه وشرف کمالاته صلی الله علیه وسلم کما یظهر من
عبارة الاعتراض لکن اظهرت [illegible] ما اراد

اسکو مولوی قصوری کا یہ الزام کہ مولوی
اسمعیل نے تمام انبیا و اولیا کو عوام کے
برابر کردیا۔ عاجز بے اختیار
نادان بتادیا جس سے ظاہر ہے کہ تقرب الی اللہ و شرف
کمالات آنحضرت مولوی اسمعیل معتقد نہیں پس جواب
بندہ خلیل احمد کا جسمیں تقرب الی اللہ و شرف کمالات
کا اثبات ہے مولوی اسمعیل کے مطابق نہوا اور اسکو
خود مولوی مذکور پسند نہیں کرتا خلاف ہے کہ اسی صفحہ کی
ابتدا میں مولوی اسمعیل صاحب نے آپکے شرف کمالات کا اقرار کیا ہے
مگر اپنی عقل یا قرینہ میں بھول چوک لکھی ہے اور وحی
یا الہام کی بات نرالی ہے۔ اور نیز کتاب صراط مستقیم میں
آپکے شرف کمالات شرح بسط کے ساتھ مذکور ہیں جسکو
قصوری صاحب نے بھی دیکھا ہے۔ پس اسکا
مولوی اسمعیل کو منکر شرف کمالات کہنا اور مجھپر طعن
حق پوشی وغیرہ کا کرنا خلاف دیانت ہے بلکہ
یہ طعن انپر عائد ہوا والحمد للہ علی ذلک یہ خلاصہ
جواب تفصیلی کا ہے۔ فقیر کان اللہ لہ
اسکے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے یہ کب
دعوے کیا ہے کہ مولوی اسمعیل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور کمالات کا
بالکل غیر معتقد ہے جیسا کہ عبارت اعتراض
سے ظاہر ہے یعنے اسکی کلام سے
یہ ظاہر کیا تھا کہ اسکی نفس بشریت سے

من الاخوة المساواة بالانبياء فی نفس البشرية
والآدمية كما اوله صاحب البراهين بل المصرح
من كلامه ان عظمة الانبياء ببيان طريق الحق فقط
ولا عظمة لهم فی ان الله تعالى اقدرهم بادنى قدرة
التصرف فی العالم فجميع العباد اعلاهم وادناهم عاجزون
لا اختيار لهم وكذلك فی حصول الاختيار على
علم الغيب جميع العباد اعلاهم وادناهم لا خبر لهم جاهلون
واقر صاحب البراهين مع الحواريين بان هذا المضمون
موجود فی رسالة تقوية الايمان فثبت المدعا وبطل
تطويل المنكرين ثم لا شك فی ان دعوى عدم
اقتدار النبی صلى الله عليه وسلم بادنى قدرة وعدم
خبره وجهله عليه الصلوة والسلام من الغيب وان
قطعنا النظر من مباينتها بالقرآن والحديث
لها مخالفة صريحة باقوال استاذه وعمه ومرشد
مرشده صاحب تفسير فتح العزيز كما قال تحت آية
ولقد انزلنا اليك آيات بينت ما بلا واسطه
جبرئیل بر تو معجزات بسیار نازل کرده ایم مثل ناله ستون
واجابت درختان دعوت ترا وشکایت شتران و
آهوان وسلام کردن سنگها وکوهها بر تو وجواب
وسوالات احبار یهود وغیره ذلک الخ وقال فی بیان
مسئلة الروح المجرد للجمادات والحيوانات که
اشجار وحجار وحیوانات با انبیا وبعضی مومنان تکلم و
نطق واداے شهادت واجابت وامتثال اوامر مو...

[illegible]

برابری اور آدمی ہونے میں برادری نبیوں کی
ساتھ مراد نہیں ہے جیسا کہ براہین والے
نے تاویل کی ہے بلکہ اسکی عبارت میں صریح
درج ہے کہ نبیوں کی عظمت صرف بیان
راہ حق کی ہے اور یہہ عظمت انکے لیے نہیں
کہ خدا نے انکو دنیا میں کچھہ تصرف کی قدرت دی
ہو پس سب آدمی اعلے عاجز بے اختیار ہیں اور
ایسا ہی علم غیب میں سب چھوٹے بڑے بیخبر جاہل
ہیں براہین والے اور اسکے حواریین نے بھی مان
لیا ہے کہ یہہ مضمون تقویۃ الایمان میں موجود ہے
جسسے فقیر کا مدعا ثابت ہو گیا اور منکرین کی تطویل
لاطائل ہو گئی پہر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھہ قدرت
تصرف سے انکار اور غیب دانی میں بیخبری اور نادانی
کا اقرار قطع نظر اس سے کہ قرآن وحدیث کے بالکل برخلاف
ہے مولوی اسمعیل کے چچا اور استاذ اور دادا مرشد
صاحب تفسیر عزیزی کے ارشادوں کے بھی صریح
مخالف ہے چنانچہ اس تفسیر میں آیت ولقد انزلنا الیک
آیات بینت کی تحریر ہے کہ ہمنے بلا واسطہ جبرئیل تجھکو بہت
معجزے عطا کیے ہیں (یعنے اللہ تعالے نے) جیسے ستون کا نالہ کرنا درختوں کا آپکے
حکم کو قبول فرمانا اونٹوں اور ہرنوں کا آپکے پاس یہہ
شکایت کرنا پتھروں اور پہاڑوں کا آپکو سلام کرنا علماے
یہود وغیرہ کو سوالات کا جواب دینا اور سوا اسکے الخ
پھر اسی تفسیر میں جمادات اور حیوانات کی روح مجرد کے

و قدر متواتر از ان از حضرت انبیا علیهم السلام منقول
ومروی شده الخ وقال تحت آیة ولسوف یعطیك
ربك فترضى وروز قیامت ایشان را بمرتبه وسیله
مشرف سازند وآن مرتبه ایست نهایت بلند که کسے را
از مخلوقات میسر نشده وحقیقت آن آنست که ایشان
دران روز از جناب خداوندی بمنزله وزیر از بادشاه
باشند انتهى بالفاظه الطيبة وقال تحت آية الم
نشرح لك صدرك مرتبه کمال او که خاتمیت است
هیچکس را حاصل نیست ولنعم ما قیل ؎ یا صاحب
الجمال ویا سید البشر ؛ من وجهك المنير
لقد نور القمر ؛ لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر ؛ ولقد اثبت
فی معنی آیة عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا
من ارتضى من رسول اظهار الانبيا واستيلائهم
على الغيب وقال تحت آية ويكون الرسول عليكم
شهيدا يعنی وباشد رسول شما بر شما گواه زیرا که او مطلع
است بنور نبوت بر رتبه هر متدین بدین خود که در کدام
درجه از دین من رسیده وحقیقت ایمان او چیست
وحجابیکه بدان از ترقی محجوب مانده است کدام است
پس او میشناسد گناهان شمارا ودرجات ایمان شمارا
واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا الخ
قابل هذه الاقوال باقوال صاحب تقوية الايمان
بالاتفاق شهد شهادة صادقة بانها اصرح البطلان

حضرات انبیا سے متواتر کے طور پر یہہ بات منقول ہے
الخ پہر آیت ولسوف یعطیک ربک فترضی کے
نیچے لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن آپکو مرتبہ وسیلہ پر
مشرف کرینگے اور یہہ مرتبہ بہت ہی اونچا ہے کسیکو
بھی مخلوقات سے نہیں ملا اور حقیقت اسکی یہہ ہے کہ
آپ اسدن درگاہ الٰہی میں بمنزلہ وزیر کے بادشاہ
سے ہونگے اور آیت الم نشرح لک کے نیچے لکھا ہے
آپکے کمال کا مرتبہ جو خاتمیت ہے کسیکو بھی حاصل
نہیں کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے ؎
محبوب خدا اے سرور بنی آدم آپکے طفیل ہی چاند
کو نور ملا الغرض حقتعالے کے بعد آپ سب سے
برتر ہیں پہر آیت عالم الغیب الآیۃ کے نیچے
نبیوں کا غیب پر اظہار اور غلبہ ثابت کیا ہے
اور آیت ویکون الرسول علیکم شہیدا کے
نیچے فرمایا ہے اور تمہارا پیغمبر تم پر گواہ ہوگا
اسلئے کہ وہ نور نبوت سے اپنے ہر فرد کے درجہ
و دینداری پر خبردار ہے اور ہر شخص کی حقیقت
ایمان اور ترقی کے حجاب کو جانتا ہے پس پیغمبر
تمہاری گناہوں اور ایمان کے درجوں اور نیک
و بد عملوں اور تمہارے اخلاص و نفاق کو
پہچانتا ہے الخ یہہ تفسیر عزیزی کی عبارتوں کا ترجمہ
ہے پس جو دانشمند ان باتوں کا تقویۃ الایمان کی
اور خرافاتوں سے مقابلہ کریگا سچی شہادت دیگا کہ مولوی اسمعیل کی

[illegible]

وايقن بعلم اليقين ان صاحب البراهين مع
الحواريين في ضلال مبين فماذا بعد الحق الا الضلال
فتحقق ان ادعاء الاخوة مع الانبياء سيما السيد
الاصفياء عليه وعليهم الصلوة والثنا انما هي
الاضلال بالاكمال فنعوذ منه بذي الجلال
والجمال فلما تبين وجه صحة الوجه الاول من
الاعتراض الثالث على البراهين فالان نبين
الوجه الثاني منه وبه نستعين وهو ان قول
صاحب البراهين بمماثلة جميع بني ادم في
نفس البشرية بسيد الانبياء صلى الله عليه
وسلم واثبات المساواة فيهما بدليل قل انما
انا بشر مثلكم غلط صريح وسوء ادب قبيح
لان الله تعالى اخبر في كلامه المجيد في بعض
مواضع ان الكفار كانوا يدعون المساواة في
البشرية بالانبياء عليهم السلام كحكايته تعالى
ما انتم الا بشر مثلنا فيجيب الانبياء على
حسب فهمهم التفهيم بما قال تعالى ان نحن الا
بشر مثلكم فهذا الجواب انما صدر بطريق
التسليم والتواضع وعلى هذا امر الله تعالى
حبيبه صلى الله عليه وسلم قل انما انا بشر مثلكم
قال الامام الرازي في التفسير الكبير والنيسابوري
في تفسيره وغيرهما ان هذا محمول على التواضع
والتسليم فجعل هذا الامر الذي مداره على التواضع

اور یقیناً براہین والا اور اسکے حواریین صریح گمراہی میں
ہیں پناہ بخدا اس اعتراض کی پہلی وجہ کی صحت
کے اظہار کے بعد ہم اسکی دوسری وجہ بیان کرتے
ہیں اور خدا سے مدد چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ
براہین والے نے جو آیت قل انما انا بشر مثلکم کی سند سے
جملہ بنی آدم کو نفس بشریت میں سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے مماثل و برابر کہا ہے یہ محض
غلط اور سخت [illegible] ہے [illegible] کہ
قرآن مجید میں [illegible] جگہ حق تعالیٰ نے ذکر
فرمایا ہے کہ کفار نبیوں سے بشریت میں برابری
کا دعوے کرتے اور انبیا کو کہا کرتے تھے ما انتم
الا بشر مثلنا تو انکے جواب میں ان کی سمجھ
کے موافق انبیا بھی یہی جواب دیتے تھے
جو قرآن میں ہے۔ ان نحن الا بشر مثلکم
سو یہ نبیوں کا فرمانا بطریق تسلیم و تواضع
کے تھا۔ علی ہذا القیاس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی فرمایا کہ بطور تواضع کے
کہدو کہ میں تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں
چنانچہ تفسیر کبیر و نیساپوری و
غیرہما میں اسی [illegible]
موجود ہے۔ تو اس کلام متواضعانہ
کو بشریت میں برابری کے نص
بیان کرنا

نصا على المساواة في البشرية والقول بان جملة
بني ادم الذين فيهم الكفار والاشرار والكناسون
وغيرهم مساوون في البشرية بسيد المرسلين
صلى الله عليه وعلى اخوانه وعترته اجمعين والحكم
على طاعن هذا القول انه طاعن القران والاحاديث
مخالف لشريعة الاسلام ودعوى المساواة
في البشرية بالانبياء عليهم الصلوة والثناء كذب
محض وافتراء بلا امتراء لقوله تعالى ان الله
اصطفى ادم ونوحا الاية وقوله تعالى الله اعلم
حيث يجعل رسالته وغيرهما كما هو مصرح في
التفسير الكبير والنيسابوري وابي السعود والبيضاوي
وغيرها فتحقق ان القائل بمساواة جميع بني ادم
في البشرية بفخر العالم صلى الله عليه وسلم مخالف
صريح بالنصوص القرانية ثم اثبات تلك المساواة
من قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي غلط ثان لان
حصول شرف النبوة له صلى الله عليه وسلم في عالم
الارواح كما نقل صاحب المواهب اللدنية
حديثا في هذا الباب وقد صححه كثير من المحدثين
ثم اثبات الاخوة والمساوات من لفظ البشر
غلط ثالث لان الاب ايضا بشر وهو صلى الله
عليه وسلم بحكم اية وازواجه امهاتهم الاية وكذا
بحديث انا لكم مثل الوالد لولده اب للامة باعتبار
الشفقة والرحمة كما في التفسير الكبير وتفسير فتح العزيز

اور جملہ بنی آدم کے شمول میں کفار چوہڑے
چمار کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بشریت میں برابر کہنا اور اسپر طعن
کرنے والے کو قرآن پر طعن کرنے والا بنانا
شرع اسلام کے سراسر مخالف ہے۔ اور بشریت
میں انبیا کے ساتھ برابری کا دعوے بحکم آیت
ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الآیۃ اور آیت
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ الآیۃ اور ایسی کئی
آیتوں کے حکم سے محض جھوٹ ہے جسکا
ذکر تفسیر کبیر و نیساپوری و ابو السعود و بیضاوی
وغیرہا میں موجود ہے جس سے بخوبی ثابت ہے
کہ جملہ بنی آدم کو بشریت میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے مماثل و مساوی کہنے والا صریح احکام قرآنی کے
برخلاف ہے۔ پھر قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی سے
علیحدہ کرکے نفس بشریت میں مساوات ثابت کرنی
دوسری غلطی ہے کیونکہ آپ کو تو عالم ارواح میں شرف
نبوت حاصل تھی۔ مواہب لدنیہ وغیرہ میں جامع ترمذی
سے اس بارہ میں حدیث روایت کی ہے جسکو بہت سے
محدثین نے صحیح کہا ہے۔ پھر بشر کے لفظ سے برادری اور
برابری کا اثبات تیسری غلطی ہے۔ کیونکہ بشر باپ بھی
ہوتا ہے اور آپ بحکم آیت وازواجہ امہاتہم اور بمقتضائے
حدیث انا لکم مثل الوالد لولدہ کو تمام امت کے باپ ہیں
شفقت اور رحمت میں جیسا کہ تفسیر کبیر و فتح العزیز

الی التفسیر الکبیر والنیشاپوری وغیرھا فلعلہ
انہ یعلم اسماء الکتب المبسوطۃ ولاحظ
ھذہ التفاسیر فسلمنا لکن لایفہم کلام المفسرین
لان مرادھم ان الانبیاء علیہم السلام اصطفاھم
اللہ تعالی فی کمالات التقرب عن العلمین وھذا
لاینافی مدعائنا ولاینافض بقولنا ان جملۃ بنی آدم
فی نفس البشریۃ یتشارکون ویماثلون بالانبیاء
ولابد لاثبات التناقض من الاتحادات فی وحدات
ثمانیۃ فلیلاحظ القصوری رسالۃ ایساغوجی
وغیرھا فحوالۃ التفاسیر بوجہ عدم الفہم غیر مسموع
وان صدق فی دعواہ فیعرض قولہ مفسر
واحد مطابق لمدعاہ ثم
یقول الفقیر القصوری کان اللہ لہ
قد علم من عادۃ صاحب البراھین مع الحواریین
انہ لما یعجز عن الجواب بالصواب فلا یہتدی الی
الحق بل یصر علی الضلال البعید ویجر الکلام الی غیر
مرادہ بالعضب الشدید والھذیان المزید کما
مر فی الاستدلال بآیۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین
انہ حمل الوعید علی امکان الکذب وادخل فیہ
الاولیاء والانبیاء علیہم الصلوۃ والثنا فکذا ھھنا
اثبت من التواضع اجبار الکذب من اللہ تعالی
وھنا افترا مروا غلظ علیہم بتذلیل الرسول البشیر
النذیر صلی اللہ علیہ وسلم القدیر وازدیاد لفظ التواضع

اور حوالہ تفسیر کبیر وغیرہ کی طرف کیا ہے۔ مولانا قصوری
بڑی بڑی کتابوں کے اپنے نام تو لکھدیئے تاکہ
کوئی جانے کہ یہہ دیکھی ہیں سلمنا مگر فہم مطلب سمجھنے کے
قابل ہو۔ ان آیات کا مضمون فقط اتنا ہے کہ کمالات
تقرب میں انبیا تمام عالم سے برگزیدہ ہیں۔ یہہ مضمون
ہمارے مدعا کے منافی نہیں کہ تمام بنی آدم نفس بشریت
میں متناقض نہیں تناقض کیلئے آٹھو وحدات ثمانیہ
میں اتحاد شرط ہو رسالہ ایساغوجی کو آپ ملاحظہ فرماویں تاکہ
حوالہ بوجہ عدم فہم مضامین تفسیر کے غیر مسموع ہے
ایک قول کسی مفسر کا صریح اپنے دعوے کے مطابق ہو
دکھاویں۔ یہہ لفظ بلفظ خلاصہ [illegible] عبارت ہے جواب
تفصیلی کی فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اور سے
صاحب براہین اور انکے حواریین کی عادت معلوم ہو چکی ہے
کہ جب انسے کچھہ جواب نہیں بن پڑتا تو یہہ حق کیطرف [illegible]
نہیں ہوتی بلکہ سخت گمراہی پر [illegible] فرط غضب
کلام کو کہیں سے کہیں کھینچ لیجاتے ہیں جیسا کہ
کے استدلال آیت فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین میں
وعید کو امکان کذب پر لگاکر انبیا علیہم السلام و اولیا
علیہم الاکرام کو بھی اسمیں داخل کردیا تھا ویسا ہی یہاں
کے لفظ سے اللہ تعالی کا جھوٹ پر مجبور کرنا اور آنحضرت
واغلظ علیہم کی مخالفت اور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور زیادتی
لفظ تواضع کو

لایمکن التسلیم من الفقیر وغیرھا من الھفوات
والھذیانات التی اسود المکذبون فی الجواب
التفصیلی کتاب اعمالھم فھا انا اثبت ما ادعیت
من کلام المفسرین والمحدثین وبہ تعالی استعین
قال الفخر الرازی امام علماء الکلام فی التفسیر الکبیر
اعلم انہ تعالی لما بین کمال کلام اللہ تعالی امر
محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع
فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ای لا امتیاز
بینی وبینکم فی شیء من الصفات الا ان اللہ
تعالی اوحی الی انہ لا الہ الا اللہ الواحد الصمد
انتہی وھکذا فی التفسیر النیسابوری وقال فی
تفسیر الخازن تحت قل انما انا بشر مثلکم قال
ابن عباس رضی اللہ عنہما علم اللہ تعالی رسولہ
محمدا صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزھی
علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم
الا انی خصصت بالوحی الخ وھکذا فی المعالم
ووقع فی حدیث المشکوۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال فی جواب اصحابہ لما ارادوا ان یسجدوا لہ
علیہ السلام بعد رؤیتہ سجدۃ الابل لہ صلی اللہ
علیہ وسلم (اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم) فقد قال
المحدث الدہلوی فی ترجمۃ یرید تفسیر الکریم
تواضعا وتنبیہا علی انہ بشر مثلھم فی عدم جواز
السجدۃ والعبادۃ لہ انتہی وقال فی مجمع بحار الا[نوار]

فقیر حقیر کی تباوث و دیگر زبان درازی سے
جواب تفصیلی میں نامہ اعمال سیاہ کیا ہے۔ سو اب
فقیر بعون قدیر مفسرین اور محدثین کی تصریح
سے اپنا مدعا ثابت کر دکھاتا ہے۔ امام رازی
کی عبارت تفسیر کبیر کا ترجمہ یہہ ہے جان لو کہ
حقتعالے نے جب اپنی کلام پاک کا کمال بیان
فرمایا تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا کہ
تواضع کا رستہ چلیں پس کہا کہدو کہ میں تمہاری
جیسا آدمی ہی ہوں۔ میری طرف وحی آئی ہے
یعنی مابین ہمارے تمہارے کسی صفت میں
فرق نہیں مگر حقتعالی نے میری طرف پیام بھیجا ہے کہ وہی
معبود حق یگانہ بے نیاز ہے اھ اور ایسا ہی تفسیر نیشاپوری
میں مذکور ہے اور تفسیر خازن میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے
کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے
اپنے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم
کی تاکہ لوگوں پر فخر نہ کریں۔ پس امر کیا کہ اقرار کریں کہ
میں آدمی تمہارے جیسا ہوں۔ مگر پیام الہی سے مخصوص
ہوں الخ اور ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے۔ اور یہہ جو
حدیث مشکوۃ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اصحاب کے جواب میں جب انہوں نے اونٹ کو
دیکھا کہ اسنے آپکو سجدہ کیا ہے تو ہم بھی آپکو سجدہ کریں
فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو
محدث دہلوی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ اپنے بھائی سے اپنی ذات

[illegible]

واکرموا اخاکم اراد نفسه صلی الله علیه وسلم
هضمًا للنفس ای اکرموا من هو بشر مثلکم
لما اکرمه الله تعالی بالوحی انتهی وان قطعنا
النظر عن هذه التصریحات ایضًا فلفظ مثلکم
ینادی باعلی نداء انه محمول علی التواضع لا علی
الحقیقة لان المثل ما یماثل الشئ فی جمیع الصفات
کما فسره الامام ای لا امتیاز بینی وبینکم فی شئ
من الصفات ولاشک فی ان احدًا من المقبولین
لا یساوی به صلی الله علیه وسلم فی جمیع الصفات کما
حقق فی موضعه فتحقق ان آیة قل انما انا بشر
مثلکم محمول علی التواضع بدلالة القرآن المبین
وصراحة المفسرین والمحدثین ولیس لفظ التواضع
من تصنع هذا الفقیر کما زعم صاحب البراهین
مع الحواریین یا حسرتًا علی هؤلاء القوم ویا
اسفی علی جهلهم المرکب لا ینظرون الی تصریحات
الکتب الدینیة فضلًا عن التامل فیها نعوذ
بالله تعالی من هذه النفسانیة والرعونة والحاصل
ان المطاعن التی زعموها فی الحمل علی التواضع
فی حق هذا الفقیر المسکین رجعت جمیعها
الی الفرقان والمفسرین والمحدثین اعاذنا الله
المعین من الحور بعد الکور لما فرغنا من اثبات دعوی
الاولی التی طلب فیها المکذبون قول مفسر واحد
بالتصریح ونقلنا اقوالًا اربعًا من المفسرین واثنین

کہ آپنے اس لفظ بہائی سے اپنے آپ کو مراد رکھا ہے کسر نفسی
یعنی تواضع کے رو سے اہ اگر ان تصریحات سے قطع نظر
کریں تاہم لفظ مثل کا آواز بلند سے پکار رہا ہے کہ یہ تواضع
پر محمول ہے نہ حقیقت پر کیونکہ حقیقۃً مثل تو تمام ہر سب
صفتوں میں مانند کا جیسا کہ امام رازی نے مثل کی
تفسیر کی ہے کہ ہماری تمہارے درمیان کسی صفت
میں امتیاز نہیں اور اسمیں شک نہیں کہ کوئی خدا
کے مقبولوں سے آپکی صفتوں میں آپکے برابر نہیں
ہے جیسا کہ اپنے مقام پر محقق ہوچکا ہے پس ثابت ہوا کہ
آیت قل انما انا بشر مثلکم قرآن مجید کی دلالت اور مفسرین
و محدثین کی صراحت سے تواضع پر ہی محمول ہے اور
لفظ تواضع کا فقیر نے اپنی طرف سے ہرگز نہیں لکھا کہ تیز
کا خام خیال ہے صاحب براہین اور اسکے حواریین کے جہل
مرکب پر سخت افسوس ہے کہ دینی کتابوں کی صریح باتوں پر نظر
نہیں کرتے غور سے سمجھنا تو کجا ہے خدا ہمکو اس نفسانیت
اور رعونت سے پناہ بخشے الغرض اس آیت کو تواضع پر
حمل کرنے سے جو طعن مکذبین نے فقیر پر کئے تھے
وہ قرآن مبین اور مفسرین و محدثین پر عائد ہوگئے
سو زبان بریدہ بکنج نشستہ صم و بکم · به از کسیکه زبانش نباشد
اندر حکم · پہلے دعوی کے اثبات میں جو مکذبین نے لکھا تھا
کہ (ایک قول کسی مفسر کا صریح اپنے دعوی کی مطابق
ہمکو دکھا دیں) فقیر نے صاف
صاف چار قول مفسرین کے اور دو قول محدثین کے

من المحدثین مصرحة بلفظ التواضع وایضًا
تحققت بدلالة القرآن منقولة واما اثبات الدعوی
الثانیة فقد قال فی التفسیر الکبیر تحت آیة ان الله
اصطفی آدم ونوحًا الآیة والثانی ان یکون
المعنی ان الله اصطفی ای صفاهم من الصفات
الذمیمة وزینهم بالخصال الحمیدة وهذا القول اولی
بوجهین احدهما انا لا نحتاج فیه الی الاضمار
والثانی انه موافق بقوله تعالی الله اعلم حیث
یجعل رسالته وذکر الحلیمی فی المنهاج ان الانبیاء
علیهم السلام لابد وان یکونوا مخالفین لغیرهم
فی القوی الجسمانیة والروحانیة الخ ثم قال واعلم
ان تمام الکلام فی هذا الباب ان النفس القدسیة
النبویة مخالفة بماهیتها لسائر النفوس الخ وقال
المفتی ابوالسعود فی تفسیره تحت هذه الآیة
والاصطفاء اخذ ما صفی من الشئ کالاستصفاء
مثل به اختیاره ایاهم بالنفوس القدسیة وما
یلیق بها من الملکات الروحانیة والکمالات الجسمانیة
المرسالة فی نفس المصطفی کما فی کافة الرسل
علیهم الصلوة والسلام انتهی وایضًا فی التفسیر الکبیر
تحت آیة ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده و
اعلم ان هذا المقام فیه بحث شریف دقیق
هو ان جماعة من حکماء الاسلام قالوا ان الانسان
الملکی فی نفسه وبدنه مخصوصًا بخواص شریفة

کے اور دلالت قرآن مجید پیش کر دی تو اب دوسرے دعوی
کا ثبوت لیجیے کہ تفسیر کبیر میں آیت ان الله اصطفی آدم
و نوحًا الآیة کے نیچے لکھتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ
آیت کی یہ ہے کہ الله تعالی نے انبیا کو صفات ناشائستہ
سے پاک اور خصال حمیدہ سے زینت ناک کیا ہے۔
اور یہ معنی دو وجہ سے بہتر ہیں ایک یہ کہ اسمیں کسی لفظ کو
پوشیدہ کرنیکی حاجت نہیں پڑتی۔ دوسری یہ کہ آیت
آیت الله اعلم حیث یجعل رسالته کے موافق ہے۔ امام
حلیمی نے منہاج میں ذکر کیا ہے کہ نبیوں کا دوسروں کو قوتیں
قوی جسمانیہ و روحانیہ میں مخالف ہونا ضروری ہے
الخ پھر تفسیر کبیر میں ہے کہ پوری کلام اس بارہ میں یہ ہے
کہ نفس قدسی نبوی اپنی ماہیت میں سب نفسوں سے
مخالف ہے الخ اور مفتی الثقلین ابوالسعود اپنی تفسیر
میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ اصطفا نام ہے کسی چیز
سے عمدہ حصہ لینے کا الله تعالی نے نبیوں کو پاک نفسوں
اور انکے لائق ملکات روحانیہ اور کمالات جسمانیہ
سے برگزیدہ کرنے کو بیان فرمایا ہے کہ انکے پاک نفسوں میں
یہ باتیں حاصل ہیں ان سب پر درود اور سلام ہو اہ
اور یہ بھی تفسیر کبیر میں آیت ولکن الله یمن علی من یشاء
من عباده کے نیچے لکھا ہے جان لو کہ اسجگہ عمدہ باریک
گفتگو ہے کہ ایک جماعت حکما اہل اسلام
نے فرمایا ہے کہ آدمی جبتک اپنی ذات اور
بدن میں بزرگ پاک علوی خواص سے مخصوص نہو

علویۃ قدسیۃ فانہ یمتنع عقلاً حصول صفۃ
النبوۃ لہم واما الظاہریون من اہل السنۃ و
الجماعۃ فقد زعموا ان حصول النبوۃ عطیۃ
من اللہ تعالیٰ یہبہا الکامل من یشاء من عبادہ ولا
یتوقف حصولہا علی امتیاز ذلک الانسان عن
سائر الناس بمزید اشراق نفسانی وقوۃ قدسیۃ
وہولاء تمسکوا بہذہ الآیۃ فانہ تعالیٰ بین ان
حصول النبوۃ لیس الا بمحض المنۃ من اللہ تعالیٰ
والعطیۃ منہ والکلام فی ہذا الباب غامض
غائص دقیق والاولون اجابوا عنہ بانہم لم
یذکروا فضائلہم النفسانیۃ والجسمانیۃ تواضعاً
منہم واقتصروا علی قولہم ولکن اللہ یمن علی من
یشاء من عبادہ بالنبوۃ لانہ قد علم انہ تعالیٰ لا
یخصہم بتلک الکرامات الا وہم موصوفون
بالفضائل التی لاجلہا استوجبوا ذلک التخصیص
کما قال اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
انتہی وقول الامام بعد بیان تمسک الظاہریۃ
بالآیۃ ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ والکلام
فی ہذا الباب غامض غائص دقیق انتہی تنبیہ
علی ابطال زعمہم بان اضافۃ العباد الی الضمیر
الراجع الیہ تعالیٰ یعنی خصوصیۃ اولئک العباد
ولکن اللہ یمن علی من یشاء من العباد المخصوصین
لصاحب تفسیر فتح العزیز قبل شروع سورۃ نوح

تب تک عقل کے نزدیک اسکو صفت نبوت کا
حاصل ہونا محال ہے اور ظاہریہ اہلسنت کا زعم
ہے کہ نبوت کا حاصل ہونا خدا تعالیٰ کیطرف سے
بخشش ہے جسکو چاہے اپنے بندوں سے دیدیتا ہے
اور اسکے حاصل ہونے میں اسکا امتیاز سب آدمیوں سے
زیادتی نور نفسانی اور پاک قوت پر موقوف نہیں
ہے اور اس فرقہ ظاہریہ نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبوت کا حاصل ہونا محض احسان الٰہی
اور اسکی بخشش سے ہے۔ اور اس بارہ میں کلام غور طلب اور
باریک ہے اور پہلے فرقہ حکماء اہلسنت نے یہ جواب دیا ہے
کہ انبیا نے تواضع کے رو سے اپنی نفسانی اور جسدانی
فضیلتیں بیان نہیں کیں اور اسی پر کوتاہی فرمائی
کہ ولیکن خدا احسان کرتا ہے جسپر چاہتا ہے۔ اپنے
بندوں سے نبوت دینے میں کیونکہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ
حقتعالیٰ انکو نبوت و رسالت سے تب ہی مخصوص کرتا ہے
جبکہ وہ ایسے فضائل سے موصوف ہوتے ہیں کہ جس سے وہ
اس خصوصیت کے ہو جاتے ہیں جیسا قرآن میں فرمان ہے کہ اللہ بہتر
جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری کو۔ یہ تفسیر کبیر کی عبارت
کا ترجمہ ہے اور امام رازی نے جو یہ بیان تمسک
ظاہریہ کا آیت ولکن اللہ الآیۃ سے یہ کہا ہے کہ کلام اس
بارہ میں غور طلب باریک ہے اسمیں تنبیہ ہے ظاہریہ کے زعم کی
ابطال پر یعنی کہ اس آیت میں جو عباد کی اضافت ہے
تعالیٰ کیطرف ہے وہ ان بندوں کی خصوصیت پر خبر دار ہے

[illegible]

چون حضرت حقتعالیٰ کسی را از بندگان خاص خود برای
دعوت خلق بسوی حق مبعوث فرماید الخ وقال النیسا
بوری تحت آیۃ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ قال
بعض العقلاء ان الارواح متساویۃ فی تمام الماہیۃ
فحصول النبوۃ للبعض دون البعض منۃ من
اللہ تعالیٰ وقال الآخرون انہا لا تتساوی فی تمام
الماہیۃ بل النفوس مختلفۃ فی الجواہر والماہیۃ
فبعضہا خیرۃ من العلائق الجسمانیۃ طاہرۃ
فی مشرقۃ بالانوار الالٰہیۃ ذی القدرۃ والتاثیر
وبعضہا خبیثۃ مکدرۃ منہمکۃ فی اللذات
الجسمانیۃ فما لم تکن النفس من القسم الاول لا
تستعد لقبول الوحی والرسالۃ فلہذا اختلفت
مراتب الرسل وفی الآیۃ دلالۃ علی انہ لا بد لحصول
منصب النبوۃ والرسالۃ ان یکون القلب سلیما
ولا یجوز عند العقل ان یحصل ذلک المنصب
للماکرین والحاسدین لان ہولاء یحصل لہم
المراتب علی حسب اخلاقہم واحوالہم کما قال تعالیٰ
سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب
شدید بما کانوا یمکرون انتہی مضمون التفسیر
النیسابوری وہکذا فی التفاسیر المعتبرۃ ولنا
تبصرۃ کلام بعضہم قولہ تعالیٰ واذا جاءتہم آیۃ
قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ
یعنی کفار قریش روی ان ابا جہل قال زاحمنا بنی عبد مناف

کہ جب حضرت باریتعالیٰ کسیکو اپنے خاص بندوں سے پیغمبری
کیواسطے بہیجتا ہے الخ اور تفسیر نیساپوری میں
آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے نیچے لکھا ہے کہ بعضے
علماء نے کہا ہے کہ سب ارواح اپنی ماہیت میں برابر
ہیں بعضوں کو نبوت ملنی سوا بعضوں کو خدا کا احسان
ہے اور دوسرے علماء نے کہا ہے کہ سب روح تمام ماہیت
میں برابر نہیں ہیں بلکہ جواہر اور ماہیتوں میں مختلف
ہیں سو ان میں بعضے نیک اور علائق جسمانی سے پاک ہیں انوار
الٰہی سے مشرف صاحب قدر اور تاثیر ہیں اور بعضے
ناپاک مکدر ہیں جسمانی لذتوں میں ڈوبی ہوئی۔ پس جبتک
کوئی نفس پہلے قسم سے نہو تب تک قبول وحی اور رسالت
کا مستعد نہیں ہوتا ہے۔ اسلیئے رسولوں کے مرتبے بہی
مختلف ہوتے ہیں اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ منصب
نبوت و رسالت کے حاصل ہونیکے لیئے ضرور ہے کہ دل سلیم ہو
اور عقل کے نزدیک ناروا ہے کہ یہ منصب مکاروں اور
حاسدوں کو حاصل ہو جاوے کیونکہ ایسے لوگوں کو انکے اخلاق
اور حالات کے موافق مرتبے ملتے ہیں جیسا کہ حقتعالیٰ نے فرمایا
ہے البتہ پہونچیگی گناہگاروں کو ذلت اللہ کے ہاں اور
عذاب سخت۔ یہ تفسیر نیساپوری کے مضمون کا ترجمہ ہوا اور
دوسری تفسیروں میں بہی ایسا ہی ہے۔ منقول ہوتا ہے
منقول ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور جب آتی ہے
انکو کوئی آیت کہتے ہیں ہم ہرگز نہیں مانینگے جبتک ہم بہی
جاوے جو سو نبیوں کو دیا گیا ہے۔ یعنی کفار قریش روایت ہے

[illegible]

في الشرف حتى اذا اصرنا كفر بهي برهان قالوا
منا بني يوحى اليه والله لا نرضى به الآن يأتينا
وحي كما يأتيه فنزلت الله اعلم حيث يجعل رسالته
استيناف للرد عليهم بان النبوة ليست بالنسب
والمال وانما هي بفضائل نفسانية يخص الله تعالى
بها من يشاء من عباده فيجتبي لرسالته من علم انه
يصلح لها وهو اعلم بالمكان الذي يضعها فيه انتهى
بلفظ البيضاوي وهكذا في المدارك والخازن
والكبير وغيرهما وقال في حاشية شهاب على البيضاوي
بعد تحقيق المراد لان عادته تعالى ان يبعث من
كل قوم اشرفهم واظهرهم جبلة انتهى. وقول الظاهرية
مردود لا يعبأ به لمخالفة هذه الآية والحال ان
دليلهم سيظهر مدلولهم كما مر وقال شاه ولي الله رحمه الله
في وصايا رسالة القول الجميل بوجوب الاجتناب
عن مصاحبة الظاهرية بعينه لانهم بالاخذ على
ظاهر القرآن والحديث وعدم التامل في
معناهما المراد يخالفون اذكياء الامة يضلون و
يضلون وهذا قول الظاهرية يشابه قول الكفار
في ان جملة بني ادم يماثلون في تمام الماهية كما قال
الامام الرازي تحت آية ان انتم الا بشر مثلنا
واعلم ان هذا الكلام مشتمل على ثلثة انواع
من الشبهة فالشبهة الاولى ان الاشخاص
الانسانية متساوية في تمام الماهية فيمتنع

[illegible]

شرافت میں برابر ہیں دو شرطیہ گھوڑوں کی طرح انہوں نے کہا
ہم سے پیغمبر ہو اسکی طرف وحی ہوتی ہے بخدا ہم راضی
نہونگے جبتک ہماری طرف وحی نہو جیسا کہ پیغمبر کو ہوتی ہے
تب یہ آیت اتری کہ خدا بہتر جانتا ہے جہاں رکھے اپنے
پیغام کو یہ علحدہ کلام انکے رد کو ہے کہ نبوت نسب اور
مال سے نہیں ہوتی وہ تو صرف ذاتی فضیلتوں سے
ملتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے خاص
کرتا ہے پس اپنی رسالت کیواسطے اختیار کرتا ہے جسکو
اسکے لائق جانتا ہے اور خدا بہتر جانتا ہے اس مکان کو
جسمیں پیغمبری رکھتا ہے یہ بیضاوی کی عبارت کا
ترجمہ ہے اور مدارک و خازن و غیرہما میں بھی ایسا
ہی لکھا ہے اور بیضاوی کی حاشیہ شہاب میں اس سب
تحقیق کے بعد لکھا ہے کہ حقتعالیٰ کی عادت ہے کہ ہر قوم سے
بزرگتر اور جبلی پاکتر کو رسول بناتا ہے اور ظاہریہ کا قول
مردود ہے اس آیت کی مخالفت کیواسطے اور اوپر مذکور
ہوا ہے کہ انکی دلیل ہی انکے دعوے کو باطل کر رہی ہے
اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے رسالہ قول الجمیل کی وصایا میں لکھا ہے
کہ فرقہ ظاہریہ کی صحبت سے بچنا واجب ہے اسلئے کہ وہ ظاہر
قرآن و حدیث پر اخذ کرکے اسکے معنے مرادی میں غور نہیں کرتے
تھے امت کے برخلاف جاتے ہیں خود بھی گمراہ ہوکر لوگوں
کو گمراہ بناتے ہیں اور یہ قول ظاہریہ کا کفار کے قول کی مانند ہے
کہ تمام بنی آدم تمام ماہیت میں مشابہ ہیں جیسا کہ امام
رازی نے آیت ان انتم الا بشر مثلنا کے نیچے لکھا ہے جان لو کہ یہ کلام تین قسم شبہوں پر [illegible]

بلغ التفاوت بين تلك الاشخاص الى هذا الحد وهو ان يكون الواحد
منهم رسولا من عند الله مطلعا على الغيب مخالطا لزمرة الملائكة والباقون
يكونون غافلين عن كل هذه الاحوال ايضا يقولون ان كنت تفارقنا في هذه
الاحوال العالية الالهية الشريفة وجب ان تفارقنا
في الاحوال الخسيسة وهي الحاجة الى الاكل و
الشرب والحدث والوقاع وهذه الشبهة هي
المراد من قولهم ان انتم الا بشر مثلنا انتهى بقدر
الحاجة فتبين من هذه التصريحات من المفسرين
والمحدثين ان الكفار كانوا يدعون مساواتهم
في تمام الماهية اي البشرية بالانبياء والحال
ان الانبياء عليهم السلام بجبلتهم وبشريتهم مخالفون
بالكفار والجواب المحكي منهم ان نحن الا بشر مثلكم
ولكن الامر لحبيبه صلى الله عليه وسلم قل انما انا بشر
مثلكم مبني على التواضع والتسليم وبيان الفرق
بينهما من بدع المكذبين والحمد لله رب العالمين
بقي زعمهم بان تواضعه صلى الله عليه وسلم بالكفار
مخالف لقوله تعالى واغلظ عليهم فالجواب انه غفلة عن
الامتياز في الاحكام المكية والمدنية وغفلة عن
السيرة النبوية وذهول عن قوله تعالى لا ينهاكم الله
عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من
دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب
المقسطين وقوله تعالى فبما رحمة من الله لنت
لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك

[illegible]

اور منعم ہے کہ یہانتک فرق ہو پہنچے کہ ایک تو انمیں خدا کیطرف سے
رسول ہو غیب پر اطلاع پانیوالا فرشتوں سے ملنے والا
اور باقی لوگ ان حالات سے غافل ہوں اور یہ بھی
انکا قول ہے کہ اگر رسول ان حالات عالی مولائی میں
ہم سے مفارق ہے تو ضروری ہے کہ احوال خسیسہ یعنی کھانا پینا
جماع وغیرہ میں بھی ہم سے جدا ہو جاوے اور یہی شبہ آیت
ان انتم الا بشر مثلنا سے انکی مراد تھی - یہ ترجمہ ہے عبارت
تفسیر کبیر کا بقدر حاجت کے - اب ان مفسرین اور
محدثین کی تصریحوں سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ کافر اپنی
برابری کا نبیوں سے تمام ماہیت یعنی بشریت میں دعوی
کرتے تھے اور دراصل حضرات انبیا علیہم السلام اپنی
جبلت اور بشریت میں کفار سے مخالف ہیں اور یہ انکا
جواب کہ ہم تمہارے جیسے بندے ہیں اور ایسا ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ کہدو میں تمہارے جیسا آدمی
ہی ہوں تواضع اور تسلیم پر بنیاد رکھتا ہے اور تواضع و تسلیم
میں فرق بیان کرنا مکذبین کی من گھڑت بات ہے رہا یہ
خام خیال مکذبین کا کہ آپکی تواضع کرنی آیت واغلظ علیہم
کے مخالف ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کو مکی اور
مدنی حکموں میں تمیز نہیں ہے اور سیرت و اخلاق نبویہ سے بھی غفلت
ہے اور اس آیت سے کہ منع نہیں کرتا تمکو اللہ ان لوگوں سے جو
تم سے دین میں نہیں لڑتے اور تمہارے گھر سے تمکو نہیں
نکالتے - کہ تم ان سے نیکی کرو اور انصاف کرو اللہ انصاف
کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے - اور نیز آیت کہ بس خدا کی رحمت

الآية وغيرهما من الآيات قال صاحب البراهين
مع الحواريين قوله ثم اثبات تلك المساوات
من قل انما انا بشر الخ حاصل اعتراض القصوري
انه صلى الله عليه وسلم كان نبيا في عالم الارواح
قبل خلق ادم نشون كالانتهاء حصل بانزال
الوحي بل ما كان مماثلا بجميع البشر من الابتداء
فاثبات المماثلة من انما انا بشر والامتياز من
يوحى الي غلط فالجواب انا نقطع النظر من ان
حصول النبوة في عالم الارواح بل نقول بالوحي
في ذلك العالم فادينا في المماثلة التي هي منطوقها
الاية يعني انما انا بشر مثلكم نص صريح في اثبات
المماثلة في البشرية ويوحى الي يشير الى مدارج
القرب وشرف الكمالات كما امن اهل الايمان
على كل واحد منهما لكن ثبت اما ستره وفضيلته
نزول الوحي عند الكفار الجاهلين من حقائق
النبوة وكمالات الحقيقة والمنكرين لهما يقول
الفقير كان الله له قد تقدم ان قوله تعالى قل
انما انا بشر مثلكم الاية ليس نصا في اثبات المماثلة
بل صدر على طريق التواضع والتسليم كما امن
اهل الايمان واثبت المماثلة الكفار وبعض الطائفة
من المسلمين الذين لا يتدبرون في القرآن المبين
وينطق على ابطال زعمهم الله اعلم حيث يجعل
رسالته فلا اعتداد لقولهم عند اهل الايقان قال

اور علی ہذا ایسی آیتوں سے یہ لوگ غافل و ذاہل ہیں جواب
تفصیلی میں ہے قولہ پھر آیت انما انا بشر کو یوحی الی سے
علیحدہ کرنا الخ حاصل اعتراض قصوری صاحب کا یہ ہے کہ آپ
عالم ارواح میں قبل از پیدائش آدم شرف نبوت حاصل
تھی۔ انزال وحی کو زمانہ سے آپ ممتاز و برگزیدہ نہیں ہوئے
بلکہ پہلے ہی مماثل جمیع بشر نہیں تھے۔ انما انا بشر سے مماثلت
ثابت کرنا غلط ہے۔ الجواب آپکی نبوت عالم ارواح میں
کیا اگر وحی بھی اسی عالم میں ہوتی تب بھی مماثلت فی البشریت
کی جو منطوق آیت ہے منافی نہیں انما انا بشر مثلکم نص
صریح مماثلت فی البشریت ہے اور یوحی الی سے مدارج
قرب و کمال کیطرف اشارہ ہے چنانچہ اہل ایمان کا ہر دو
پر ایمان ہے۔ اور کفار کو سامنے ظاہری نزول وحی
کی وجہ سے اپنی شانی اور منتہی ہونیکو ثابت کر دیا تھا کہ
وہ منکر تھے لہذا فقیر کان اللہ کہتا ہے کہ اوپر محقق ہو چکا
ہے کہ آیت قل انما انا بشر الآیۃ اثبات مماثلت میں نص
نہیں بلکہ تواضع اور تسلیم کے طور پر صادر ہوئی ہے
جیسا کہ اہل ایمان کا اس پر ایقان ہے
کفار نے اور ظاہر بین نے جنکو
قرآن میں غور کرنی نصیب نہیں مماثلت
ثابت کی ہے۔ جن کے زعم کو آیت
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ باطل
کرتی ہے۔ تو اہل یقین کے
نزدیک ان کی بات غیر معتبر ہے۔

الجواب التفصيلي قوله ثم اثبات الاخوة والمماثلة
بلفظ البشر غلط ثالث لان الاب ايضا بشر الجواب
الجواب اثبت صاحب البراهين من انما انا
بشر مثلكم المماثلة في البشرية واثبت من حديث
ثبت انا قد راينا اخواننا الاخوة ويؤيده
انما المؤمنون اخوة وايضا لما آخى صلى الله عليه
وسلم بين الاصحاب قال لعلي رضي الله انت اخي
في الدنيا والآخرة وقال لعمر رضي الله عنه يا اخي
لا تنساني في دعائك وقال ابراهيم على نبينا وعليه السلام
لسارة اختي فلا شك في انه عليه السلام وان كان
كالوالد للامة باعتبار الشفقة والرحمة كما في
حديث انا لكم مثل الوالد لولده جاز لنا ان نقول
الدنيا لكن استعمل لفظ الاخ ايضا بوجه
شركة بني ادم او الشركة في الاسلام فكونه
عليه السلام والد الامة باعتبار الاول لا ينافي
في لفظ الاخ باعتبار الثاني لا غلط فيه
نعم لا يستطيع المعترض لقصور فهمه وقلة استعداده
التطبيق بين المضامين واطلاق الالفاظ
مثله عليه السلام بنفسه بالوالد في الحديث
والحال انه لا مماثلة بين شفقته ورحمته
عليه السلام وبين شفقة من الاب بالالف
فعلى تقرير المعترض هذا الحديث ايضا
يرد هذا السوال ان المماثلة لا تقتضي المساواة

اختصار
فائدہ

جواب تفصیلی میں ہے۔ قولہ پھر بشر کے لفظ
سے برادری اور برابری کا اثبات تیسری غلطی
ہے کیونکہ بشر باپ بھی ہوتا ہے الخ الجواب مولف
براہین نے انما انا بشر مثلکم سے مماثلت بشریت میں
اور حدیث وددت انا قد راینا اخواننا الحدیث سے برادری ثابت
کی ہے۔ اور مؤید اسکی آیت انما المؤمنون اخوۃ ہے اور
نیز جب آپ نے فیما بین اصحاب کے مواخات فرمائی تھی جناب
مرتضے رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو فرمایا بھائی ہمکو اپنی دعا میں شریک کر
اور نیز حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے حضرت
سارہ کو اپنی بہن فرمایا بیشک آپ بمقتضائے حدیث
انا لکم مثل الوالد لولدہ باعتبار شفقت و رحمت کے مثل
پدر کی بلکہ پدر سے بھی بدرجہا زیادہ ہیں اگر آپکو ہم والد
کہیں روا ہے۔ مگر بنی آدم کیواسطے بوجہ شرکت ولادت
آدم ہونیکے یا شرکت اسلام کے بھائی کا لفظ بھی استعمال
فرمایا ہے پس ایک اعتبار سے آپکا مثل الوالد ہونا دوسرے اعتبار سے اطلاق
لفظ بھائی کو منافی نہیں ہے نہ اسمیں کچھ غلطی ہے۔ البتہ معترض
کی فہم کا قصور ہے کمی استعداد سے مضامین اور اطلاق الفاظ میں
تطبیق دینے سے عاجز ہے ف حدیث انا لکم مثل الوالد میں جو
اپنے آپ کو مثل والد فرمایا حالانکہ آپکی شفقت و رحمت
اور باپ کی شفقت و رحمت میں کچھ مماثلت نہیں
ہے آپکی شفقت و رحمت ہزارہا درجہ باپ سے زیادہ ہے تو
معترض کی تقریر کے موافق آنحضرت کا اپنے آپ کو والد کہنا

[illegible]

من كل الوجوه بين المشبه والمشبه به بل يكفي في
وجه الشبه نفس الشركة كما في هذا الحديث المماثلة
باعتبار نفس الشفقة والرحمة لا باعتبار مراتبها
فان قال مسلم لمصلحة دينية بمثليته عليه السلام
في امر مشترك بين الانبياء والاولياء والعوام
فلا يناسب الطعن عليه فانه ينفعك في المواضع
الكثيرة بقول الفقير كان الله له كما تقدم ان المماثلة
في الآية محمولة على التواضع كذلك سبق ان الاخوة
في الحديث ايضا محمولة على التواضع عند العلماء
الربانيين من المفسرين والمحدثين وادخال النبي
صلى الله عليه وسلم الذي هو المؤمن به في انما المؤمنون
هذيان وجنون واطلاق لفظ الاخ على سيد
اولي الالباب لبعض اقاربه من الاصحاب وان كان
صحيحا من جهة النسب لكن ما قال بسنده احد
من خواص الصحابة في محادثتهم ومحاورتهم لرسول الله
صلى الله عليه وسلم يا اخي مع كونهم اخوته عليه السلام
في النسب والمقام رعاية لوجوب تكريمه ومراعاة
للزوم تعظيمه بل نادوه بمثل يا رسول الله وبابي انت
وامي كما هو ليس بمستتر على واقف علم السير
فالاستدلال من تلك المقالات المتواضعية و
الواقعية على اطلاق لفظ الاخ والمماثلة لسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم
من هؤلاء المكذبين ليس الا التوهين عند العلماء
الراسخين الا ترى ان المولى او الملك اذا قال بحسن خلقه

کر مشبہ اور مشبہ بہ کو باہم مماثلت میں مساوات ہر کل
الوجوہ ہو بلکہ وجہ شبہ نفس شرکت کافی ہے جیسے کہ اس حدیث
میں نفس شفقت و رحمت میں مماثلت ہے مراتب شفقت و
رحمت میں مماثلت نہیں پس اگر کسی مسلم کے بیان میں
کسی امر مشترک انبیا و اولیا و عوام میں کسی مصلحت دینی
کی وجہ سے لفظ مثل کا نکل گیا۔ تو اسپر طعن بیجا ہے
اس فائدہ کو سمجھ لے بہت جگہ تجھکو نفع دیگا۔ انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ کہتا ہے اور یہ گذرا ہے کہ آیت میں مماثلت تواضع
پر محمول ہے اور نیز حدیث میں لفظ بھائی کا تواضع کے
روسے ہے جسکی سند مفسرین اور محدثین کی معتبر کتابوں
سے لکھی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مومن بہ
ہیں انکو مومنوں میں داخل کرنا ہذیان اور جنون ہے
اور آپنے جو بعض اقارب اصحاب کو بھائی فرمایا تو
یہہ ہر چند باعتبار نسب کے صحیح تھا لیکن کسی نے
بھی خواص صحابہ سے باوجودیکہ وہ آپ کی نسب میں
بھائی تھے آپ کو کبھی بھی بھائی کے لفظ سے نہیں پکارا
آپکی تعظیم اور تکریم واجب و لازم گنکر کسی نے
سے بلکہ آپ کو یا رسول اللہ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان
ہوں ایسے لفظوں سے خطاب کرتے تھے جیسا
کہ علماء دین پر یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ پس
ان الفاظ متواضعانہ اور واقعیہ کی دلیل سے
انکے مکذبین کا آپ کو برادر اور برابر بتانا توہین نہیں
تو اور کیا ہے۔ غور کرو کہ کوئی مالک یا بادشاہ اگر

لاحد من عبيده او خدامه انت اخي فهل يجوز في
مقابلته ان يدعي ذلك العبد او الخادم المساواة
والاخوة بهما وينادي به يا اخي في المحادثة و
يكتبه في المكتوب ويشتهره بالانطباع في الكتاب
كلا انه غاية سوء الادب المستحق للتعزير والتشهير
عند اولي الالباب فما ظنك في هذه المعاملة
بحبيب رب العلمين سيما في هذا الحين غلو
المنكرين وعلو المعاندين وقول خليل الرحمن على
نبينا وعليه السلام من المنان لزوجته هي اختي
في شدة الضرورة وان كان صادقا باعتبار انها
بنت عمه عليهما السلام لكن لا يصلح استنادا لاستعمال
الانام في الخواص والعوام ولا شك في ان اطلاق
الوالد عليه صلى الله عليه وسلم صحيح لاشعاره التعظيم
فلا يقاس عليه اطلاق الاخ المنبئ عن المساواة
وخلاف التكريم وجواز التشبيه لمقام العظمة
لا يقتضي جوازها في موقع خلافها والادعاء
بان قول مؤلف تقوية الايمان بمثليته عليه السلام
في امر مشارك بين الانبياء والاولياء والعوام
لمصلحة خاصة دينية لا يوجب الطعن فاحفظه
فانه ينفعك في المواضع الكثيرة كما مر على الصدد
تاييد لغير الحق الصريح وترويج لتوهين الانبياء
والاولياء لان مؤلف التقوية عد الانبياء و
الاولياء في سلسلة الالهة الباطلة للكفار

اگر اپنے کسی غلام یا خدمتگار کو بھائی کے لفظ سے پکارے
تو کیا اُس غلام اور خادم کو روا ہے کہ ان سے برادری اور
برابری کا دعوی کریں اور بات چیت اور خط و کتابت
میں ان کو بھائی کے لفظ سے پکاریں اور کتابوں میں لکھکر
چھپوادیں حاشا و کلا۔ یہہ نہایت بے ادبی ہے
جس سے وہ مستوجب سزائے سخت کے ہونگے۔ پس جب کہ ایسا
معاملہ اسوقت منکرین اور معاندین کے غلبہ میں آنحضرت
حبیب خدا علیہ الصلوۃ والثنا سے کرنا کیوں بے حد درجہ
کی بے ادبی نہو اور حضرت خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام
کا اپنی بیوی کو سخت ضرورت میں بہن کے لفظ سے یاد کرنا
گو اسوجہ سے سچ تھا کہ وہ آپکی چچازاد بہن تھی مگر
اسپر تو سند نہیں ہو سکتی کہ ہر شخص اپنی جورو کو بہن
کہدیا کرے۔ اور بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر والد
کا اطلاق تعظیم کی وجہ سے صحیح ہے تو بھائی کا لفظ جو برابری
کی دلیل ہے اسپر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور تعظیم کے
موقع میں تشبیہ کا روا ہونا خلاف تعظیم کے جواز کو
ہرگز مقتضی نہیں ہے اور یہہ ادعا کہ مولوی اسمعیل
نے کسی مصلحت دین میں اگر کسی امر مشارک انبیا
و اولیا و عوام میں مماثلت بیان کردی تو وجہ قابل
طعن نہیں ہے ناحق صریح کی تائید ہے اور انبیا و اولیا
کی توہین کو رواج دینا ہے۔ کیونکہ مولوی مذکور نے تقویۃ
الایمان میں بارہا انبیا و اولیا کو کافروں کے جھوٹے
خدا اور جن اور شریروں کے سلسلہ میں شمار کیا ہے

والجن والاشرار بمواضع متعددة وايضا قال
من يسمى محمدا او عليا لا اختيار له على شئ صفحه ۴۲
سطر ۱۱ وقال فى الصفحة ۱۶ ولیعلم يقينا ان
جميع المخلوقات اعلاهم وادناهم ذليلون
من اذل الناس عند الله اه مترجما فتاويل
صاحب البراهين مع الحواريين وغيرهم من متبعى
المولوى اسمعيل ان امثال هذه الاقوال المصلحة
دينية خاصة اى لدفع الشرك وما قال بذلتهم
نحو فى مقابلة البارى تعالى واجب الرد غير قابل
للقبول اصلا لان الله تعالى كما اثنى نفسه
لا يحصى احد ثناءه كذالك فطلبنا من القرآن
المبين انه سبحانه فى موقع رد الشرك هل اهان
احدا من الملائكة والنبيين لتشريكهم به تعالى
من الكافرين فوجدنا عين هذا الموقع ولا اهانته
ولا زجر للمقبولين كما قال عز من قائل وقالوا اتخذ
الرحمن ولدا سبحنه بل عباد مكرمون لا يسبقونه
بالقول وهم بامره يعملون فليتامل فى انه تعالى
فى خصوص مقام رد الشرك ما لام بادنى الملام
فى حق الملائكة والنبيين بل عظمهم بكمال التعظيم
وبجلهم بمنقب كريم فكيف يجوز لمؤلف التقوية
واتباعه ان يتفوهوا لعذر دفع الشرك والبدعة
بكلمات قبيحة وعبارات شنيعة فى حق المقبولين
وما هذا الا ضلال مبين عند ارباب اليقين

اور یہہ بہی اسکے صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۱ میں ہے
جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں
ہے اہ اور صفحہ ۱۶ میں ہے اور یہہ یقین جان لینا چاہیے
کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چہوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے
چمار سے بہی ذلیل ہے اہ ملخصا۔ پس صاحب براہین اور
اسکے حواریین اور دوسرے مولوی مذکور کے اتباع
کی یہہ تاویل کہ یہہ الفاظ دینی مصلحت یعنی دفع شرک
کیواسطے بولے ہیں اور خدا کے مقابلہ میں ذلیل کہنا ہے
واجب الرد اور غیر مقبول ہے۔ اسلیے کہ اللہ تعالے
نے جیسی اپنی تعریف کی ہے ویسی کسی نے نہیں
کی پس ہمنے قرآن مجید سے جب جستجو کی کہ کسی موقع
رد شرک میں بار تعالے نے بہی کسی فرشتہ یا نبی
کی توہین کرکے کافروں سے کہا ہے کہ تمہارے شریک
بنائے ہوئے ذلیل ہیں پس عین یہی موقع ملگیا اور
حقتعالے نے اپنے مقبولوں کی توہین اور توبیخ نہیں
فرمائی جیسا کہ سورہ انبیاء کے دوسرے رکوع میں
ہے کہ کافروں نے کہا کہ خدا نے اولاد بنائی خدا
پاک ہے بلکہ وہ تعظیم کیے ہوئے بندے ہیں خدا کی بات
پر اپنی بات نہیں بڑہاتے اور اسکے حکم پر عمل کرتے ہیں اہ
غور کرو کہ اس عین رد شرک کے موقع میں بہی خدا نے فرشتوں
اور نبیوں کو ادنے ملامت بہی نہیں کی بلکہ انکی تعظیم
وتکریم ہی فرمائی ہے پس تقویۃ الایمان والوں کو کیا روا ہے کہ
کسی مصلحت کیواسطے ایسے قبیح لفظوں اور عبارتوں

قال فى الجواب التفصيلى قوله ثم التحريف فى الحديث
او تبديل الفاظه الخ خلاصته ان الفاظ الحديث
وددت انا قد رأينا اخواننا قبل التحصيل او غير
بانى قد رأيت اخوانى والجواب ان مطلب صاحب
البراهين اثبات اطلاق لفظ الاخ سواء كان
مضافا الى الواحد المتكلم او المتكلم مع الغير
وذلك المطلب من اللفظ المصحح للمعترض ايضا
حاصل وطعن التحريف لغو نشاء من عدم واقفية
اصول الحديث لان جميع العلماء اجاز رواية
الحديث بالمعنى ما التزم احد رواية الحديث بالالفاظ
النبوية بانها ضرورية والا فطعن التحريف على
صاحب الهداية وغيره من الفقهاء وارد لروايتهم
الحديث بالمعنى كما يظهر من مطالعة التخريج الزيلعى
وغيره نعم حفاظة الفاظ القرآن ضرورية ما اجاز
احد تبديل الفاظ القرآن كما فعل المعترض فى
بيان السوال الاول فى الصفحة الاولى فى كتابه آية
عبارة الرسالة الانوار الساطعة ومن احسن من الله
حديثا والحال ان الفاظ الاية ومن اصدق من
الله حديثا فحرف المعترض الفاظ القرآن وهو حرام
قطعا وتصدى [illegible] من حفر بيرا لاخيه فقد
وقع فيه بقول الفقير كان الله له مراده عاء نقل اية
من اصدق من الله حديثا بلفظ ومن احسن بهتانا
عظيم كما لاحظت السقولة [illegible] حضرتمن

جواب تفصیلی میں ہے قولہ پہر انیا زعمی مطلب حاصل
کرنے کیواسطے الخ یہہ چوتہی غلطی ہے۔ خلاصہ اس
اعتراض کا یہہ ہے کہ الفاظ حدیث متکلم مع الغیر کو
واحد متکلم یا متکلم مع الغیر کیطرف مضاف ہو باقی ہے
تحریف کا طعن سو یہہ لغو اور عدم واقفیت اصول
حدیث سے ناشی ہے۔ روایت حدیث بالمعنے کو سب
نے جائز رکہا کسی نے التزام الفاظ بعینہ نبوی کو ضروری
نہیں سمجہا ورنہ صاحب ہدایہ وغیرہ فقہا پر طعن تحریف
وارد ہوگا جو روایت بالمعنے کرتے چلے آئے ہیں جیسا
کہ تخریج زیلعی وغیرہ دیکہنے والے پر بخوبی روشن ہے
البتہ قرآن شریف میں بعینہ الفاظ کی حفاظت ضروری
ہے کسی نے آج تک آیت کی تبدیل کو جائز نہیں کہا
آپنے سوال اول کو بیان میں صفحہ ایک میں فرمایا کہ
برخلاف آیت وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا کے کوئی ایسا
کہہ رہا ہے انتہی ملفظہ حالانکہ آیت کے الفاظ یہہ ہیں
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ اب دیکہیے
آپنے تحریف قرآن کو جو قطعی حرام ہے کار
فرمایا۔ مضمون حدیث جو بہائی کے واسطے
کنواں کہودتا ہے خود اسمیں گرتا ہے رہت آیا
انتہی ملفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ آیت و
مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ
قِیْلًا نقل کرنے کا جو ادعا کیا ہے۔ محض بہتان
ہی جیسا کہ فقیر نے مجلس مناظرہ میں ادراق سوالات

فی مجلس المناظرة واوراق السوالات موجودة
من شاء فلینظر فی اصل المسودة والجواب عن
تبدیل ضمیر المتکلم مع الغیر بالواحد المتکلم فی الحدیث
بانہ روایۃ بالمعنی وجائز عند جمیع العلماء غلط
محض بوجہین اما الوجہ الاول لانہ من قطع
النظر من الاختلاف المذکور فی کتب اصول
الحدیث فی مسئلۃ الروایۃ بالمعنی لا یجوز تبدیل
الجمع بالواحد لان الروایۃ بالمعنی انما یجوز عند
الجمہور اذا جزم بانہ ادی المعنی کما صرح بہ الامام
النووی فی مقدمۃ شرح الصحیح لمسلم وقال المحدث
الدھلوی فی مقدمۃ شرحہ للمشکوۃ لئلا یخطی
بزیادۃ ونقصان انتہی ولا خفاء فی ان مراد الحدیث
انا واصحابی قد رأینا اخواننا کما صرح بہ المحدث
الدھلوی فی ترجمۃ المشکوۃ فلما ابدلت الفاظ
الحدیث من الجمع الی المفرد لغرض اثبات الاخوة
بہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط کما ھو مزعوم صاحب البراھین
وقع النقصان فی المعنی فلا یجوز اصلاً واما الوجہ
الثانی فہو ان جواز الروایۃ بمعنی الحدیث انما ھو
فی سماع الحدیث من اللسان واما فی حدیث الکتاب
فلا یجوز قطعاً قال الامام النووی بعد ذکر مسئلۃ
جواز الروایۃ بالمعنی ثم ھذا فی الذی یسمعہ فی
غیر المصنفات اما المصنفات فلا یجوز تغییرھا
وان کان بالمعنی انتہی بلفظہ وقال فی الفیۃ العراقی

سبکو دکھلا دئے تہے۔ اور اب تک موجود ہیں
جو چاہے اس منقول عنہ کو دیکھ لے اور ضمیر متکلم
مع الغیر کو واحد متکلم سے بدلنے کا یہ جواب کہ
روایت بالمعنے سب علما کے نزدیک جائز ہے
محض غلط ہے دو وجہہ سے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ
مسئلہ روایت بالمعنے میں جو اختلاف کتب اصول
حدیث میں درج ہے اگر اس سے قطع نظر کیجاوے
تاہم جمع کو واحد سے بدلنا ناروا ہے۔ اسلیئے کہ
روایت بالمعنے جمہور کے نزدیک تب ہی روا ہے جب
یقیناً معنے ادا ہو جائیں جیسا کہ امام نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم میں تصریح کی ہے اور محدث دہلوی
نے بھی شرح مشکوۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ زیادت
اور نقصان سے خطا نہو اہ۔ اب ظاہر ہے کہ حدیث کی
مراد یہ تھی کہ میں اور میرے صحابہ اپنے بہائیوں کو دیکھیں جیسا
کہ ترجمہ مشکوۃ میں اسپر تصریح ہے پس جمع کو مفرد سے
بدلنے میں اس غرض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی ہی برادری ثابت ہو معنے میں نقصان پڑ گیا تو
یہ بالکل ناروا ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ روایت
بالمعنے کا جواز حدیث میں ہے جو زبانی سنی گئی
ہو اور کتاب کی حدیث میں بالکل ناروا ہے
امام نووی مسئلہ جواز روایت بالمعنے میں لکہتے ہیں کہ حدیث
سماعی غیر کتاب میں جائز ہے۔ لیکن حدیث کتاب
میں تغییر ہرگز ناروا ہے ہر چند بالمعنے ہو یہ ترجمہ ہے

[illegible]

ـہ والشیخ فی التصنیف قطعاً وتحظر انتہی
فلا شک ان ھذا التغییر تحریف للحدیث لاثبات
الغرض الفاسد وترویج السلعۃ الکاسدۃ والعیاذ
باللہ تعالی وبقیۃ الاعتراض الثالث ھذا بقی
ان مولف الانوار کتب فی موضع فی حق شیخہ انی
ایضاً لا تمیذہ فعلی ھذا اللفظ قال صاحب البراھین
فی الصفحۃ الاحدی والخمسین وان ھذا اللفظ الشقاق
فی الحدیث من قال للاب قریب وھو عاق فھذا الکلام
فی حق الاستاذ والمرشد غایۃ خلاف الادب انتہی
فاعتبروا یا اولی الابصار فی الافتاء فی الجانب المقابل
بالعقوق بلفظ التلاق فی حق الشیخ بدلیل اطلاق
القریب فی حق الاب فادعائہم بمساواۃ جمیع بنی
آدم فی البشریۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم واثبات
اخوتہ علیہ السلام لانفسہم واشتہارھا بتحریر
الفتوے والانطباع فی الرسائل والاخبار والطعن
علی منکرھا باشد الانکار کمال سوء الادب وغایۃ
العقوق ثم ان سلمنا بفرض المحال ان ایۃ قل انما
انا بشر مثلکم وحدیث الاخوة محمولان علی الحقیقۃ
فھو امتثال الحکم الالٰھی لکن لا یثبت من القران و
الحدیث الامر للمؤمنین بان یدعوا المساواۃ والاخوۃ
بل یثبت الامر علی خلافہ من رعایۃ غایۃ التعظیم ونھایۃ
الادب والتکریم قال تعالی وتعزروہ وتوقروہ
وادنی سوء الادب بہ علیہ السلام سبب حبط الاعمال

کہ تصنیف میں روایت بالمعنے باتفاق منع ہے اہ
پس اسمیں شک نہیں کہ یہ بدلنا تحریف حدیث کی ہے
غرض فاسد سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے اب بقیہ تیسرے
اعتراض کا یہ ہے رہا یہ کہ صاحب انوار ساطعہ نے
ایک جگہہ اپنے مرشد کے حقمیں لکھا تہا۔ کہ ہم بھی انکے
چیلے ہیں۔ اسپر براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ یہ
لفظ ناسعادتمندیکا ہے حدیث میں ہے جسنے اپنے
باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے۔ پس استاذ و مرشد کی
نسبت ایسی کلام کسدرجہ میں شمار ہوگی انتہے بلفظہ
اسجگہہ غور کرو کہ طرف مقابل کیواسطے صرف چیلے
کے لفظ سے ناسعادتمند لکھہ دیا۔ اور باپ کو قریب کہنے
سے عاق کا فتوے جاری کر دیا تو اپنے حقمیں فرد انسوں
کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے برادری اور
بشریت میں برابری کا جملہ بنی آدم کے ساتھ فتوی
جاری کرکے اسکو رسالوں اور اخباروں اور اشتہاروں
میں شائع کرنا اور اسپر طعن کو قرآن وحدیث کا
طعن بیان کرنا کسدرجہ کا عقوق اور بے ادبی ہے
پہر اگر بفرض محال تسلیم کرلیں کہ قل انما انا بشر مثلکم
اور حدیث اخوت حقیقت پر محمول ہے تو وہ
حکم الہی کی فرمانبرداری ہے۔ لیکن یہ قرآن وحدیث
سے کب اجازت ہے کہ ہست کو لوگ برابری اور برادری
کا دعوی کریں بلکہ برخلاف اسکے نہایت تعظیم اور تکریم
کا حکم ہے چنانچہ آیت وتعزروہ وتوقروہ میں ارشاد

كما قال عز من قائل لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت
النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان
تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون وقوله تعالى لا
تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا
الاية فهذه الاحكام جميع الخواص والعوام سيما
الاصحاب الكرام مع كونهم اقرانه واهل قرابته
عليه الصلوة والسلام يخاطبون بابي انت و
امي وما ادعى احد من اهل الاسلام بالمساواة
في البشرية والاخوة معه صلى الله عليه وسلم خوفا
من حبط الاعمال لكن المولوي اسمعيل ادعى ذلك و
اصر معا ونوه في اثبات ما هنالك فما رعوا حق
رعاية ادبه وتعظيمه صلى الله عليه وسلم فنعوذ بالله
منهما تم الاعتراض الثالث قال في الجواب التفصيلي
قوله يعني ان مولف الانوار كتب في حق شيخه الحاج
امداد الله سلمه الله باني ايضا الا نبيه الخ الجواب
المماثلة في نفس البشرية والاخوة الايمانية ثابتة
بنص القران وتعبير كل المنصوص بالقران بزعمه
انه سوء ادب غير مقبول عند اهل الايمان فنتيجه
ان المماثلة في البشرية والاخوة الايمانية تعبيرهما
بسوء الادب غير مقبول ثبت ثبوت الصغرى
مفصلا والكبرى بديهي ومجمع عليه عند جميع
اهل العلم يقول الفقير كان الله له قد تحقق سابقا
ان المماثلة في البشرية والاخوة الثابتين من الاية الحديث

جیسا کہ فرمایا ہے اپنی آواز نبی کی آواز پر اونچی نکرو اور
جیسے آپس میں باتیں کرتے ہو ویسے نبی سے باتیں
نکرو اس سے تمہارے عمل ضائع ہو جائینگے اور
تم بے خبر رہو گے۔ پھر قرآن کا فرمان ہے کہ رسول
کو ایسا نہ بلاؤ جیسا آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے
ہو اسلیے تمام خاص و عام خصوص صحابہ کرام جو
ہمعصر اور قراتبی تھے۔ نہایت تعظیم سے اپنے
ماباپ کو قربان کرکے خطاب کرتے تھے اور کسی نے
بھی مسلمانوں سے ایسا دعوے نہیں کیا ہم کہ آپکے
برادر و برابر ہیں تاکہ عمل ضائع نہو جائیں۔ مگر مولوی اسمعیل
نے ایسا لکھدیا اور اسکے مددگاروں نے اسپر اصرار
کیا اور رسول مقبول کا ادب و تعظیم کو جواب صاف دیا
یہاں تیسرا اعتراض تمام ہوا۔ جواب تفصیلی میں ہے
قولہ یہ کہ صاحب انوار ساطعہ نے اپنے مرشد حضرت
حاجی امداد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ لفظ
لکھا کہ ہم بھی انکے بھائی تھے الخ تو جواب اسکا
یہ ہے کہ نفس بشریت میں مماثلت اور اخوت ایمانی منصوص
قرآنی ہے اور منصوص قرآن کو اپنے خیال سے بے ادبی
کہنا ایماندار و نکے نزدیک غیر مقبول ہے نفس مماثلت
فی البشریۃ اور اخوت ایمانی کو بے ادبی کہنا غیر مقبول
ہے صغری کا ثبوت سابق عبارات سے بالتفصیل
ہوگیا ہے کبری بدیہی اور مجمع علیہ جمیع اہل علم ہے۔ انتہی
بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے اوپر محقق ہو چکا ہے کہ ثابت

محمولتان على التواضع عند اكابر المفسرين و
المحدثين وحملهما على الحقيقة لا يجوز قطعا عند
المومنين فلا نعيدا ولا نعيد ترتيب مقدمات
المكذبين وثبت عقوق هولاء باقرارهم والحمد لله
رب العلمين قال صاحب البراهين مع الحورابين
قوله ثم ان سلمنا بفرض المحال ان اية قل انما انا بشر
مثلكم الخ الجواب اية انما انا بشر مثلكم محمولة
على المعنى الحقيقي وارادة المعنى المجازي بلا قرينة
صارفة ليست بضروري فلا حاجة بقوله بفرض
المحال والمراد من الحديث اثبات الاخوة الايمانية
باليقين واثبت المولوي اسمعيل الاخوة الايمانية
من القران واظهر لوجه اختلاف مدارج الايمان
الصغر والكبر وهذا المحض مصلحة دينية وهي
ان مبتدعي زمانه لما تجاوزوا عن الحد وبالغوا
في تعظيمه عليه السلام حتى اشركوه في تعظيم البارى
سبحانه وكان في ذلك مظنة ابتلاء العوام في الشرك
كما ابتلى اليهود والنصارى في هذه البلاء فمحض
لرفع هذه الفتنة لا لغرض التوهين قال يا مثال
هذه الاقوال التي لا تنافي النصوص الشرعية نعم من
يقول هذه الكلمات لغرض سوء الادب كما تقول
الكفار فهو قابل المواخذة وتعد غير جائز لكن اطلاق
هذه الكلمات بانها سوء ادب مطلقا صريح مخالفة
القران يقول الفقير كان الله له قد تقرر غير مرة بان الاية

اکابر مفسرین و محدثین کی تصریح سے تواضع پر محمول
ہے۔ اسکو حقیقت پہ محمول کرنا ایمانداروں کے نزدیک
غیر مقبول ہے پس مکذبین کا جعلی صغرے و کبرے
و نتیجہ غیر معتبر ہو گیا۔ اور انکے اقرار سے انکا عقوق ثابت
ہو گیا۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ پھر اگر بفرض محال
تسلیم کرلیں الخ الجواب آیت انما انا بشر مثلکم اپنے
حقیقی معنے پر محمول ہے۔ بلا قرینہ صارفہ کیا ضرورت
ہے کہ معنے مجازی لے لیں بفرض محال کہنے کی کیا
ضرورت ہے۔ حدیث میں اخوت ایمانی یقیناً مراد ہے
مولوی اسمعیل نے بھی جمیع مومنین میں بحکم نص
قرآنی اخوت ایمانی ثابت کی اور بوجہ اختلاف
مدارج ایمان بڑائی چھٹائی کو ظاہر کر دیا محض
انما المومنون اخوة ۱۲
ایک دینی مصلحت کی وجہ سے وہ یہ کہ جب اس
زمانہ کے مبتدعین نے آپ کی مدح میں حد سے بڑھکر
خداوند تعالیٰ سے شریک کر دیا جس سے عوام کو شرک
میں مبتلا ہونیکا اندیشہ تھا جیساکہ یہود و نصاریٰ
اس بلا میں مبتلا ہوئے تو ضرور اس فتنہ کو رفع کی
غرض سے نہ بغرض توہین اس قسم کے کلمات جو نصوص شرعیہ
کے بھی منافی تھے لکھے۔ ہاں اگر کوئی ایسے کلمات بے
ادبی کی غرض سے زبان سے نکالے۔ جیسا کفار کہتے
تھے البتہ وہ قابل مواخذہ ہوگا اور ناجائز سمجھا
جائیگا۔ لیکن مطلق اطلاق ایسے کلمات کو بے ادبی
اور توہین سمجھنا صریح مخالفت کلام الہی ہے انتہی بلفظہ

والحدیث لا یراد منهما المعنی الحقیقی بدلالة القرآن
وتصریح المفسرین والمحدثین وادعاء المساواة
فی البشریة انما صدرت من الکافرین دون المؤمنین
وهذیانات صاحب تقویة الایمان توهین
بالیقین ولا یعذر لرعایة مصلحة دینیة مزعومة
لمخالفته بیان الکتاب المبین کما قال تعالی وقالوا
اتخذ الرحمن ولدا سبحنه بل عباد مکرمون لا یسبقونه
بالقول وهم بامره یعملون فلم لم یؤاخذ الله تعالی
بفعل المشرکین علی الملائکة والنبیین فکیف یجوز
للعلماء ان یتفوهوا بزعم رفع الشرک والبدعة
بکلمات قبیحة وعبارات شنیعة التی یقولها المکذبون
انه یقولها الکفرون والحال انهم قد نشروا البدعات
وخالفوا اهل السنة فی الاعتقادیات کمسئلة
امکان کذب خالق البریات وغیرها من الهذیانات
التی قد مرت بعضها وسیجیء ذکر بعض الهفوات
والکلمات الدالة علی استخفاف الانبیاء والملائکة علیهم السلام
لا یعذر قائلها بخلاف المراد کما حقق فی موضعه
وسیذکر علی قدر الضرورة عنقریب فالواجب
کل الواجب اتباع اهل السنة اصولا وفروعا
واجتناب ما یطیل السنة الکفار علی الدین المتین
خصوصا فی هذا الحین غلبة الکافرین لشامة
اعمال المسلمین ورعایة مصلحة الوقت من مهمات
الدین عند علماء الراسخین والله هو الهادی و

کہ قرآن مجید کی دلالت اور مفسرین و محدثین کی صراحت
سے آیت مماثلت و حدیث اخوت سے حقیقی معنے مراد
نہیں ہو سکتے اور نبیوں سے برابری کا دعوے کافروں
نے ہی کیا ہے۔ نہ مومنوں نے اور مولوی اسمعیل کی
ہذیانات یقیناً توہین ہے اور مصلحت دینی کی رعایت
کا عذر قرآن مجید کے برخلاف ہے کہ آیت وقالوا اتخذ الرحمن
ولدا الآیۃ میں جب خود حق تعالی نے مشرکوں کو شرک سے نہ روکا
اور نبیوں کو کیسقدر سخت لفظ سے یاد فرمایا تو علما کو
کب جائز ہے کہ اپنی زعمی رفع شرک و بدعت کیواسطے ایسی
کلمات ناشائستہ بکواس کریں جنکو جواب تفصیلی والا یہی ال
رہے ہیں کہ کافروں کے مقولے تھے اور حال یہ ہے
کہ ان لوگوں نے بدعتیں نکالیں اور مسائل اعتقادیہ
میں اہلسنت کے برخلاف ہو گئے جیسا کہ مسئلہ امکان کذب
اصدق الصادقین وغیرہ ہذیانات جنمیں سے بعض مذکور
ہوئی ہیں اور بعض کا ذکر آتا ہے اور ایسے الفاظ جو
انبیا و ملائکہ علیہم السلام کی استخفاف پر دلالت کریں کا
قائل معذور متصور نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اپنے محل پر محقق ہے
اور بقدر ضرورت عنقریب مذکور ہوگا۔ پس نہایت واجب
ہے کہ اصول و فروع میں اہلسنت کا اتباع کیا جاوے
اور ایسے الفاظ سے جنسے کافروں کی دین حق پر زبان درازی
ہو اجتناب لازم ہے خصوصا اس زمانہ غلبہ کفار میں
کہ شامت اعمال مسلمین کا فرکرونت ہے اور مصلحت
وقت کی رعایت علماء راسخین کے نزدیک مہمات دین

والموفق والمعین قد تم اثبات الاعتراض الثالث و
اشرع بیان الاعتراض الرابع مترجما قال مؤلف الانوار
الساطعة اعطی ملک الموت علی نبینا وعلیه السلام
علما وسیعا وکذلک ابلیس اللعین فما الاستبعاد
فی توجهه صلی الله علیه وسلم الی الارض مع کونه فی
اعلی علیین ونقل تایید ذلک من شرح المواهب
اللدنیة هذه الابیات التی انشدها بعض الاکابر
شعر کالشمس فی وسط السماء ونورها یغشی
البلاد مشارقا ومغاربا کالبدر من حیث
التفت رایته یهدی الی عینیک نورا ثاقبا
الخ فاجاب صاحب البراهین فی صفحة ۴۶ و ۴۷
بان حصول سعة العلم لملک الموت والشیطان
علم حالهما بالمشاهدة والنصوص القطعیة
فاثبات مثل ذلک العلم او زائدا منه فی الفاضل
بالقیاس علی المفضول لا یعقل من ذی علم بوجهین
الاول ان المسائل الاعتقادیة لیست بقیاسیة
ثابتة بالقیاس بل قطعیة تثبت بالقطعیات
من النصوص (الی قوله) والثانی ان الثابت
بالقرآن والحدیث خلافه قال علیه السلام والله
ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث و
روی المحدث الدهلوی انی لا اعلم ما وراء الجدار
وقد ذکرت مسئلة النکاح من البحر وغیره
(الی قوله) فبمشاهدة حال الشیطان وملک الموت

وہ معین ہے تیسرے اعتراض کا جواب الجواب پورا ہوا
اب چوتھا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ انوار ساطعہ میں
ملک الموت علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور شیطان کے
وسعت علم کو بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باوصف
اعلی علیین میں ہونیکے زمین کیطرف متوجہ
ہونے کے استبعاد کو دور کیا ہے اور شرح مواہب
لدنیہ سے اسکی تایید میں بعضے اکابر اہلسنت کے یہ
شعر نقل کیئے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا حال آفتاب کیطرح ہے کہ جو درمیان آسمان کے ہے
اور اسکے نور نے مشرق و مغرب گھیر لیا ہے اور
مثل چاند کی کہ جسطرف سے تم اسکو دیکھو گے وہ تمہاری
آنکھوں کو روشن کردیگا الخ تو اسکا جواب براہین کے
صفحہ ۴۶ و ۴۷ میں یوں لکھا ہے کہ ملک الموت اور
شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اسکا حال مشاہدہ
اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اسپر کسی افضل کو
قیاس کر کے اسمیں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت
کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں ہے۔ اول تو عقائد کے مسائل
قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں
قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں الی قولہ
دوسرے قرآن و حدیث سے اسکے خلاف ثابت ہی
خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں بخدا میں نہیں جانتا
مجھسے اور تمسے کیا ہوگا آخر حدیث تک اور شیخ عبد الحق روایت
کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح

اثبات العلم المحیط بالارض لفخر العالم علی خلاف النصوص القطعیۃ بالقیاس الفاسد بلا دلیل شرك صریح لیس فیہ حصۃ من الایمان لان وسعۃ علم الشیطان وملك الموت تثبت بالنص ووسعۃ علم فخر العالم لا تثبت بالنص الخ فاعترض الفقیر القصور نسیہ کان اللہ لہ علی ذلك بان نکیر صاحب البراھین عن وسعۃ علم اعلم المخلوقات علیہ الصلوٰۃ والتحیات وجعل علمہ علیہ السلام اقل من علم الشیطان فیہ توھین مبین وما استدل بحدیث واللہ ما ادری فھذا الحدیث مثل ایۃ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم الایۃ التی یستدل بہا الوھابیون علی عدم علمہ علیہ السلام منسوخ عند طائفۃ من العلماء بایۃ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وغیرھا من الایات کما فی تفسیر معالم التنزیل والکبیر وابی السعود والحسینی وشروح المشکوۃ ومجمع البحار وغیرہ محمول علی عموم عند جمیع علماء اھل السنۃ فالاستدلال بمثل ھذا الدلیل علی قلۃ علم عالم علوم الاولین والاٰخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العلمین لا یصلح من عاقل ذی علم غیر مؤلف تقویۃ الایمان وصاحب البراھین واما مسئلۃ تکفیر الناکح بشھادۃ اللہ ورسولہ بسبب استناد علم الغیب بہ صلی اللہ علیہ وسلم کما نقلہ صاحب البراھین

علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کی بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے الخ اسپر فقیر کان اللہ لہ کا یہہ اعتراض ہے کہ سرور کائنات اعلم مخلوقات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وسعت علم کا جو انکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپکے علم کو کم لکھدیا ہے یہہ نہایت درجہ کی توہین ہے دلیل جو حدیث واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم لکھی ہے (بخدا میں نہیں جانتا کہ) تو یہہ حدیث مثل آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کے (مجھکو نہیں معلوم کہ ہمارے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا) جو یہہ بھی آپ کی کم علمی پر وہابیوں کی دلیل ہے۔ اکثر علما کے نزدیک منسوخ ہے آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر وغیرہ آیات (تاکہ بخشدے تمکو خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ) سے جیسا کہ تفسیر کبیر وابو السعود وحسینی وشروح مشکوٰۃ ومجمع البحار وغیرہ سے ثابت ہی اور تمام علماء اہلسنت کے نزدیک اپنے عموم پر ہرگز محمول نہیں تو ایسی دلیل سے عالم علوم الاولین والآخرین کی قلت علم پر استدلال کرنی کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ سوا تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کے مؤلف کے اور مسئلہ تکفیر ناکح بشہادۃ خدا اور رسول بسبب اسناد علم غیب بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو منکر نے

من البحر وغیرہ وان کان الکلام فیہا وسیعا لکن یکفی ھہنا فی جوابھا ان صاحب رد المحتار والسید احمد الطحطاوی وغیرھما صرحوا نقلا عن التتارخانیۃ والملتقط وفتاوی الحجۃ وغیرھا ان روایۃ التکفیر ضعیفۃ غیر صحیحۃ لان الاشیاء یعرض علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعرف بعض الغیب باعلامہ منہ بدلیل ایۃ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الایۃ بل الاطلاع علی بعض الغیوب من کرامات الاولیاء ھذہ خلاصۃ ما فی الرد والطحطاوی وھکذا فی المجموعۃ الخانی وغیرھا فالاستدلال بھذہ الروایۃ علی قلۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم وتکفیر اھل الاسلام لا یعقل من متدین ذی علم سوی متبعی تقویۃ الایمان ولا یخفی ان علم الغیب المخصوص بہ تعالی ھو العلم الذاتی الاستقلالی وعلی ھذا المعنی تحمل الایات التی نص فیہا بانہ لا یعلم الغیب الا اللہ والاطلاع والاستیلاء علی بعض غیبہ تعالی باعلامہ سبحانہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت بحکم الایات البینات کقولہ تعالی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء وقولہ تعالی وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما وقولہ تعالی ذلك من انباء الغیب نوحیہ الیك وقولہ تعالی عالم الغیب فلا

بحرالرائق وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ ہر چند اسمیں بہت کلام ہے۔ مگر اسجگہہ اتنا ہی جواب کافی ہے کہ رد المحتار علی الدر المختار اور حاشیہ طحطاوی وغیرہما میں بسند فتاوے تاتارخانیہ وفتاوے حجۃ وملتقط وغیرہا کی تصریح ہے کہ یہہ روایت تکفیر کی غیر صحیح ہی کیونکہ آپ پر اشیا عرض ہوتی ہیں اور آپ باعلام الٰہی بعض غیب جانتے ہیں بدلیل آیت کے کہ خدا غیب دان ہی اپنے غیب پر کسیکو مطلع نہیں کرتا مگر رسول پسندیدہ کو بلکہ بعض غیب پر اطلاع اولیا کی کرامات میں داخل ہے۔ یہہ ترجمہ ہے رد المحتار وغیرہ کی عبارت کا اور مجموعہ خانی وغیرہ بہت سی فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں یہی درج ہی کہ روایت تکفیر غیر صحیح ہے پس غیر صحیح روایت سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قلت علم پر استدلال کرنی اور اہل اسلام کی تکفیر پر کمر باندہنی سوا متبعان تقویۃ الایمان کے کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں اور پوشیدہ نہ ہے کہ علم غیب مخصوص بذات پاک پروردگار وہ علم ذاتی استقلالی ہے اور یہی معنے ہیں ان آیات قرآنی کی جنمیں نص ہی کہ سوا خدا کے کوئی غیب نہیں جانتا اور باعلام واطلاع علام الغیوب بعض غیب خاص پر اطلاع اور استیلا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سی آیات بینات سے ثابت ہے۔ جیسا کہ خدا تم سب کو غیب پر مطلع نہیں کرتا ولیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسکو چاہتا ہے اور تعلیم کیا تجھکو جو تو نہیں جانتا تھا اور یہہ جانا

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
الاٰية والدلائل القطعية الدالة على وسعة علمه
صلى الله عليه وسلم منها اٰية فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ
اَوْحٰى على ما في التفاسير المعتبرة وكتب السير
وابهام اٰية وعلمك ما لم تكن تعلم الاٰية مخبر عن
كثرة الاعلام قال صاحب التفسير الحسيني ناقلًا
عن تفسير بحر الحقائق يعني اٰن علم ما كان وما يكون
ست كه حقتعالٰى در شب اسرى بآنحضرت صلى الله
عليه وسلم عطا فرمود وچنانچه در احاديث معراج
آمده است الخ وقال المحدث الدهلوي في مدارج
النبوة في باب المعراج قال صلى الله عليه وسلم
علم الاولين والاٰخرين واوتيت ثلثًا من العلم
الذي عهد مني على اخفائه وكتمانه لانه لا يحمله
احد والقسم الثاني اختارني الله تعالٰى فيه
باعلامه لمن يستحقه والقسم الثالث علم تبليغ
الاحكام للخواص والعوام انتهى مترجمًا قال
في وصل مدارج النبوة في بيان العقل الكامل
والعلم الشامل له صلى الله عليه وسلم هركه مطالعه كند
احوال شريف او را از ابتدا تا انتها بيند كه چه تعليم
كرده است او را پروردگار وا فاضه كرده است بروى
علوم واسرار ما كان وما يكون حاصل شود او را علم
بنبوت او بے شبہ وشكوك وكان فضل الله عليك
عظيما صلى الله عليه الى حسب علمه وكماله انتهى

[illegible]

پس اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا کسیکو مگر رسول پسندیدہ کو
آخر تک آیتوں تک اب سنو دلائل قطعیہ وسعت علم
عالم علوم الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی
منجملہ اسکے آیت فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ہے اس
یعنی پیغام پہنچایا اپنے بندہ کیطرف جو پیغام پہنچایا
آیت سے وسعت علم کا ذکر تفاسیر معتبرہ اور کتب سیر
میں درج ہے اور آیت وعلمک مالم تکن تعلم میں جو
ابہام ہے وہ بھی نہایت کثرت پر اعلام ہے بحر الحقائق
کی حوالہ سے تفسیر حسینی وغیرہ میں ہے کہ وہ علم ہے ہر چیز کا
جو ہوئی تھی اور ہوگی یہ معراج کی رات میں حقتعالےٰ نے آپکو
عطا فرمایا تھا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہوا
اور شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ کے باب معراج میں
لکھتے ہیں کہ آپنے فرمایا مجھکو علم اولین وآخرین کا دیا گیا
ایک قسم وہ علم تہا کہ جسکے چھپانے کا مجھسے عہد لیا گیا کہ اسکو
کسیکو تحمل کی طاقت نہیں ہے دوسرا قسم وہ علم ہے جسمیں مجھکو
اختیار دیا گیا جسے لائق دیکھوں اسکو تعلیم کروں تیسرا
قسم علم کا ہر خاص وعام ہے کہ تبلیغ احکام کا ہے وصل حال اپنے
عقل کامل وعلم شامل آپ کے میں لکھا ہے جو کوئی آپکے
احوال شریف کو اول سے آخر تک مطالعہ کرے اور دیکھے
کہ حقتعالےٰ نے آپ کو کیا تعلیم فرمائی اور علوم واسرار ما
کان وما یکون بخشے ہیں تو اسکو آپ کی نبوت پر بے شبہ
یقین حاصل ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے اور تعلیم کیا تجھکو جو
تجھکو معلوم نہ تہا۔ اور خدا کا فضل تجھپر عظیم ہے۔ خدا کی
درود آپ اور آپ کی آل پر موافق آپکے علم وکمال کے ہو

بلفظه والاحاديث الصحيحة المثبتة لوسعة
علمه صلى الله عليه وسلم منها ما في باب بدء الخلق
للصحيح البخاري عن عمر رضي الله قال قام فينا
النبي صلى الله عليه وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق
حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم
الحديث كما في صفحة (۴۵۳) من مطبوعة المطبع
الاحمدية وكتب على الحاشية بعلامة الكرماني و
الخير الجاري قوله فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل
الخ غاية الاخبار عن دخول اهل الجنة والغرض انه
عليه السلام اخبر عن المبدء والمعاد والمعاش
جميعًا قال الطيبي دل ذلك انه صلى الله عليه وسلم
اخبر عن جميع احوال المخلوقات انتهى وقال المحدث
الدهلوي في ترجمة المشكوة تحت هذا الحديث
يعني احوال مبدء ومعاد از اول تا آخر همه را بيان كرد
انتهى بلفظه وفي الصحيحين عن حذيفة رضي الله
عنه قال لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة
ما ترك فيها شيئًا الى قيام الساعة الا ذكره علمه
من علمه
وجهله من جهله ان كنت لارى الشيء قد نسيت
فاعرف ما يعرف الرجل اذا غاب عنه فاذا رأه عرفه
وكتب على حاشية الصحيح للبخاري في صفحة (۹۷۷)
بعلامة العيني قوله ما ترك فيها شيئًا اي من الامور
المقدرة من الكائنات انتهى وفي كتاب الفتن
واشراط الساعة لصحيح مسلم عن حذيفة رضي الله عنه

اب سنو احادیث صحیحہ کا صحیح بخاری کے باب بدء الخلق
میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ
انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان
ایک ایسے مقام میں کہڑے ہوئے کہ ابتداء پیدائش
سے بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے اور دوزخیوں
کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہمکو خبردار کر دیا مطبوعہ احمدی
کے صفحہ ۴۵۳ میں دیکھو اور اسکے حاشیہ پر کرمانی اور
خیر جاری سے لکھا ہے کہ الغرض آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام
نے مبدء اور آخرت اور دنیا سب کی خبر دیدی طیبی نے کہا
کہ اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ آپنے جمیع احوال مخلوقات
کی خبر دیدی تھی یہ ترجمہ ہے عبارت حاشیہ کا دیکھو اور شیخ
محدث دہلوی اس حدیث کے نیچے ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں
یعنی احوال مبدء اور معاد اول سے آخر تک سب بیان
فرما دیا۔ اور شرحیں اور بخاری ومسلم دونوں میں بروایت حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پر ایک خطبہ پڑھا جس میں قیامت تک سب کچھ ذکر کر دیا
جسنے سیکھا سیکھا جسنے بہلایا بہلایا میں کسی چیز کو دیکھ
لیتا ہوں کہ بہول ہوئی یاد آگئی ہے جیسا کوئی غائب
ہوئی چیز کو دیکھکر پہچان لیتا ہے۔ اس حدیث کے حاشیہ
صفحہ ۹۷۷ میں شرح عینی سے لکھا ہے کہ امور مقدرہ کائنات
کے بیان میں کچھ چہوڑا۔ اور صحیح مسلم کے کتاب
الفتن واشراط الساعۃ میں انہیں حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہ قال اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما
ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ الحدیث وایضاً فی
صحیح مسلم عن عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ
حدیث خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الفجر الی
الظہر ومنہ الی العصر ومنہ الی المغرب وقال
فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا
فھذہ الآیات والاحادیث الصحیحۃ نصوص
صریحۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلع علی جمیع
احوال الموجودات والامور المقدرۃ من الکائنات
وما کان وما یکون فاخبر عنہا فلھذا اقر اکابر اھل
السنۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ماکان وما یکون
وحرروہ فی الکتب الدینیۃ کالشفاء والمواھب
اللدنیۃ وروضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ و
معارج النبوۃ وغیرھا فالآن یتامل مؤلف البراھین
ومقرظیھا فی ان علمہ صلی اللہ علیہ وسلم بما کان
وما یکون قلیل عن علم ملک الموت والشیطان
اللعین ام کثیر واللہ ھو الھادی والموفق وھذہ
الحجج الساطعۃ والدلائل القاطعۃ لو سعۃ علمہ
علیہ السلام وان کانت کافیۃ ووافیۃ لکن ازید
علیہا شیئاً لتحقیق الحق الحقیق قال العلامۃ
القسطلانی فی المواھب اللدنیۃ فی باب اخبار
الغیوب اخرج الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خبردار کر دیا
جو کچھ قیامت تک ہوگا۔ اور نیز صحیح مسلم میں
روایت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے حدیث
ہے کہ آپنے فجر سے پیچھے ظہر تک پھر عصر تک پھر
مغرب تک خطبہ پڑھا۔ پس ہمکو خبردار کر دیا پھر جو
کچھہ ہوا اور ہوگا پس ہم سے بہت حافظہ والا بہت
علم والا ہے۔ اہ اب یہ آیات واحادیث صاف بتا
رہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع موجودات
کے احوال اور امور مقدرہ کائنات اور جو ہوا اور ہوگا
سب پر مطلع تھے اور انکی خبر بھی دی اسیواسطے اکابر
اہلسنت نے مان لیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ماکان و مایکون کے عالم ہیں اور یہ مسئلہ اپنی دینی
کتابوں میں مثل شفا فی حقوق المصطفی و مواہب لدنیہ
و روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ و معارج النبوۃ وغیرہ میں
لکھدیا اب براہین قاطعہ کا مؤلف اور اسکا مقرظ ذرا تو
غور کرے کہ آپکا یہ علم ماکان و مایکون کا حضرت ملک الموت
اور شیطان کے علم سے کم ہے یا بہت خدا ہی ہادی
توفیق رفیق کرنیوالا ہے۔ ہرچند یہی دلائل قاطعہ عالم علوم اولین
والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو وسعت علم کے اثبات میں
وافی اور کافی ہیں مگر بنا بر زیادت تحقیق تھوڑا سا
اور بھی لکھدیتا ہوں علامہ قسطلانی [illegible]
مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں طبرانی نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن
فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذا ثم نقل
احادیث الصحیح لمسلم وسنن ابی داود فی آخر
الباب قال ولاشک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی
ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین انتہی
ولحدیث المشکوۃ فی الفصل الثالث من باب المساجد
ومواضع الصلوۃ حدیثاً فیہ ذکر رؤیۃ اللہ تعالی و
وضع الکف بین الکتفین ووصول البرد بین الثدیین
فقال علیہ السلام بعد ذلک فتجلی لی کل شیء وعرفت
قال المحدث الدہلوی تحت ہر پس ظاہر شد و روشن شد مرا
ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را انتہی بلفظہ وفی الفصل
الثانی من ھذا الباب من المشکوۃ حدیث سنن
الدارمی وجامع الترمذی بھذا المضمون وفیہ فعلمت
ما فی السموات والارض قال المحدث الدہلوی تحتہ
پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارتست
از حصول تمام علوم جزوی وکلی و احاطہ آں انتہی
قال صاحب مظاہر الحق یہ سبب یہ فیض قلب شریف
میں پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جان
لی میں نے ہر چیز کو آسمان اور زمین میں سے انتہی بلفظہ
قال مولانا القاری فی المرقات فعلمت ما فی السموات
والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالی مما فیہما من الملائکۃ
والاشجار وغیرھما وھو عبارۃ عن سعۃ ما علمہ اللہ
الذی فتح اللہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی

دنیا میری طرف اوٹھائی ہے پس میں اسکو دیکھہ رہا ہوں
گویا کہ میں اس اپنی ہاتھہ کی ہتھیلی کو دیکھہ رہا ہوں۔
پھر صاحب مواہب لدنیہ نے صحیح مسلم اور سنن ابوداود
کی حدیثیں نقل کرکے اخیر باب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی
نے بیشک آپ کو بارسول اللہ اس سے بھی زیادہ پر خبردار کیا ہے
اور آپکو اولین و آخرین کے علم عطا فرمائے ہیں۔ یہ ترجمہ ہے
عبارت مواہب کا اور مشکوۃ کے باب المساجد کی تیسری
فصل میں حدیث ہے جسمیں دیدار الٰہی اور دونوں شانوں میں
کف کو رکھنے اور پستانوں میں سردی کے پہونچنے کا ذکر ہے
تو اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس ظاہر ہوئی
میرے لیئے ہر شے اور میں نے پہچان لیا۔ محدث دہلوی اسکی
شرح میں لکھتے ہیں کہ مجھکو سارے علم روشن ہوئے۔ اور
سب کو میں نے پہچان لیا اہ اور اسی باب کی دوسرے
فصل مشکوۃ میں حدیث دارمی اور جامع ترمذی کی
اسی مضمون میں وارد ہے جسمیں آپنے فرمایا ہے کہ میں نے
جو کچھہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے معلوم کر لیا محدث
دہلوی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ آپکا فرمانا تمام
علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور اسکے احاطہ
سے مراد ہے۔ اہ اور مظاہر حق میں لکھا ہے کہ بسبب اس فیض
قلب شریف میں پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ جان لی میں نے ہر چیز کو آسمان اور زمین
میں سے اہ بلفظہ اور مولانا قاری مرقات میں لکھتے ہیں
کہ آپنے فرمایا پس میں نے معلوم کر لیا جو کچھہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے

فی السموات یراوہ فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والا نص من حیث الخصوص علی جمیع ما فی الارض السبع بل ما تحتہا کما ادعاہ اثباتہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخوف الموت الذین علیہما الامرون کہا ویمکن ان یراد بالسموات الجہۃ العلیہ وبالارض الجہۃ السفلی فیشتمل الجمیع لکن لا یدعی استغراق الذی ذکرناہ الا لانبیاء اطلاق الجمیع کما ہو حاشا انتہی والتقید بہ الا بالکون فی آخر حدیث حتی تجلی لحت الثری اللہ تعالی خبیر وقال عند ابن عمر کما ابن ان علم الصحابۃ مما استاثرہ اللہ تعالی بہ انتہی بلفظہ وہذا الفقیر یقول فی روایات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی علم الغیب الخمس انما یحتمل امرالشرع فیحمل ذلک التقدیر یحمل شرح حصول علم الساعۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن کان مامورا بکتمانہ کما امر علی الحصر فی الخصائص الکبری للامام العلامۃ العلامۃ جلال الدین الاسیوطی رحمہ اللہ تعالی باب ذہب بعضہم الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس ایضا وعلم وقت الساعۃ والروح وانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بکتم ذلک فالحاصل ان وسعۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم متحققۃ بدلائل قطعیۃ کثیرۃ شہیرۃ وما حررناہ کاف لجواب انکار وسعۃ العلم الناشی من مؤلف البراہین یعنی ان علم آدم علی نبینا وعلیہ السلام اکثر بل اجمع من علم ملک الموت والشیطان

جو آسمانوں میں ہے بلکہ اس سے بھی اوپر جیسا کہ قصہ معراج سے ثابت ہے اور جو کچھ ساتوں زمین میں بلکہ اسکے نیچے تک ہے جیسا کہ آپنے فرمایا فتجلی لی کل شیء یعنی ہر چیز ساری روشن ہوگئی میرے لئے اور ممکن ہے کہ آسمانوں سے اوپر کیطرف اور زمین سے نیچے کیطرف مراد ہوتا کہ ہر چیز کو شامل ہوجائے لیکن وہ قید جو ہم نے ذکر کی ہے ضروری ہے کیونکہ اطلاق سب کا غیر صحیح ہے اور قید حدیث میں بھی مذکور ہے آیت خدا علیم خبیر ہے کو نیچے اور کئی جگہ قرآن شریف میں ثابت ہے کہ قیامت کے وقت کا علم خدا کو ہے اسی سے خاص ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت مرقات کا۔ اور فقیر کاں اللہ لہ کہتا ہے کہ حسب شرع شریف ثابت ہے کہ آپ کو لوح محفوظ کا علم دیا گیا ہے تو اس قید کو اسپر حمل کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو قیامت کا علم ہوا لیکن آپ کو اسکے چھپانے کا امور تھا جیسا کہ آپ کی قسموں سے ایک علم کا چھپانا بھی مذکور ہوچکا ہے امام الائمہ جلال الدین سیوطی کی خصائص کبری میں لکھا ہے یہ باب ہے اسمیں کہ بعضے علماء کا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کو پانچ چیز کا علم دیا گیا اور وقت قیامت اور روح کا علم دیا گیا تھا آپ اسکے چھپانے پر مامور تھے الحاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے قطعی دلائل بہت سے ہیں جتنے اوپر لکھے گئے ہیں مؤلف براہین کے انکار کے جواب میں کافی ہیں۔ رہا یہ

کما نطق بہ القرآن ونقل صاحب تفسیر فتح العزیز ان علمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ بل زائد منہ وہذا الدلائل القطعیۃ تفید یقینا للمومنین لوسعۃ علم عالم علوم الاولین والآخرین فانہ اعلم المخلوقین والزائد منہ علم رب العلمین فلیتامل فی تسلیم علم ملک الموت و علیہ السلام ۱۲ الشیطان علما محیطا بالارض ولا شرک فیہ وتسلیم العلم المحیط بالارض للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شرک صریح والقائلون بہ من اہل السنۃ مشرکون فہذا الحکم المشتمل علی غایۃ توہین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم لا یحکم بہ احد من ارباب العلم والدین غیر مؤلف البراہین واللہ ہو الہادی تم الاعتراض الرابع واترجم جواب صاحب البراہین مع الحواریین مع ابطالہ وردیدہ وبہ استعین وہو نعم المولی ونعم المعین قال فی الجواب التفصیلی یعلم من طور السوال ان المعترض ما فہم مطلب صاحب البراہین والآیات والاحادیث واقوال المشائخ وائمۃ السلف الواردۃ فی اعلمیتہ علیہ السلام ما فہم معانیہ الحقیقیۃ والنصوص الصریحۃ والاحادیث النبویۃ واقاویل المشائخ و علماء السلف فی عدم علم الغیب للانبیاء والرسول الکریم علیہم السلام ما دری مصداقہا وما علم ان لا یثبت ہذا القسم من المطلب العالی الا بالدلائل القطعیۃ والتوجیہات الصحیحۃ فلہذا ناسب ان تحقق مسئلۃ اعلمیۃ الانبیاء فی العلم اولا وجواب

اور تفسیر عزیزی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اتنا بلکہ اس سے زائد لکھا ہے جسے دیندار وں کو یقین آجاتا ہے کہ آپ اعلم المخلوقات ہیں آپ سے بڑھ کر خدا کا علم ہے۔ غور کرو کہ ملک الموت اور شیطان کے علم محیط زمین کو مان لینا اور موجب شرک نجاننا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم محیط زمین کو شرک بتا کر اسکے قائل اہلسنت کو مشرک کہدینا علاوہ سخت توہین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مؤلف براہین قاطعہ کے کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں واللہ ہو الہادی۔ چوتھا اعتراض تمام ہوا۔ اب جواب الجواب صاحب براہین مع حواریین کو نقل کر کے اسکا ابطال اور تردید کرتا ہوں بعون اللہ تعالی اور وہ اچھا مولے اور معین ہے۔ جواب تفصیلی میں لکھا ہے طرز تحریر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے نہ صاحب براہین کا مطلب سمجھا ہے نہ آیات و احادیث واقوال مشائخ جنسے آپ کی اعلمیت نکلتی ہے انکے معنے سمجھے ہیں نہ نصوص صریحہ واحادیث نبویہ و اقوال علماء سلف جنسے انبیاء کے علم غیب کی نفی ہوتی ہے انکی مراد معلوم کی ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کیا کہ اس قسم کا مطلب عالی دلائل قطعیہ اور توجیہات صحیحہ سے ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ ہم مسئلہ اعلمیت انبیاء کی اول تحقیق کریں پھر توجیہات

توجیهات الرکیکة الباردة والروایات الضعیفة
التی منشاء غلط المعترض منها ثانیا وما توفیقی
الا بالله علیه توکلت والیه انیب **مقدمة** علی طریق
التمهید لا خفاء فی ان افضلیة الانبیاء والاولیاء
بالعلم وشرف ادم علی الملائکة کان بالعلم والعلم لیس
لشرافته ولا دنائته بذاته بل شرافته ودنائته من
المعلومات وهی اما واجب ای ذاته وصفاته تعالی
واما ممکن باقسامه فغایة سعی الاکابر فی تحصیل انکشاف
الذات والصفات علی حسب طاقة البشریة لانه
افضل واعلی وحصل هذا العلم الشریف لجمیع الانبیاء
علیهم السلام
ولبعض الاولیاء بحسب ایة اللّٰه یجتبی الیه من یشاء
بطریق الاجتباء المعبر به بالسیر المحبوبی والمرادی
ولا یحتاج فیه الی المجاهدة والریاضات واکثر الاولیاء
قطعوا هذا السبیل بحکم ایة ویهدی الیه من ینیب
بالمجاهدات والریاضات الشاقة ویعبر بالسیر
المحبی والمریدی کما حققه الشیخ السهروردی
فی عوارف المعارف وحضرت المجدد للالف الثانی
فی مکتوباته بمواضع متعددة والمقصد الاصلی من
هذا العلم الشریف ان الشرع المعبر بالعقائد المتعلقة
بالذات والصفات والمبداء والمعاد واعمال القلوب
والجوارح التی حصلت من الشارع علیه السلام اجمالا
تقلیدا تکون تحقیقیا بدیهیا والمجمل مفصلا کما
ثبت من المکتوب الثلاثین من کلام حضرت المجدد

رکیکہ اور روایات ضعیفہ جو معترض کی غلطی کا منشا ہیں
انکا جواب لکھیں اور خدا سے توفیق ہے اور اسی پر توکل
ہے - پس بطور تمہید اول عرض کیا جاتا ہے کہ انبیا و اولیا
کی فضیلت بوجہ علم ہے حضرت آدم کو بوجہ علم ملائکہ
پر شرف حاصل ہوا علم من ذاتہ شرافت و دنائت نہیں
بلکہ معلومات سے علم کا اعلےٰ اور ادنےٰ ہونا ثابت ہوتا ہے اور
معلومات یا واجب یعنی ذات و صفات سبحانہ یا ممکنات
باقسامہا کو یا پس غایت سعی بزرگان دین کی یہ ہے
کہ علم یعنی انکشاف ذات و صفات ہوا علےٰ و افضل
ہے حسب طاقت بشریہ حاصل فرماویں تمام انبیا علیہم
السلام اور بعض اولیا کرام کو یہ علم بحکم اللہ یجتبی الیہ من
یشاء بطور اجتبا حاصل ہوا جسکو سیر محبوبی و مرادی کہتے
ہیں اسمیں مجاہدات و ریاضات شاقہ کی ضرورت نہیں
البتہ اکثر اولیاء نے حسب آیت ویہدی الیہ من ینیب
کے مجاہدات و ریاضات شاقہ سے اس راہ کو قطع کیا
اسکو سیر محبی و مریدی کہتے ہیں اس مضمون کو تحقیق
الشیخ سہروردی نے عوارف میں اور حضرت مجدد
الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہہ ذکر فرمایا ہے
اصل مقصود اس علم شریف سے یہ ہے کہ شرایعت یعنی عقائد
متعلقہ ذات صفات و مبدا و معاد و اعمال قلوب
جوارح جو شارع علیہ السلام سے بالاجمال تقلیدا حاصل
کئے تھے تحقیقی بدیہی مفصل ہو جاویں جیسا کہ تیسویں
مکتوب حضرت مجدد اور کلام ابن عربی ...

وحضرت ابن العربی وغیرهم اذ علم من تتبع کلام
مشائخ الطریقة انه لا احتیاج فی تحصیل هذا العلم
الشریف الی کشف عالم الخلق والامور الکونیة و
لا ظهور الخوارق والتصرفات شرط له کما فی الملفوظات
المظهریة والمکتوبات المجددیة بل یحصل من الکشف
والکرامات افة العجب للبعض فطریق الطالب
الصادق الاستقامة علی الشریعة کما صرح به اکابر
الاولیاء الکبار فی کتبهم فالحاصل ان الانبیاء والاولیاء
الذین هم افضل الخلق واعلمهم لا ضرورة لنبوتهم
وولایتهم من کشف الامور الکونیة والامور الجزئیة
من عالم الخلق وقد یکون ذلک باعث ضرر فی الدین
... مؤلف الانوار الساطعة من علم مکاشفة
الامور الکونیة لحضرت ملک الموت والشیطان
اللعین وکشف الامور الکونیة لحضرت خیر البشر
بسبب اعلمیته وافضلیته جهل عظیم ثم تایید المولوی
... ترید امر الحق نشاء من قصور فهمه
لان افضلیة الانبیاء بعلم المعاملة لا بعلم المکاشفة
... هذا العلم الافضل فضل الانسان علی
... تعالی ولقد کرمنا بنی ادم والعلم المحیط
والتصرف التام والقدرة الکاملة کلها موجودة فی
حضرة الباری تعالی الا العجز فالعجز مقصود لذاته
من المخلوقات وهو المعبر بالعبودیة وهی افضل مقامات
العبد ... صلی اللّٰه علیه وسلم سبحان الذی

سے ثابت ہے - اور مشائخ طریقت کی کلام کے
تتبع سے دریافت ہوا ہے کہ اس علم شریف کو حاصل
کرنے میں کشف عالم خلق و امور کونیہ کی کچھہ حاجت نہیں
ہے اور نہ خوارق و تصرفات کا ظہور اسکے لیے شرط
ہے جیسا کہ ملفوظات مظہریہ و مکتوبات مجددیہ میں درج
ہے - بلکہ بعض کو کشف و کرامات سے آفت عجب حاصل
ہوتی ہے پس طالب صادق کا طریق استقامت شریعت
ہے جیسا کہ اولیاء کبار نے اپنی کتابوں میں ایسا لکھا ہے الحاصل
انبیا و اولیا جو افضل و اعلم خلق شمار کیے جاتے ہیں انکی
نبوت اور ولایت کیواسطے کشف امور کونیہ و جزئیہ عالم
خلق کی کچھہ ضرورت نہیں بلکہ یہہ کبھی باعث ضرر کا
دین میں ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے پس مؤلف انوار
ساطعہ نے جو حضرت ملک الموت اور شیطان لعین کے
کشف امور کونیہ سے آنحضرت کی اعلمیت اور افضلیت
کے سبب آپکو واسطے بھی کشف امور کونیہ ثابت کیا ہے
یہہ اسکی سخت جہالت ہے پھر مولوی ... نے جو اسکی
تایید اور امر حق کی تردید کی ہے یہہ قصور فہمیہ سے کی ہے
کیونکہ انبیا کی افضلیت علم معاملہ سے ہے نہ علم مکاشفہ
سے جیسا کہ اوپر گذرا ہے اور اسی بہتر علم سے انسان
ملائکہ پر فضیلت دیا گیا ہے جو آیت ولقد کرمنا بنی آدم
میں ہے اور علم محیط اور تصرف تام اور قدرت کاملہ
باریتعالے میں سب موجود ہیں مگر عجز اور یہی مخلوقات
سے مقصود لذاتہ ہے جو عبودیت ہے اور یہہ افضل مقامات عبدیت

اسرى بعبده ليلا وقدم كلمة عبده على رسوله في
حصول هذا المقام العجيب العلم الاجمالي كاف و
العلم المحيط والقدرة الكاملة ليسا الا لله تعالى كما
صرح به العلماء والاولياء وان ثبت من ظاهر اقوال
العلماء العلم المحيط او القدرة التامة للانبياء والاولياء
يجب تاويلها والا تضعف وتغلط لقوله تعالى قل
لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو
كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني
السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون فهذه
الاية كافية لاثبات مدعانا وان احتيج الى التفصيل
فالاحاديث الصحاح مؤيدة لها مثل قصة الافك
وقصة ذي اليدين في باب السهو وقصة سؤال
الطعام من الازواج المطهرات وقصة نزول اية
اذا جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا وقصة السهو عن غسل
الجنابة وقصة لو استقبلت من امري ما استدبرت
وغيرها فيثبت منها انه صلى الله عليه وسلم ما كان مطلعا
على الآلاف الامور الكونية فعقيدة كشف الامور
الكونية له عليه السلام كما اعتقد بها صاحب الانوار
ومؤيده القصوري مخالفة بالايات والاحاديث
ولا يثبت من المواهب اللدنية العلم المحيط بكل الاشياء
له صلى الله عليه وسلم بل ذكر الاطلاع على بعض الامور
الغيبية نعم ذكر بعض الروايات الضعيفة التي تفهم
بحسب الظاهر كشف جميع الامور الكونية فتاولها

جسنے اپنے بندہ کو تھوڑی سی رات میں سیر کرائی اور لفظ عبدہ
کا رسولہ پر مقدم کیا اور اس مقام عجیب کو حاصل ہونے میں
اجمالی علم ہی کافی ہے اور علم محیط اور قدرت کاملہ خدا
کیواسطے ہی حاصل ہے جیسے علما اور اولیا نے تصریح کی ہے
اور اگر اقوال علما کے ظاہر سے علم محیط اور قدرت کاملہ انبیا
کیواسطے ثابت ہو تو اسکی تاویل واجب ہے ورنہ ضعیف اور
غلط ہوگا اس آیت کے حکم سے کہ میں اپنے نفس کے نفع
اور نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو خدا چاہے اور
اگر میں غیب جانتا تو بہت نیکی حاصل کر لیتا اور مجھ
کو کوئی بدی نہ پہنچتی میں ڈرانیوالا ہی اور خوشی سنانیوالا
ہی ہوں قوم ایماندار کو پس یہی آیت ہمارے مدعا کے
اثبات کیلیئے کافی ہے اور اگر تفصیل کی حاجت ہو تو
صحیح حدیثیں اسکی موید ہیں جیسا کہ تہمت حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کا قصہ اور باب سہو میں ذی الیدین رضی اللہ عنہ
کا قصہ اور ازواج مطہرات سے کھانیکے سوال کا قصہ
اور آیت واذا جاءکم فاسق بنبا فتبینوا کے نزول کا
قصہ اور حال جنابت کے بھولنے کا قصہ اور لو استقبلت
من امری ما استدبرت وغیرہ قصے جن سے ثابت ہے کہ آپ
لاکھوں امور کونیہ پر واقف نہ تھے پس اعتقاد کشف امور
کونیہ کا آپکیلیئے جیسا کہ انوار ساطعہ کے مولف اور اسکے
موید قصوری کا ہے آیات و احادیث سے مخالف ہے
اور مواہب لدنیہ سے آپکے واسطے کل اشیا کا علم محیط ثابت
نہیں ہے بلکہ اس میں ذکر بعض امور غیبیہ کی اطلاع کا ہی البتہ

[illegible]

اولا بالعلم الاجمالي المتعلق لغرض ثبوت الاشياء
الارضية والسماوية فلا يثبت بها العلم المحيط
بحيث لا يعزب عنه مثقال ذرة وتركها ثانيا لو
عدم الصحة سيما في باب العقائد فلما ظهر من تقريرنا
السابق ان معنى اعلم المخلوقات وسعة العلم و
افضليته صلى الله عليه وسلم لا دخل فيها العلم المكاشفة
بمعنى كشف عالم الخلق اصلا فان حصل علم المكاشفة
للشيطان او لاحد غيره زائدا من الانبياء والاولياء
فلا يثبت منه افضلية الشيطان ولا اعلميته
ولا انكار وسعة علم الانبياء واعلميتهم ولا يلزم منها
توهين سيد المرسلين اصلا ومن فهم كذلك
فهو من قصور فهمه وعدم علمه بعلوم الانبياء والاولياء
انتهى ملخص مقدمة الجواب التفصيلي فالان اردنا
رد ادعاء تعالى اعلام دعوى صاحب البراهين
مع الجواب بان العلم ليس له شرافة بذاته بل الشرافة
بنسبة المعلومات فان العلم الاجمالي موجب لا علية
الانبياء ودون التفصيلي فانه مختص بالله العظيم
باطلة بجزئيها وغير مدللة بدليل كما يظهر من مطالعة
تطويل الا طائل فيه كلام مبطل لدعواه لا يخفى
على العاقل البصير ان العلم له شرافة بذاته كما ان
الجهل نقص بعينه وان كان المعلوم ايضا شريفا فهي
شرافة على شرافة ولا حاجة لنا في اثبات الدليل على
هذا المدعى لقوله وشرف آدم على الملائكة بما له بالعلم
على نبينا وعليه السلام

علم اجمالی سے جو متعلق ہے بغرض ثبوت اشیا آسمانی
یا زمینی سو پس ان سے علم محیط ایسی حیثیت سے کہ جس سے
کوئی ذرہ بھی غایب نہو ثابت نہیں ہوتا دوم
ہم ان روایات کو بوجہ عدم صحت کے ترک کرتے ہیں
خصوص باب عقائد میں جب ہماری تقریر سابق سے ظاہر
ہوگیا کہ معنے اعلم مخلوقات اور وسعت علم اور آپکی فضیلت
میں علم مکاشفہ عالم خلق کو کچھ دخل نہیں ہے پس اگر شیطان
یا کسی اور کو علم مکاشفہ انبیا و اولیا سے زائد حاصل ہو
جاوے تو اس سے شیطان کی افضلیت یا اعلمیت ثابت
نہیں ہوتی ہے اور نہ انبیا کی وسعت علم کا انکار
اور حضرت سید المرسلین کی توہین لازم آتی ہے اور
جسنے ایسا سمجھا تو اسکے قصور فہم اور انبیا و اولیا کے علوم
سے بے علمی سے ہے خلاصہ مقدمہ جواب تفصیلی کا اب
انکار حقیقتا تعالی دعوی صاحب براہین کا کرتے ہیں
براہین مع جواب میں کہ علم کو بذاتہ شرافت نہیں بلکہ
معلومات سے شرافت ہے اور علم اجمالی انبیا کا فضیلت
کا موجب ہے سوا تفصیلی کے کہ وہ خاص خدا تعالی سے ہے
جزو سے باطل ہے اور کسی ایک دلیل سے بھی مدلل نہیں جیسا
کہ اسکی تطویل بے ہودہ کو بغور مطالعہ کرنیسے ظاہر ہے آپکی
بلکہ اسکی کلام ہی اسکی دعوے کو باطل کرتی ہے دانشمند
پر پوشیدہ نہیں کہ علم کی ذات میں شرافت ہے جیسا کہ جہل
عین نقص ہے پس اگر معلوم بھی شریف ہو تو یہ علم کی
شرافت پر شرافت ہے اور اس دعوی پر ہمکو دلیل بیان کرنیکی

[illegible]

كما نقل فى عبارته نعم هذا الاقرار انكار شرافة العلم
بذاته ليس الا التناقض المبين من المكذبين لانه
لما كان باسماء الاشياء مثل البعير والفرس
والقصعة والقصيعة وغيرها اوجب شرف ادم
على نبينا وعليه السلام على الملائكة وليس لم
شرف المعلومات فهذا هو الشرافة الذاتية قال
الامام النسفى فى المدارك تحت اية وعلم ادم الاسماء
كلها فافادت الاية ان علم الاسماء فوق التخلى للعبادة
فكيف العلم بالشريعة انتهى وقال البيضاوى فى
تفسيره واعلم ان هذه الايات تدل على شرف
الانسان ومزية العلم وفضله على العبادة الخ
قال شيخ زاده فى حاشية البيضاوى والحكم الثانى
مزية العلم وفضله على العبادة ووجه الدلالة عليها
ان الملائكة اكثر عبادة لقوله تعالى فى حقهم يسبحون
الليل والنهار لا يفترون ولم يكونوا بسبب ذالك
احقاء بالخلافة وان ادم عليه السلام مع كونه اقل
عبادة منهم قد استحق الخلافة بسبب اختصاصه بالعلم
انتهى وقال فى حاشية شهاب على البيضاوى لانه
قدم عليهم فى الاستخلاف [illegible] ان وجه تقديمه
العلم انتهى وفى الخازن واظهر الله تعالى فضل ادم
عليهم بالعلم وفيه دليل على مذهب اهل السنة ان الانبياء
افضل من الملائكة وكذا فى المعالم قال الامام
الرازى فى التفسير الكبير هذه الاية دالة على فضل العلم

پر شرف حاصل ہوا انتہے بلفظہ پس باوجود اس اقرار کے
علم کی شرافت لذاتہ کا انکار کرنا تا مکذبین کی کلام کا
متناقض ہے کیا سبب کہ اسماء اشیاء کا علم جیسے اونٹ
گھوڑا پیالہ وغیرہ سبب موجب شرف حضرت آدم علی
نبینا وعلیہ السلام کا فرشتوں پر ہوگیا حالانکہ اس میں معلومات
کا شرف کچھ بھی نہ تھا پس شرافت ذاتی علم کی ثابت ہو
گئی۔ امام نسفی تفسیر مدارک میں آیت وعلم آدم الاسماء
کے نیچے لکھتے ہیں کہ اس آیت سے مستفاد ہے کہ علم اسماء
اشیاء کا رتبہ عبادت سے اونچا ہے پس کیا حال ہوگا علم شریعت کا
اھ تفسیر بیضاوی میں ہے جان لو کہ یہ آیتیں آدمی
کی شرافت اور عبادت پر علم کی مزیت اور فضل پر دلالت
کرتی ہیں۔ اھ شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں
دوسرا حکم علم کی مزیت اور فضل عبادت پر ہے اور وجہ
دلالت آیت اس پر یہ ہے کہ فرشتوں کی عبادت بہت ہے
انکے حق میں خدا کا فرمان ہے کہ رات دن خدا کی تسبیح میں سستی
نہیں کرتے اور باوجود اسکے وہ خلافت کے لائق
نہوئے اور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام باوجودیکہ
عبادت میں ان سے کم تھے مستحق خلافت ہوگئے بسبب
صفت علم کے اھ اور شہاب بیضاوی میں ہے کہ
حضرت آدم کو خلیفہ کرنے میں تقدیم کی وجہ علم تھا۔ اھ اور تفسیر
خازن میں ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کی فضیلت
فرشتوں پر علم کے ساتھ ظاہر فرمائی ہے اور اسمیں دلیل
اہل سنت کی مذہب پر کہ انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں اھ اور

[illegible]

فانه سبحانه وتعالى الشانه ما اظهر كمال الحكمة فى
خلقة ادم عليه السلام الا بان اظهر علمه فلو كان
فى الامكان وجود شئ اشرف من العلم لكان من
الواجب اظهار فضله بذلك الشئ لا بالعلم
واعلم انه يدل على فضيلة العلم
من الكتاب والسنة والمعقول
انتهى وذكر الامام بعد ذلك
جملة كثيرة من الايات
والاحاديث والاثار فى فضيلة
العلم وبسط كل البسط فى بيانه لكن لا نقل
من ذلك لاحتمال المنكرين على فضيلة علم الشريعة
بان بقية الكلام اللاحق من التفسير الكبير وهو قوله
اما الشواهد العقلية فى فضيلة العلم فنقول اعلم
ان كون العلم صفة شرف وكمال وكون الجهل صفة
نقصان امر معلوم للعقلاء بالضرورة ولذلك لو
قيل للرجل العالم يا جاهل فانه يتاذى بذلك وان
كان يعلم كذب ذلك ولو قيل للرجل الجاهل يا عالم
فانه يفرح بذلك وان كان يعلم انه ليس كذلك
فكل ذلك دليل على ان العلم شريف لذاته ومحبوب
لذاته والجهل نقصان لذاته وايضا فالعلم ايضا من
كان صاحبه محترما معظما الخ قال الامام بعد
البسط التام ثم انه سبحانه لما اظهر علمه جعله مسجود
الملائكة وخليفة العالم السفلى وذلك يدل على ان

کیونکہ حق تعالے نے حضرت آدم کے پیدا کرنے میں کمال حکمت
کو ظاہر نہیں کیا مگر انکا علم پس اگر کوئی اور چیز علم سے
اشرف ہوتی تو واجب تھا کہ اسکے ساتھ انکی فضیلت ظاہر
کرتے نہ علم سے اور جان لو کہ اس سے علم کتاب وسنت و
معقول سب کی فضیلت پر دلالت ہے اھ امام رازی نے
بعد اسکے بہت سی آیات اور احادیث اور آثار علم کی
فضیلت میں ذکر کیے ہیں بہت بسط فرمایا ہے لیکن ہم ذکر
نہیں کرتے کہ منکرین سے اسکو علم شریعت پر حمل کر لینیکا
احتمال ہے بلکہ اس سے پچھلی تقریر تفسیر کبیر کی منقول ہوتی
ہے اور وہ یہ ہے لیکن شواہد عقل علم کی فضیلت میں
پس ہم کہتے ہیں جان لو کہ علم کا صفت کمال و شرف ہونا
اور جہل کا نقص ہونا دانشمندوں کے نزدیک
امر یقینی ہے اسیلئے اگر دانشمند کو کوئی جاہل کہدے
تو اسکو رنج آتا ہے اگرچہ یہ بات جھوٹ ہے
اور اگر جاہل کو کوئی عالم کہدے تو وہ خوش
ہو جاتا ہے ہر چند وہ جانتا ہے کہ میں عالم نہیں
ہوں۔ اور یہ دلیل ہے اس پر کہ علم میں شرافت
لذاتہ ہے اور وہ محبوب لذاتہ ہے اور جہل نقص
لذاتہ ہے۔ پس علم جسکا ہوگا اسکا صاحب
با حرمت وعزت ہوگا الخ پھر اسکو امام رازی
نے بہت بسط کے ساتھ بیان کر کے لکھا
ہے۔ پھر حق سبحانہ تعالے نے حضرت آدم کا علم
ظاہر فرمایا تو انکو مسجود ملائکہ اور خلیفہ عالم سفلی بنایا اور یہ دلیل ہے

تلك المنقبۃ استحقہا آدم علیہ السلام بالعلم انتہی بقدر الحاجۃ ثم ذکر الامام فی تفسیرہ ذکر تعلیم اللہ تعالیٰ سبع انواع العلوم لسبع الانبیاء وثمرات تلك العلوم لکن انقل ترجمۃ ذلك الکلام من التفسیر العزیزی لیکون ابلغ الزاما للمنکرین لانہم من تلامیذ صاحب تفسیر فتح العزیز واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم قال مولانا شاہ عبد العزیز الدہلوی فی تفسیرہ فی قصۃ تعلیم اسماء الاشیاء لآدم الخ وبعضے از حکما گفتہ اند کہ در قرآن مجید حقتعالیٰ ہفت چیز را فرمودہ است کہ باہم برابر نیستند بلکہ یکی از دیگرے بہتر ست اول ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ دوم قُلْ لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ سوم لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ چہارم وپنجم وششم وہفتم لَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ومرجع این تفضیل در این اشیاء ہفتگانہ تفضیل عالم بر جاہل ست ازینجا معلوم شد کہ ہر تفضیلی کہ ہست راجع بر تفضیل عالم بر جاہل ست واہذا در حدیث شریف عالم را بر عابد بار بار بعبارات مختلفہ ترجیح دادہ اند ونیز حقتعالیٰ در مقام تفضیل انبیا بعض ایشان بر بعض ہمیں صفت وشعبہای این صفت ترجیح فرمودہ خصوصا ہفت

کہ حضرت آدم علم کے سبب مستحق خلافت کے ہوئے تہے یہ بقدر حاجت امام کی کلام کا ترجمہ ہے۔ پہر امام نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالے کا سات نبیوں کو سات قسم کے علم تعلیم کرنے اور انکے ثمرات کا ظہور جو لکہا ہے تو اسکا ترجمہ تفسیر فتح العزیز سے نقل کرتا ہوں کہ یہہ منکر لوگ حضرت تفسیر فتح العزیز کے مولف کی شاگردوں کے شاگرد ہیں تاکہ شاید کچہہ ملزم ہو کر ہدایت پائیں حضرت شاہ عبد العزیز اپنی تفسیر میں بذیل قصہ تعلیم اسماء اشیا لکہتے ہیں کہ بعضے حکیموں نے کہا ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں سات چیز کو فرمایا ہے کہ برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے اول کہا عالم اور بے علم برابر ہیں دوم ناپاک اور پاک برابر نہیں سوم دوزخی اور جنتی برابر نہیں۔ چہارم پنجم ششم ہفتم اندہا اور بینا اندہیرا اور نور سایہ اور دہوپ زندہ اور مردے برابر نہیں۔ اور ان سات چیزوں کی تفضیل کا رجوع عالم کی فضیلت سے جاہل پر جس سے معلوم ہوا کہ جو تفضیل کہ ہے رجوع اسکا تفضیل عالم کی جاہل پر ہے اسلیئے حدیث شریف میں عالم کو عابد پر بار بار مختلف عبارتوں سے ترجیح دی ہے اور نیز حقتعالے نے بعضے انبیا کی تفضیل میں بعضوں پر انہیں صفتوں اور انکے شعبوں سے ترجیح فرمائی ہے خاص کر سات

ہفت کس را از انبیا ہفت علم صراحۃ تفضیل دادہ حضرت آدم را علم لغت کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا وحضرت خضر را علم فراست کہ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا وحضرت یوسف را علم تعبیر کہ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وحضرت داود را علم صنعت کہ وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ وحضرت سلیمان را بدانستن زبان جانوران کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وحضرت عیسے را بتوریت وانجیل کہ وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وحضرت محمد را صلی اللہ علیہ واخوانہ وآلہ وسلم علم اسرار وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ گفتہ اند این ہفت علم در حق این ہفت پیغمبر ثمرات عجیبہ ظاہر نمود حضرت آدم را علم ایشان مسجود ملائکہ ساخت وحضرت خضر را علم ایشان استادی مثل حضرت موسے عنایت فرمود۔ وحضرت یوسف را علم ایشان بپادشاہی زمین مصر رسانید وحضرت سلیمان را علم ایشان زنی مانند بلقیس با آن دولت وجاہ وملک وحشم ومال بخشید وحضرت داود را علم ایشان بریاست وپادشاہت رسانید وحضرت عیسے را علم ایشان موجب زوال تہمت از مادر ایشان شد وحضرت محمد رسول اللہ را صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین علم ایشان بخلافت کبریٰ وشفاعت سرفراز ساخت اہل لطائف گفتہ اند کہ حضرت آدم را دانستن نامہای مخلوقات مسجود ملائکہ گردانید دانستن نامہای پروردگار وصفات او

نبیوں کو سات قسم علم سے صریح تفضیل دی ہے حضرت آدم کو علم لغت سے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا اور حضرت خضر کو علم فراست سے کہ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور حضرت یوسف کو علم تعبیر سے کہ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اور حضرت داود کو علم صنعت سے کہ وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ اور حضرت سلیمان کو جانوروں کی زبان کا علم کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ اور حضرت عیسے کو توریت وانجیل کہ وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وآلہ وسلم کو علم اسرار کہ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ علماء نے کہا ہے کہ ان سات پیغمبروں کے حق میں عجیب ثمرے ظاہر کئے ہیں حضرت آدم کو انکے علم نے فرشتوں کا مسجود بنایا اور حضرت خضر کو انکے علم نے حضرت موسے جیسے کی استادی عنایت کی اور حضرت یوسف کو انکے علم نے مصر کی بادشاہی تک پہونچایا۔ اور حضرت سلیمان کو انکے علم نے بلقیس جیسی عورت صاحب دولت وحشمت دلوائی اور حضرت داود کو انکے علم نے بادشاہت کو پہونچایا اور حضرت عیسے کو انکا علم انکی والدہ کی تہمت کے زوال کا موجب ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وعترتہ وسلم کو انکے علم نے خلافت عظمی اور شفاعت کبرے پر سرفراز کیا نکتہ شناسوں سے منقول ہے کہ حضرت آدم کو مخلوقات کے ناموں کے علم نے فرشتوں کا مسجود بنایا تو اللہ تعالے کے اسماء صفات

سپ چه خواهد رسید و حضرت خضر را علم فراست حقیقت
حضرت موسی مشرف ساختند است محمد صلی الله
علیه وآله وسلم علم حقیقت و شریعت و طریقت
اگر بصحبت انبیا رسد بمرتبه اولیای مع الذین
انعم الله علیهم من النبیین و حضرت یوسف را
تاویل خواب داده اند در ما [illegible] اگر معلوم
این است را [illegible] الله [illegible] مشتبهات
و از [illegible] آخرت [illegible] متشابهات
[illegible] الامام الرازی و قال [illegible]
فخر العزیز [illegible] و علم آدم الاسماء کلها [illegible]
آدم علی نبینا و علیه السلام [illegible] وجه است
دوم آنکه قبل از خلقت حضرت آدم علی نبینا و علیه السلام
فرشتگان [illegible] و علم انسان
[illegible] حقائق [illegible]
[illegible] حقیقت
[illegible] حضرت آدم
[illegible] خاصیت [illegible] حقیقت
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] آنحضرت صلی
علیه و سلم [illegible] آدم [illegible] تعلیم
[illegible] گویند
[illegible] آدم [illegible]
[illegible]

کا علم کس حد تک پہونچا یگا۔ اور حضرت خضر کو علم فراست
نے حضرت موسی کی صحبت تو مشرف کیا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو حقیقت شریعت
طریقت کا علم اگر انبیا کی صحبت تک پہونچا دیگا
ہے قرآن میں ہے کہ وہ لوگ خدا کی نعمت سے نبیوں کے ساتھ
ہیں اور حضرت یوسف کو علم تاویل خواب نے دنیا کے
[illegible] تو اس امت کے مفسرین کو قرآن
مجید کے متشابہات اور قیامت [illegible] سے
[illegible] ہے ۔ تفسیر عزیزی میں تفسیر
کبیر کی عبارت کا ترجمہ لکھا ہے اور تفسیر فتح العزیز
میں ہے تعلیم اسما کے [illegible] کہ حضرت آدم کو
دو وجہ سے ہے اول یہ کہ حضرت آدم کی پیدائش
سے پہلے فرشتوں کو ہر چیز کے نام کا علم تھا [illegible]
کے نام اور حقائق کا علم تھا جو انکی خدمت کو متعلق تھی
دوسری حقائق [illegible]
[illegible] حضرت آدم کے [illegible]
[illegible] تعلیم حاصل ہوئی [illegible] حقیقت [illegible]
و نقصان کو [illegible] کہ [illegible]
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] نے فرمایا الحق [illegible]
حضرت آدم کو تعلیم اسما کے ضمن میں [illegible]
پیشوں سے تعلیم فرمائی اور تعلیم کیا کہ اپنی اولاد کو کہ وہ
[illegible]

کنید و دنیا را بدین طلب کنید زیرا که دین خالص برای
من نیست و ای برکسیکه دنیا را بدین طلب نماید و نیز
از ابو نافع روایت میکند که آنحضرت صلی الله علیه
وسلم فرمودند مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی
تصویرات امت من در آب و گل ساخته بمن نمودند۔
وعلمت الاسماء کلها کما علم آدم الاسماء کلها ا ه
بلفظه و قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر
وعلم آدم الاسماء کلها ای علم صفات الاشیا
ونعوتها وخواصها انتهی و فی الخازن والمعالم یعنی
کل شیء باسمه و ذکر وجه الحکمة التی خلق لها انتهی
و فی تفسیر فتح العزیز تحت وعلم آدم الاسماء کلها تعلیم نام
برای آن در فرشته کند نام عبارت از لفظیست که دلالت
کند بر حقیقتی و منظور افاده علم بحقائق بود تا که بخلاف
ملائکه [illegible] آنحضرت بسبب آن امتیاز
در میان [illegible] نیز منظور آن بود که خواص جمیع
اشیا و منافع و مضار آن را تعلیم کرده شود و
طریق استعمال آن خواص نیز الخ انتهی بلفظه فثبت
من هذه المنقولات المعتبرة التی هی تفسیر لکلام
صاحب البراهین مع الحوادث یعنی شرف آدم
بالعلم کما هو منقول فی ایة المقدمة ان العلم له فضیلة
وشرافة لذاته و ان فضیلة ابی البشر و حضرت خیر البشر
صلوات الله وسلامه علیهما بالعلم التفصیلی علی
سائر المخلوقات فمن قال بعموم علم المکشوفة للشیطان

اور دین سے طلب نہ کرنا کہ دین خالص میرے لیئے
خدا کیواسطے ہے سخت افسوس ہے اسپر جو دنیا کو دین
کے ساتھ طلب کرتا ہے اور نیز ابی نافع سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری امت کی تصویریں پانی اور مٹی میں بنا کر مجھے
دکھلائی گئی ہیں اور مجھے سب چیزوں کے نام سکھلائے
گئے جیسے کہ حضرت آدم کو سکھلائے گئے تھے ا ہ
ترجمہ امام رازی تفسیر کبیر میں تعلیم اسما میں لکھتے ہیں
کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کی صفتیں
اور خواص تعلیم کر دئے تھے اور تفسیر عزیزی میں ایسا
لکھا ہے کہ حضرت آدم کو تعلیم اسما سے یہ مطلب تھا کہ
نام ایک لفظ ہے جو حقیقت پر دلالت کرتا ہے ابتدا
علم حقائق کا دینا منظور تھا تا کہ خلافت کو سرانجام
دے سکیں اور نام اوسکے نیز سکھا دیئے کہ جب حقیقت میں
امتیاز ہوتا ہے اور یہ بھی منظور تھا کہ انکو تمام چیزوں کے
خواص اور منافع و نقصان بتلا دیئے جائیں اور انکو
استعمال کا طریقہ بھی ا ہ ترجمہ پس ان سب منقولات معتبرہ
سے جو مکذبین کی کلام کی (کہ حضرت آدم کو بوجہ علم
ملائکہ پر شرف حاصل ہوا) تفسیر ہے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ علم کی ذات کو فضیلت و شرافت ہے اور حضرت
آدم و حضرت فخر اولاد آدم صلے اللہ علیہما وسلم کو علم
تفصیلی سے ساری مخلوقات پر فضیلت ہے۔ پس مکذبین
کا یہ قول کہ شیطان یا کسی اور کو نبیوں سے زیادہ علم

اولاحد غيره زائداً من الانبياء كقوله المكذبين
في اخر المقدمة نويل لهم ان لم يتوبوا من هذه النفسانية
والضدية الشيطانية نعوذ بالله من الحور بعد الكور
واما الاستدلال باية قل لا املك لنفسي نفعاً
ولا ضراً الا ما شاء الله الاية فليس بمفيد للمكذبين
ولا ينافي مدعانا باليقين لانا لا نقول بالقدرة
المستقلة والعلم الذاتي المستقل لاحد غيره تعالى
بل نعتقد القدرة لحبيبه صلى الله عليه وسلم حسبما
اقدره القادر المطلق كما استفيدت من هذه الاية
المستدل لصاحب البراهين مع الحواريين قال
الامام البغوي في المعالم قل لا املك لنفسي نفعاً
ولا ضراً الا ما شاء الله ان املكه انتهى بقدر الحاجة
ولو كنت اعلم الغيب الاية لا تنافي حصول علم الغيب
باطلاع الله تعالى كما هو منصوص قوله عز وجل
عٰلِمُ الغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى
مِنْ رَّسُوْلٍ الاية وقد ترجم صاحب التفسير الحسيني
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ واگر بودمے من كہ بی تعليم حق
دانستمی غيب را انتہی بلفظہ فانتفى العلم الذاتي الاستقلالي
وتحقق الاطلاع على الغيب ومعرفته بتعليم علام
الغيوب وهو المطلوب وحصل التطبيق بين الايات
والحمد لله على ذلك واما الاستدلال بقصة الافك
وغيرها فهي ايضاً لا تنافي مدعانا لانا لا نقول انه صلى الله
عليه وسلم علم الغيب بنفسه كما مر ولا نقول ايضاً انه

مکاشفہ حاصل ہے سخت عذاب کا موجب ہے اگر
وہ اس نفسانیت اور ضدیت سے باز نہ آئے ترقی
سے بعد تنزل سے پناہ بخدا اور آیت قل لا املک لنفسی
الآیۃ سے استدلال بھی مکذبین کو کچھ بھی مفید نہیں
ہے اور یقیناً ہمارے مدعا کے برخلاف نہیں ہے کیونکہ
ہم قدرت مستقل اور علم ذاتی کے سوا باریتعالے کے
کسی کو واسطے بھی قائل نہیں ہیں بلکہ یہ اعتقاد ہے کہ حقیقۃ
قادر مطلق نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت
بخشی ہے۔ اتنی حاصل ہے۔ جیسا کہ انکی اسی آیت مستدل
والی سے ثابت ہے۔ معالم التنزیل میں ہے تو کہہ میں
اپنے نفس کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں
مگر جتنا خدا نے چاہا ہے میرا مالک ہونا اھ مترجماً۔
اور آیت ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ بھی اطلاع الٰہی
سے علم غیب کے حاصل ہونے کو منافی نہیں ہے جیسا
کہ آیت علم الغیب الآیۃ سے صاف ثابت ہے اور تفسیر
حسینی میں ولو کنت اعلم الغیب کا ترجمہ یوں کیا ہے
کہ اگر میں بے تعلیم حق غیب جان لیتا اھ پس علم ذاتی
استقلالی کی نفی اور اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے غیب
پر اطلاع ثابت ہوگئی اور یہی مطلوب تھا اور آیات
میں تطبیق بھی ہوگئی جس پر خدا کا شکر ہے۔ لیکن قصہ
بہتان وغیرہ سے استدلال بھی ہمارے مدعا کے منافی
نہیں ہے کیونکہ ہم اسکے قائل تو نہیں ہیں کہ آپ اپنی
[illegible]

عليه الصلوة والسلام من ابتداء النبوة اعطى له جميع
العلوم بل اعطى علم ما لا بد منه حسب الحاجة كما انزل
عليه القرآن تدريجاً بطريق النجوم فلا يضرنا عدم العلم
في ابتداء الامر وحصوله في الانتهاء كما هو مقرر عند
اولي النهى وسيجيء ذكره في موضعه فنتيجة المكذبين
بعد ذكر القصص بهذا المضمون فيثبت منها انه
عليه السلام ما كان مطلعاً على الان الان
الامور الكونية كما نقل على الصدر ليست الا
الهذيان والجنون لانه لما تحقق اطلاعه صلى الله
عليه وسلم على هذا الامور بتعليم الشكور الغفور فهو
في مقابلتنا ليس الا الجهل الموفور وما تكلم في احاديث
المواهب اللدنية فنجيبه حيث نكلم بالتفصيل
بالجواب الجميل فالحمد لله الجليل على بطلان مقدمة
الخليل العليل قال في الجواب التفصيلي لما فصلنا
مسئلة الاعلمية والافضلية في العلم حسب تصريحات
ائمة العقائد ومشائخ الطريقة واثبتنا قصور
فهم المولوي القصوري فالان نتوجه بالتفصيل
المبين الجواب اعتراضه على دلائلنا المذكورة
في البراهين ثم تكلم في رد دلائلنا اي على وسعة علم
سيد المرسلين وبين مصداقها ولغين محملها فالدليل
الاول حديث والله ما ادري ما يفعل بي ولا بكم
فاعترض عليه بوجهين الاول انه منسوخ مثل
اية وما ادري ما يفعل بي ولا بكم باية ليغفر لك الله

اسکے قائل ہیں کہ آپکو ابتداءِ نبوت سے سارے علم حاصل
تھے۔ بلکہ جس جس چیز کی آپکو حاجت ہوتی گئی اسکا
علم آپ کو دیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید بھی آپ پر آیت آیت
کرکے اترا پس ابتدا میں علم کا نہ ہونا اور انتہا میں حاصل
ہو جانا دانشمندوں کے نزدیک ثابت ہوا اور آگے عنقریب
اسکا ذکر ہوگا پس ان قصوں کا حوالہ دیکر مکذبین نے جو
یہ نتیجہ نکالا ہے کہ (ان کہا امور کونیہ پر آپ کو اطلاع
نہ تھی) یہ نرا انکا ہذیان اور بکواس ہے۔ کیونکہ جب
ثابت ہوگیا ہے کہ ان سب پر تعلیم الٰہی آپکو اطلاع
ہوگئی تھی۔ تو پھر ان کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنا
کر پیش کرنا نری جہالت ہے۔ اور مواہب لدنیہ کی
حدیثوں میں جو مجملاً کلام کی ہے اسکا جواب باصواب
آگے موقع تفصیل میں بخوبی دیا جاوے گا جواب
تفصیلی کے مقدمہ کی بواقعی تردید پر خدا کا شکر
ہے۔ جواب تفصیلی میں کہا ہے جب ہم مسئلہ اعلمیت وافضلیت
فی العلم کو حسب تصریحات ائمہ عقائد ومشائخ طریقت
مفصل بیان کرکے قصور فہم قصوری صاحب کا
ثابت کرچکے تو اب ہمارے دلائل مذکورہ براہین کی
نسبت جو معترض نے اعتراض کیے ہیں انکی تفصیل
جوابات کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر انکی روایات
کی تعیین مصداق و بیان محمل میں گفتگو کرینگے۔ پہلی حدیث
کہ بخدا میں نہیں جانتا کہ مجھسے اور تمسے کیا کیا جاویگا۔
منسوخ ہے آیت تاکہ بخشدے خدا تیری اگلی پچھلی تقصیریں

ماتقدم وغيرها كما في التفسير الكبير والمعالم وابي
السعود وغيرها فالجواب منه ان حكم النسخ عليهما
دليل عدم الواقفية بالكلية لان اطفال المكتب
يعلمون ان النسخ انما يكون في الاحكام لا في الاخبار
وان سلمنا نسخها فثبت انه صلى الله عليه وسلم
ماكان يدري وقت ذلك الاخبار ثم اطلع وقت
نزول آية ليغفر لك الله الاية على ذلك فحصل مدعانا
باحسن الوجوه على ان اختيار القول الضعيف
المرجوح بل الغلط وعرضه في مقابلة الخصم يدل
على عدم علم القصوري وقصوره ديانة ونحن نرده
بعبارة المرقاة شرح المشكوة والتفسير الكبير
قال في المرقاة ناقلا عن الطيبي كما هو مرقوم
على حاشية المشكوة اي المطبوعة وثانيها ان يكون
هذا منسوخا بقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تاخر قلت وفيه ان النسخ على تقدير
صحة تاخر الناسخ انما يكون في الاحكام لا في الاخبار
انتهى وقال في التفسير الكبير في تفسير سورة الاحقاف
اما الذين حملوا هذه الآية على احوال الآخرة فروي
عن ابن عباس انه قال لما نزلت هذه الآية فرح
المشركون والمنافقون واليهود وقالوا كيف نتبع
نبيا لا يدري كيف يفعل به وبنا فانزل الله تعالى
انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تاخر الى قوله وكان ذلك

اور سوا اسکے اور آیتوں سے جیسا کہ تفسیر کبیر و معالم
وابو السعود وغیرہا میں لکھا ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ ان دونوں پر نسخ کا حکم دلیل ناواقفیت کی ہے اطفال
مدرسہ بھی جانتے ہیں کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے نہ خبر
میں اگر ہم نسخ کی تسلیم کر لیں تا ہم ثابت ہے کہ وقت اس
اخبار کے آپ کو کچھ معلوم نہ تھا پھر وقت نزول مغفرت
کے آپ مطلع ہو گئے اس سے ہمارا مدعا بخوبی حاصل ہے
علاوہ قول ضعیف مرجوح بلکہ غلط کو خصم کے مقابلہ
میں پیش کرنا قصوری صاحب کے قصور علم و دیانت کی دلیل ہے جسکو
ہم عبارت مرقاۃ و تفسیر کبیر سے رد کرتے ہیں
طیبی سے حاشیہ مشکوۃ پر مرقات سے لکھا ہے دوسرا
کہ یہ منسوخ ہو آیت مغفرت سے میں کہتا ہوں کہ اسمیں
یہ خلل ہے کہ ناسخ کے مؤخر ہونیکی صورت تو نسخ احکام
میں ہوتا ہے . نہ اخبار میں اھ اور تفسیر کبیر سورہ احقاف
میں ہے . کہ جو لوگ اس آیت کو احوال آخرت پر حمل
کرتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
نازل ہوئی تو مشرکین اور منافق اور یہود خوش
ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کیسے پیروی کریں ایسے نبی کی
جسکو یہ معلوم نہیں کہ اس سے اور ہم
سے کیا ہوگا . تو اللہ تعالی نے
انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما
تقدم من ذنبک وما تاخر اسکے قولہ
وکان ذلک عند اللہ فوزا عظیما تک

عند الله فوزا عظيما فبين تعالى ما يفعل
به وبمن اتبعه ونسخت هذه الآية وارغم الله
انف المنافقين والمشركين واكثر المحققين
استبعدوا هذا القول واحتجوا عليه بوجوه الى
ان قال فثبت ان هذا القول ضعيف انتهى فنسئل
عن المولوي القصوري انه راى لفظ النسخ و
ما دري ان هذا القول معتبر ام لا انتهى ملخصا في
الجواب التفصيلي في رد النسخ ويقول الفقير القصوري
كان الله له ان هذا الجواب غير صواب بوجوه
الاول انه نقل عبارة المرقات عن حاشية المشكوة
وانت خبير بان المنقول في الهامش لا يكون معتبرا
كالاصل والثاني ان القول بتقدير صحة تاخير
النسخ نشئ عن الذهول التام من القرآن
لانه لا شك في ان سورة الاحقاف مكية وسورة
الفتح مدنية نزلت بعد الهجرة بمدة طويلة فالعجب
ان القاري عليه رحمة الباري يقول هكذا على ان
صاحب البراهين ايضا يدعي بحافظ القرآن
والحال انه في هذا العمر الاخير لا تميز له في كون السورة
مكية او مدنية والثالث ان الحكم بحصر النسخ
في الاحكام دون الاخبار غير صحيح لان المسئلة
مختلفة والاكثر على ان النسخ فيهما جاريه بدليل
الحديث الصحيح كما قال في تفسير لباب التاويل
في معاني التنزيل تحت آية وان تبدوا ما في انفسكم

نازل فرمائی جسمیں بیان کر دیا جو آپ سے اور
آپکے اتباع سے ہونا ہے اور وہ آیت منسوخ ہو
گئی منافقوں اور مشرکوں کو خدا نے نگوسار کیا
اور اکثر محققین نے اس قول کو بعید جان کر ضعیف
بتایا ہے کئی وجہ سے اسکی دلیل بیان کی ہے اب قصوری
صاحب سے پوچھیے کہ نسخ کا لفظ تو دیکھ لیا مگر یہ نہ دیکھا
کہ یہ قول قابل اعتبار ہے یا نہیں . یہ نسخ کی بابت
جواب تفصیلی سے رد کیا ہے . اب اسکے جواب میں فقیر کان
اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ کئی وجہ سے یہ جواب غیر صواب
ہے . اول تو یہ کہ مرقات کی عبارت حاشیہ مشکوۃ
سے نقل کی ہے اہل علم جانتے ہیں کہ حاشیہ کی عبارت
اصل کے برابر معتبر نہیں ہوتی . دوسری وجہ ناسخ کی
تاخیر کی صحت کو فرض کرنا قرآن مجید سے سخت غفلت
ہے اسلیئے کہ سب پر روشن ہے کہ سورہ احقاف مکی
ہے اور سورہ فتح مدنی ہے جو ہجرت کے بعد سالہا سال
نازل ہوئی اب عجب یہ ہے کہ مولانا قاری نے ایسا
کیونکر لکھا ہوگا . علاوہ صاحب براہین بھی حافظ
قرآن کہلاتا ہے اور اس اخیر عمر میں بھی اسکو تمیز نہیں
سورہ مکی یا مدنی میں تیسری وجہ یہ حکم کہ نسخ احکام
میں ہی ہوتا ہے نہ اخبار میں غیر صحیح ہے اسلیئے کہ مسئلہ
مختلف فیہ ہے اکثر علما کے نزدیک ان دونوں میں
نسخ جاری ہے حدیث صحیح کی دلیل سے جیسا کہ
تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل میں آیۃ ان تبدوا ما فی انفسکم

فليت شعرنا ماهو فاعل بنا فنزلت ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار الاية ونزلت وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا قاله انس وابن عباس وقتادة والحسن وعكرمة والضحاك انتهى من صفحة (۱۳۰) المجلد الرابع المطبوع بمصر **فائده** قال في كشف الظنون جامع احكام القران والمبين لما تضمنه من السنة واي الفرقان للشيخ الامام ابي عبد الله محمد بن احمد ابي بكر بن فرح الانصاري الخزرجي القرطبي المالكي المتوفي سنة ۶۷۱) وهو كتاب كبير مشهور بتفسير القرطبي في مجلدات انتهى وقال في تفسير الخطيب الشربيني ان قول النسخ مروي عن ابن عباس وبه قال انس والحسن وعكرمة انتهى من المجلد الرابع صفحة (۶) وقال الامام جلال الدين السيوطي في الدر المنثور اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس في قوله تعالى ما كنت بدعا من الرسل يقول لست باول الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم فانزل الله تعالى بعد ذلك ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر وقوله ليدخل المؤمنين والمؤمنات الاية فاعلم الله سبحانه وتعالى نبيه ما يفعل به وبالمؤمنين جميعا واخرج ابو داؤد في ناسخه من طريق عكرمة عن ابن عباس في الاحقاف وما ادري ما يفعل بي

کاش ہمیں بھی معلوم ہوجائے کہ ہم سے کیا ہوگا پس یہہ آیت کہ اللہ تعالی مومن مرد و عورتوں کو بہشتوں میں داخل کر دیگا جنکے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں اور یہہ آیت کہ خوشخبری دے مومنوں کو کہ اُن کے لیئے خدا کیطرف سے بڑا فضل ہے نازل ہوئی یہہ حضرت انس اور ابن عباس اور قتادہ اور حسن اور عکرمہ اور ضحاک کا قول ہے یہہ ترجمہ ہی عبارت جمل کا مطبوعہ مصر کی چوتھی جلد کے (۱۳۰) صفحہ سے اب تفسیر قرطبی کی تعریف کشف الظنون سے سنیئے کہ یہہ تفسیر حدیث اور آیات قرآنی پر مشتمل ہے شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابو بکر فرح انصاری خزرجی قرطبی مالکی متوفی ۶۷۱ کی ہے اور یہہ کتاب معتبر تفسیر قرطبی سے مشہور ہی کئی جلدوں میں اور علامہ خطیب شربینی کی تفسیر میں ہے کہ قول نسخ کا حضرت ابن عباس اور انس اور حسن اور عکرمہ سے مروی ہے۔ چوتھے جلد کے صفحہ ۶ میں دیکھو امام جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں لکھتے ہیں کہ روایت کی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے آیت کہ میں نیا رسولوں سے نہیں اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے اور تم سے کیا کیا جائیگا۔ تو اللہ تعالی نے بعد اسکے آیت مغفرت نازل فرمائی اور نیز یہہ آیت تاکہ داخل کریگا خدا مومن مرد اور عورتوں کو بہشتوں میں اخیر آیت تک پس حقتعالی نے جو کچھ اپنے نبی اور مومنوں سے کرنا تھا معلوم کرا دیا اور ابو داؤد نے ناسخ میں طریقہ عکرمہ ابن عباس سے سورہ احقاف

ولا بكم نسختها هذه الاية التي في الفتح فخرج الى الناس فبشرهم بانه غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فقال رجل من المؤمنين هنيئا لك يا رسول الله قد علمنا الان ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل الله تعالى في سورة الاحزاب وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا وقال ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ويكفر عنهم سيأتهم فبين الله تعالى ما يفعل به وبهم واخرج عبد بن حميد عن الحسن قال لما نزلت هذه الاية وما ادري ما يفعل بي ولا بكم عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخوف زمانا فلما نزلت انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر اجتهد فقيل له تجهد نفسك وقد غفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال افلا اكون عبدا شكورا واخرج ابن جرير عن قتادة وما ادري ما يفعل بي ولا بكم قال ثم درى النبي صلى الله بعد ذلك ما يفعل به لقوله انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر انتهى بقدر الحاجة **فائده** وقال في الاتقان في علوم القران طبقة التابعين وبعدهم ابن جرير الطبري وكتابه اجل التفاسير واعظمها ثم قال فان قلت فاي التفاسير ترشد اليه وتامر الناظران يعول عليه قلت تفسير الامام ابي جعفر ابن جرير الطبري الذي اجمع العلماء المعتبرون على

آیت مغفرت سورہ فتح نے منسوخ کر دیا تب آپنے لوگوں کو سنایا کہ میرا خدا نے سب کچھ بخشدیا تو ایک مسلمان نے عرض کی مبارک ہو آپ کو یا رسول اللہ آپکا حال تو اب ہمکو معلوم ہوگیا پس ہم سے کیا کیا جائیگا تب حقتعالی نے سورہ احزاب میں کی آیت اتاری کہ خوشخبری دے مومنوں کو کہ بیشک اُن کے لیئے خدا سے بہت فضل ہے۔ اور نیز یہہ آیت کہ اللہ تعالی داخل کریگا مومن مرد اور عورتوں کو بہشتوں میں جنکے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہینگے اور خدا اُنکے سب گناہ بخشدیگا۔ پس اللہ تعالی نے آپ سے اور مومنوں سے جو ہونا تھا سو بیان فرما دیا۔ اور روایت کی عبد بن حمید نے حسن سے کہا جب اتری آیت وما ادری الآیۃ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ زمانہ خوف میں رہے پس جب آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا مغفرت کے حال کی اتری تب ہی آپ عبادت میں کوشش کرتے رہے کسی نے عرض کی کہ آپ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں حالانکہ خدا نے آپکا سب کچھ بخشدیا ہے تو آپنے جواب دیا کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہوں اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی کہ اول آپ کو معلوم نہ تہا پہر خدا نے آپسے جو کچھ کرنا تہا معلوم کرا دیا سورہ فتح کی آیات بخشش اول آخر سے یہہ ترجمہ ہے بقدر حاجت روایات تفسیر درمنثور کا اب تفسیر ابن جریر کی تعریف سنو کہ اتقان فی علوم القرآن میں مفسرین طبقہ تابعین اور اُن سے پچھلوں کا لکھتے ہیں۔ ابن جریر طبری اور انکی

انہ لم یولف فی التفسیر مثلہ قال النووی کتاب ابن
جریر فی التفسیر لم یصنف احد مثلہ انتہی فالآن
یتامل اصحاب الجواب التفصیلی فی ان القول
الثابت باحادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم والمختار لاکابر
المفسرین من الصحابۃ والتابعین وتبع التابعین
والمروی فی التفاسیر المعتمدۃ غایۃ الاعتماد عند
العلماء الربانیین کیف یضعف بتضعیف
التفسیر الکبیر الذی حالہ فی الاتقان مستطر
کلا بل التفسیر ما هو المستند بالاحادیث الصحیحۃ
والروایات الصریحۃ وما یخالف لذلک لا اعتبار
لہ عند احد من اهل التبصیر فیسئل عن صاحب البراهین
مع الحواریین ان دینکم کیف حال تغلیط ما ثبت
من الاحادیث واقوال الثقات لکن لا حاجۃ بالسوال
عن الذین قالوا بامکان کذب اصدق الصادقین
وبالمساواۃ فی البشریۃ والاخوۃ بحبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم
وبقلۃ علمہ علیہ السلام من الشیطان اللعین و
العیاذ باللہ المعین والخامس ان وجوہ ضعف
قول النسخ الذی نقل فی التفسیر الکبیر بقولہ الاول
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا بد وان یعلم من نفسہ
کونہ نبیا ومتی علم کونہ نبیا علم انہ لا تصدر عنہ
الکبائر وانہ مغفور واذا کان کذلک امتنع کونہ
شاکا فی انہ هل مغفور لہ ام لا والثانی لا شک
فی ان الانبیاء ارفع حالا من الاولیاء فلما قال فی

کہ اسکی مانند کوئی تفسیر نہیں بنی امام نووی نے کہا ابن جریر کی
کتاب تفسیر میں کسی نے اسکی مانند تصنیف نہیں کی ہے یہ ترجمہ
ہے تفسیر اتقان کی عبارت کا پس اب جواب تفصیلی والے
غور کریں کہ جو قول صحیح حدیثوں سے مستند ہوا و صحابہ اور
تابعین اور تبع تابعین سے جو اکابر مفسرین تھے انکا مختار
ہوا اور نہایت معتبر تفسیروں میں اسپر بہت اعتماد کیا گیا
ہو تو ایسا قول تفسیر کبیر کو ضعیف کر دینے سے کیونکر ضعیف
ہو سکتا ہے جسکے حق میں جو اتقان میں لکھا ہے وہ علما کو
معلوم ہے پس یہ قول ہرگز ضعیف نہیں ہو سکتا بلکہ تفسیر
تو نام ہے اسی قول کا جو مستند ہو صحیح حدیثوں اور صریح
روایتوں سے اور اسکے مخالف قول کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں
دانشمندوں کے نزدیک پس اب صاحب براہین اور اسکے
حواریین سے پوچھنا چاہیے کہ آپکی دیانت یہی ہے
کہ جو بات صحیح حدیثوں اور اقوال ثقات سے ثابت ہو
اسکی تغلیط کرنی مگر ان سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے کہ یہ تو
حقتعالی کے امکان کذب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے برابری اور برادری کے مدعی اور آپکے علم کو شیطان
لعین کے علم سے کم جانتے ہیں خدا ہی ان سے پناہ دے پانچویں
وجہ صاحب تفسیر کبیر نے جو وجوہ ضعف نسخ کے لکھے ہیں
وہ پہلی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا ضروری ہے
کہ اسکو اپنی نبی ہونیکا یقین ہو اور جب اسکو اپنی
نبوت کا یقین ہوا تو وہ جان لیگا کہ مجھ سے کبیرہ گناہ
صادر نہونگے اور میں مغفور ہوں پس اس حالت میں منع ہے کہ وہ

هذا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف
علیهم ولا هم یحزنون فکیف یعقل ان یبقی الرسول
الذی هو رئیس الاتقیاء وقدوۃ الانبیاء والاولیاء
شاکا فی انہ هل هو من المغفورین او من المعذبین
الثالث انہ قال تعالی اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
والمراد منہ کمال حالہ ونهایۃ قربہ من حضرۃ اللہ و
من هذا حالہ کیف یلیق بہ ان یبقی شاکا فی انہ من
المعذبین او من المغفورین انتہی بلفظہ مؤیدۃ لقولنا
وهو انہ صلی اللہ علیہ وسلم یدری بحسب حالتہ ولیس شاکا
بنفسہ فی انہ مغفور او معذب بل یتیقن بمغفرتہ
ونجاۃ امتہ ولهذا طعنها المکذبون حتی لا یبطل
قولهم بہ لکن هذہ الوجوہ لا تفید اصلا فی
نفی المنسوخیۃ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن نفسہ
فی الواقع شاکا فی ذلک بل کان موقنا بنبوتہ وعصمتہ
ومغفرتہ ونجاۃ امتہ المرحومۃ فلما نزلت وما ادری
ما یفعل بی ولا بکم لنفی الدرایۃ المستقلۃ واثبات
منصب النبوۃ وطال لسان الطاعنین علیها بانا
کیف نتبع نبیا الذی ما کان یکفی الجواب لزعمهم منہ صلی اللہ
علیہ وسلم بانی رسول اللہ ومعصوم ومغفور لانهم
کانوا لا یؤمنون بہ بل یقولون ولولا انہ ابتدعہ الذی
یقولہ من تلقاء نفسہ لا جزم الذی بعثہ بما یفعل
نزلت فی جوابهم من الذی بعثہ لیغفر لک اللہ الآیۃ
فلا قباحۃ فی ذلک اصلا بل الکلام انما صدر

ولیوں کے حق میں قرآن کا فرمان ہے کہ بیشک جن لوگوں
نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسپر قائم رہے تو انپر نہ
خوف ہے اور نہ وہ اندیشہ ناک ہونگے پس کیونکر متصور
ہو سکے کہ ایسا رسول جو متقیوں کا سردار اور نبیوں کا پیشوا
ہے اسکو شک ہو کہ میں مغفور ہوں یا معذب تیسری
وجہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ خدا خوب جانتا ہے جگہ
رکھنے پیغمبری کو اور مراد اس سے کمال حال نبی کا او
اسکا قرب ہے درگاہ الہی میں اور جو ایسا شخص ہے
تو کب لائق ہے کہ وہ شک کرے کہ میں معذبین سے ہوں
یا مغفورین سے یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر کبیر کا اب یہ
تینوں وجہ ہمارے مدعا کی مؤید ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حسن خاتمہ
معلوم ہے اور آپکو اپنی بخشش یا عذاب میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ آپ اپنی بخشش
اور اپنی امت کی نجات میں یقین رکھتے ہیں اسلیے جواب تفصیلی
والوں نے یہ وجوہ نقل نہیں کیے تا کہ انکی دلیل سے ہی
انکا قول باطل نہو جائے مگر ان وجوہ سے نفی منسوخیت
مستفاد نہیں ہوتی ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فی الحقیقت شک میں نتھے بلکہ آپ کو اپنی پیغمبری اور
عصمت اور بخشش اور امت مرحومہ کی نجات پر یقین
تھا پس جب یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ میں نہیں جانتا
کہ مجھسے اور تمسے کیا کیا جائیگا جس سے [illegible]
نفی اور منصب نبوت کا اثبات تھا اور طعن کرنیوالوں
اسپر زبان درازی کی کہ ایسے نبی کی ہم کیا اتباع کریں
تو انکو زعم میں یہ جواب کافی تھا کہ میں ضرور نبی اور معصوم اور

الداودي ما يفعل بي وهمٌ الصواب ما يفعل
اي بعثمان لانه لا يعلم من ذلك الا بالوحي اليه
انتهى من مطبوعة الدهلي ثم رايت هذه العبارة
في اصل الشرح المكتوب بيد المصنف الموجود
في دار الكتب بمكة المعظمة والرابع في باب رؤيا
النساء في حديث سعيد عن الليث والله ما ادري
وانا رسول الله ما ذا يفعل بي وفي حديث
ابي اليمان عن شعيب قال ما ادري ما يفعل به
انتهى مع عينيه قال العلامة العيني اشار بهذا التعليق
الى ان المحفوظ في رواية الليث ما يفعل به وقد مر انه
الصواب دون قوله ما يفعل بي انتهى من المكتوب
بيد المصنف قلت وانما حكم بعض المحققين على
لفظ بي بانه وهم وغير صواب لانه من ايقن برسالته
يعلم قطعا بانه يفعل به الخير كما نطق به القرآن
الكريم مواقع منه واما في القرآن وما ادري ما يفعل
بي فقد سبق وجهه بانه كان سبب طيب خاطر
المؤمنين وتبكيت الكافرين والمنافقين فثبت
ان الحديث بالالفاظ المستندة لصاحب البراهين
مقتدا ثم مؤلف تقوية الايمان ليس في صحيح
البخاري اصلا وما في المشكوة سهو قلم ناسخ فالاستدلال
بالحديث المغير لفظا والمنسوخ معنى على عدم علم
عالم علوم الاولين والآخرين والفرح به كفرح
الكافرين والمنافقين كما مر نقله من التفاسير المعتمدة

داودی سے نقل کرتا ہے کہ میرے ساتھ کیا جائیگا لفظ
وہم ہے اور صواب جو کیا جائیگا عثمان سے کیونکہ آپ
نہیں جانتے مگر وحی سے آپکی طرف یہ مطبوعہ دہلی میں
ہے پھر فقیر نے اصل شرح عینی سے جو مصنف کے ہاتھ
کی لکھی ہوئی مکہ معظمہ کے کتابخانہ میں ہے یہ عبارت دیکھی
چوتھی باب رؤیا النساء میں حدیث سعید کی لیث سے کہ بخدا
میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول خدا
ہوں کہ مجھ سے کیا کیا جائیگا
اور حدیث ابی الیمان شعیب سے ہے
کہ آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے کیا کیا
جائیگا یہ عبارت بخاری کا ترجمہ ہے علامہ عینی فرماتے ہیں
کہ بخاری نے اس تعلیق سے اشارہ کیا ہے کہ محفوظ روایت
لیث سے یہ ہے کہ کیا کیا جائیگا عثمان سے سوا اسکے کہ کیا کیا
جائیگا مجھ سے یہ شرح علامہ عینی کی دستخطی سے منقول ہے
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہ جو بعض محققین نے لفظ بی
کو وہم اور غیر صواب کہا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ جسکو
اپنی رسالت پر یقین ہو وہ یقینا جانتا ہے کہ اس سے
نیکی کی جائیگی جیسا کہ قرآن مجید اسپر ناطق ہے اور فرقان
حمید میں جو ما یفعل بی ہے اسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے
کہ یہ فرمانا مؤمنوں کی دلخوشی اور کافروں منافقوں کی
شرمندگی کا سبب ہوا تھا پس ثابت ہوا کہ وہ حدیث صاحب
براہین اور اسکے پیشوا تقویۃ الایمان والے کے متن بلفظہ
سے ہرگز صحیح بخاری میں نہیں اور مشکوۃ میں سہو قلم ہو گیا ہے

على مقتضى المقام ويضعفه من لم يتامل في اصل
المرام والله ولي الالهام والسادس ان حديث
والله ما ادري ما يفعل بي ولا بكم اخرجه في
المشكوة عن ام العلاء الانصارية وقال في آخره
رواه البخاري ثم وجدنا هذا الحديث في صحيح البخاري
في مواضع الاول في باب الدخول على الميت بعد
الموت اذا ادرج في اكفانه وفيه قول ام العلاء
لعثمان بن مظعون فشهادتي عليك لقد اكرمك
الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله
اكرمه فقلت بابي انت يا رسول الله فمن يكرمه
الله فقال عليه السلام اما هو فقد جاءه اليقين
واني لارجو له الخير والله ما ادري وانا رسول الله
ما يفعل بي (وهذه رواية يحيى بن بكير عن الليث)
وفي رواية نافع بن يزيد عن عقيل ما يفعل به (اي
بعثمان) وتابعه شعيب وعمرو بن دينار ومعمر
انتهى ما في الصحيح والثاني في باب القرعة في المشكوة
من كتاب الشهادة وفيه واني لارجو له الخير
والله ما ادري وانا رسول الله ما يفعل به وعلى
حاشيته بعلامة العيني اي بعثمان لانه لا يعلم من
ذلك الا بالوحي اليه انتهى والثالث في كتاب
الهجرة باب مقدم النبي صلى الله عليه وسلم وفيه
والله واني لارجو له الخير وما ادري وانا رسول الله
ما يفعل به وفي نسخة بي وكتب على حاشيته العيني قال

جو اصل مقصود میں غور کریگا وہ اسکو ضعیف نکہیگا اور خدا
ہی مالک الہام کا ہے چھٹی وجہ یہ ہے کہ حدیث بخدا میں
نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا
صاحب مشکوۃ نے اسکو ام العلا انصاریہ سے روایت کرکے
اسکے پیچھے لکھا ہے کہ یہ بخاری نے روایت کی ہے پھر
صحیح بخاری میں کئی جگہہ یہ حدیث ہے پہلے باب داخل
ہونے کے میت پر مرنے کے بعد جب کفن میں درج
کیجاسے اور اسمیں ام العلا کا عثمان ابن مظعون کو کہنا
ہے کہ میری شہادت تیری نسبت یہ ہے کہ بیشک خدا نے تیری
تعظیم کی تو اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تجھکو
کیونکر معلوم ہوا کہ تحقیق خدا نے اسکی تعظیم کی میں نے عرض
کی میرے ماباپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ پس خدا
کسکا اکرام کریگا تو آپنے فرمایا لیکن وہ اسکو یقین آگیا اور میں
اسکے لیے امید نیکی کی کرتا ہوں بخدا میں نہیں جانتا حالانکہ
میں رسول خدا ہوں میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہہ
روایت یحیی بن بکیر کی ہے لیث سے اور نافع کی روایت
یزید بن عقیل سے یہ ہے کہ اسکے ساتھ یعنی عثمان کے ساتھ کیا
کیا جائیگا اور شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بھی
ایسا ہی کہا ہے یہ ترجمہ ہے عبارت بخاری کا دوسری
کتاب شہادات باب قرعہ مشکوۃ میں یوں روایت
ہے کہ میں اسکے واسطے امید نیکی کی کرتا ہوں اور بخدا میں نہیں
جانتا حالانکہ میں رسول خدا ہوں کہ اسکے ساتھ کیا کیا جائیگا
اور اسکے حاشیہ پر بعلامت عینی درج ہے کہ مراد عثمان

لا یصلح الا للوهابیین المکذبین فنعوذ بالله من ذلك قال فی الجواب التفصیلی والاعتراض الثانی علی حدیث والله ما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان الشراح صرحوا ان الحدیث لیس محمولاً علی الحقیقة قاله صلی الله علیه وسلم لزجر امرءة شهدت بالجنة فی حق عثمان ابن مظعون رضی الله عنه کما فی مجمع البحار وترجمة المشکوة للمحدث الدهلوی وغیرهما فالجواب ان الشراح غلطوا هذا ایضاً قال القاری فی المرقات ما یفعل بی ولا بکم قال الطیبی فیه وجوه احدها ان هذا القول منه حین قالت امرءة لعثمان بن مظعون لما توفی هنیئاً لك الجنة زجراً لها علی سوء الادب بالحکم علی الغیب قلت لا یخفی ان هذا سبب ورود الحدیث لا مدخل له فی ازالة الاشکال انتهی فظهر منه ان اظهاره فی موقع رفع الاعتراض غلط عظیم فلعل عادة القصوری اختیار القول الضعیف المرجوح الغلط وعدم اختیار التوجیه القوی کما فی المرقات وثالثها ان یکون نفیاً للدرایة المفصلة دون المجملة قلت هذا هو الصحیح الخ فجملة هذا هو الصحیح تقتضی الحصر ومقابل الصحیح غلط انتهی یقول الفقیر القصوری سلم صاحب البراهین مع الحواریین ان هذا الوجه نقلته من مجمع البحار وشرح المشکوة للمحدث الدهلوی لکن لما لم انقل

اوپر لکھا گیا ہی یہ سوا وہابیوں کے کسی اور کا کام نہیں ہے پناہ بخدا ازیں۔ اجواب تفصیلی میں لکھا ہی۔ دوسرا اعتراض کہ اس حدیث کو شراح نے حقیقت پر محمول نہیں کیا ہے آپنے ایک عورت کی زجر کیواسطے فرمایا تھا جسنے حضرت عثمان بن مظعون کو حق میں بہشت کی شہادت دی تھی چنانچہ مجمع البحار اور ترجمہ مشکوۃ وغیرہما میں ہی اسکا جواب یہ کہ انکی بھی شراح نے تغلیط کی ہے علی قاری نے تحت ما یفعل بی ولا بکم میں طیبی نے لکہا اسمیں چند توجیہیں ہیں ایک تو یہ کہ یہہ ارشاد ایک عورت کی بے ادبی پر زجر کے لیے فرمایا تہا کہ اسنے عثمان بن مظعون کے جنتی ہونیکا حکم کیا جو غیب پر حکم ہے میں کہتا ہوں مخفی نہیں کہ یہہ حدیث کو ورود کا سبب ہی اسکو اشکال کے رفع ہونے میں کچہہ دخل نہیں ہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسکو موقع رفع اعتراض میں ذکر کرنا بڑی غلطی ہے شاید قصوری صاحب کی عادت ہے کہ قول ضعیف و مرجوح وغلط کو ہی اختیار فرمایا کرتے ہیں اسمیں جو توجیہات قوی تہیں آپنے انکا نام تک نہ لیا چنانچہ مرقات میں ہی تیسری توجیہ یہہ ہی کہ یہہ نفی درایت تفصیلی کی ہے نہ مجمل کی میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح ہے۔ جملہ هذا هو الصحیح حصر کو مقتضی ہے اور صحیح کا مقابلہ غلط ہوتا ہے انتہی بلفظہ فقیر قصوری کان الله له کہتا ہے کہ صاحب براہین مع حواریین نے اتنا تو مان لیا ہے کہ وہ وجہہ فقیر نے مجمع البحار اور ترجمہ مشکوۃ سے نقل کی ہی لیکن جو نکہ فقیر نے

عبارتهما روماً للاختصار فامکن للمکذبین تغلیطه فها انا انقل کلامهما کی یظهر ان التغلیط غلط قال فی مجمع البحار ناقلاً عن الطیبی ان تخصیص هذا الحدیث بالامور الدنیویة یخالف مورده ثم ذکر التوجیه الاخیر بقوله او زجر لقائلة عثمان هنیئاً لك الجنة لحکمها بالغیب انتهی وقال الشیخ المحدث الدهلوی ان هذا الحدیث غیر محمول علی الحقیقة ومنفی فی حق سائر الانبیاء عموماً وسید الانبیاء خصوصاً صلوات الله علیهم اجمعین لان الدلائل القطعیة تنطق بحسن خاتمتهم بالیقین وانما قاله صلی الله علیه وسلم لزجر امرءة شهدت بالجنة والعاقبة بالخیر فی حق عثمان بن مظعون فی حضوره صلی الله علیه وسلم وقال ایضاً والحق ان هذا الحدیث قاله علیه السلام قبل نزول اٰیة لیغفر لك الله ما تقدم فبعد نزولها ما بقی ابهام وحصل الیقین بخیر العاقبة انتهی مترجماً وقال الشیخ الاسلام العینی فی شرح البخاری لانه علیه السلام لا ینطق عن الهوی فانکر علی ام العلاء قطعها علی عثمان اذ لم تعلم هی من امره شیئاً انتهی من نسخته المکتوبة بید المصنف الموجودة فی دار الکتب بمکة المحمیة وقد مر سابقاً من هذا الشرح ناقلاً عن بعض المحققین ان ما یفعل بی وهم وما یفعل به هو العذاب فلا شك فی ان المقصود من هذا الکلام زجر ام العلاء

اختصار کیوجہہ سے ان کی عبارتیں جو نقل نہیں کی تہیں اسسے مکذبین کو موقع غلط بنانے کا ملگیا اب انکی عبارتیں نقل کرکے انکی تغلیط کو غلط کردیتا ہوں مجمع بحار الانوار میں طیبی سے نقل کیا ہے کہ اسحدیث کو دنیی کاموں سے خاص کرنا اسکے مورد کی برخلاف ہے پہر توجیہ اخیر یوں لکھی ہے کہ یا یہہ زجر ہے عثمان کو جنتی ہونیکی شہادت دینے والی عورت کو کہ اسنے غیب کا حکم دیا تہا اھ۔ اور محدث دہلوی نے لکہا ہے کہ یہہ حدیث حقیقت پر محمول نہیں ہے اور سب نبیوں سے عموماً اور سید المرسلین صلی الله علیه وعلی اخوانه وعترته وسلم سے خصوصاً یہہ امر منفی ہے کیونکہ دلائل قطعیہ سے انکا حسن خاتمہ یقینی اور آپنے صرف ایک عورت کی زجر کرنے کو ایسا فرمایا تہا۔ جسنے بہشتی اور عاقبت بخیر ہونے عثمان بن مظعون کے آپکے روبرو شہادت دی تہی پس اس غیبی بات کی تصریح پر آپ ناراض ہوئے اور ایسا فرمایا اور حق یہہ ہی کہ یہہ حدیث آیت مغفرت کے پہلے کی ہے اور اسکے نزول کے بعد کوئی ابہام نہ رہا اور خوبی عاقبت کا یقین ہو گیا اھ اور شیخ الاسلام عینی شرح بخاری میں لکہتے ہیں کہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم تو وحی سے ہی فرماتے تہے پس ام العلاء کے قطعی بہشتی ہونے عثمان کی شہادت پر آپنے انکار فرمایا اسلیے کہ انکو بہی خبر نہ تہی اسکے حال سے یہہ مصنف کی دستخطی شرح موجودہ کتب خانہ مکہ معظمہ سے منقول ہی اور اوپر بہی اسی شرح سے نقل بعض محققین لکہا گیا ہی کہ لفظ ما یفعل بی وہم ہی اور ما یفعل بہم

بشہادة قطعيته الخبر لعثمان لأنها انما تكون
بالوحي ولم يوح الى صاحب الوحي صلى الله عليه
وسلم الى الآن فانكار هذا التوجيه الصحيح و
جعله غلطا ومرجوحا كما قال به صاحب البراهين
مع الحواريين طعن على الحديث وتغليط المحدثين
المعتبرين بقي ما نقل من المرقات ان الصحيح
في رفع اشكال الحديث انتفاء الدراية المفصلة
دون المجملة ففيه ان الخطيب القسطلاني
قال في شرح البخاري تحت هذا الحديث فاصل
الاكرام معلوم قال البرماوي وكثير من التفاصيل
اي معلوم ايضا فالخفي بعض التفاصيل انتهى عنه
وظن هذا الفقير ان حمل على نفي الدراية المستقلة
لم يرد اشكال اصلا فتغليط صاحب البراهين
للوجه الذي اختاره عمائد المحدثين غلط يقينا
والله خير المتفهمين قال في الجواب التفصيلي و
ما قال القصوري على رواية تكفير الناكح بشهادة
الله ورسوله التي صرحت بها في الكتب الفقهية
وان كان الكلام فيها وسيعا لكن يكفي في جوابها ان
صاحب رد المحتار والطحطاوي وغيرهما صرحوا
بنقل المعتبرات ان هذه الرواية ضعيفة بل غير صحيحة
لان بعض الاشياء يعرض عليه عليه السلام وانه يعرف
بعض الغيب باعلام الله تعالى الخ فجوابه ان قول القصوري
بعدم صحة رواية التكفير غلط وعدم وقوفه عن الدليل

کہ وہ شہادت وحی سے ہوتی ہے اور صاحب وحی صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف اسکے بارہ میں کوئی وحی نہیں آئی تھی
پس اس توجیہ صحیح کا انکار کرنا اور اسکو غلط و مرجوح بنانا
صاحب براہین اور اسکے حواریین کا ہی کام ہے حدیث
اور محدثین معتبرین پر طعن ہے اور تغلیط ہے رہا وہ جو
مرقات سے لکھا ہے کہ صحیح رفع اشکال حدیث میں درایت
مفصل کی نفی ہے سوا مجمل کے اسمیں یہ خلل ہے کہ علامہ
قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ اصل اکرام تو یقینی
ہے برماوی نے کہا ہے اور بہت سی تفاصیل بھی معلوم
تھیں بعض تفاصیل پوشیدہ تھیں فقیر کان اللہ لہ کہتا
ہے کہ اس نفی کو درایت مستقلہ کی نفی پر حمل کریں تو سب
اشکال بالکل رفع ہو جاتا ہے۔ پس صاحب براہین کا وجہ مختار
محدثین کی تغلیط کرنی قطعی غلط ہے اور خدا ہی منتقم
کافی ہے جواب تفصیلی میں ہے روایت تکفیر ناکح بشہادۃ
اللہ و رسول سے جو کتب فقہیہ میں مصرح ہے اس پر قصوری
صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ ہر چند اسمیں بہت سی گفتگو
ہے مگر اسیقدر جواب میں کافی ہے کہ رد المحتار و
طحطاوی وغیرہما میں معتبرات کی سند سے تصریح کی ہے
کہ یہ روایت تکفیر غیر صحیح ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر اشیا عرض ہوتے ہیں اور آپ باعلام
الٰہی بعض غیب جانتے ہیں الخ اسکا جواب سنیے کہ
قصوری صاحب کا روایت تکفیر ناکح بشہادۃ اللہ و
رسولہ کو غیر صحیح کہنا غلط اور ناواقفیت کی دلیل ہے

لان هذه الرواية قبلها المتقدمون والمتاخرون
فتغليطها تغليط جمهور الفقهاء قال القاري في
شرح الفقه الاكبر ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات
من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر
الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله
عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم
من في السموات والارض الغيب الا الله كذا في
المسايرة انتهى وعلم من البحر الرائق وهذه الرواية
في عامة كتب الفقه مثل الدرر والفتاوى الهندية
والفتاوى لقاضيخان وغيرها والحاصل ان جميع
الفقهاء متفق على ان من اعتقد انه عليه السلام يعلم
الغيب يكفر لكن رواية الناكح تكلم فيها بعض المتأخرين
بنظر الاحتياط فان قابلنا قول البعض في مقابلة
الجمهور بفرض المحال فمبناه على انه ان كان في المسئلة
وجوه قوية للتكفير ووجه ضعيف لعدمه فالترجيحات
لعدم التكفير فلهذا احترزوا في هذه المسئلة
عن التكفير والا فتكفير معتقد علم غيب غير الله متفق
عليه فان كانت هذه الرواية غير صحيحة فلا يفيد القصوري
ايضا بل يدل على قصور فهمه وما في رد المحتار ان الاشياء
تعرض عليه ويعلم بعض الغيب باعلامه فنحن متفقون
في هذا لكن لا يثبت منه انه عليه السلام مطلق
عالم الغيب يا لعلم المحيط كما هو اعتقاد القصوري
فالاستناد لا لعلم مدعائه بامثال هذه الخرافات

جب اسکو متقدمین و متاخرین فقہا نے قبول کیا ہے
تو اسکی تغلیط جمہور فقہا کی تغلیط ہے علی قاری اپنے
شرح فقہ اکبر میں لکھتا ہے پھر جان لو کہ انبیا غیب
کی چیزیں نہیں جانتے مگر جو خدا انکو کبھی کبھی جتلا دیتے
اور حنفیوں نے اس اعتقاد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم غیب جانتا ہے تکفیر پر تصریح کی ہے کہ یہ آیت
کہ تو کہدے کہ آسمان اور زمین میں سوا خدا کے کوئی
غیب نہیں جانتا ہے تو اسکے مخالف ہے ایسا ہی مسایرہ میں ہے اور بحر الرائق
کا مسئلہ معلوم ہو چکا ہے جو عامہ کتب فقہ در مختار
و فتاوی عالمگیریہ و فتاوے قاضیخان وغیرہ میں
ہے الغرض تمام فقہا متفق ہیں کہ جو معتقد آپکے علم
غیب کا ہو وہ کافر ہے لیکن خاص جزئی ناکح بشہادۃ
اللہ و رسولہ کی بابت بعضے فقہاء متاخرین نے بنظر
احتیاط کلام کی ہے اگر بالغرض ہم ان فقہاء متاخرین
کے قول کو بمقابلہ جمہور فقہا کے وقعت کی نگاہ سے دیکھیں
تاہم اسکی بنیاد اسپر ہے جو فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک
مسئلہ میں بہت سی وجوہ قویہ تکفیر کی ہوں اور ایک وجہ ضعیفہ
عدم تکفیر کی ہو تاہم ترجیح عدم تکفیر کو ہے اسلئے اس مسئلہ میں تکفیر سے
احتراز کیا گیا ورنہ مسئلہ تکفیر معتقد علم غیب غیر اللہ متفق
علیہ ہے پس اگر روایت غلط بھی ہو تاہم قصوری صاحب
کو کچھ مفید نہیں بلکہ انکے قصور فہم پر دال ہے خود
روایت رد المحتار سے جسکا ترجمہ قصوری صاحب نے نقل کیا
ہماری مدعا کی مثبت ہے یعنی آپ پر اشیا عرض ہوتی ہیں

لا يصلح من متدين ذي علم سوى متبعي فضل
الرسول انتهى ما في الجواب التفصيلي بقول الفقير
القصوري كان الله له وجه عدم صحة رواية تكفير
الناكح بشهادة الله ورسوله عليه السلام تصريح
الفقهاء بان الرسول يعلم بعض الغيب باعلام الله
سبحانه وايضا قال في المجموعة الخانية ناقلا
عن فتاوى الحجة والصحيح انه لا يكفر لان اعمال الامة
يعرض على النبي صلى الله عليه وسلم انتهى فثبت منه
ان رواية التكفير غير صحيح وما قال ان هذه الرواية
تبلها المتقدمون والمتاخرون دعوى بلا
دليل وما نقل من القاري تصريح الحنفية بالتكفير
باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب
الخ فلا تعلق لذلك بهذه الرواية ولا خلاف في كفر
من يعتقد ان النبي عليه السلام يعلم الغيب بنفسه
دون اعلام الله تعالى لان قول القاري الاما
اعلمهم الله تعالى احيانا صريح في ان المراد اعتقاد
علم الغيب بنفسه وبالاستقلال على ان عبارة القاري
عليه رحمة الباري ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات
في حق جميع الانبياء عموما وكلامنا في وسعة علم
سيد الانبياء خصوصا واعتقادنا انه صلى الله عليه
وسلم اعطي علما زائدا من جميع المخلوقات فضلا
عن ابليس شر البريات وهو العلم المعبر بعلم ما كان
وما يكون وان ثبت هذا بالقران والحديث وغيرهما

اپنے مدعا پر استدلال لانا سوا متبعان فضل رسول کے کسی دیندار
ذیعلم کا کام نہیں ہے۔ انتہے بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہٗ
کہتا ہے کہ روایت تکفیر ناکح بشہادت خدا و رسول علیہ السلام
کی عدم صحت فقہا ہی کی تصریح ہے کہ رسول بعض غیب
جانتا ہے باعلام الٰہی اور نیز مجموعہ خانی میں فتاویٰ حجت
سے درج ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا ہے اسلیئے کہ
اعمال امت آپ پر عرض ہوتے ہیں اس پر ثابت ہوا کہ
روایت تکفیر کی غیر صحیح اور یہ دعویٰ کہ اس روایت تکفیر کو
متقدمین اور متاخرین نے قبول کیا ہے بلا دلیل ہے اور علامہ
قاری نے جو حنفیوں کی تصریح نقل کی ہے اسپر کہ معتقد علم غیب
نبی کا فر ہے تو اسکو اس روایت سے کوئی تعلق نہیں اور بیشک
جو بھی اعتقاد کرے کہ نبی علیہ السلام خود بخود غیب جانتے
ہیں وہ کافر ہے اسلیئے کہ قاری کا یہ لکھنا مگر جو خدا انکو
کبھی معلوم کرا دے صریح ہے اسمیں کہ مراد علم غیب خود بخود کا
مستقل کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ عبارت علامہ قاری
کی سب انبیا کے حق میں عموماً ہے اور ہماری کلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم میں ہے خصوصاً اور
ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کو علم ساری مخلوقات سے زائد
دیا گیا ہے چہ جائیکہ شیطان مردود اور آپ کا
وہ علم جو ما کان و ما یکون سے
تعبیر کیا گیا ہے ہر چند اسکا
ثبوت قرآن و حدیث سے

کما سنبینه عنقریب لاکن نثبته ههنا بقول القاري
حتى يظهر قصور فهم المكذبين وتعصبهم في الدين
في الشفاء وشرحه للقاري وكانت معارفه صلى الله
عليه وسلم في نهاية لاترام وغاية لاتسام (الى قوله)
واطلعه عليه من علم ما كان في عالم الشهادة
وما يكون في عالم الغيب من السعادة والشقاوة
(الى قوله) لقوله تعالى وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله
عليك عظيما انتهى بقدر الحاجة وايضا قال القاري
عليه رحمة الباري في شرح القصيدة البردة تحت
قوله ؎ فان من جودك الدنيا وضرتها ؛ و
من علومك علم اللوح والقلم وكون علومهما من
علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه تتنوع الى الكليات
والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف
تتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطرا
من سطور علمه ونهرا من بحور علمه صلى الله عليه
وسلم انتهى وايضا قال القاري في المرقات تحت
حديث صلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم
قال القاضي وذلك ان النفوس الزكية القدسية
اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت
بالملاء الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد
بنفسها وباخبار الملك لها وفيها سر يطلع عليه من
تيسر له انتهى وهكذا في رسالة انموذج للسيوطي وحجة الله
البالغة لشاه ولي الله الدهلوي وما قال ان معنى كلام

جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا لیکن ہم اس جگہ علامہ قاری
کی ہی کلام سے ثابت کر دکھاتے ہیں تاکہ مکذبین کا قصور فہم
اور تعصب ظاہر ہو جائے یہی علامہ قاری شرح شفا
میں لکھتے ہیں کہ آپکے معلومات بے نہایت اور لاغایت
تھے اور آپکو علم اسکا جو چیز ہوئی ہے اور ہوگی سعادت
و شقاوت سے سب کی اطلاع دیگئی ہے۔ بدلیل آیت
اور تعلیم کیا تجھکو جو تو نہیں جانتا تھا اور خدا کا فضل تجھ پر بڑا
ہے اور نیز یہی علامہ قاری شرح قصیدہ بردہ میں
لکھتے ہیں اسکی تحت کہ آپکی بعض بخشش دنیا و آخرت ہے
اور بعض علوم آپکے سے علم لوح و قلم ہے کہ علم لوح
و قلم کا آپکی علوم کا بعض اسوجہ سے ہے کہ آپکے علوم کلیات
اور جزئیات اور حقائق و دقائق اور عوارف و معارف
متعلق ذات و صفات کی طرف منقسم ہیں اور علم لوح
و قلم کا آپکے علموں سے ایک سطر اور آپکے علموں کے دریاؤں
سے ایک نہر ہے اور نیز یہی قاری مرقات میں
کہ تم مجھپر درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھکو ضرور پہنچتا
جہاں کہیں تم ہوگے قاضی نے کہا ہے اور یہ اسلیئے کہ پاک
نفس جب بدنی علائق سے خالی ہو کر اونچے جاتے
اور ملاء اعلیٰ سے متصل ہوتے ہیں اور کوئی پردہ نہیں
رہتا ہے تو سب کو دیکھتے ہیں جیسا کوئی خود دیکھ رہا ہو
یا فرشتہ کی خبر دینے سے انکو اور اسمیں بھید ہے مطلع ہوتا
ہے اسپر جسپر آسان ہو اور ایسا ہی امام سیوطی کے رسالہ انموذج
اور شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ میں درج ہے اور یہ دعویٰ کہ

بعض المتاخرین فی روایۃ تکفیر الناکح علی انہ کان فی المسئلۃ وجوہ قویۃ للتکفیر ووجہ ضعیف لعدمہ فالرجحان لعدم التکفیر کذب محض لانہ لیس فی ہذہ الروایۃ وجہ واحد یوجب التکفیر فضلا عن الوجوہ لانہا مخالفۃ لقولہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کما صرح بہا من الفقہاء المعتبرین والحمد للہ علی تکذیبہ المکذبین وما قال انا نتفق فی انہ علیہ السلام یعرض علیہ الاشیاء ویعلم بعض الغیب باعلامہ لکن لا یثبت منہ مطلق علم الغیب بالعلم المحیط فان اراد منہ نفی علم الغیب المطلق والاحاطۃ بالاشیاء کاحاطتہ تعالی فنحن ایضا قائلون بنفیہ وان اراد نفی العلم المحیط بالارض لہ علیہ السلام مع انہ ثبت ہذہ الاحاطۃ للشیطان ویقول انہ ثابت بالنص والاول غیر ثابت بہ کما نقل عنہ فھو صریح الخسران وبدیھی البطلان لان من اعطی علم ما یکون وما کان فکیف یکون ناقصا فی العلم من الشیطان وسیجیٔ ابطالہ علی الاعلان بعد الاعلان وعلی اللہ المستعان فی جمیع الامور والتکلان قال فی الجواب التفصیلی ان القصوری ادعی بتقلید المولوی فضل الرسول ان علم الغیب المخصوص بہ تعالی ہو العلم الذاتی والاستقلالی وہذا معنی الآیات والاحادیث الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ قلت انہما غلطا

کہ بعض متاخرین نے جو روایت تکفیر ناکح بشہادت ورسول میں گفتگو کی ہے اسکی بنیاد اسپر ہے کہ جب اس مسئلہ میں کئی وجوہ قوی تکفیر کی ہوں اور ایک وجہ عدم تکفیر کی ہو تو رجحان عدم تکفیر کو ہوگا محض ہے کیونکہ اس مسئلہ میں تو کوئی ایک وجہ بھی تکفیر ہے چہ جائیکہ بہت وجہہ تکفیر کی ہوں اسلئے کہ یہ ہے آیت کو کہ خدا غیب دان ہے اپنے غیب پر کسی نہیں کرتا مگر رسول پسندیدہ کو جیسا کہ معتبر فقہا کی ہوئی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ آپس میں ہم متفق ہیں پر اشیا عرض ہوتی ہیں اور آپ بعض غیب با اعلام الٰہی جانتے ہیں لیکن اس سے مطلق علم غیب ثبوت نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر اس سے مراد نفی علم مطلق اور احاطہ اشیاء مانند علم اور احاطہ باری تعالی ہے تو ہم بھی اسکی نفی کے قائل ہیں اور اگر مراد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم محیط زمین کا نہیں ہے اور یہ احاطہ شیطان لعین کیواسطے نص سے ثابت ہے اور پہلا نص سے ثابت نہیں جیسا کہ جواب تفصیلی والوں کا قول ہے تو یہ بالکل باطل اور صریح جھوٹ ہے کیونکہ جنکو علم ما کان وما یکون کا دیا گیا ہو انکا علم شیطان کے علم سے کیونکر ناقص ہوگا اور قریب اسکا بطلان مذکور ہوگا اور سب کاموں میں خدا ہی مددگار ہے اور اسی پر توکل ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے بعد اسکے مولوی قصوری نے بتقلید مولوی فضل رسول کے مدعی ہوئے کہ علم غیب مخصوص

بخصہ ان الاختصاص بالذاتی بل کون العلم ذاتیا وقدیما ایضا مختص بذاتہ سبحانہ ولو کان الاختصاص بالذاتی فقط فیلاحظ فی الالوہیۃ ایضا والحال ان جمیع کفار العرب لم یعتقدوا الہتہم بالذات وکفرہم منصوص بالقران وثانیا لم یکفر مثبت علم الغیب لغیر اللہ تعالی وتکفیر معتقد علم الغیب لغیرہ تعالی مصرح فی الکتب الفقہیۃ وان تاملنا یعلم ان العلم الذاتی الاستقلالی غیبا کان او شہادۃ مخصوص بہ تعالی فتخصیص علم الغیب بہ تعالی وعدم تخصیص العلم الشہودی بہ سبحانہ من کمال الایمان القصوری انتہی یقول الفقیر القصوری کان اللہ لہ قد علم سابقا ان صاحب البراہین مع الحواریین اذا بینوا امرا بدلیل لم یہتدوا الی سبیل بل یضلون عن الطریق السوی لقصور فہمہم الغوی او التعصب القوی فلما قالوا انہم فلا خفاء فی بطلان سعیہم ولیعلم ان الغیب ما غاب عن ادراک الحواس الظاہرۃ والباطنۃ فلا یعلم بالمشاہدۃ والوجدان ولا تدخل اسبابہ وعلاماتہ فی العقل والفکر حتی یعلم بالبداہۃ والاستدلال وہذا الغیب غیب عند احد وشہادۃ عند غیرہ فعالم الالوان غیب عند الاکمہ والاصوات والنغمات والالحان شہادۃ عندہ ولذۃ الجماع غیب عند العنین والجوع والعطش غیب عند الملائکۃ

اختصاص کچھ صرف ذاتی میں ہی منحصر نہیں بلکہ محیط ہونا اور قدیم ہونا بھی مختص باری تعالی سے ہے اور اگر مدار اختصاص کا صرف ذاتی ہونے پر ہو تو اول تو الوہیت میں بھی ملحوظ ہو حالانکہ تمام کفار عرب اپنے آلہ کو الہ بالذات نہیں اعتقاد کرتے تھے اور انکا کفر بنص قرآنی ثابت ہے دوسرے غیر خدا کیواسطے علم غیب کی مثبت کی تکفیر جائز نہ ہوتی حالانکہ کتب معتبرہ فقہیہ میں اسکی تکفیر مصرح ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو مطلق علم ذاتی استقلالی خواہ غیب یا شہادت مختص بذات پاک حق تعالی ہی معلوم ہوتا ہے مقصود یہ کہ صاحب علم غیب ذاتی استقلالی کو مختص بذات باری تعالی اعتقاد کرتے ہیں اور علم شہادت کو مخصوص بذات باری نہیں کرتے ہیں یہ انکی کمال ایمانداری ہے۔ راقم بفضلہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اوپر سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ صاحب براہین مع حواریین جب کوئی مسئلہ دلیل کے ساتھ بیان کرینگے تو ہر بات بھی بے راہ ہی جاتے ہیں اپنے قصور فہم یا تعصب سے پس جب اپنی عقل سے کچھ کہینگے تو وہ بالکل ہی باطل ہوگا جان لو کہ غیب نام ہے اس چیز کا جو حواس ظاہرہ وباطنہ سے غائب ہو تاکہ مشاہدہ اور وجدان سے معلوم نہو سکے اور اسکے اسباب علامات بھی عقل اور فکر میں نہ آویں تاکہ بداہت اور استدلال سے معلوم ہو سکے یہ قسم غیب کا کسیکے نزدیک غیب ہے اور کسی کے نزدیک ظاہر ہے دیکھو اندھے کیواسطے رنگ غیب ہو اور آواز

والجنة والنار شهادة وهذا القسم من الغيب يسمى
اضافيا والغيب بالنسبة عن جميع المخلوقات
غيب مطلق ومخصوص بذاته تعالى انتهى ما في
تفسير فتح العزيز مترجما بقدر الحاجة وسيجی
ما بقي في موضعه وهكذا في التفاسير المبسوطة و
غيرها فعلم ان الغيب بقسميه لا يختص به سبحانه
فقول اختصاص العلم بالشهادة بذاته تعالى مما
لا يقول به احد من ذوی العقول لان خاصة
الشئ ما يوجد فيه ولا يوجد في غيره ثم قال
العلامة النسفي تحت اية وما كان الله ليطلعكم
على الغيب وما كان ليوتی احدا منكم علم الغيوب
فلا تتوهموا عند اخبار الرسول بنفاق الرجل
واخلاص الآخر انه يطلع على ما في القلوب باطلاع
الله تعالى فيخبر عن كفرها وايمانها ولكن الله يجتبي
من رسله من يشاء اي ولكن الله يرسل الرسول
فيوحي اليه ويخبره بان في الغيب كذا وان فلانا في
قلبه الاخلاص وفلانا في قلبه النفاق فيعلم ذلك من جهة اخبار الله
تعالى لا من جهة نفسه انتهى ما في المدارك وقال القاضي
البيضاوي تحتها وما كان الله ليطلعكم على الغيب
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء وما كان ليوتی
احدكم علم الغيب فيطلع على ما في القلوب من كفر
وايمان ولكن الله يجتبي لرسالته من يشاء فيوحي
اليه ويخبره ببعض المغيبات انتهى بقدر الحاجة

اور بہشت و دوزخ شہادت ہیں اور اس غیب کو غیب اضافی
کہتے ہیں اور جو چیز سب مخلوقات کی بہ نسبت غیب ہی
وہ غیب مطلق اور مخصوص بذات باریتعالے ہی یہ
تفسیر فتح العزیز کی عبارت ضروریکا ترجمہ ہے اور باقی
بھی اپنے موقعہ پر مذکور ہوگا اور ایسا ہی دوسری تفسیروں میں
ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیب کی بھی دونو قسم حقتعالے
سے خاص نہیں ہیں تو علم شہادت کو خدا پاک
سے مخصوص بنانا کسی دانشمند کا قول نہیں ہے اسلیئے کہ
خاصہ نام ہے اسکا جو اپنے مخصوص میں موجود ہو
اور دوسری میں نہو پھر تفسیر مدارک میں آیت وما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب کے نیچے لکھتے ہیں اور ہر کسیکو تم میں سے غیب کے
علم نہیں دیئے گئے - پس جب رسول کسیکے نفاق یا ایمان کی
خبر دے تو یہ وہم نکرنا کہ وہ خدا کیطرح دلونکی باتوں پر مطلع
ہے - پس انکے کفر اور ایمان سے خبر دیتا ہے ولکن اللہ یجتبی
من رسلہ من یشاء یعنی ولیکن خدا وحی کے ذریعہ سے
رسول کو خبردار کرتا ہے کہ فلانے کے دلمیں نفاق ہے اور فلانے
کے دلمیں اخلاص ہے پس رسول اللہ تعالے کے خبردار کرنے سے جانتا
ہے نہ خود بخود ا ھ اور تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ہر کوئی
تمہارا علم غیب نہیں دیا جاتا تاکہ دلوں کے ایمان اور
کفر سے مطلع ہو ولیکن حقتعالے اپنی رسالت کیواسطے
جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اسکیطرف وحی کرتا ہے
اور غیبوں سے کسی علم کی اسکو خبر دیتا …

فعلم من ذلك ان اختصاص علم الغيب الذاتي الا
ستقلالي به سبحانه يعلم من الآيات والتفاسير
والقائل به على الحق المنير ولما كان ذاته صلى الله عليه
وسلم حادثا غير قديم فكذالك صفاته فلا حاجة
الى اخراج العلم القديم من علمه عليه الصلوة والتسليم
ومن اختص احاطة ما في الارض بل ما في السموات
ايضا به سبحانه ونفى ذلك عن الانبياء فقد خالف
القرآن والحديث قوله تعالى وكذلك نری ابرهيم
ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين
وقال عليه السلام فعلمت ما في السموات والارض كما
سيجئ ذكره مفصلا ولما كان وجوب الوجود والالوهية
مختصا به تعالى مطلقا فما الحاجة في تخصيصهما
بالذاتي وقياسه على العلم بالغيب قياس مع الفارق
كما مر وايضا في المدارك تحت اية ولكن الله يجتبي
من رسله من يشاء والاية حجة على الباطنية فانهم
يدعون ذلك العلم لامامهم فان لم يثبتوا النبوة له
صاروا مخالفين للنص حيث اثبتوا علم الغيب لغير
الرسول وان اثبتوا النبوة له صاروا مخالفين لنص
آخر وهو قوله وخاتم النبيين انتهى والكلام في تكفير
معتقد علم الغيب للنبي عليه السلام مر سابقا فتذكر
قال في الجواب التفصيلي واستيلائه عليه السلام على
بعض الغيب باعلامه تعالى كما جاء في كثير من الآيات
لقوله تعالى وما كان الله ليطلعكم الاية وعلمك ما لم تكن تعلم

پس اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب ذاتی استقلالی ہی کا خدا کے
ساتھ مخصوص ہونا آیات قرآنی سے ثابت ہوتا ہے اور اسکا
قائل حق روشن پر ہے اور جب سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کی ذات اور صفات حادث ہیں قدیم نہیں تو علم
قدیم کو آپکے علم سے خارج کرنیکی کیا حاجت ہی اور جو
زمین بلکہ آسمان کی چیزوں کے احاطہ کو خدا پاک سے
مخصوص کرتا اور انبیاء سے اسکی نفی کرتا ہے وہ قرآن
اور حدیث کی مخالف ہے قرآنمجید میں ہے اور اسیطرح ہم
دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی تا
تاکہ اسکو یقین آوے - اور صحیح حدیث ہی پس جان لیا میں نے
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جسکا مفصل ذکر عنقریب
آتا ہے اور جب وجوب وجود اور الوہیت ہر وجہ حقتعالے
کے ساتھ خاص ہے تو انکو ذاتی سے مخصوص کرنا اور علم
غیب پر قیاس فرمانا قیاس مع الفارق ہے جیسا کہ
اوپر مذکور ہوا ہے اور نیز تفسیر مدارک میں آیت ولکن اللہ
یجتبی من رسلہ من یشاء کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہ آیت فرقہ
باطنیہ پر حجت ہے کہ وہ اپنے امام کے لیئے یہ علم ثابت کرتے
ہیں پس اگر امام کو لیئے نبوت ثابت نکریں تو نص کے مخالف
ہو کر غیر رسول کیواسطے علم غیب ثابت کرتے ہیں اور اگر
نبوت ثابت کریں تو آیت ختم نبوت کے مخالف ہوتے
ہیں اھ اور مسئلہ تکفیر معتقد علم غیب نبی علیہ السلام میں اوپر کلام
ہو چکی ہے اسکو یاد کر لو - جواب تفصیلی میں ہے اور با علام
باریتعالے بعض غیب پر مستولی ہونا سرور عالم صلعم کا جسکو بہت
آیتیں تفصیلا ثابت کرتی ہیں

وذلك من انباء الغيب الآية وتلك من انباء الغيب عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الآية واثبت منها القصوري ذلك فلا ننكره وهو عين عقيدتنا لكن اثبات العلم المحيط المعتقد عليه القصوري منها محال ونحن نحكم بان اثباته شرك انتهى يقول الفقير القصوري كان الله له لا اخفاء فى ان مدعاء الفقير تردید قول صاحب البراهين بان وسعة علم الشيطان واحاطته ثابتة بالنص ووسعة علمه عليه السلام لا ثبوت له من الدين واشراك بالرحمن كما هو منصوص الاعتراض عند اهل العلم والايمان واظهرت قصور فهمه وتعصبه من ذكر الحديث المحرف والمنسوخ او غير المحمول على الحقيقة والرواية الفقهية الضعيفة دليلين على قلة علم حبيب الرحمن وذكرت الآيات الخمس لاثبات تعليم علم الغيب له صلى الله عليه وسلم من الله المنان كما سلم المنكر الآن واعتقادي حسب اعتقاد اهل السنة ان علمه صلى الله عليه وسلم وسيع عن علم جميع المخلوقات فما ظنك بمعلومات رجيم الجنان كما اقمت على ذلك دلائل من القرآن واحاديث سيد الانس والجان وتكلم فيها صاحب البراهين مع الحواريين وترد ذلك ايضا بعون المستعان وبين معنى الاحاطة فى موضعه بالاعلان قال فى الجواب التفصيلی وما بين القصوري لوسعة علمه عليه السلام آية ما اوحى الى عبده ما اوحى وآية وعلمك ما لم تكن تعلم

اور ذلک من انباء الغیب الآیۃ اور تلک من انباء الغیب اور عالم الغیب فلا یظہر الآیۃ قصوری صاحب ارشاد فرماتے ہیں ہمکو انکار نہیں یہہ ہمارا عین عقیدہ ہے لیکن اسے علم محیط کا ثبوت جو معتقد علیہ قصوری صاحب کا ہے اور جسکو ہم شرک کہتے ہیں محال ہے انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہہ بات پوشیدہ نہیں کہ فقیر کا مدعا صاحب براہین کی اس قول کی رد کہ شیطان کی وسعت علم اور احاطہ نص سے ثابت ہے اور آنحضرت علیہ السلام کی وسعت علم ثابت نہیں اور وہ شرک ہے جیسا کہ اعتراض سے اہل علم پر روشن ہے تردید ہے چنانچہ اسکا قصور فہم اور تعصب ظاہر کیا کہ حدیث محرف اور منسوخ یا غیر محمول معنی حقیقی پر اور روایت ضعیف ان دو دلیل سے آپکے علم کی قلت ثابت کی ہے اور فقیر نے پانچ آیتیں ذکر کی ہیں جنسے بتعلیم الٰہی آپکے واسطے حصول علم غیب متحقق ہے جسکو جواب تفصیلی والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور فقیر کا اعتقاد حسب اعتقاد اہلسنت یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوقات کی علم سے وسیع ہے چہ جائیکہ علم شیطان مردود چنانچہ قرآن و حدیث سے اسکے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور صاحب براہین مع حواریین نے جن دلائل پر اعتراض کئے ہیں انکا رد اور احاطہ کے معنے بھی اپنے موقع پر مبین ہوتے ہیں۔ جواب تفصیلی میں ہے اسکے بعد وسعت علم فخر عالم صلعم کے آیت ما اوحی الی

وهو الترجمة الحقائق والحسيني والمدارج فانا نؤمن بوسعة علمه ونعتقد بها لكن ما فهم القصوري منها الاحاطة العلمية له عليه السلام فهو غلط ولو قطعنا النظر عن ذلك فقد كتب فى التفسير الكبير تحت فاوحى الى عبده ما اوحى توجيهين احدهما اوحى الى محمد ما اوحى الى جبرئيل وثانيهما اوحى الى جبرئيل ما اوحى الى محمد فعلى هذا ما صدر به انتهى ملخصا فيفهم القصوري منه حقيقة استدلاله وايضا كتب الامام الرازي تحت وعلمك ما لم تكن تعلم توجيهين احدهما ان يكون المراد ما يتعلق بالدين كما قال ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان وعلى هذا الوجه تقدير الآية انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقهما مع انك ما كنت تدري قبل ذلك عالما بشيء منهما فكذلك يفعل بك فى مستانف ايامك۔ الوجه الثاني ان يكون المراد وعلمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين فكذلك يعلمك من حيل المنافقين ووجوه كيدهم ما تقدر به على الاحتراز عن وجوه كيدهم ومكرهم انتهى ملخصا لعل القصوري ما لاحظ التفسير الكبير من هذا الموقع والا لم يستدل بهذه الآية فى مقابلتنا او لاحظ لكن ديانته ما اجازت له تركها وان سلم القصوري ان الابهام تفيد التعظيم فى كل موضع فيلزمه ان يعتقد كل فرد بشر

اور بحر الحقائق سے بحوالہ تفسیر حسینی اور مدارج النبوۃ سے بیان کئے بیشک حضرت فخر عالم کی وسعت علم پر بھی ایمان و اعتقاد ہے لیکن اس سے قصوری صاحب کا احاطہ علمی سمجھنا غلطی ہے قطع نظر اس سے تفسیر کبیر میں ذیل تفسیر فاوحی الی عبدہ ما اوحی دو توجیہیں لکھی ایک یہہ کہ محمد کیطرف وحی کی جو جبرئیل کو وحی کی دوسری جبرئیل کیطرف وحی کی جو محمد کیطرف وحی کی اسپر ما صدر بہ ہوا یہہ خلاصہ ہے تفسیر کبیر کا بس اس سے اپنے استدلال کی حقیقت سمجھ لیجئے اور آیت وعلمک ما لم تکن تعلم کی بھی امام رازی نے دو توجیہیں لکھی ہیں ایک یہہ کہ اس سے مراد وہ ہے جو متعلق دین کے ہے جیسا کہ فرمایا کہ تو نہیں جانتا تھا کہ کیا کتاب ہے اور نہ ایمان اور اسوجہ پر تقدیر آیت کی یہہ ہے کہ خدا نے تجھپر کتاب اور حکمت اتاری اور انکے اسرار پر تجھکو مطلع کیا۔ اور انکے حقائق پر تجھے وقوف دیا باوجودیکہ تو پہلے دونوں کو کچھہ نہیں جانتا تھا پس ایسا ہی آئندہ تجھسے معاملہ ہوگا دوسری وجہہ مراد اس آیت سے یہہ ہے کہ تعلیم کیا تجھکو جو تو نہیں جانتا تھا پہلے لوگونکی خبریں پس ایسا ہی تجھے تعلیم کر دیگا منافقوں کے حیلے اور مکر جسسے تو انکے مکر اور حیلہ سے بچنے پر قادر ہو جائیگا یہہ خلاصہ تفسیر کبیر کا ہے شائد اسموقع سے قصوری صاحب نے تفسیر کبیر کو ملاحظہ نہیں کیا ورنہ اس آیت کو ہمارے مقابلہ میں پیش نکرتے یا ملاحظہ کیا ہوگا مگر اسکی ترک کی دیانت نے اجازت ندی ہوگی اور اگر ابہام کو ہر جگہہ مفید کثرت مانیں تو وعلم الانسان

عالم ماكان وما يكون بدليل وعلم الانسان ما لم يعلم
ثم لا يستحيي القصوري في اثبات المعتقدات
من بحر الحقائق والحسيني والمدارج انتهى يقول
الفقير القصوري كان الله له ان المكذبين بتوا
في هذا التحرير وكتبوا آيت فاوحى بلفظ ما اوحى و
اختصروا الصلوة في موضع ثم تركوها في مواضع
وخانوا في النقل عن التفسير الكبير حسب العادة الجبلية
خيانة فاحشة واختاروا وقاحة ظاهرة بيانه
جهة انهم نقلوا في قوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى التوجيهين
الاخيرين وتركوا ما بينه الامام في الابتداء من التوجيه
الوجيه قال الامام الرازي الوجه الثاني في عبده
على قولنا الموحى هو الله انه محمد صلى الله عليه وسلم معناه
اوحى الله الى محمد ما اوحى اليه للتفخيم وهذا
على ما ذكرنا من التفسير يرد على ترتيب في غاية الحسن
وذلك لان محمدا صلى الله عليه وسلم في الاول
حصل في الافق الاعلى من مراتب الانسان وهو النبوة
ثم دنا من جبريل وهو في مرتبة النبوة فصار رسولا
فاستوى وتكامل ودنى من الامة باللطف وتدلى
اليهم بالقول الرفيق وجعل يتردد مرارا بين امته
وربه فاوحى الله اليه من غير واسطة جبريل انتهى
بلفظه فانظر كيف حقق الامام العلم الوسيع لسيد
الانام عليه الصلوة والسلام واما ما نقل في الاية
الثانية اي وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما

عالم بعلم کی دلیل سے ہر ایک بشر کو عالم ما کان وما یکون
اعتقاد کرلیں اعتقادیات کے ثبوت میں بحر الحقائق و
تفسیر حسینی و مدارج کے ذکر سے قصوری صاحب کیوں
نہیں شرماتے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اس
تحریر میں صاحب براہین مع حواریین ایسے سراسیمہ ہوکر
کہ آیت فاوحی کو ما اوحے لکھدیا اور ایک جگہ درود
بصورت صلعم مختصر کرکے پھر کئی جگہ بالکل چھوڑ دیا اور
حسب اپنی جبلی عادت کے تفسیر کبیر کی عبارت کی نقل
کرنے میں بھی خیانت فاحش کی کہ پچھلی دو توجیہیں نقل
کیں اور پہلی عمدہ توجیہ ترک کردی جسکو امام رازی لکھتے
ہیں کہ دوسری وجہ عبدہ میں ہمارے قول پر کہ وحی
کرنیوالا حق تعالی ہے اور بندہ محمد ہو صلے اللہ علیہ وسلم
معنے یہہ ہوئے کہ خدا نے وحی کی محمد کیطرف جو وحی کی
تھی اسکو بزرگی اور تعظیم کیواسطے مبہم رکھا اور یہہ وجہ
تفسیر کی نہایت حسن ترتیب پر واقع ہوئی ہے بدینوجہ
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابتدا میں مراتب
انسان کے اعلے مراتب میں حاصل ہوئی اور وہ
نبوت ہے پھر مرتبہ نبوت میں آپ جبرئیل کو قریب ہوکر
اور رسول بنے پس برابر اور کامل ہوئے اور لطف
سے امت کے نزدیک ہوکر ان سے ملائم باتیں کیں اور امت
اور رب کے درمیان آمد و رفت شروع فرمائی پس خدا
نے آپکی طرف بلا واسطہ جبرئیل وحی کی جو وحی کرنی تھی
ترجمہ ہوا عبارت تفسیر کبیر کا اب ملاحظہ کرو کہ امام رازی نے

[illegible]

فاولا خانوا في العبارة المنقولة ما كان مخالفا لزعمهم
من موضعين الاول تركوا من اخر قوله من في
مستانف ايامك (لا يقدر احد من المنافقين
على اضلالك وازلالك) والثاني تركوا ما كان
من كلامه نصا على سعة علمه صلى الله عليه وسلم
وهو قوله ثم قال وكان فضل الله عليك عظيما
وهذا من اعظم الدلائل على ان العلم اشرف الفضائل
والمناقب وذلك لان الله تعالى ما اعطى الخلق
من العلم الا القليل كما قال وما اوتيتم من العلم الا
قليلا ونصيب الشخص الواحد من علوم جميع الخلق
يكون قليلا ثم انه سمى ذلك القليل عظيما حيث
قال وكان فضل الله عليك عظيما وسمى جميع الدنيا
قليلا حيث قال قل متاع الدنيا قليل وذلك يدل على
غاية شرف العلم انتهى بلفظه فاعتبروا يا اولي الابصار
كيف اثبت الامام من هذه الاية وسعة علم
سيد الابرار بانه صلى الله عليه وسلم اعطي علوم
جميع الخلق وهي وان كانت بالنسبة الى علمه تعالى
قليلا لكن في حد ذاته سمى الله تعالى عظيما فقول
المكذبين بانا نؤمن بوسعة علمه عليه السلام تقية
من اعيان الرياسة الاسلامية وترك ذكرها يدل
على سعتها واختيار الوجوه الاخرى في ترديد قول
من يقول بالوسعة ليس الا دأب المنافقين
فارغا من بيان وسعة علم عالم علوم الاولين

پہلی اول عبارت منقولہ میں خیانت کرکے دو جگہ انکے زعم
کے مخالف کو چھوڑ دیا ہے پہلا آئندہ کے معاملہ کی بعد یہہ
عبارت کہ (کوئی منافقوں سے آپکے گمراہ کرنے اور
لغزش دینے پر قادر نہوگا) چھوڑ دی دوسری وہ عبارت
جو آپکے وسیع علم پر نص تھی، وہ سب کی سب خورد
برد کر گئے اور وہ وکان فضل اللہ علیک عظیما کی آخر
ہے یعنی اور یہہ بزرگ تر دلائل سے ہے علم کے اشرف
فضائل اور مناقب ہونے پر بدینوجہ کہ اللہ تعالے نے
مخلوق کو تھوڑا سا ہی علم دیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ نہیں دئے
گئے تم علم سے مگر تھوڑا سا اور ایک شخص کو ساری مخلوق
کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے پھر اس
تھوڑے کو اللہ تعالے نے بہت فرمایا آیت وکان فضل اللہ
علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا
رکھا ہے جو فرمایا کہدو کہ سامان دنیا تھوڑا ہے اور یہہ
بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے یہہ ترجمہ
ہے عبارت تفسیر کبیر کا اب صاحبان انصاف غور
سے دیکھیں کہ امام رازی نے کیا عمدہ اس آیت سے اثبات
کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساری مخلوقات
کا علم دیئے گئے ہیں ہرچند یہ علم بہ نسبت علم الہی کے
قلیل ہے مگر اپنی ذات میں اسکو حق تعالے نے بزرگ بات
تعبیر کیا ہے پس مکذبین کا یہہ کہنا کہ بیشک فخر عالم کی
وسعت علم پر بھی ایمان و اعتقاد ہے) ارکان ریاست
اسلامیہ کو تقیہ ہوا اور اس عبارت ذکر وسعت علم کو چھوڑ دینا اور

[illegible]

والآخرين بسند الامام لرغم انف المكذبين
فلنذكر شيئا من التفاسير المعتبرة الاخرى
لتفرح به قلوب الموحدين الموقنين في التفسير
النيسابوري قوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى
وفيه تفخيم لشان الوحي قيل اوحى الله الصلوة
وقيل اوحى اليه ان الجنة محرمة على الانبياء حتى
تدخلها وعلى الامم حتى يدخلها امتك والظاهر انها
اسرار وحقائق ومعارف لا يعلمها الا الله ورسوله
وكان فضل الله عليك عظيما فيه دليل ظاهر على
شرف العلم حيث سماه عظيما وسمى متاع الدنيا باسرها
قليلا انتهى وفي مدارك التنزيل فاوحى الى عبده ما
اوحى تفخيم للوحي الذي اوحى اليه الخ وفي الجلالين
فاوحى الى عبده ما اوحى ولم يذكر الموحى تفخيما لشانه
انتهى وفي حاشية الجمل على الجلالين والاكثر على
ان المعنى فاوحى الله تعالى الى عبده محمد ما اوحى اه كرخي
قوله تفخيما لشانه اى واشارة الى عمومه وهو
جميع احكام الشريعة اه خطيب وفي القرطبي ثم
قيل هذا الوحي هل هو مبهم لا نطلع عليه وتعبدنا
بالايمان له على الجملة او هو معلوم مفسر قولان
الخ انتهى قال في الخازن وعلمك ما لم تكن تعلم
يعني من احكام الشرع وامور الدين وقيل علمك من علم الغيب
ما لم تكن تعلم وقيل معناه وعلمك من خفيات الامور
واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من احوال

جب امام رازی کے بیان سے کہ منکرین کی نگونساری کے طور پر تحقیق
وسعت علم سرور عالم صلی اللہ کا ذکر ہو چکا ہے تو اب اہل ایمان
کی دلخوشی کی غرض سے کچھ تھوڑا سا دوسری تفسیروں سے
بھی مذکور ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے آیت
فاوحی الی عبدہ ما اوحی اسمیں عظمت شان وحی کا بیان
ہے ایک قول ہے کہ نمازوں کی وحی تھی بعضے کہتے ہیں کہ یہ
یہہ وحی تھی کہ بہشت نبیوں پر حرام ہے جبتک آپ انمیں
داخل نہوں اور امتوں پر بھی جبتک آپکی امت داخل
نہو۔ اور ظاہر یہہ ہے کہ وحی بھید اور حقیقتیں اور معارف
تہیں جنکو سوا خدا اور اسکے رسول کے کوئی نہیں
جانتا اور آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما میں ظاہر دلیل
علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ فرمایا اور ساری دنیا
کو قلیل یعنی تھوڑا سا نام رکہا یہہ تفسیر نیشاپوری کا ترجمہ ہے
اور تفسیر مدارک میں ہے کہ آیت فاوحے الی عبدہ ما اوحے
میں عظمت شان وحی کا بیان ہے۔ جو آپکیطرف ہوئی تھی
الخ تفسیر جلالین میں ہے کہ آیت فاوحے الی عبدہ ما اوحی
میں وحی کا ذکر نکیا اسکی عظمت شان کیواسطے اہ
حاشیہ جمل میں ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہیں کہ معنے آیت کے یہہ ہیں کہ
وحی کی حقتعالی نے اپنے بندے محمد کیطرف جو وحی کرنی تھی اہ کرخی
اور عظمت شان سے عموم وحی کی طرف اشارہ ہے اور وہ
تمام شرع کے احکام تھے اہ خطیب اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ
کہ ایک قول ہے کہ یہہ وحی مبہم تھی جسپر ہم مطلع نہیں اور تمام
پر ہمارا ایمان ہے یا وہ وحی معلوم تفسیر کی گئی تہی دو قول ہیں

المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم وكان فضل الله
عليك عظيما يعني ولم يزل فضل الله عليك
يا محمد عظيما انتهى قال في المدارك وعلمك
ما لم تكن تعلم من امور الدين والشرائع او من خفيات
الامور وضمائر القلوب وكان فضل الله عليك
عظيما فيما علمك وانعم عليك انتهى قال في
الجلالين وعلمك ما لم تكن تعلم من الاحكام والغيب
وكان فضل الله عليك عظيما بذلك وغيره
انتهى وقال الامام الزاهدي في تفسيره فاوحى الى
عبده ما اوحى اى تكلم مع عبده ما تكلم بگفت با بندہ
خود آنچه گفت از ابتدا تا انتہا ہمہ انبیا و رسل با ہمہ خلائق
عاجز آیند از دانستن تفسیر این ماخدا و اند عزوجل
و رسول وی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وفي تفسير روح
البيان وكذا صار علمه محيطا بجميع المعلومات الغيبية
الملكوتية كما جاء في حديث اختصام الملائكة انه قال
فوضع كفه على كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت
علم الاولين والآخرين وفي رواية علم ما كان وما
سيكون انتهى من الجلد السادس صفحة ۲۴۲ مطبوع
المصر وقال المحدث الدهلوي في مدارج النبوة
وآنچه کشف کردہ شد بروی صلی اللہ علیہ وسلم از جبروت
و لاہوت و مشاہدہ کرد از عجایب ملکوت کہ محیط نمی
تواند شد بآن عبارات و طاقت ندارد تحمل سماع او
فہوم و عقول لہذا اشارت برمز و ایما و کنایت

دی اور منافقوں کا حال اور مکر جو تجھے معلوم نتھے تعلیم کردی
اور خدا کا فضل آپ پر بزرگ ہے یعنی ہمیشہ سے یا رسول اللہ
آپ پر خدا کا فضل عظیم ہے اہ۔ اور تفسیر مدارک میں ہے
اور تعلیم کی آپ کو جو معلوم نتھا امور دین اور شرایع یا
پوشیدہ کاموں اور دلوں کے بھید سے اور خدا کا فضل
آپ پر بزرگ ہے۔ جو کچھ آپ کو تعلیم کیا اور جو آپ پر نعمت
دی اہ اور جلالین میں ہے اور تعلیم کیا جو آپ کو معلوم
نتھا احکام اور علم غیب سے اور خدا کا فضل آپ پر بزرگ
ہے اس تعلیم وغیرہ سے اہ اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ آیت
فاوحی الی عبدہ ما اوحے کے معنے یہہ ہیں کہ خدا نے
اپنے بندہ سے کلام کی جو کلام کرنی تھی اول سے آخر
تک سارے نبی اور رسول اور تمام مخلوقات اسکے جاننے
سے عاجز ہیں خدا تعالے جانتا ہے یا اسکا رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اہ اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپکا
علم جمیع معلومات غیب ملکوتیہ کو محیط ہوگیا جیسا کہ حدیث
بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ حقتعالے نے اپنا
کف میرے شانوں میں رکہا۔ پس اسکی سردی میرے سینہ تک
پہونچی پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کا اور ایک
روایت میں ہے علم اس چیز کا جو ہوئی اور وہ چیز جو ہوگی
اور یہہ چھٹی جلد مطبوعہ مصر کے ۲۴۲ صفحہ میں ہے۔ اور محدث
دہلوی مدارج النبوۃ میں لکہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر
جو کچھ جبروت اور لاہوت سے کشف کیا گیا اور عجایب
ملکوت سے آپنے مشاہدہ فرمایا جو بیان نہیں کیا جا سکتا

دال بر تعظیم بقول خود فاوحی الی عبدہ ما اوحی
انتہی فتحقق من القران والتفاسیر کثرۃ علمہ صلی اللہ
علیہ وسلم من جمیع المخلوقات وثبت ان انکار المکذبین
واہ وخرافات وما زعموا بان فی تسلیم العلم المحیط
لما فی السموات والارض لہ صلی اللہ علیہ وسلم یلزم
الاشراک باللہ تعالیٰ ولا اشراک فی تسلیم الاحاطۃ
للشیطان لیس ذلک الا العناد بحبیب الرحمن
والجہالۃ من علوم العلیم المنان فی حاشیۃ الشہاب
علی البیضاوی تحت قولہ تعالیٰ واعلم ما تبدون و
ما کنتم تکتمون ناقلا عن الطیبی لان معلوماتہ تعالیٰ
لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ
وما یکتمونہ قطرۃ منہا انتہی ثم الزام تسلیم ان الابہام
فی کل موضع یفید التعظیم ویشکل علیہ ان کل بشر
عالم ما کان وما یکون بدلیل علم الانسان ما لم یعلم
جنون وہذیان لوجہین الاول ان الکلام فی اثبات
وسعۃ علم سید البریات علیہ الصلوات وہی ثابتۃ
من ہذہ الآیۃ علی رغم المنکرین ایضًا لما فی تفسیر الامام
ابی منصور الماتریدی ثم قولہ علم الانسان ما لم یعلم یحتمل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ وعلمک ما لم تکن
تعلم وکقولہ ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا
الخ انتہی والثانی انہ لا قائل بان الابہام فی جمیع المواضع
یفید التعظیم والتفخیم فالحکم بان الابہام فی الآیتین
لیس للتعظیم غیر صحیح وتغلیط قبیح قال البیضاوی وعلمک

جو دلیل تعظیم کی ہے بیان فرمایا کہ فاوحی الی عبدہ ما
اوحی الخ پس قرآن مجید اور معتبر تفسیروں سے سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کا کثرت علم بہ نسبت جمیع مخلوقات کے متحقق
ہوا اور پایہ ثبوت کو پہونچا کہ مکذبین کا انکار واہی اور
خرافات ہے۔ اور یہ انکا خام خیال کہ فخر عالم علیہ السلام
کے علم محیط زمین کو تسلیم کرنے سے شرک لازم آتا ہے
اور شیطان لعین کے علم محیط کے ماننے سے کوئی شرک
کا خوف نہیں ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عناد نہیں
تو اور کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علموں سے بھی جہالت ہے
بیضاوی کے حاشیہ شہاب میں آیت واعلم ما تبدون و
ما کنتم تکتمون کے نیچے طیبی سے نقل کرکے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے معلومات بے نہایت یعنی وراء الورا ہیں اور آسمانوں
اور زمینوں کی غیب اور جو چیز فرشتے ظاہر کرتے اور چھپاتے
ہیں خدا کے علموں سے ایک قطرہ ہے اہ پھر مکذبین کا یہ بیہودہ کہ
اب ہر جگہ ابہام کو مفید تعظیم ماننے سے ہر شخص کو عالم
ما کان وما یکون ماننا لازم آجائیگا بدلیل آیت علم الانسان
ما لم یعلم کے) یہی ہذیان اور جنون ہے دو وجہ سے پہلے
وجہ یہ ہے کہ گفتگو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت
علم میں ہے اور یہ اس آیت سے بھی ثابت ہے جس سے منکرین
کی کمال ہی ناگواری ہوگی۔ اسلیئے کہ امام ابو منصور
ماتریدی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آیت علم الانسان ما لم یعلم سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہو سکتے ہیں بدلیل آیت وعلمک
ما لم تکن تعلم اور آیت ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا الخ

ما لم تکن تعلم من خفیات الامور ومن امور الدین
والاحکام انتہی قولہ وعلمک ما لم تکن تعلم قیل ہذہ الآیۃ
ابلغ من قولہ فی سورۃ اخری ما لم یعلم لان معناہا
ما لم یکن فیک قابلیۃ لعلمہ ولذا فسرہ بما ذکرہ
قدس بتحقیقہ انتہی فی شہاب حاشیۃ البیضاوی
ثم الاستبعاد فی اثبات المعتقدات من بحر
الحقائق والمدارج والحسینی وان کان مستبعدًا
لکنہ باطل بالکلیۃ لظہور تحقق عقیدۃ وسعۃ علم خیر
البریات علیہ الصلوۃ والسلام من جمیع المخلوقات بنقل التفسیر الکبیر
الذی ہو من عمدۃ معتمدات المکذبین وغیرہ من
تصریحات المفسرین والمحدثین والحمد للہ رب العلمین
قال فی الجواب التفصیلی ثم استدل القصوری
بالاحادیث وقبل جوابہا نبین ان الدلائل القطعیۃ
من الکتاب والسنۃ والاجماع ناطقۃ بان علم
الغیب مختصۃ بالباری تعالیٰ کما اوضحنا سابقا
وقال صاحب التفسیر النیسابوری ثم امرہ بان یظہر
ذل العبودیۃ حتی لا ینسب الیہ نقص ولا یعاب
من قبل عدم علم الغیب فقال قل لا املک لنفسی
نفعًا ولا ضرًا الا ما شاء اللہ وفیہ ان قدرتہ قاصرۃ
وعلمہ قلیل وکل من کان عبدًا کان کذلک والقدرۃ
الکاملۃ والعلم المحیط لیس الا للہ تعالیٰ انتہی فلم یقبل
قول احد مخالفًا لہذا القول والحجۃ المعارضۃ لہ اما
مؤول ومصروف عن الظاہر والامرد ودلغم الامور التی

ما لم تکن تعلم میں بہت عمدہ بیان ہے آیت ما لم یعلم سے
اسلیئے کہ معنے ما لم تکن تعلم کے یہ ہیں کہ تجھے تعلیم کی وہ
باتیں جنکے جاننے کی تجھہ میں قابلیت نہتی اسیواسطے
اسکی تفسیر میں تعظیم مذکور ہوئی ہے جسکی تحقیق گذر چکی
ہے اہ پھر مکذبین کا یہ استبعاد کہ بحر الحقائق وحسینی
ومدارج النبوۃ سے عقائد کا اثبات ہورہا ہے گو عقل سے
بعید ہے تاہم بالکل باطل ہے کیونکہ جمیع مخلوقات کے
آپکی وسعت علم کا عقیدہ تفسیر کبیر سے جو مکذبین کی
عمدہ معتمدات سے ہے اور نیز دوسری تصریحات مفسرین
ومحدثین سے بھی ثابت کیا گیا ہے جسپر خدا کے لیئے حمد ہے
جواب تفصیلی میں ہے اسکے بعد قصوری صاحب نے احادیث
سے استدلال کیا انکے جواب سے پہلے اسقدر جاننا ضروری
ہے کہ جب دلائل قطعیہ کتاب وسنت واجماع علماء سے
مختص ہونا علم غیب کا بجناب باریتعالے ثابت ہو چکا
جو سابق سے واضح ہے اور صاحب تفسیر نیسا پوری لکھتے
ہیں کہ حقتعالے نے اپنے نبی کو ذل عبودیت کی ظاہر
کرنیکا امر فرمایا ہے تاکہ آپکی طرف نقص منسوب نہو
اور علم غیب کے نہونیسے آپ کو ٹہنہ لگے۔ پس فرمایا کہدو
کہ میں اپنے نفس کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں مگر
جتنا خدا چاہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قدرت قاصر
اور علم قلیل ہے اور جو بندہ ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے اور
کامل قدرت اور محیط علم خدا کے واسطے ہی ہے اہ تو اب کسی
مخالف کا قول قابل قبول نہوگا اور جو حجت اسکے معارض ہوگی

علمها الله نبيه سيما ما كان متعلقا بالمبدأ والمعاد
والاحكام والتشريعيات فلا انكار لمسلم منه لكن
لكن العلوم التي اختصها الله تعالى لذاته ويدخل
فيها مفاتح الغيب التي صرحت عائشة رضي الله
عنها بان من قال ان محمدا صلى الله عليه وسلم يعلم
ذلك شيئا فقد افترى على الله افتراء عظيما فاثبات
في ان هذه العلوم مختصة به تعالى فاثبات شيء
منها لغير الله مخالفة تامة بالكتاب والسنة واجماع
الامة يقول الفقير القصوري كان الله له ان المراد
من قول صاحب التفسير النيسابوري ولا يعاب
من قبل عدم علم الغيب هو عدم علم الغيب بالاستقلال
كما قال هو النيسابوري تحت اية قل لا اقول لكم
عندي خزائن الله ولا اعلم الغيب الاية ثم امر نبيه
صلى الله عليه وسلم ان ينفي من نفسه امورا ثلثة فقال
قل لا اقول لكم عندي خزائن الله وهي جمع خزانة المكان
الذي يخزن فيه الشيء وتخزين الشيء احرزه بحيث لا
تناله الايدي ولا اعلم الغيب قال في الكشاف محله
النصب عطفا على محل قوله عندي خزائن الله لانه
من جملة المقول اي لا اقول لكم ذلك ولا هذا قلت
ويحتمل ان يكون عطفا على لا اقول اي قل لا اعلم الغيب
فيكون فيه دلالة على نفي العيب بالاستقلال لا
بعلم الله بخلاف كون خزائن الله عنده وكونه
ملكا فان النبي صلى الله عليه وسلم يحتمل ان يكون ا

ہاں جن امور کا علم حقتعالے نے فخر عالم صلعم کو عطا فرمایا
علے الخصوص جو متعلق مبدء و معاد و احکام و تشریحات
کے ہے اسکا کسی مسلم کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن جن علوم کو
خدا نے اپنے واسطے خاص کر رکھا ہے جنمیں مفاتیح غیب
داخل ہیں جنکی نسبت حضرت عائشہ نے صراحۃ فرمایا ہے
کہ جو کہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم انمیں سے کچھ جانتے تھے
تو اُسنے خدا تعالے پہ بہت بڑا بہتان و افترا کیا البتہ وہ
مخصوص بذات پاک باریتعالے ہیں اسکا اثبات دوسروں کے
لیے سراسر خلاف کتاب و سنت و اجماع امت ہوگا
بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب تفسیر نیسا پوری
کی مراد نفی علم غیب سے علم غیب استقلالی کی نفی ہے
جیسا کہ وہی صاحب تفسیر نیسا پوری آیت قل لا اقول
لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب الایۃ کے نیچے
لکھتے ہیں کہ پہر باریتعالے نے اپنے نبی علیہ السلام کو حکم کیا
کہ اپنی ذات سے تین کام کی نفی کر دیں اور کہیں کہ میں
نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں جمع خزانہ وہ
مکان جسمیں کچھ چھپا رکھتے ہیں کہتے ہیں چھپا رکھا چیز کو
اسطرح کہ اسکو ہاتھ نہیں پہونچتے اور میں غیب نہیں
جانتا صاحب کشاف نے کہا ہے کہ یہ محل نصب میں
ہے عطف ہے محل عندی خزائن اللہ پر کہ وہ جملہ مقولہ قول
ہے یعنی میں نہ وہ کہتا نہ یہ کہتا ہوں میں کہتا ہوں
کہ لا اقول پر عطف کا بھی احتمال ہے یعنی کہدو کہ میں
غیب نہیں جانتا اسمیں دلالت ہے اسپر کہ غیب بالاستقلال

هذان المقامان ولكن لا يظهرهما واختلف المفسرون
في فائدة نفي هذا الامر فقيل المراد اظهار التواضع
والخضوع لله تعالى والاعتراف بعبوديته حتى لا يعتقد
فيه مثل اعتقاد اليهود والنصارى في المسيح على نبينا
وعليه السلام وقيل المقصود ابداء العجز والضعف
وانه لا يستقل بالمعجزة التي كانوا يقترحونها كقولهم
لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا الى قوله هل كنت الا
بشرا رسولا وقيل لا ادعي سوى النبوة والرسالة ولا
ادعي الالهية ولا الملكية انتهى قال في حاشية الجمل
على الجلالين وانما نفى عن نفسه الشريفة هذه الاشياء
تواضعا لله تعالى واعترافا له بالعبودية وان لا يقترحوا
عليه الايات العظام ان اتبع الا ما يوحى الي يعني ما
اخبركم الا بوحي من الله انزله علي انتهى ثم قال فان قلت
قد اخبر صلى الله عليه وسلم عن المغيبات وقد جاءت
احاديث في الصحيح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلى الله
عليه وسلم فكيف الجمع بينه وبين قوله ولو كنت اعلم
الغيب لاستكثرت من الخير قلت يحتمل ان يكون قاله
على سبيل التواضع والادب والمعنى لا اعلم الغيب
الا ان يطلعني الله عليه ويقدره لي ويحتمل ان يكون قال
ذلك قبل ان يطلعه الله عز وجل على علم الغيب فلما اطلعه الله
اخبر به كما قال فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى
من رسول او يكون خرج هذا الكلام مخرج الجواب
عن سؤالهم ... الله تعالى على شيء من الغيب

ولیکن آپ انکو ظاہر نکریں اور ان کاموں کی نفی کرنیکے
فائدہ میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے
کہا کہ مراد اظہار تواضع اور خضوع خدا کیلیے ہے اور
اپنی عبودیت کا اقرار تا کہ آپکو حق میں کوئی ایسا اعتقاد
نکرے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت مسیح علے نبینا و
علیہ السلام کے بارہ میں اعتقاد کیا تہا اور بعضوں نے کہا ہے
کہ مقصود اپنی عاجزی اور ضعف سے خبر دینا ہے اور یہ کہ
اپنی آپ معجزہ نہیں دکہا سکتے جو کافر آپ سے مانگتے ہیں جیسا
کہ انکا یہ قول کہ ہم ہرگز تجپر ایمان نلاوینگے تا کہ تو ہمارے
لیے چشمہ جاری نکرے الی قولہ میں نہیں ہوں مگر آدمی
رسول اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ میں نبوت اور
رسالت کے سوا کسی چیز کا مدعی نہیں ہوں اور خدائی کا دعوے
اور فرشتہ ہونیکا دعوے نہیں کرتا یہ تفسیر نیسا پوری
کی عبارت کا ترجمہ ہے جلالین کی حاشیہ جمل میں ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے نفس شریف سے ان چیزوں کی نفی
فرمائی ہے تو یہ حقتعالے سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے
اور اسلیے کہ کافر آپسے معجزات مقترحہ طلب نکریں جو مجہپر وحی ہوتی
ہے میں اسکا تابع ہوں یعنی خدا کیطرف سے جو مجہپر وحی ہوتی ہے
اسکی خبر دیتا ہوں اہ پہر جمل میں لکہا ہے اگر تو کہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بہت سی خبریں غیب کی دی ہیں اور صحیح حدیثیں ثابت ہیں کہ
وہ آپکے بڑے معجزات سے ہیں تو اسمیں اور آپکی نفی علم غیب میں جمع و
تطبیق کیونکر ہے میں کہتا ہوں (یعنی جمل کہتا ہے) کہ یہ نفی آپنے بطریق
تواضع اور ادب کی ...

ی خبر عنها لیکون ذلک معجزة له ودلالة علی صحة نبوته
صلی الله علیه وسلم اه خازن انتهی من الجمل العینیة وقال
فی تفسیر روح البیان تحت آیة قل لا اقول لکم عندی
خزائن الله ولا اعلم الغیب الآیة والاشارة ان الله
تعالی امر نبیه علیه السلام ان یکلم الکفار علی قدر عقولهم
(الی قوله) ولا اعلم الغیب فانه صلی الله علیه وسلم کان
یخبر عما مضی وعما سیکون باعلام الحق وقد قال علیه السلام
لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون
فمن قال ان نبی الله علیه السلام لا یعلم الغیب فقد اخطأ
فیما اصاب انتهی فثبت منه انه صلی الله علیه وسلم
یعلم الغیب باعلامه تعالی والنفی علی الاطلاق للتواضع
ولرفع اعتقاد الالوهیة من نفسه علیه السلام فلا
تناقض بین الآیات النافیة لعلم الغیب وبین الآیات
والاحادیث الصحیحة المثبتة له ولا شائبة من
الشرک کما یزعمه الوهابیون وایضا المراد من نفی
علم مفاتیح الغیب له صلی الله علیه وسلم هو العلم الاستقلالی
وقد قال الله تعالی فی آخر تلک الآیة ان الله علیم خبیر
قال القاری فی المرقات شرح المشکوة خبیر بباطنها
کما انه عالم بظاهرها ومعناه مخبر لبعض منها من خزائنها
لبعض عباده المخصوصین وقد اخبر نبیه مواضع کثیرة
ان علم الساعة مما استاثره الله تعالی به انتهی وقد
سبق ان مذهب البعض انه علیه السلام قد اوتی
علم الساعة وامر بکتمانه کما فی الخصائص الکبری للسیوطی

تب آپ لوگوں کی خبریں دیں تاکہ وہ آپکا معجزہ اور صدق
نبوت کی دلیل ہو اہ خازن یہ حاشیہ جمل کی عبارت کا
ترجمہ ہوا اور آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا
اعلم الغیب الآیۃ کے نیچے تفسیر روح البیان میں لکہا ہی
کہ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے
انکی عقل کے موافق باتیں کریں (الی قولہ) اور میں خود
بخود غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالی کے اعلام سے
ماضی اور آیندہ کی خبریں دیتے اور شب معراج کو واقعی یہ
واقعی آپنے فرمایا ہے کہ میری حلق میں ایک قطرہ ٹپکا کہ
جو ہوا اور جو ہوتا ہے اور ہوگا سب معلوم کر لیا پس
جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں
جانتے بیشک وہ راہ راست بہولا یہ ترجمہ ہی عبارت
تفسیر روح البیان کا ان منقولات معتبرات سے بخوبی ثابت
ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے اعلام
سے بیشک غیب جانتے ہیں اور نفی جو کی تو واضع کے
طور پر اور دعوے خدائی کے اعتقاد کو دفع کیواسطے
ہے پس آیات نفی علم غیب اور آیات و احادیث مثبت
علم غیب میں ہرگز تناقض نہیں ہوا اور نہ اسمیں کوئی
شائبہ شرک کا ہے جیسا کہ وہابی لوگ زعم کرتے
ہیں اور نیز مفاتیح غیب کے علم کی نفی جو آپ سے
کیگئی ہی تو اس سے علم استقلالی کی نفی مراد ہی اور بیشک
اللہ تعالی نے اس آیت کی آخر فرمایا ہے کہ تحقیق خدا علیم
خبیر ہے مرقات میں ہی کہ خدا ان چیزوں کا باطن بھی خود

[illegible]

[illegible]

وقال الامام ابو منصور الماتریدی رحمه الله تعالی
فی تفسیره المشهور بتاویلات ابی منصور ان الله عنده
علم الساعة الآیة ذکر فی بعض الاخبار عن عبد الله بن
عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم مفاتیح الغیب خمس لا یعلمها الا الله (ثم بعد
ذکر الاحادیث قال) فان ثبت هذا فهو ما ذکر
الاخبار ان یقال انه یعلم بعض هذه الاشیاء من
نحو ما یعلم المنجم ذلک بالحساب وباعلام الله یخرج
ذلک علی الصدق مما اخبر والاتری ان ابراهیم علی
نبینا وعلیه السلام قال انی سقیم لما نظر فی النجوم
انی سا سقم وروی ان ابا بکر رضی الله عنه قال فی
الحبلی انی ان ذا بطن خارجة جاریة وکان کما ذکر فیحتمل
ان یکون ابو بکر رضی الله عنه یعلم ذلک لما القی الیه
رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم ذلک الا وقت
الساعة فانه لا یطلع علیها احد الا ان یقال ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یوذن له بالتکلم
ولا القول فی شیء الامر بجهة الوحی من السماء انتهی من
عینه الموجود فی دار الکتب بمکة المحمیة وقال فی تفسیر
روح البیان تحت آیة مفاتیح الغیب ما ان الغیب
مختص بالله تعالی وما روی عن الانبیاء والاولیاء
من الاخبار عن الغیوب فبتعلیم الله تعالی اما بطریق
الوحی او بطریق الالهام والکشف فلا ینافی ذلک
اختصاص علم الغیب به لا یطلع علیه الا الانبیاء

اور امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں جو بنام تاویلات
ابی منصور مشہور ہے لکہا ہے آیت کہ خدا کے نزدیک
علم قیامت کا ہے بعضے حدیثوں میں عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں انکو خدا کے
سوا کوئی نہیں جانتا ہے (پہر اور حدیثیں ذکر کرکے کہا)
کہ اگر یہ حدیثیں ثابت ہیں تو مراد ان سے یہ ہے کہ انکی حقیقت
پوری کوئی خود بخود وقت نہیں ہے ورنہ جائز ہے کہا جائے
کہ بعض یہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ نجومی حساب سے
معلوم کر لیتا ہے اور خدا کو معلوم کرانے سے سچی خبریں
ظاہر ہوتی ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا
وعلیہ السلام نے تاروں کو دیکہکر اپنے بیمار ہونیکی خبر
دیدی تھی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہا تہا تو حمل
لڑکی کا ہوا ہے کہ خارجہ کو بیٹی پیدا ہوگی سو لڑکی ہی ہوئی
تھی اور یہ بات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو القا سے
معلوم ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسکا علم
تھا مگر علم وقت قیامت کا اسپر کوئی مطلع نہیں ہے مگر
یوں کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمیں کلام کرنیکا
اذن نہ تہا اور کسی شی میں بغیر حکم کے آسمان کی وحی سے یہ
ترجمہ و عبارت تاویلات امام ابو منصور کا جو کتب خانہ مکہ معظمہ
میں قلمی موجود ہے اور تفسیر روح البیان میں آیت مفاتیح الغیب
کے نیچے لکہا ہے کہ معلوم ہو کہ علم غیب حق تعالی
سے خاص ہے

والاولياء والملائكة كما اشار اليه بقوله علم الغيب
فلا يظهر على غيبه احدًا الا من ارتضى من رسول انتهى
بعينه وقال المحدث الدهلوي في ترجمة المشكوة تحت
اية ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث الاية
ومراد آنست كه بی تعلیم الهی بحساب عقل هیچکس اینها
نداند وانیها از امور غیب اند که جز خدا کسے آنرا نداند
مگر آنکه وے تعالے از نزد خود کسے را بداناند بوحی و
الهام انتهى بلفظه فتحقق بطلان دعوى المكذبين
بان هذه العلوم التي فيها مفاتيح الغيب مختصة
بالله تعالى فاثبات شئ منها لغير الله مخالفة تامة
بالكتاب والسنة واجماع الامة انتهى وبانه لا يقبل
القول المخالف لهذا القول والحجة المعارضة اما مؤول
ومصروف عن الظاهر والا مردود انتهى وثبت ان
الايات والاحاديث الناطقة باختصاص علم
الغيب به تعالى حق كلها والمراد منها الاستقلال
بالعلم والايات والاحاديث الدالة على تعليم الله تعالى
نبيه صلى الله عليه وسلم علم الغيب الذي فيه مفاتيح
الغيب وغيرها ايضا حق لا شك فيها والمراد منه الاطلاع
والاستيلاء على الغيب بتعليمه سبحانه لا الاستقلالي
الذاتي ولا تناقض اصلًا والله يحق الحق وهو يهدي
السبيل قال في الجواب التفصيلي حرره المولوي القصوري الحديث
الاول من باب بدء الخلق من الصحيح البخاري قام فينا النبي
صلى الله عليه وسلم فاخبرنا الحديث وكتب عليه من الكرماني والخير الجاري

اور جو انبیا اور اولیا سے غیب کی خبریں دینی مروی ہیں
پس وہ خدا کی تعلیم سے ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام اور
کشف کے پس جس علم پر سوائے انبیا و اولیا و ملائکہ کے کوئی
مطلع نہیں ہوتا وہ حقتعالے سے ہی خاص ہوا جیسا کہ آیت
علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کا مضمون
ہے بعینہ انکی عبارت کا ترجمہ ہے محدث دہلوی ترجمہ
مشکوۃ میں آیت ان اللہ یعنی خدا کے ہی نزدیک قیامت
کا علم ہے اور خدا ہی مینہ برساتا ہے آخر آیت تک کے
نیچے لکھتے ہیں کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ خدا کی تعلیم کے سوا عقل کے
حساب سے کوئی نہیں جانتا ہے مگر کہ حقتعالے اپنے پاس
سے کسیکو بتلا دے وحی اور الہام سے انتہی ترجمہ اب ان منقولات
کی رو سے یہہ دعوی مکذبین کا کہ (یہہ پانچوں علم مفاتیح غیب
خدا سے خاص ہیں انہیں سے کسیکا غیر اللہ کیواسطے ثابت کرنا
قرآن و حدیث و اجماع امت کی برخلاف ہے وہ بالکل باطل
ہوگیا اور نیز یہہ قول انکا کہ اس قول کی مخالف اور معارض
یا مؤول ہوگا یا مصروف عن الظاہر ورنہ مردود ہوگا) تفسیر نیساپوری وغیرہ کی سند
سے ہی مردود ہوگیا اور بخوبی متحقق ہوا کہ آیات و احادیث جنسے علم غیب کا
حقتعالے سے مخصوص ہونا ثابت ہوتا ہے سب حق ہیں مراد انسے علم استقلالی
ہے اور وہ آیات و احادیث جنسے ثابت ہوتا ہے کہ حقتعالے نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جنمیں مفاتیح غیب و غیرہا سب داخل ہیں انکی
تعلیم فرمائی ہے وہ بھی سب حق اور بیشک ہیں مراد ان سے اطلاع
اور غیب پر غلبہ ہے حق تعالے کی تعلیم سے نہ خود بخود آپ غیب
دان ہیں اسمیں کوئی بھی تناقض نہیں ہے اور خدا ہی حق کو حق کر دیتا ہے

عليه السلام اخبر عن المبدء والمعاد والمعاش جميعًا
وهكذا نقل عن الطيبي والمحدث الدهلوي والحديث
الثاني من الصحيحين برواية حذيفة رضي الله عنه قال
خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيئًا
الى قيام الساعة الحديث وكتب عليه حاشية من العيني
قوله شيئًا اى من الامور المقدرة من الكائنات والحديث
الثالث عن الصحيح المسلم برواية حذيفة رضي الله عنه
قال اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بما هو كائن الى
ان تقوم الساعة والرابع رواية عمرو بن اخطب المسلم
فاعلمنا احفظنا وقال في الاخر فهذه الايات والاحاديث
نصوص صريحة في انه عليه السلام اطلع على احوال
جميع الموجودات والامور المقدرة للكائنات وما كان
وما يكون واخبر عنها ولهذا سلم اكابر اهل السنة انه عليه السلام عالم
ما كان وما يكون وحرر هذا في الكتب الدينية مثل الشفاء والمواهب وغيرها
والجواب عن الكل ان هذه الروايات لا تفيد ثبوت الاعتقاديات
لان المعتقدات لا تثبت الا عن الدلائل القطعية
اليقينية وهذه ظنية بقول الفقير القصوري كان الله
له الكلام في الدلائل اليقينية والظنية وان كان
طويلًا لكن يكفي في جواب المكذبين ان العلماء الراسخين
اثبتوا اعتقاده حصول علم بعض الغيب للانبياء
والاولياء من هذه الدلائل المذكورة على الصدر التي
يحكم المنكرون بانها ظنية قال السيد احمد الطحطاوي
في حاشية الدر عن شيخي زاده ناقلًا عن التاتارخانية

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا اور آخرت اور دنیا
سب کی خبر دیدی اور طیبی سے یہہ حدیث میں لیل ہے اسپر کہ آپنے
جمیع احوال مخلوقات سے خبر دیدی تھی اور طیبی و محدث دہلوی
سے بھی ایسا نقلکیا ہے دوسری روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ
کی صحیحین سے نقل کی کہا خطبہ پڑھا ہمپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایسا خطبہ جسمیں قیامت تک کا احوال ذکر کیا آخر حدیث
تک اسپر عینی سے لکھا کہ تمام امور مقدرہ کائنات کو بیان کیے
تیسری حدیث بھی صحیح مسلم سے نقل کی کہ آپنے قیامت تک
جو ہونا تھا اسکی خبر دیدی چوتھی روایت عمرو بن اخطب کی
مسلم سے نقل کی کہ ہمسے بہت علم والا ہے جو حافظہ والا
ہے بعد اسکے لکھتے ہیں کہ یہہ آیات و احادیث نصوص صریحہ
ہیں اسمیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع احوال موجودات
اور امور مقدرہ کائنات اور ماکان و مایکون پر اطلاع پاکر
ان سب کی خبریں دی ہیں اس سے اکابر اہلسنت نے آپکو عالم ماکان
و مایکون مان لیا اور کتب دینیہ و علم سیر میں مثل شفا و مواہب الدنیہ
و روضۃ الاحباب مدارج وغیرہا سب میں ایسا لکھدیا ان سب کا جواب
یہہ ہے کہ اولا یہہ روایات مفید ثبوت اعتقادیات نہیں ہو سکتی
ثبوت عقائد کیواسطے ضرور ہے کہ دلائل قطعیہ یقینیہ ہوں اور یہہ
دلائل محض ظنی ہیں انتہی بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ دلائل یقینیہ و ظنیہ میں ہر چند کلام دراز ہے لیکن انکے جواب میں
اتنا ہی کافی ہے کہ علماء راسخین نے انبیا کیواسطے بعض علم غیب کا
اعتقاد انہیں دلائل مذکورہ صدر سے ثابت کیا ہے جنکو یہہ لوگ ظنی
بتا رہے ہیں سید احمد طحطاوی در مختار کی حاشیہ میں بنقل شیخی زادہ

لان بعض الاشياء تعرض علی روحه صلی الله علیه
وسلم فیعرف بعض الغیب قال الله تعالی عٰلِمُ الْغَیْبِ
فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ
اه انتهی وقال السید ابن عابدین فی رد المحتار علی
الدر المختار عن التاتارخانیة ناقلا عن الحجة عن الملتقط
لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم
وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال الله تعالی عٰلِمُ
الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ
اه انتهی وقد نقل هذا الخلیل من شرح الفقه الاکبر
فی البراهین وفی الجواب التفصیلی ثم اعلم ان الانبیاء
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمهم الله
تعالی احیانا انتهی وایضا قال القاری فی المرقات اشتهر
عن العرفاء من الاخبار الغیبیة کما قال الشیخ
الکبیر ابو عبد الله فی معتقده ونعتقد ان العبد
ینتقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب
ویطوی له الارض ویمشی علی الماء ویغیب عن الابصار
انتهی وفی رد المحتار علی الدر المختار بان ذکروا فی کتب
العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی
بعض المغیبات الخ فان قلت ذکر فی هذه الروایات
من کتب العقائد والفقه ان الانبیاء والاولیاء
یطلعون علی بعض الغیب ویعرفونه باعلام الله
تعالی وهذا کالمسلم عند الخصم لکن اطلاعه علیه السلام
علی ما فی الارض والسماء وعلمه بما کان وما یکون

که بعض اشیا آپکی روح مبارک پر عرض کیجاتی ہیں اور آپ بعض
غیب جانتے ہیں بدلیل آیت علم الغیب یعنی خدا غیب دان ہے پس
اپنے غیب پر کسیکو غالب نہیں کرتا ہے مگر رسول پسندیدہ کو
اه یہہ ترجمہ ہے عبارت طحطاوی کا اور سید ابن عابدین رد المحتار
حاشیہ در مختار میں بنقل تاتارخانیہ ناقلا حجت سے
حجت سے بنقل ملتقط فرماتے ہیں کہ آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر چیزیں عرض کیجاتی
ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں بدلیل آیت مذکورہ صدر
اه یہہ رد المحتار کی عبارت کا ترجمہ ہے اور خود مولف براہین
نے شرح فقہ اکبر سے براہین میں اور نیز جواب تفصیلی میں یوں
لکہا ہے پہر جان لو کہ انبیا غیب کی چیزیں نہیں جانتے مگر جو
حقتعالے انکو گاہے گاہے تعلیم کرتا ہے اه اور نیز یہی علی
قاری مرقات میں لکہتے ہیں کہ اولیا سے غیب کی خبریں
دینی مشہور ہیں جیسا کہ شیخ کبیر ابو عبداللہ اپنی کتاب عقائد
میں فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ بندہ حالات میں انتقال
کرکے نعت روحانی تک پہونچ جاتا ہے پس وہ غیب جانتا ہے
اور زمین اسکے لیئے لپیٹی جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور
آنکہوں سے غایب ہوجاتا ہے۔ یہہ ترجمہ ہے عبارت مرقات کا اتنا
کی معتبر کتاب کی نقل ہے اور رد المحتار میں ہے بلکہ کتب
عقائد میں مذکور ہے کہ منجملہ کرامات اولیا کی بعض غیبو پر اطلاع ہی
الخ اگر یہہ اعتراض کریں کہ ان روایات کتب عقائد وفقہ سے
نبیوں اور ولیوں کا بعض غیب پر مطلع ہونا اور تعلیم الٰہی
انکا جاننا جو مذکور ہوا ہے صاحب براہین وغیرہ اسکی حواریین کو بھی کسیقدر اسکی

لا یثبت من هذه الروایات قلت تعبیر العلماء اطلاع الانبیاء
والاولیاء ببعض الغیب انما هو بنسبة علمه تعالی والا
فعلم الانبیاء سیما سید الاصفیاء علیه وعلیهم الصلوٰة
والثناء کثیر جدا فی حد ذاته قال الله تعالی یُؤْتِی
الْحِكْمَةَ ای العلم النافع المودی الی العمل مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ
یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا المصیره الی السعادة
الابدیة انتهی من الجلالین وفی المدارک قال حیی
ابن اخطب فی کتابکم وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ
خَیْرًا كَثِیْرًا ثم تقرؤن وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا
فنزلت قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ الآیة
یعنی ان ذلک خیر کثیر ولکنه قطرة من بحر کلمات الله
انتهی وفی الخازن قال ابن عباس رضی الله عنهما قالت
الیهود یا محمد صلی الله علیه وسلم تزعم انا قد اوتینا الحکمة وفی کتابک وَ
مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا ثم تقول وَمَاۤ
اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فانزل الله هذه الآیة قُلْ
لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّیْ ای علمه وحکمه انتهی بقدر الحاجة وهکذا
فی التفاسیر المعتبرة وقد مر من حاشیة الشهاب علی
البیضاوی ناقلا عن الطیبی ان غیب السموٰت
والارض قطرة من بحار معلومات الله تعالی وسبق
من حدیث مسلم من روایة حذیفة انه قال اخبرنی
رسول الله صلی الله علیه وسلم بما هو کائن الی یوم القیمة
ومن روایة عمرو بن اخطب فاخبرنا بما کان وبما هو کائن

انپر اطلاع ان روایات سے تو ثابت نہیں ہوتی ہے تو
اسکا جواب یہہ ہے کہ علماء دین نے جو انبیا اور اولیا
کی اطلاع بعض غیب پر لکہی ہے تو وہ بہ نسبت علم الٰہی
کے ہے ورنہ حضرات انبیا خصوصا سرور عالم علیہم السلام والثنا
کا علم اپنی ذات میں تو بہت سے بہت ہے قرآن مجید میں
فرمان ہے کہ حقتعالے علم نافع باعمل دینے والا ہے جسکو چاہتا ہے
اور جسکو یہہ علم دیا گیا پس بتحقیق بہت نیکی دیا گیا کہ اسکا
انجام ابدی نیکی کیطرف ہے یہہ تفسیر جلالین میں ہے اور تفسیر
مدارک میں لکہا ہے حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری قرآن
میں ہے کہ جو علم نافع دیا گیا وہ بتحقیق بہت سی نیکی دیا گیا
پہر تم اسی قرآن سے پڑہتے ہو کہ تم تہوڑا سا علم دیئے گئے
ہو تو اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی تو کہدے اگر سمندر
خدا کی باتوں کے لیئے سیاہی ہوتا اخیر آیت تک یعنی علم
نافع بہت سی نیکی ہے مگر حقتعالے کی علموں کی بہ نسبت ایک
قطرہ سمندر سے ہے اه مترجما اور تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہودی کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خیال کرتے ہو کہ ہم
علم نافع دیئے گئے ہیں اور تمہاری کتاب میں ہے کہ جو جسکو علم نافع ملا
وہ بہت سی نیکی دیا گیا پہر آپ کہتے ہو کہ لوگ تہوڑا سا علم دیئے
گئے ہیں تب حقتعالے نے یہہ آیت اتاری تو کہدے اگر سمندر سیاہی ہوتا
کہ لکہے میرے رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہوچکتے پہلے اس سے کہ میرے
رب کی باتیں تمام ہوں یعنی علم اور حکم خدا کا اه مترجما اور ایسا
ہی تمام تفسیروں میں ہے۔ اور حاشیہ شہاب بیضاوی سے بنقل طیبی اوپر
لکہا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی غیب اللہ تعالی کی معلوماتوں کی بہ نسبت ایک قطرہ

فیہ تعریض صاحب البراهین مع الحواریین علی
امثال هذه الاحادیث الصحیحة والآیات النصیحة
انها دلائل ظنیة ولا یثبت منها العلم المحیط بما فی
الارض لرسول الله صلی الله علیه وسلم ومن اثبت
هذا فقد اشرك بالله العظیم وما جاء فی حدیث
المشکوة عن جابر رضی الله عنه من اطلاع الشیطان
الرجیم علی احوال الناس بواسطة سرایاه فیسلمه
صاحب البراهین وغیره من الحواریین ویقول
انه ثابت بالنص القطعی وعلم محیط بما فی الارض
ولیس کذلك علم الرسول الکریم علیه الصلوة والتسلیم
فلیس ذلك الا کمال العناد وصریح الاهانة للنبی
الرؤف الرحیم وتعظیم الشیطان الرجیم والعیاذ
بالله العظیم قال فی الجواب التفصیلی وثانیا لما وقع
التعارض بین الدلائل الظنیة والقطعیة فان
امکن التاویل فی الظنیات فاوله تصرف عن الظاهر
وبعمل القطعیات والا نترك الظنیات قطعا
یقول الفقیر القصوری کان الله له قد سبق ان العلماء
الراسخین قد علموا تلك الدلائل المثبتة لوسعة
علمه علیه السلام قطعیات واعتقد وا مضمونها
وقد اتی بین الجمیع بان علم الغیب المطلق مختص
به تعالی بمعنی انه یعلم الغیب بذاته ونفسه ولا یحتاج
الی من یعلمه لانه لا یخفی علیه خافیة والرسل انما
یعرفون الغیب بتعلیمه سبحانه لا من ذواتهم وانفسهم

پر صاحب براہین مع حواریین ان صحیح حدیثوں اور قرآنی
آیات پر معترض ہیں کہ یہ ظنی دلائل ہیں ان سے علم محیط زمین کا
سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ثابت نہیں ہوتا ہے جو اسکا
قائل ہے اسنے خدا سے شرک کیا اور مشکوۃ کی روایت حضرت
جابر سے جو شیطان کو لوگوں کے حال پر اطلاع اپنی فوج کو
وسیلہ سے وارد ہوئی ہے اسکو صاحب براہین مع حواریین تسلیم کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اس نص قطعی سے شیطان کا علم محیط ثابت ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ایسا نہیں ہے تو یہ آپکی صریح
اہانت اور آپکے کمال عناد اور شیطان رجیم کی نہایت تعظیم
نہیں تو اور کیا ہے حق تعالی پناہ دے جواب تفصیلی میں کہا اور ثانیا جب
دلائل ظنیہ معارض دلائل قطعیہ کے ہوں تو اگر گنجائش تاویل ہو
تو قطعیات کو عمل اور ظنیات کو تاویل و مصروف عن الظاہر
کرینگے ورنہ قطعی دلائل ظنیہ کو ترک کیا جائیگا انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ
لہ کہتا ہے کہ اوپر مسطور ہو چکا ہے کہ علما و
ربانیین نے ان دلائل وسعت علم سرورعالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی جان کر ان کے
مضمون کے معتقد ہوگئے ہیں اور تمام
دلائل میں یوں تطبیق دی ہے کہ مطلق
علم غیب حقتعالے کے ساتھ خاص ہے
کہ اپنی ذات سے وہ غیب دان ہے
اور کسی کی تعلیم کی اسکو حاجت نہیں
ہے کہ اسپر کوئی چیز مخفی نہیں ہے
اور انبیا صرف حقتعالے کی تعلیم سے غیب جانتے ہیں نہ خود بخود

فلا تعارض فی الحقیقة ثم قوله لا نزاع ان علم الشیطان
باحاطة ما فی الارض بانها یقینیات وتاویل دلائل
وسعة علم حبیب الرحمن ان امکن والا ترکها یشعر
عن فقاهة الخلیل والرشید صلی الله علیه وسلم وانصارهما اعوذ بالله
من غضبه وعقابه وشر عباده قال فی الجواب التفصیلی
ثالثا الالفاظ المذکورة فی هذه المواقع الدالة
علی العموم لا نسلم عمومها بمعنی انه لا یخرج من عمومه
شیء الا بعلم القصوری هذه القاعدة الاصولیة ما
من عام الا وقد خص منه البعض قال الله تعالی
فی حق الواح التوراة وكتبنا له فی الالواح من
كل شیء موعظة وتفصیلا لكل شیء ثم قال فی حق
القصص لقد كان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب
ما كان حدیثا یفتری ولكن تصدیق الذی بین
یدیه وتفصیل كل شیء الآیة وقال فی القران و
ونزلنا علیك الكتب تبیانا لكل شیء الآیة فعلی هذه
القضایا الکلیة وقع سور موجبة الکلیة لفظ الکل
فلزم علی حسب مذاق القصوری ان تکون الواح التوراة
والقران تبیانا وتفسیر التمام کلیات العالم وجزئیاتها
ویفصل ویبین فیهما کل شیء فعلی هذه الصورة یکون
فیه ان القصوری اکل الیوم بهذا المقدار فضلا کذا
وکذا ومعاذ الله لا یقول بهذا عاقل متدین فلما
لم یبق النصوص والآیات علی عمومها فکیف تبقی
الاحادیث التی تخصص [illegible] الدلائل القطعیة علی عمومها

پس ہرگز تعارض نہیں ہے پھر شیطان لعین کے
علم محیط زمین کے دلائل کو یقینی بنا کر قبول کر لینا
اور حبیب رب العلمین کی وسعت علم دلائل کو ظنی
کہکر اگر ممکن ہو تو تاویل کرنا ورنہ ترک کرنا حضرت
خلیل احمد اور رشید احمد اور انکے معاونین کی فقاہت
اور ثقاہت کی قوی دلیل ہے خدا کے غضب او
اسکے بندوں کی شرارت سے پناہ مانگتا ہے جواب تفصیلی
میں ہے ثالثا ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ان مواقع میں جو لفظ
عموم کے ہیں انمیں ایسا عموم ہے جسمیں کوئی چیز خارج نہ ہو
مولانا قصوری کو یہ قاعدہ اصولی نہیں پہنچا کہ ہر عام
مخصوص البعض ہوتا ہے الواح توریت کی نسبت قرآن
میں ہے اور ہمنے لکھدیا اسکے واسطے الواح میں ہر شئ کی نصیحت اور
تفصیل ہر شئ کی پھر قصوں کی بابت ارشاد ہے البتہ پیغمبروں
کے قصوں میں نصیحت ہے عقلمندوں کیلئے قرآن بنائی ہوئی بات
نہیں ولیکن موافق اگلی کلام کے جو اسکے پہلے ہے اور
تفصیل ہر چیز کی الخ آیت تک اور قرآن کی بابت ارشاد ہے
ہمنے تجھپر کتاب اتاری بیان واسطے ہر شئ کے ان سب
قضایا کلیہ پر موجبہ کلیہ کی سور لفظ کل واقع ہے تو چاہیے
کہ حسب مذاق مولانا قصوری الواح توریت اور قرآن مجید تمام کلیات
اور جزئیات عالم کی تفسیر اور بیان ہو اور ہر ایک چیز اس
میں مفصل اور مبین ہو تو اس تقدیر پر یہ بھی ہو کہ آج قصوری
صاحب نے کتنا کھایا اور کیا کیا معاذ اللہ کوئی متدین
عاقل ایسا کہہ سکتا ہے تو جب ان نصوص و آیات میں عموم

قال الله تعالى وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الغيب لا يعلمها الا
هو ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها
ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس
الا في كتاب مبين وقال ايضا ان الله عنده علم الساعة
وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام الى عليم خبير
هذه الايات نصوص صريحة على ان بعض الامور
مخصوص بذاته سبحانه يقول الفقير القصوري كان الله
له والله انى ارد هفوات هؤلاء بالاجمال والا
يترتب في الرد الدفاتر بالاكمال قد سبق هذا البيان
ثم نظهره بالاعلان ان مرادنا في هذه المسئلة
المبحوثة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم المخلوقات
ومن قال لعلة علمه عليه الصلوة والسلام من الشيطان
فهو اكذب وارذل البريات كيف لا ويخصص دلائل
وسعة علمه عليه السلام بالايات ولا يخصص
علم ابليس ويسلم علمه اللعين محيطا بالارض ولا
يسلم علمه عليه السلام كذلك بل يقول شركية و
لا ندعي بان عموم علمه وكلية درايته عليه الصلوة
والسلام لا يخرج عنه شئ من المعلومات مثل
عالم خالق الكائنات وقد مر في الاعتراض فانه عليه السلام
اعلم المخلوقين والزائد منه علم رب العلمين انتهى فلا
يرد علينا بالقاعدة الاصولية ما من عام الا وقد خص
منه البعض اعتراض ما واذن لا حاجة لنا في التكلم
في هذا الوجه الثالث باعتبار الجواب لكن نتكلم فيه

آیت اور خدا کی پاس مفاتیح غیب ہیں ان کو وہی جانتا ہے
اور جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور کوئی پتہ نہیں
گرتا مگر اسکو خدا جانتا ہے اور نہ دانہ اندھیری زمین
میں اور نہ تر و خشک مگر لوح محفوظ میں ہے اور نیز ارشاد ہے
کہ خدا کے نزدیک علم قیامت کا ہے اور وہ مینہ برساتا
ہے اور جو رحموں میں ہے جانتا ہے آخر آیت تک یہ
آیتیں نص صریح ہیں اسپر کہ بعض امور کا علم مخصوص بذات
پاک حق جل مجدہ ہے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
بخدا میں ان مکذبین کی بکواس کو بالاجمال رد کر رہا ہوں
ورنہ انکی تردید میں دفتروں کے دفتر مترتب ہو جاویں پہلے
بھی لکھا گیا ہے اور ابھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ
میں ہمارا مدعا یہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
ساری مخلوقات سے بہت عالم ہیں جو آپکے علم کو شیطان کے
علم سے کم کہتا ہے وہ بہت جھوٹا اور بدترین خلائق ہے کیوں
نہو کہ آپکے علم کو آیات سے خاص کرتا اور شیطان لعین کے علم
میں تخصیص نہیں کرتا ابلیس کے علم کو محیط زمین اعتقاد کرتا ہے
اور حضور کا جانتا اور آپکے علم محیط کو شرک کہتا ہے۔ اور یہ تو ہرگز
مراد نہیں ہے کہ آپکا علم ایسا عام ہے جس سے کوئی چیز بھی
معلومات سے خارج نہیں ہے مثل علم باریتعالے کے اور اعتراض
میں صاف مرقوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخلوقات سے اعلم
ہیں اور حقتعالے کا علم آپ سے بڑھ کر ہے اھ پس اس قاعدہ اصولیہ
سے کہ ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے ہمارے مدعا پر کوئی
بھی اعتراض نہیں وارد ہوتا ہے۔ پس اس تیسری وجہ میں ہر چند

حتى يظهر الحق لا يخفى ان قاعدة ما من عام الا وقد خص منه البعض
خاص فلا بد من ان يخص منه البعض مثل قوله
سبحانه وتعالى وعز من قائل وكان الله
بكل شئ عليما وقوله سبحانه وكان الله بكل شئ محيطا
وكذلك قوله عز من قائل ونزلنا عليك الكتب القران
تبيانا لكل شئ يحتاج اليه الناس من امر الشريعة
انتهى من الجلالين وقال في حاشية الجمل قوله لكل شئ
يحتاج الناس اليه من امر الشريعة اما بتنبيه في
نفس الكتاب او باحالته على السنة لقوله تعالى وما
اتكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا او باحالته
على الاجماع كما قال تعالى ويتبع غير سبيل المومنين
الاية او على القياس كما قال فاعتبروا يا اولى الابصار
والاعتبار النظر والاستدلال اللذان يحصل بهما
القياس فهذه اربع طرق لا يخرج شئ من احكام الشريعة
عنها وكلها مذكورة في القران فكان تبيانا لكل شئ
فاندفع ما قيل كيف قال الله تعالى ونزلنا عليك الكتب
تبيانا لكل شئ ونحن نجد كثيرا من احكام الشريعة
لم يعلم من القران نصا كعدد ركعات الصلوة ومدة
المسح والحيض ومقدار حد الشرب ونصاب السرقة و
غير ذلك ومن ثم اختلف الائمة في كثير من الاحكام
اه كرخي انتهى ما في الجمل وفي المدارك ونزلنا عليك
الكتب تبيانا بليغا لكل شئ من امور الدين اما في
الاحكام المنصوصة فظاهر وكذا فيما ثبت بالسنة

ہمکو کچھ حاجت کلام کی نہیں مگر تاہم اظہار حق کی غرض سے
اسقدر لکھا جاتا ہے کہ یہ قاعدہ بھی کلیہ نہیں بلکہ مخصوص البعض
ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ہر چیز پر علیم و محیط ہونا عام غیر
مخصوص البعض ہے اور ایسا ہی آیت ونزلنا یعنی اور ہمنے
نازل کی تجھپر قرآن اتارا جو بیان ہے ہر شے محتاج الیہ کا امر شرع
سے یہ جلالین میں ہے اور حاشیہ جمل میں لکھتے ہیں کہ قرآن کا
محتاج الیہ چیزوں کا تبیان ہونا یا تو نفس قرآن سے ہے یا
حدیث کے اشتمال سے بدلیل آیت وما آتکم یعنی اور جو رسول
فرماوے اسپر عمل کرو اور جس سے منع کرے اس سے باز آؤ
یا اجماع کے مشتمل ہونے سے بدلیل آیت ویتبع یعنی اتباع
سبیل مومنین بھی مامور قرآن مبین ہے یا قیاس کی تضمین
سے بحکم آیت فاعتبروا یعنی نظر اور استدلال جن سے قیاس
نکلتا ہے وہ بھی قرآن سے ثابت ہے۔ پس یہ چار راہ
قرآن کی بیان کرتی ہیں جن سے کوئی حکم شرعی خارج نہیں ہے
اور یہ سب قرآن میں مذکور ہیں پس قرآن ہر شے کا
تبیان ہو گیا اور باطل ہوا یہ اعتراض کہ حقتعالے نے
قرآن کو ہر شے کا تبیان کیونکر فرمایا حالانکہ ہم بہت سے
احکام شرعیہ ایسے پاتے ہیں جو قرآن سے معلوم نہیں ہوتے
چنانچہ تعداد رکعات نماز اور مدت مسح و حیض و مقدار حد
شرب خمر و سرقہ وغیر ذلک اور اسلیے ائمہ مجتہدین کا بہت سے
حکموں میں اختلاف ہے اھ کرخی یہ حاشیہ جمل کی عبارت کا ترجمہ
ہے اور تفسیر مدارک میں ہے آیت ونزلنا یعنی اور اتارا ہمنے
تجھپر قرآن جس میں سب دینی کاموں کا عمدہ بیان ہے احکام منصوصہ میں

او بالاجماع او بقول الصحابة او بالقياس لان مرجع الكل الى الكتاب حيث امرنا فيه باتباع رسوله عليه السلام واطاعته بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول وحث على الاجماع فيه بقوله ويتبع غير سبيل المؤمنين وقد رضي رسول الله صلى الله عليه وسلم لامته باتباع اصحابه بقوله اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وقد اجتهدوا وقاسوا ووطئوا طرق الاجتهاد والقياس مع انه امرنا به بقوله فاعتبروا يا اولي الابصار فكانت السنة والاجماع وقول الصحابي والقياس مستندة الى تبيان الكتاب فتبين انه كان تبيانا لكل شيء انتهى وفي الخازن وقال اهل المعاني تبيانا لكل شيء يعني من امور الدين اما بالنص عليه او بالاحالة على ما يوجب العلم به من بيان النبي صلى الله عليه وسلم لان النبي صلى الله عليه وسلم بين ما في القران من الاحكام والحدود والحلال والحرام وجميع المامورات والمنهيات واجماع الامة فهو ايضا اصل ومفتاح لعلوم الدين انتهى وهكذا في سائر التفاسير المبسوطة فقد تحقق ان انكار عموم تبيان القران بحمله على تمام كليات العالم وجزئياته لغرض نفي عموم علمه صلى الله عليه وسلم لا يقول به عالم متدين سوى مؤلف البراهين مع الحواريين وما استدل باية وعنده مفاتيح الغيب الاية فقد تحقق سابقا انه تعالى اعنده علم مفاتيح الغيب

اور اجماع اور قول صحابی اور قیاس سے ثابت ہو. کیونکہ سب کا مرجع قرآن کی طرف ہی ہے کہ ہم اسکے رسول مقبول کی اتباع و اطاعت پر مامور ہیں بحکم آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے، اور اجماع پر بھی قرآن سے برانگیختہ ہوئی ہے. بدلیل آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے اپنے صحابہ کی اتباع کو پسند فرمایا ہے بسند حدیث اصحابی یعنی میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں جنکی تم پیروی کرو گے راہ راست پاؤ گے اور صحابہ نے بتحقیق اجتہاد کیا اور قیاس فرمایا اور اجتہاد و قیاس کا راستہ پامال کیا اور ہم بھی اسپر مامور ہیں بدلیل آیت فاعتبروا یا اولی الابصار کے پس حدیث و اجماع و قول صحابی و قیاس سب قرآن کا ہی بیان ہیں جس سے قرآن کا تبیان ہر شی کا ہونا متحقق ہو گیا یہ مدارک کی عبارت کا ترجمہ ہوا اور تفسیر خازن میں ہے. اہل معانی نے ہر شے کے تبیان کا یوں بیان کیا ہے کہ امور دین یا تو منصوص قرآن ہیں یا انمیں حوالہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی طرف اسلیے کہ آپ نے قرآن مجید کے احکام اور حدود اور حلال و حرام و تمام مامورات و منہیات کا بیان فرمایا ہے اور اجماع امت کی طرف کہ وہ بھی اصل اور کلید ہے علوم دین کے لیے انتہیٰ اور ایسا ہی تمام بڑی تفسیروں میں درج ہے. پس بتحقیق متحقق ہوا کہ قرآن مجید کے تبیان کے عموم سے انکار کرنا تمام کلیات و جزئیات جہان پر حمل کر کے اس غرض سے کہ کسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی وسعت منتفی ہو جائے

[illegible]

بذاته وبالاستقلال وقد اعطى منها العلم لرسوله صلى الله عليه وسلم كما قال علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول الاية وما ثبت من اخر تلك الاية ان علم البر والبحر وغيرهما من اقسام العلوم في كتاب مبين اي لوح محفوظ كما في الجلالين والتفسير الزاهدي والكبير والنيسابوري وغيرها وما فسر البيضاوي وغيره بعلم الله ايضا فهو استعارة لا تعارض المعنى الحقيقي فذلك اثبات مدعانا وابطال دعوى المكذبين لان علم اللوح المحفوظ بعض من علومه صلى الله عليه وسلم كما مر بنقل قول القاري عليه رحمة الباري في شرحه على القصيدة البردة وايضا قال في المرقات شرح المشكوة تحت حديث جبرئيل على نبينا وعليه السلام واما اللواحق فهو ما اظهره الله سبحانه على بعض احبائه لوح علمه وخرج ذلك عن الغيب المطلق وصار غيبا اضافيا الخ وقد قال الشاه عبد العزيز الدهلوي في تفسيره في بيان محتملات اية علم الغيب ان بعض قدماء مفسري اهل السنة قالوا ان المراد من الغيب هو اللوح المحفوظ ولا يطلع عليه احد سوى الانبياء عليهم السلام وهذا الكلام منقوض بوجوه منها ان المراد من الاطلاع على اللوح الاطلاع على الموجودات النفس الامرية الحاصلة قبل ظهور تلك الموجودات في الخارج سواء كان بمطالعة نقوش اللوح او بغيرها لان المراد من الاطلاع على الكتاب الاطلاع على المضامين المرقومة في ذلك الكتاب

یہ علم ذاتی اور استقلالی ہے اور اس سے آنحضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی باری تعالیٰ نے بخشا ہے بدلیل آیت عالم الغیب یعنی خدا غیب داں ہے اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا ہے مگر رسول پسندیدہ کو آخر آیت تک اور اسی آیت مبارک کے آخر سے جو یہ ثابت ہوا ہے کہ جنگل اور دریا وغیرہما اقسام علم کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں ہیں جیسا کہ تفسیر جلالین و زاہدی و کبیر و نیشاپوری وغیرہ بہت سی تفسیروں میں اسپر نص ہے اور بیضاوی وغیرہ نے جو اس سے علم الٰہی مراد کہا ہے تو وہ استعارہ حقیقی معنے کے معارض نہیں ہو سکتا ہے تو اسی آیت مبارک سے ہمارا مدعا ثابت ہو گیا اور مکذبین کا دعویٰ جھوٹا نکلا کیونکہ لوح محفوظ کا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم وسیع کا بعض ہے جو علامہ قاری کے قول شرح قصیدہ بردہ سے اوپر منقول ہو چکا ہے اور بھی یہی مولانا قاری مرقات شرح مشکوٰۃ حدیث جبرئیل علی نبینا وعلیہ السلام کے ذیل میں لکھتے ہیں اور لواحق اسے کہتے ہیں جو حق تعالیٰ نے اپنے دوستوں پر لوح علم کو ظاہر کر دیا ہے اور وہ غیب مطلق نہیں رہی اور غیب اضافی ہو گئی الخ اور ان مکذبین کے پیر دادا استاذ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ بعضے پہلے مفسرین اہلسنت نے کہا ہے کہ مراد غیب سے آیت عالم الغیب میں لوح محفوظ ہے جسپر سوائے انبیا کے کوئی مطلع نہیں ہوتا ہے. تو یہ بات کئی وجہ سے مردود ہے منجملہ اسکے یہ ہے کہ مراد لوح کی اطلاع سے اطلاع موجودات نفس الامری پر ہے کہ انکو دنیا میں ظہور سے پہلے حاصل

[illegible]

وهذا الاطلاع يحصل للاولياء ايضًا ومنها ان الاطلاع
على اللوح المحفوظ بمطالعة ورؤية نقوشها ايضًا
نقل متواترًا عن بعض الاولياء فالاختصاص بالانبياء
لا يصح انتهى مترجمًا بقدر الحاجة فثبت وسعة علم
اولياء الامة وبطل انكار عموم علم حضرة كاشف الغمة
صلى الله عليه وآله قدر علمه وكماله والكلام المتعلق
باية ان الله عنده علم الساعة الاية قدم سابقًا
وتحقق بتصريح العلماء الراسخين ان العلم الاستقلالي
بهذا الخمس مخصوص بالله العظيم والاطلاع عليها
بتعليمه تعالى للانبياء والاولياء ثابت من الدين
القويم فتذكر ما فصل منه سابقًا وما سيجي لاحقًا
ولا تنس ما مر من ان علمه عليه السلام كثير من المخلوقات
وقليل من خالق البريات قال في الجواب التفصيلي
وان العالم كان الدليل العقلي القطعي مخصصًا
لنص فلا يبقى ذلك النص على عمومه فالدليل العقلي
اخرج ذات الباري وصفاته تعالى من كلية ان الله
على كل شيء قدير وكذلك فيما نحن فيه لا يجوز بداهة
العقل بيان جميع المعلومات في وقت قليل كساعتين
او اربع ساعات وحفظ بعض الصحابة لها وما حمله
احد على المعجزة فبداهة العقل يدل على ان هذا العموم
والكلية مخصوص ببعض المعلومات التي اطلع عليها الله
تعالى حبيبه صلى الله عليه وسلم لا جميع معلومات
الله تعالى كقوله تعالى ولا يحيطون بشيء من علمه الا

اور یہہ اطلاع لوح محفوظ کی ولیونکو بھی حاصل ہوتی ہے اور
منجملہ اسکے یہہ ہے کہ لوح پر اطلاع جو اسکے نقوش کا مطالعہ
اور دیکھنا مراد ہوتا ہے اس امر کا بعضے اولیا کو لیے
حاصل ہونا متواتر منقول ہے پس انبیا سے اسکا اختصاص
نرہا یہہ ترجمہ ہے ضروری عبارت تفسیر عزیزی کا جب
اولیاء امت کو علم کی وسعت تحقق ہوگئی تو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو علم شریف کی وسعت سے انکار تو بالکل باطل ہوا
اور آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کی متعلق کلام
اوپر گذر چکی ہے اور علماء راسخین کی تصریح سے ثابت ہوا ہے
کہ ان پانچ چیز کا علم استقلالی حقتعالے کے ساتھ خاص
ہے اور تعلیم الٰہی ان پانچ چیز پر اطلاع انبیا اور بعض اولیا
کو واسطے شرعا ثابت ہے جسکی تفصیل ضروری مذکور ہوئی
ہے اور آگے بھی آتی ہے اور یہہ بات بھی یاد رہے کہ رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا علم حقتعالے کی علم سے کم اور ساری
مخلوقات کے علم سے زیادہ ہے جواب تفصیلی میں ہے کہ جب
جب کوئی دلیل عقلی قطعی کسی نص کی مخصص ہو تو وہ نص عام
اپنے عموم پر باقی نہیں رہ سکتی ان اللہ علی کل شیء قدیر سے بدلیل
عقلی ذات وصفات واجب تعالے کو خارج کیا جاتا ہے
ما نحن فیہ خیال کر لیا چاہیے کہ تھوڑی سی وقت دو چار
گھنٹہ میں تمام معلومات کا بیان کر دینا اور بعضے صحابہ کا اسکو
یاد کر لینا ایسا امر ہے جسکو بداہت عقل جائز نہیں سمجھتی
اور اسکو کسی نے معجزہ پر بھی محمول نہیں کیا تو بداہت عقل دال
ہے کہ یہہ عموم وکلیہ مخصوص بعض اُن معلومات کے ساتھ ہے جن پر

[illegible]

الا بما شاء قال القاري ثم اعلم ان الانبياء لا يعلموا
المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانًا
الخ يقول الفقير القصوري كان الله له وقد سبق
غير مرة بان الكلام في سعة علم اشرف الكائنات صلى الله
عليه وسلم بنسبة جميع المخلوقات في رد من هذى
بقلة درايته عليه السلام من ابليس اذ ال البريات
ولا يدعي احد من المومنين بان علمه عليه الصلوة
احاط بجميع معلومات خالق الموجودات وان
علمه صلى الله عليه وسلم وان كان كثيرًا بل اكثر لكن يعبر
بالبعض بجنب علم عالم الغيب والشهادات ونقل
عن القاري بان علم اللوح بعض من علومه عليه السلام
واعطي صلى الله عليه وسلم علم ما كان وما يكون باتفاق
علماء الكرام ثم الاستبعاد من بيان احوال جميع
المخلوق في يوم واحد وحفظ بعض الصحابة له لذلك
وجعله دليلًا قطعيًا لتخصيص الاحاديث التي
ما خصصها الشراح والغرض من ذلك تقليل
علم عالم علوم الاولين والاخرين صلى الله عليه وسلم من علم الشيطان
اللعين كاستبعاد الملاحدة من قبول الخرق والالتيام
للاجرام العلوية والاسراء من المسجد الحرام الى
المسجد الاقصى في زمن قليل وكانكار وجود الملائكة
والجن والنار والجنة وغيرها كما وقع من النيچريين
المدعيين بانهم من كمل الموحدين على زعمهم
ان بداهة العقل لا يجوز جميع هذا كما ردت هذا

مگر جتنا وہ چاہے علی قاری لکھتے ہیں پہر جان لے کہ انبیا
غیب کی چیزوں کو نہیں جانتے مگر جتنا اللہ تعالے انکو
جتوا آتا ہے کبھی الخ انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اوپر بار ہا گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت
علم بہ نسبت جمیع مخلوقات کے بارہ میں گفتگو ہے تردید میں اسکی جو آپکے علم کو شیطان
کی معلومات سے کم بتاتا ہو اور یہہ دعوی نہیں کہ آپکا علم ذات جمیع معلومات الٰہی کو احاطہ
کر لیا اور یہہ بھی آمرات گذرا ہے کہ آپکے معلومات اگرچہ کثیر بلکہ اکثر ہیں مگر حقتعالے کے علم کے مقابلے میں بعض
سے تعبیر کیے جاتے ہیں اور علی قاری علیہ رحمۃ الباری کر
منقول ہو چکا ہے کہ لوح محفوظ کا علم آپکے علم کا بعض
ہے اور آپکو باتفاق علمائے کرام ما کان وما یکون کا
علم دیا گیا ہے پہر ایک دن میں جو آپنے ساری مخلوقات کا
حال بیان فرما دیا اور بعض صحابہ نے اُس کو یاد کر لیا
تو اسکو بداہت عقل کے برخلاف کہکر دلیل قطعی سے تخصیص
احادیث کی بیان کرنا جنکو شارحین نے مخصوص نہیں کہا
اور غرض اس سے عالم علوم الاولین والآخرین
کو علم کو شیطان لعین کے علم سے کم بتانا ایسا امر
ہے جیسا کہ ملحد فلاسفہ نے آسمان وغیرہ کے خرق و
التیام کو اور آپکے تھوڑے وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصے
تک سیر کرنیکو مستبعد جانا ہے۔ اور جیسا کہ نیچریوں نے
جو اپنے آپ کو کامل موحدین سمجھتے ہیں وجود ملائکہ
وجن ودوزخ وبہشت وغیرہ سے انکار کیا ہے۔ جن
کا فقیر کان اللہ لہ نے رسالہ
موسومہ

[illegible]

على الغيب انتهى مترجما بقدر الحاجة ومع هذا فقد
سبق من الكتب الفقهية وكتب العقائد ان من
جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض الغيب
وبالجملة هذا الفقير وشيخ مشائخي مؤلف التحفة
الرسولية قدس سره نؤمن بانه صلى الله عليه وسلم اعطى علم
الاولين والآخرين والقى عليه علم ماكان ومايكون
وان بعض الكمل من اولياء امته عليه الصلوة والسلام
يطلعون على اللوح المحفوظ ببركة اقتباس انوار علوم
سيد المرسلين كماهو اعتقاد العلماء الراسخين كما
مر النقل على الصدر واما صاحب البراهين و
مقرظه من المولوي الكنكوهي مرشد الوهابيين قولهما في صفحة
(۴۷) من البراهين ان مانقل مؤلف الانوار
الساطعة من حكايات اولياء الله فجوابها اولاً
بانها ليست حجة شرعية وثانياً بان الله تعالى الكشف
الحالات لاولئك الاولياء فحصل لهم حضوراً لعله
ويمكن ان يؤتى الله تعالى رسوله عليه السلام بزيادة
الآف الآف منذلك لكن لايثبت من نص ثبوته
الفعلي حتى يعتقد عليه انتهى بقدر الحاجة نعم
من نقص علم عالم علوم الاولين والآخرين من الشيطان
اللعين فلا يبعد منه ان ينقص من اولياء امته
فلا يعتد بكلام المجانين والله خير المنتهين قال
في الجواب التفصيلي ثم كتب القصوري لزيادة التحقيق
رواية الطبراني عن المواهب اللدنية عن ابن عمر

کہا جا سکتا ہے بقدر الحاجۃ انکی کلام کا ترجمہ ہے اور نیز
اوپر کتب فقہ و عقائد سے مرقوم ہوچکا ہے کہ منجملہ کرامات
اولیا بعض غیب پر اطلاع ہے۔ بالجملہ یہہ فقیر اور حضرت
مؤلف تحفہ رسولیہ میرے قبلہ و پیر قدس سرہٗ ایمان
رکہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اولین و
آخرین کا علم اور ما کان و ما یکون کا علم عطا کیا گیا ہے
اور آپکی امت کے بعض کمل اولیا کو بھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے علوم کے انوار کو حاصل کرنیکی برکت سے
لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوجاتی ہے۔ چنانچہ علماء
راسخین کا اعتقاد یہی ہے۔ جو تفسیر عزیزی وغیرہ سے
اوپر منقول ہوچکا ہے۔ لیکن صاحب براہین اور اسکے
مرشد حضرت گنگوہی براہین کے صفحہ ۴۷ میں لکہتے ہیں
کہ مؤلف انوار ساطعہ نے جو اولیا کے کشف کی حکایات لکہی
ہیں اول اُن کا یہہ جواب ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں
دوم اُن اولیا کے لیے حقتعالے نے کشف حالات فرمایا جس سے
انکو علم حضوری حاصل ہوا اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے اپنے
رسول علیہ السلام کو ہزار گونہ اس سے زیادہ دیدے
مگر اسکا ثبوت فعلی کسی نص سے نہیں کہ اسپر عقیدہ کیا
جاے انتہی بقدر الحاجۃ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم بتاتا
ہے اگر اولیا امت کے علم کو بھی آپکے علم سے کم کہدے تو کیا
عجب ہے دیوانوں کی کلام کا کیا اعتبار ہے اور منتہم
خدا ہی ہے ... تفصیلی میں ہے اسکے بعد قصوری صاحب نے

موسے بنابر زیادت تحقیق مواہب لدنیہ سے طبرانی کی روایت لکھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر الى ماهو
كائن فيها الى يوم القيمة كانما انظر الى كفي هذا
ثم كتب رواية المشكوة التي نقل فيها فتجلى لي كل شئ
يلزم عليه اولاً تصحيح الرواية وبعد ذلك الاستدلال
وبفرض الصحة الكلام فيهما مثل الكلام في الاحاديث
السابقة ويجري الابحاث السابقة في لفظ كل
شئ الواقع في حديث المشكوة على ان تجلي مجموعة
العالم بالنظر الاجمالية لا بالنظر التفصيلية و
هذا الانكشاف في ان واحد حسب مرضي الحق
تعالى لايستلزم الاحاطة العلمية والاثبوت علم
الغيب فالاستدلال بهما يخالف قاعدة العلماء
بالكلية ولايتضمن الدوام والبقاء بعد حصوله
حتى يحصل مدعاه بدعاء القصوري ومطلب المولوي
عبد السميع وهو ان روحه صلى الله عليه وسلم
يحضر في كل مجلس المولود بقول الفقير القصوري
كان الله له ان المكذبين في هذا القول اغتاظوا غيظاً عظيماً
... اض لا الا مبينا كما كتبوا ابن عمر رضي الله
... بلفظ المفرد والصلوتية بالاختصار بصورة
صلعم واسقطوا لفظ اليها مع الواو من بعد كلمة
انظر من الحديث كما لايخفى على العلماء صرح السيد
احمد الطحاوي في حاشية الدر المختار بمحظورية اختصار
الكتابة بالصلوة والمولوي احمد علي السهارنفوري

کہ رسول صلعم نے کہا کہ حقتعالے نے میرے لیے دنیا اٹھائی
پس میں دیکہہ رہا ہوں جو اسمیں ہوتا ہے قیامت تک
گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکہتا ہوں اور بعد اسکے
مشکوۃ کی روایت لکہی ہے جسکے یہہ الفاظ نقل کیے
فتجلی یعنی ظاہر ہوئی میری واسطے ہر شے اول قصوری صاحب
تصحیح روایت کریں بعد اسکے اس سے استدلال کریں اور
بفرض صحت اسمیں وہی کلام ہے جو احادیث سابقہ میں
ہوچکا ہے اور مشکوۃ کی روایت میں لفظ کل شئ واقع ہے
اُسمیں ابحاث سابقہ جاری ہیں۔ علاوہ ازیں مجموع عالم
کی تجلی بنظر اجمالی ہے نہ بنظر تفصیلی غرض کہ یہہ انکشاف
ایک آن میں بقدر مرضی الہی نہ احاطہ علمی کو مستلزم ہے
نہ ثبوت علم غیب کو پس ان سے استدلال قانون دانشمندی
سے سراسر خارج ہے اور نہ بعد حصول دوام و بقا کو
متضمن ہے جسسے مدعا مولوی قصوری اور عبد السمیع کا ہے
کہ ہر مجالس مولود میں آپکی روح مبارک حاضر اور ہر ایک
مولود میں ناظر ہے۔ انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اسجگہ مکذبین سخت غیظ میں آئے اور بیراہ ہوے چنانچہ
حضرت ابن عمر کے پیچہے ترضیہ میں عنہما کی جگہہ عنہ لکہدیا
اور درود کو مختصر بصورت صلعم لکہا اور حدیث سے
لفظ الیہا کو مع حرف واو کے دور کردیا جو علماء دین کو
مخفی نہیں ہے سید احمد طحطاوی در مختار کی حاشیہ میں
ممانعت اختصار درود پر تصریح کرتے ہیں اور مولوی احمد
علی سہارنپوری امام نووی کی سند سے

نا قلا عن الامام النووي مجروميته من فعل هكذا كما في مقدمة الصحيح المسلم والاسقاط من الفاظ الحديث لا يخفى قباحته ثم التكلم في حديث المواهب المشكوة بطلب التصحيح والصحة الفرضية يشعر من كمال عنادهم بهذين الحديثين ولا يخفى على من طالع المواهب اللدنية ان مولفه العلامة القسطلاني من اجلة المحدثين لا يترك الحديث المجروح بغير الجرح في ذلك الكتاب وعدم تكلمه بالجرح على هذا الحديث والاستدلال به على وسعة الاخبار بالغيب منه عليه السلام يدل على صحته ثم وظيفة الشراح التكلم على الحديث المجروح وما تكلم الشراح عليه ايضا وها انا انقل ما يتعلق بهذا الحديث من عبارة شرح المواهب للزرقاني الذي استند المكذبون منه ايضا في بيان التخصيص الزعمي في المواهب وشرحه للزرقاني القسم الثاني في بيان ما اي شيء كثير اخبر به عليه الصلوة والسلام من الغيوب سوى ما في القرآن العزيز الغالب على غيره فكان فوجد بعد اخباره كما اخبر اي على الوجه الذي اخبر به بعضه وقع في حياته وبعضه وقع بعد مماته على طبق ما قال اخرجه الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع اي اظهر وكشف لي الدنيا بحيث احطت بجميع ما فيها فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة كانما انظر الى كفي هذه اشارة الى انه نظر حقيقة

ایسے شخص کے محروم ہونیکی مقدمہ صحیح مسلم میں شہادت دیتے ہیں اور حدیث کے لفظوں کو خورد برد کرنے کی قباحت خود ظاہر ہے پھر حدیث مواہب لدنیہ و مشکوۃ کی تصحیح طلب کرنی اور انکی صحت کو فرضی کہنا ان دونو حدیثوں سے عناد پر دلیل ہے اور مواہب لدنیہ کے مطالعہ کرنیوالونپر ظاہر ہے کہ علامہ قسطلانی جو جلیل القدر محدثین میں سے ہے اس کتاب مواہب میں کسی حدیث مجروح کو جرح کیئے بغیر نہیں چھوڑتا ہے۔ پس اس حدیث پر جرح نکرنی اور آپکی وسعت اخبار غیب پر اس سے دلیل لانی اسکی صحت کی دلیل ہے پھر شارحین حدیث کا وظیفہ ہے کہ وہ حدیث مجروح پر جرح کرتے ہیں سو کسی شارح نے بھی اس حدیث پر کوئی جرح نہیں کی اب فقیر اس حدیث کے متعلق شرح مواہب لدنیہ تالیف امام زرقانی کی عبارت نقل کرتا ہے جس سے مکذبین نے بھی مسئلہ تخصیص خیالی پر سند لی ہے) مواہب اور اسکی شرح زرقانی میں لکھتے ہیں۔ دوسری قسم ان بہت چیزونکو بیان میں جنکی آپنے سوا قرآن کے غیبی باتونکی خبر دی اور آپکے خبر دینے کے بعد وہ چیزیں موافق آپکی خبر کے موجود ہوئیں بعض آپکی حیات میں اور بعض بعد وفات کے موافق آپکے فرمانے کے واقع ہوئیں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک حقتعالی نے مجھپر دنیا ظاہر کی اسطرح سے کہ میں نے ساری دنیا کی چیزونپر احاطہ کر لیا پس میں دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہو رہا ہے

احتمال انه اريد بالنظر العلم ولا يرد انه اخبار عن مشاهدة فلا يلائم في الترجمة لان اخباره بذلك اخبار عن غيب عن الناس ثم يعلم باعتبار صدقه ووجوب اعتقاد ما يقول ان كل ما علمه الناس بعده من جملة ما راه حين رفعت له الدنيا صلى الله عليه وسلم انتهى من المجلد السابع صفحه (۲۳۴) من مطبوع مصر فثبت من ذلك اعتبار الحديث والاحاطة العلمية بجميع ما في الدنيا له صلى الله عليه وسلم وطلب الصحة في حديث المشكوة جنون قبيح وغيظ صريح لان الحديث الذي فيه فتجلى لي كل شيء وعرفت قال مؤلفها في اخره رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح وسئلت محمد بن اسمعيل عن هذا الحديث فقال هذا حديث صحيح انتهى والحديث الذي فيه فعلمت ما في السموت والارض قال في اخره رواه الدارمي مرسلا وللترمذي نحوه عنه وعن ابن عباس ومعاذ بن جبل انتهى ثم الكلام بان تجلى مجموعة العالم بالنظر الاجمالي لا بالنظر التفصيلي وهذا الانكشاف في ان لا يستلزم الاحاطة العلمية ولا ثبوت علم الغيب شيء اما اولا فلان الفاظ الحديث ترده ابلغ رد كما وقع كلمة عرفت اي كل شيء بعد تجلى لي كل شيء وكذا بقية الحديث من السوال عما يختصم الملاء الاعلى والجواب منه عليه الصلوة والسلام بان الاختصام في الكفارات والدرجات وتفصيلها

علم مراد نہیں اور کوئی یہہ اعتراض نکرے کہ یہہ آنکھ سے دیکھنا غیب کی خبر کیونکر ہوئی اسلیئے کہ یہہ آپکی خبر دینی لوگوں سے غیب ہے پھر آپکے صدق کے اعتبار اور آپکے فرمودہ پر اعتقاد کے وجوب سے معلوم ہوا کہ آپکے پیچھے جو کچھ لوگوں کو معلوم ہوا ہے وہ منجملہ انکے ہے جو آپنے دیکھا تھا جب دنیا آپ پر کشف اور ظاہر کیگئی تھی یہہ ساتویں جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ (۲۳۴) سے ترجمہ کیا گیا جس سے ثابت ہوا کہ یہہ حدیث ثابت ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ساری دنیا کی چیزونپر احاطہ علمی بھی بخوبی ثابت ہوگیا اور حدیث مشکوۃ کی صحت طلب کرنی برا جنون اور صاف غضب ہے اسلیئے کہ جس حدیث میں ہر شے کا ظاہر ہونا اور پہچاننا مذکور ہے تو مولف مشکوۃ نے اسکے اخیر میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور کہا کہ میں نے محمد بن اسمعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کا حال پوچھا تو کہا کہ صحیح ہے اہ اور جس حدیث میں ہے کہ میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے معلوم کر لیا اسکے اخیر صاحب مشکوۃ کہتا ہے کہ اسکو دارمی اور ترمذی نے تین اصحاب سے روایت کیا ہے اہ پھر مکذبین کا یہہ قول کہ مجموعہ عالم کی تجلی نظر اجمالی سے ہے نہ تفصیلی سے اور یہہ ایک آن میں انکشاف ہونا احاطہ علمی اور ثبوت علم غیب کو مستلزم نہیں اہ بالکل جھوٹ ہے اول اسلیئے کہ الفاظ حدیث ہی اسکو سخت رد کر رہے ہیں چنانچہ ہر شے کے ظہور کے بعد انکا پہچاننا یعنی علم واقع ہوا ہے۔ اور ایسا ہی بقیہ حدیث کا جسمیں سوال مباحثہ ملا الاعلی کا اور جواب آپکا کہ وہ کفارات اور درجات میں گفتگو کر رہے ہیں

حق التفصیل وجملۃ فعلمت ما فی السموات والارض
تنادی باعلی نداء بحصول العلم بجمیع ما فی السموات
والارض وکذا السوال والجواب الشافی من اختصام
الملا الاعلی ناطق علی حصول العلم التفصیلی بما فی الارض
والسماء کما لا یخفی علی اولی النہی واما ثانیا قال
الشیخ المحدث الدھلوی فی ترجمۃ المشکوۃ فوجدت
بردھا بین ثدیی پس یافتم من سردی دست مولی تعالی
را درمیان دو پستان خود کنایت ست از وصول اثر
فیض بقلب شریف وحصول برد الیقین وچوں حصول
ایں اثر موجب حصول علوم واتساع فیض آں بود فرمود
فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا
وہرچہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی
وکلی واحاطۂ آں وتلاوہ وخواند آنحضرت مناسب ایں
حال وبقصد استشہاد بر امکان آں ایں آیت را
کہ وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ وتا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان
بوجود ذات وصفات وتوحید واہل تحقیق گفتہ اند کہ
تفاوت ست درمیان ایں دو رؤیت زیرا کہ خلیل علی نبینا
وعلیہ السلام ملک آسمان وزمین را دید وحبیب ہرچہ در
زمین وآسمان بود از ذات وصفات وظواہر وبواطن ہمہ را
دید وخلیل حاصل شد مر او را یقین بوجود ذاتی ووحدت حق
بعد از دیدن ملکوت آسمان وزمین چنانچہ حال اہل استدلال
وارباب سلوک ومحبان وطالبان می باشد وحبیب
صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھو [illegible] کا جواب اور مقصود حبیب

پھر ان کی تفصیل جمیل کرنی اور فقرہ کہ مینے جو کچھ آسمانوں
اور زمینوں میں تھا معلوم کرلیا بہت اونچا آواز سے بتا رہا ہے
کہ آپکو سب آسمانوں اور زمین کی چیزوں پر احاطہ علمی حاصل ہے
اور ایسا ہی بحث ملا الاعلی میں شافی جواب دینا صاف فرما رہا
ہے کہ آپ کو سب آسمان وزمین کی چیزوں پر علم تفصیلی حاصل
ہے جیسا کہ دانشمند پر مخفی نہیں ہے۔ دوم شیخ محدث دہلوی
ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں فوجدت بردھا بین ثدیی پس مینے مولی
پاک کے ید مبارک کی سردی اپنے دونوں پستانوں میں پائی
مراد فیض کا اثر دل شریف میں پہونچنا ہے جب اس اثر
کا حاصل ہونا موجب حصول علم اور وسعت فیض کا تھا تو آپنے
فرمایا پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا جان لیا مراد یہ ہے تمام
تھوڑے بہت علموں کا حاصل ہونے اور اسپر احاطہ کرنیکی اور آپنے
مناسب اس حال کے اور بقصد شہادت اسکے کہ یہہ امر
ممکن ہے یہہ آیت تلاوت فرمائی یعنی اور ایسا ہی ہم دکھلاتے
ہیں ابراہیم کو بادشاہت آسمانوں اور زمینوں کی اور
تاکہ یقین کرنیوالوں سے ہو وجود ذات وصفات وتوحید
پر اور محققین نے فرمایا ہے کہ ان دونو دیکھنے
میں فرق ہے اسلئے کہ حضرت خلیل علی نبینا [illegible]
نے ملک آسمان وزمین دیکھا اور حبیب خدا [illegible]
وسلم نے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں تھا ذوات اور
صفات اور ظواہر وبواطن سب کچھ دیکھا اور حضرت
خلیل کو ذات اور وحدت حق ملکوت آسمان وزمین کے
دیکھنے سے بعد یقین حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال وارباب سلوک

حاصل شد مر او را یقین ووصول الی اللہ اول پس از آں
دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان و
مطلوبان ست انتہی بلفظہ وعن المرقات فعلمت
ما فی السموات والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالی مما
فیہما من الملائکۃ والاشجار وغیرہا وھو عبارۃ عن
سعۃ ما اعلمہ اللہ تعالی الذی فتح اللہ علیہ وقال ابن
حجر ای جمیع الکائنات اللتی فی السموات بل وما
فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی
بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارض السبع بل
وما تحتہا کما افادہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہا انتہی
ویمکن ان یراد بالسموات الجہۃ العلیا و
بالارض الجہۃ السفلی فیشمل الجمیع انتہی بقدر الحاجۃ
والباقی سیجیٔ نقلہ عنقریب ولا نعتقد بان روحہ صلی اللہ
علیہ وسلم یاتی فی جمیع مجالس المولود بل نقول ان و
الشریف ان جاء فی مجلس انعقد بکمال الاخلاص
والمحبۃ لا محذور فیہ کما صرح بہ الجلال السیوطی
فی بعض رسائلہ فمن عد ھذا شرکا فقد تقول فی الدین
واتبع غیر سبیل المؤمنین واللہ ھو الھادی قال فی
الجواب التفصیلی ثم العجب فی ان القاری لما اخرج
علم القیامۃ عن علمہ علیہ السلام فتکلم علیہ التسوری
وبئس ھذا الکلام علی توجیہ القاری وتحقیقہ الذی
ھو موافق بالکتاب والسنۃ فان تاملنا فہذا الطعن

کو یقین اور وصول الی اللہ پہلے حاصل ہوا پیچھے اس سے جہان
اور اسکے حقائق کو جان لیا چنانچہ مجذوبوں اور مطلوبوں کا
حال ہے اہ مترجما اور مرقات سے اوپر منقول ہوا تھا اتنی عبارت
مشکوۃ میں یعنی اللہ تعالی نے آپ کو آسمانوں کے فرشتوں اور زمین
کے درختوں وغیرہا کا علم دیا ہے مراد اس سے وسعت علم کی ہے
جو اللہ تعالی نے آپ پر ظاہر کیا ہے اور ابن حجر نے کہا ہے
کہ اللہ تعالی نے آپ کو سب مخلوقات الہی کا جو آسمانوں میں ہیں
اور انکے اوپر بھی علم دیا ہے جیسا کہ قصہ معراج سے ثابت ہے اور
ساتوں زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے اور انکے نیچے بھی سبکا
علم بخشا ہے چنانچہ حدیث بیل ومچھلی جنپر زمینیں سب ہیں
اسکی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ آسمانوں سے مراد اوپر کی
جہت ہو اور زمینوں سے نیچے کی طرف پس ساری مخلوقات
کو شامل ہوگئی بقدر ضرورت عبارت مرقات کا ترجمہ ہے
اور باقی بھی عنقریب مذکور ہوگی اور ہم اسکے معتقد نہیں
کہ تمام مولود کی مجلسوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا روح پر فتوح تشریف لاتا ہے بلکہ ہم اسکے قائل ہیں کہ جو
مجلس کمال اخلاص ومحبت سے منعقد ہوا اسمیں اگر آپکا روح
مبارک شامل ہوجاوے تو کوئی ممانعت نہیں ہے جیسا کہ امام
سیوطی علیہ الرحمۃ نے بعضے رسالوں میں اسپر تصریح کی ہے جو
اسکو شرک کہتا ہے وہ دین میں اپنی طرف سے بناوٹ بناتا ہے
اور مسلمانوں کی راہ سے الگ جاتا ہے اور خدا ہی سیدھا
راہ دکہاتا ہے جواب تفصیلی میں ہے بڑی طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ علی قاری
نے جو حضرت کے علم سے علم قیامت خارج کیا تو اسمیں بھی قصور [illegible]

کلام رکیک ہیں جو جو مصنف صاحب علی قاری کی اس توجیہ وتحقیق میں جو موافق کتاب وسنت کے ہے کلام رکیک ہیں

[illegible]

[illegible]

فاولتُ هذا القول بان المراد منه انه صلى الله عليه وسلم نهى عن بيان علم الساعة فعلم الساعة مما اختص الله تعالى به وقد القى فى قلبى من دليله ان الله تعالى بعد ذكر عدم درايته عليه السلام بقرب الساعة او بعده قال عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضى من رسول الاية فالمراد بالغيب انما هو الغيب المطلق المخصوص به تعالى الذى منه علم الساعة فلما استثنى رسوله المرتضى واثبت اظهاره على الغيب المخصوص فتحقق منه انه صلى الله عليه وسلم اعطى علم الساعة ايضا فى صفحة (٦٨١) لصحيح البخاري المطبوع فى المطبع الاحمدي الواقع فى الدهلى ولا يعلم متى تقوم الساعة الا الله وتحته من حاشية القسطلاني الا من ارتضى من رسول فانه يطلع على ما يشاء من غيبه والولي التابع له ياخذ عنه انتهى من عينه وقدم النقل من مدارج المحدث الدهلوي انه عليه السلام اعطى نوعاً من العلم وامر باخفائه وقد قلت سابقا فى قول ام المؤمنين الصديقة رضي الله عنها ان هذا الخمس لا يعلمها الا الله بان المراد نفي العلم الاستقلالي لانه لا شك فى انه لا يعلم احدٌ هذا الخمس ولا شيئا من الغيوب بنفسه والا فالاطلاع على الغيوب للانبياء ثم للاولياء بتعليم الله تعالى ثابت بالقرآن والحديث والاجماع فعلى هذا التقدير قول المكذبين بان هذا الفقير يطعن على الله تعالى و

تو اسکی فقیر نے یوں تاویل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے بیان کرنے سے منع کیے گئے تھے تو یہ علم حقتعالے سے مخصوص ہو گیا اور اسکی دلیل فقیر کو دل میں یہ القا ہوئی کہ سورہ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرب بعد قیامت کی معلوم نہونیکو بعد فرمایا کہ جاننے والا غیب وہ ان پس اپنی غیب خاص پر کسیکو غالب نہیں کرتا مگر رسول پسندیدہ کو تو مراد غیب سے غیب مطلق مخصوص باریتعالے ہے جسمیں علم قیامت بھی درج ہے پس جب رسول پسندیدہ مستثنے ہوئے اور غیب مخصوص پر انکا غلبہ منصوص قرآن ہو گیا تو اس سے متحقق ہوا کہ آپ کو علم قیامت بھی دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری مطبوعہ احمدی کے صفحہ (۶۸۱) میں ہے کہ قیامت کا وقت سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اسکے نیچے شرح قسطلانی سے لکھا ہے۔ مگر رسول پسندیدہ پر وہ مطلع ہوتا ہے غیب پر جسقدر خدا چاہتا ہے اور ولی تابع رسول رسول سے لیتا ہے اہ مترجما اور محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ سے اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ کو ایک قسم کا علم دیا گیا ہے اور اسکے چھپانے پر آپ مامور تھے اور اوپر حضرت امیر المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول میں لکھا گیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کو جو کوئی سوا خدا کے نہیں جانتا تو مراد اس سے علم استقلالی کی نفی ہے۔ اسلیئے کہ بیشک ان پانچ چیز اور دوسری غیب کی باتوں کو خود بخود کوئی نہیں جانتا ہے نہ بتعلیم الٰہی نبیوں اور ولیوں کو غیب

[illegible]

ورسوله والصحابة والمفسرين والفقهاء والمحدثين عليه السلام ۱۲ انما هو افتراء مبين عند المنصفين ثم لما تشرفت بزيارة بيت الله العتيق فى شعبان سنة ۱۳۰۷ سبع وثلثمائة بعد الالف وطالعت نبذا من تاويلات الامام ابى منصور الماتريدي رحمه الله تعالى وجدت فيه تحت اية مفاتيح الغيب الخمس ورسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم ذلك الا فى حق الساعة فانه لا يطلع عليها احد الا ان يقال بان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يؤذن له بالتكلم ولا القول فى شئ الا من جهة الوحي من السماء انتهى من عينه كما نقل على الصدر مع ابتداء كلامه قال فى كشف الظنون تاويلات اهل السنة للامام ابى منصور محمد بن محمد الماتريدي الحنفي المتوفى سنة ۳۳۳ ثلث وثلثين وثلثمائة قال الشيخ عبد القادر فى الجواهر المضية وهو كتاب لا يوازيه فيه كتاب بل لا يدانيه شئ من تصانيف من سبقه فى ذلك الفن انتهى اه وفى شرح المقاصد ابو منصور الماتريدي تلميذ ابى بكر الجرجاني صاحب ابى سليمان الجرجاني تلميذ محمد بن الحسن الشيباني رحمهم الله تعالى انتهى ثم رايت رسالة انموذج اللبيب فى خصائص الحبيب للامام العلامة خاتمة الحفاظ والمجتهدين عبد الرحمن ابى الفضل جلال الدين السيوطى رحمه الله تعالى فى دار الكتب السلطانية فوجدت فى الفصل الاول من الباب الاول منها هذه العبارة

اور مفسرین و فقہاء و محدثین پر طعن کرتا ہے۔ بانصاف کے رو سے صرف افترا ہی ہے۔ پھر جب فقیر شعبان سنہ ۱۳۰۷ میں مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوا اور بادشاہی کتب خانہ سے امام ابو منصور ماتریدی کی تاویلات کو مطالعہ کیا تو آیت مفاتیح الغیب کے نیچے لکھا پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو جانتے ہیں مگر علم قیامت کا کہ اسپر کوئی مطلع نہیں ہے مگر یوں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمیں بیان کرنیکا اذن نہ تھا اور نہ کوئی بات بیان کرتے تھے مگر وحی سے یہ منقول ہے عبارت تاویلات کا جو مع کلام ابتدا کے اوپر منقول ہو چکی ہے اور کشف الظنون میں ہے کہ تاویلات اہل السنہ امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی حنفی جنکی وفات سنہ ۳۳۳ میں ہوئی شیخ عبد القادر جواہر مضیہ میں کہتے ہیں کہ یہ کتاب ایسی ہے جسکے برابر بلکہ اسکے قریب پہلے مصنفات اس فن میں سے نہیں ہے انتہی اہ اور شرح مقاصد میں درج ہے کہ ابو منصور ماتریدی شاگرد ابو نصر عیاض کا وہ شاگرد ابو بکر جرجانی دوست ابی سلیمان جرجانی کا وہ شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے اللہ تعالی ان سب پر رحمت کرے پھر فقیر نے اسی شاہی کتب خانے میں امام المحدثین خاتمۃ المجتہدین عبد الرحمن ابو الفضل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا رسالہ انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب دیکھا اور اسکی پہلی فصل باب اول میں یہ

واوتی صلی اللہ علیہ وسلم علم کل شیء الا الخمس التی فی
آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وقیل انہ اوتیہا ایضا و
امر بکتمہا والخلاف جار فی الروح ایضا وبین لہ فی امر
الدجال ما لم یبین لاحد ووعد بالمغفرۃ وھو یمشی حیا صحیحا
قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ما امن اللہ احدا من خلقہ
الا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قال لیغفر لک اللہ ما تقدم
من ذنبک وما تاخر وقال للملٰئکۃ ومن یقل
منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم وقال
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واللہ ما تدری
نفس ماذا مفعول بہا لیس ھذا الرجل الذی
قد بین لنا ان اللہ قد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تاخر صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الحاکم ورفع
ذکرہ فلا یذکر اللہ جل جلالہ فی اذان ولا خطبۃ
ولا تشہد الا ذکر معہ وعرضت علیہ امتہ باسرہم
حتی راٰھم وعرض علیہ ما ھو کائن فی امتہ
حتی تقوم الساعۃ قال الاسفرائینی وعرض علیہ الخلق
کلہم من لدن آدم فمن بعدہ وعلم کما علم آدم اسماء
کل شیء وھو سید آدم واکرم الخلق علی اللہ فھو افضل
من سائر المرسلین وجمیع الملائکۃ المقربین وکان
افرس العٰلمین عد ھذہ ابن سراقۃ انتہی من عینہا
کتب فی آخرھا الفانفلت (٩٩٨) من نسخۃ الذی
التی نقلہا من خط المؤلف وھو تلمیذہ رحمہما اللہ
الخصائص فیہا الف ومائۃ واثنا عشر وقال صاحب

یہ مسئلہ پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کا علم دئے گئے ہیں
مگر پانچ چیز جو آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہیں اور بعضوں
نے کہا ہے کہ انکو ان پانچ چیز کا علم بھی دیا گیا ہے اور اسکے چھپانے پر
مامور تھے اور ایسا ہی روح میں اختلاف ہے اور آپکو وہ احوال دجال
میں ایسا بیان کیا گیا ہے جو کسیکو انکے سوا بیان نہیں کیا گیا اور آپکی حیات
مبارک میں وعدہ بخشش کا ہو چکا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
کہتے ہیں اللہ تعالی نے کسیکو اپنی مخلوقات سے نڈر نہیں کیا ہے مگر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انکو بذریعہ تحقیق فرمایا کہ آپکا اللہ تعالی نے
سب کچھ بخشدیا اور فرشتوں کو فرمایا او جو کہیگا انسے کہ میں
خدا ہوں اللہ کو سوا پس وہ شخص ہم بدلہ دینگے دوزخ۔ عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا کوئی نہیں جانتا کہ اس سے کیا ہوگا
مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکا حال ہمکو بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ اللہ
تعالی نے انکی اگلی پچھلی لغزشیں بخشدیں ہیں۔ الحدیث کو حاکم
نے اخراج کیا ہے اور آپکا ذکر خیر اونچا کیا ہے پس حق تعالی کا ذکر
اذان و خطبہ و تشہد میں جو آتا ہے تو آپ بھی ہاں مذکور ہوتے
ہیں اور آپ پر آپ کی ساری امت عرض کیگئی تا کہ آپنے انکو دیکھ
لیا اور قیامت تک آپکی امت میں جو ہونا تھا وہ بھی آپ پر
ظاہر کیا گیا۔ اسفرائینی نے کہا اور آپ پر ساری مخلوقات ظاہر کیگئی
حضرت آدم کے وقت سے پیچھے تک اور آپ کو علم دیا گیا جیسا کہ حضرت
آدم کو ہر چیز کے ناموں کا علم دیا گیا تھا حالانکہ آپ حضرت آدم
کے سردار اور ساری مخلوقات سے خدا کے نزدیک بہت بزرگ ہیں پس
آپ رسولوں اور مقرب فرشتوں سے افضل ہیں اور تمام جہان سے
[illegible]

[illegible]

کشف الظنون (الخصائص النبویۃ) للشیخ جلال
الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنۃ ٩١١
احدی عشر وتسعمائۃ وھو مجلد اولہ الحمد للہ
الذی اطلع فی سماء النبوۃ الخ ذکر فیہ انہ تتبع ھذہ
الخصائص عشرین سنۃ الی ان زادت علی الالف
ثم اختصرہ وسماہ انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب
روی انہ اخذہ بعض معاصریہ واسندہ الی نفسہ
فکتب السیوطی فیہ مقامۃ تسمی الفارق بین المصنف
والسارق واختصرہ ایضا الشیخ عبد الوھاب بن
احمد الشعرانی المتوفی سنۃ ٩٧٣ اثنین وسبعین وتسعمائۃ
وعلی الانموذج المذکور شرحان کبیر وصغیر لعبد الرؤف
المنادی الماد ذکرہ انتہی من عینہ صفحۃ (٣٥٥) فقول
ھذا الفقیر کان اللہ لہ مستند بالآیۃ الشریفۃ التی
فی سورۃ الجن واحادیث الصحیحین وغیرھما الکثیرۃ تدل
علی عموم علمہ السلام وبتصریح ھذین الامامین الذین
احدھما امام جمیع اھل السنۃ من الحنفیین فی العقائد
واستاذ الاساتذۃ فی الفقہ وثانیہما شیخ مشایخ القاری
علیہما رحمۃ الباری کما صرح بہ فی المرقات بمواضع
واما الآیات التی استند بہا صاحب البراھین مع
الحواریین من قولہ تعالی یسئلونک عن الساعۃ ایان
مرسٰہا وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا وما
ادرٰک ما الحاقۃ وما ادرٰک ما القارعۃ مع
قول الامام الرازی وابی السعود بان علم الساعۃ

اور صاحب کشف الظنون لکھتا ہے۔ خصائص نبویہ شیخ
جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی متوفی سنہ ٩١١ کی تالیف
ہے جسکے ابتدا میں یہ ہے کہ سب تعریف خدا کی لیے ہے جسنے آسمان
نبوت میں چڑھایا الخ مولف نے اسمیں ذکر کیا ہے کہ ان خصائص
کی بیس برس تک جستجو کی ایک ہزار زائد ہو گئے ہیں پھر اسکا
اختصار کرکے انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب نام رکھا
روایت ہے کہ انکی بعض ہمعصروں نے اس کتاب کو لیکر اپنی
طرف منسوب کر دیا تو امام سیوطی نے ایک رسالہ بنام فارق
بین المصنف و السارق لکھا پھر شیخ عبد الوہاب بن
احمد شعرانی نے جنکی وفات سنہ ٩٧٢ میں ہوئی ہے اس انموذج
کا اختصار کیا اور انموذج کی دو شرحیں ہیں بڑی
اور چھوٹی تصنیف عبد الرحمن مناوی کی جنکا اوپر ذکر
گذرا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت کشف الظنون کا صفحہ ٣٥٥
سے پس فقیر کا یہ قول آیت شریف سورہ جن اور صحیح حدیثوں
اور دوسری روایات کتب دینیہ کی دلیل سے ثابت ہے جو
آپکی عموم علم پر دال ہیں اور ان دونوں اماموں کی تصریح
سے پہلا انکا امام ہے جمیع اہلسنت حنفیوں کا علم عقائد اسلامیہ
میں اور علم فقہ میں استادوں کا استاذ ہے۔ دوسرا وہ ہے
جسکو علامہ قاری مرقات وغیرہ میں بڑا شیخ المشائخ وغیرہ
القاب سے تصریح کر رہے ہیں رہی وہ آیات مستند مکذبین کی
جنکا ابتدا یسئلونک عن الساعۃ اور وما یدریک لعل الساعۃ
اور وما ادرٰک ما الحاقۃ اور وما ادرٰک ما القارعۃ ہے اور
امام رازی اور مفتی ابو السعود کا قول کہ قیامت کا علم

[illegible]

ما اوتی احد فجوابها ان تلك الآيات نزلت فی
مكة المعظمة قبل نزول سورة الجن ونزول سورة
الجن انما هو فی اخر السنة الحادية عشرة من النبوة
كما فی التفسير العزيزي وغيره ولهذا قال فی حاشية
الجمل علی الجلالين ويحتمل ان يكون قال ذلك قبل
ان يطلعه الله عزوجل علی علم الغيب فلما اطلعه الله
اخبر به كما قال فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی
مِنْ رَّسُوْلٍ انتهی كما مر نقله علی الصدر مع بقية
العبارة وهكذا فی تفسير روح البيان وغيره تنبيه
وان سلمنا ان علم الساعة مما استاثره الله تعالی ولم
يؤت احد كما هو ظاهر من كلام جمع من المفسرين
فلا يضرنا لان خروج البعض من الكل لاينافی الكلية
والاكثر له حكم الكل فعلی هذا التقدير وسعة علمه عليه
السلام وكثرت معلوماته صلی الله عليه وسلم بنسبة
معلومات الشيطان الرجيم ثابتة البتة فتم المقصود
بعون الودود وقال فی الجواب التفصيلی وما قال
القصوری بان اكابر اهل السنة سلموا انه صلی الله
عليه وسلم عالم ما كان وما يكون فان اراد انه
عليه السلام عالم الغيب والشهادة بجميع الجزئيات
والكليات كما يثبت من تحريراته المختلفة فهو غلط
بالكلية وكذب وما سلم من اكابر اهل السنة لحد
يكون احد عالم ما كان وما يكون نعم ذهبت
الشيعة الی انه عليه السلام والائمة عالمی ما كان وما يكون

كسيكو نهيں ديا گيا ہی تو انكا جواب يہ ہی كہ يہ تمام آيات مكہ
معظمہ ميں سورہ جن كے نزول سے پہلی كی اتری ہوئی ہيں
اور سورہ جن گيارہويں برس كے اخير اتری ہے جيساكہ
تفسير عزيزی ميں اسپر تصريح ہی اسيواسطے جلالين حاشيہ جمل
ميں لكھا ہی احتمال ہی كہ نفی علم غيب كی الله تعالیٰ نے آپكو
غيب پر مطلع كرنے سے پہلے كی ہو پس جب حقتعالیٰ نے
آپكو غيب پر مطلع كرديا تو آپنے اسكی خبر ديدی چنانچہ
قرآن مجيد ميں ہی پس خدا كسيكو اپنے غيب پر غالب نہيں كرتا
مگر رسول پسنديدہ كو الخ جيساكہ اوپر يہ عبارت مع بقيہ
عبارت كے ترجمہ كيگئی ہی۔ اور ايسا ہی تفسير روح البيان
وغيرہ ميں ہی اسكو ياد ركھكر سنئيے كہ اگر ہم تسليم كرليں كہ
قيامت كا علم حقتعالیٰ كے مخصوص علموں سے ہی كسيكو
ديا نہيں گيا۔ جيساكہ مفسرين كی ايك جماعت كی كلام
سے ظاہر ہی تاہم ہمارے مدعا كے برخلاف نہيں ہی كيونكہ
كل سے بعض كا نكلنا منافی كليت كا نہيں ہی اور اكثر
كو حكم كل ہوتا ہے پس اس صورت ميں بھی آنحضرت
صلی الله عليہ وسلم كی وسعت علم اور كثرت معلومات بہ نسبت
شيطان مردود كے ضرور ہی ثابت ہوگی بفضلہ تعالیٰ ہمارا
مدعا ثابت ہوگيا۔ جواب تفصيلی ميں ہی اور يہ جو قصوری صاحب
لكھتے ہيں كہ اكابر اہل سنت نے آپكو عالم ما كان وما يكون مان ليا ہی۔
اس سے اگر يہ مراد ہی كہ آپ عالم الغيب والشہادت بجميع الجزئيات و
الكليات ہيں جيسا قصوری صاحب كی تحريرات مختلفہ سے ثابت
ہوتا ہی تو سراسر غلط وكذب ہی اكابر اہلسنت نے كسيكو عالم ما كان

وان اراد انه عليه السلام اعطی علم الاحوال الماضية
والمستقبلة من قسم المبدء والمعاد والقصص
والاحكام والحروب والفتن وغيرها فهذا مسلم
لاينكره احد وهذا لايستلزم الاحاطة العلمية و
لاكونه عالم الغيب فعلم ان دعوی القصوری محض خيال
كما اثبت مدعائه من روضة الاحباب و مدارج
النبوة ومعارج النبوة والشفاء وغيرها والحال
ان حوالة هذه الكتب لاثبات العقائد غير كافية
وعلی ثبوت كمال حضرة القصوری حجة كافية وشافية
بالجملة هذا الاعتراض علی عبارة البراهين نشاء من
محض التعصب والنفسانية لان صغری وكبری
الدليل كليهما غلط صغری الدليل ان ملك الموت
وابليس اعلم فغلط المعترض فيه بفهم الاعلمية مطلقا
وليس هذا مدعاء مولف البراهين اصلا بل مدعائه
انه يمكن علم معلومات الكونية لملك الموت وابليس
لكونه وظيفتهما وليس هذا العلم لرسول الله صلی الله
عليه وسلم وان كان علمه المتعلق بالمبدء والمعاد والتشريعات
وغيرها افضل منه واكمل وكبری الدليل كل اعلم افضل
فهذه كلية الكبری غير مسلمة وغلط لان الاعلمية بعلم
دون علم او بالعلم الذليل والخسيس لايستلزم الافضلية
فما اثبت فی البراهين زيادة علم الشيطان علی
علمه ولا افضلية لكن القصوری بعناده تابع لخياله لكن
اثبات العلم المحيط لما كان وما يكون له عليه السلام

اس قسم كی روايات كرتے ہيں اور اگر يہ مراد ہی كہ حضرت
فخر عالم صلی الله عليہ وسلم كو احوال ماضيہ ومستقبلہ از قسم مبدء ومعاد وقصص
سابقين واحكام وحروب وفتن وغيرہ كا عطا كيا گيا تو يہ
مسلم ہے اسكا كسيكو انكار نہيں اور نہ يہ احاطہ علمی وعالم الغيب
ہونے پر مستلزم ہے پس معلوم ہوا كہ دعوی حضرت قصوری
صاحب كا محض خيالی ہی چنانچہ اپنے مدعا كے ثبوت
ميں روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ معارج النبوۃ شفا
وغيرہ كا حوالہ ديتے ہيں جو ثبوت عقائد كيواسطے سراسر
ناكافی ہيں۔ اور حضرت قصوری صاحب كی كمال علمی
كے ثبوت كيليے دليل كافی وشافی ہے بالجملہ يہ اعتراض براہين
كی عبارت پر محض تعصب ونفسانيت سے پيدا ہوا ہی كيونكہ
اس دليل كا صغری وكبری دونو غلط ہيں صغری دليل كا يہ
تہا كہ ملك الموت وابليس اعلم ہيں اسميں معترض سے يہ
غلطی ہوئی كہ اعلميت كو مطلق سمجھ ليا براہين كے مولف
كا يہ مدعا ہرگز نہتہا بلكہ مدعا مولف براہين كا يہ ہی كہ ممكن ہے
كہ معلومات كونيہ كا علم حضرت ملك الموت اور ابليس كو ہو جو
انكا وظيفہ ہی اور رسول الله صلی الله عليہ وسلم كو نہو اگرچہ
حضرت كا علم جو متعلق مبدء ومعاد احوال عالم وتشريعات
وغيرہ كے ہو وہ بدرجہا اس سے افضل واكمل ہوگا پھر كبری
اسكا كہ ہر اعلم افضل ہے كليت كبری غلط اور غير مسلم ہی
كيونكہ اعلميت بعلم دون علم يا بعلم ذليل وخسيس ہرگز مستلزم
افضليت كو نہيں پس براہين قاطعہ ميں شيطان كے علم كو حضرت
كے علم سے زيادتی ثابت كی ہی نہ فضيلت يہ محض قصوری صاحب كا خيال ہی

غلط ومخالف لجمهور محققی اهل السنة ولا یعتقد
به متدین ذو علم سوی القصوری واهل مشربه ثم الجواب
الرابع یقول الفقیر القصوری کان الله له قد صرحت
مکررًا بان علمه صلی الله علیه وسلم زائد من المخلوقات
وناقص بل انقص من علم خالق البریات والاحاطة العلمیة
له علیه السلام لیست کالاحاطة العلمیة لله تعالی
واعتقاد علمه صلی الله علیه وسلم بما کان وما یکون قد
استنبط اهل العرفان من القران والاحادیث الصحیحة
لحبیب الرحمن ثم عدم اکتفاء حوالة روضة الاحباب
والشفاء فی حقوق المصطفی وغیرهما لاثبات عمومه
علمه ووفور معلوماته علیه السلام واکتفاء الروایة الشاذة
من شرح المواقف والاستنباط الزعمی لاثبات عقیدة
امکان کذب الباری سبحانه واثبات المساواة
فی البشریة لسید المرسلین لجمیع الادمیین من الکلام
المحمول علی التواضع وتسلیم الاحاطة العلمیة للشیطان
من الروایات التی لا دلالة لها علیها اصلا والتصریح
بان ذلک ثابت بالنص وسعة علمه علیه السلام
غیر ثابتة بالنص لا یقول به احد من المسلمین سوی
الوهابیین وقد سبق ان صاحب تقویة الایمان
اطلق لفظ الجاهل علی الانبیاء وسلم ذلک واصوبه
صاحب البراهین مع الحواریین وایضا مر انه صرح
فی البراهین بقلة علمه علیه السلام من الشیطان اللعین
وقال ههنا ان الشیطان فی علم معلومات الکونیة

صاحب براہین کے نزدیک [illegible] معلومات کونیہ کا علم ابلیس

سراسر غلط ہے اور مخالف جمہور محققین اہلسنت ہے اسپر معتقد
ہونا سوائے مولوی قصوری صاحب اور آپکے ہم مشربوں
کے کسی دیندار ذیعلم کا کام نہیں فقط انتہی بلفظہ چوتہا جواب
تفصیلی تمام ہوا فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ بارہا
تصریح ہوچکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مخلوقات
سے زائد ہے اور حقتعالے سے بہت کم ہے اور آپکا احاطہ علمی باریتعالے
کے احاطہ علمی کیطرح نہیں ہے۔ اور آپ کے لئیے ما کان وما یکون
کے علم کا اعتقاد علماء ربانیین نے قرآن وصحیح حدیثوں سے
استنباط کیا ہے پہر روضۃ الاحباب وشفا وغیرہما کا حوالہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم علم ووفور معلومات کے اثبات
کے لئیے غیر کافی ہونا اور شرح مواقف کی روایت شاذ اور
زعمی استنباط کا عقیدہ امکان کذب باریتعالے کیلئیے
اور کلام محمول بتواضع کا عقیدہ اثبات مساوات جمیع
بنی آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اور احاطہ علمی
شیطان کیلئیے ایسی روایات جنمیں اسپر دلالت ہی
نہیں ہے کافی ہونا اور اسکو نص سے ثابت کہنا اور آپکی
وسعت علم غیر ثابت نص سے بیان کرنا سوا وہابیوں کے
کسی مسلمان کا قول نہیں ہے اور اوپر گذر چکا ہے کہ تقویۃ
الایمان میں جاہل کا لفظ انبیاء پر اطلاق کیا ہے اور صاحب
براہین اور اسکے حواریین نے جواب تفصیلی میں اسکو پسند
کرکے مان لیا ہے۔ اور نیز براہین میں آپکے
علم کو شیطان لعین کے علم سے کم لکہا ہے
جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے اھ اب جواب تفصیلی اس تحریر اخیر میں

اعلم من سید المرسلین لانه وظیفته ولیس بوظیفة رسول الله
صلی الله علیه وسلم فهذا صریح نقص بوفور علمه وغض من مرتبته صلی الله علیه وسلم
وسلم اجمعین انقل ههنا کلام الشفاء وشرحه للقاری
علیهما رحمة الباری فصل قال القاضی تقدم الکلام
فی قتل القاصد لسبه ای المتعمد فی شتمه والازراء به
وفی نسخة والازدراء وهو بمعنی الاحتقار وغمصه بمعجمة
ومهملة بینهما میم ساکنة ای عیبه ما هو وجه کان من
ممکن وجوده او محال بضم المیم ای ممتنع شهوده فهذا
وجه بین ای ظاهر مکشوف لا اشکال فیه ولا توقف
فی قتل مستعاطیه الوجه الثانی لاحق به ای ملحق بالوجه
الاول فی البیان والجلاء ای فی الظهور وعدم الخفاء
وهو ان یکون القائل لما قال من الکلام فی جهته علیه الصلوٰة
والسلام غیر قاصد للسب ای للشتم علی وجه الجفاء
والازراء وفی نسخة الازدراء ای الاستحقار بالاستخفاف
والاستهزاء ولا معتقد له ای لمضمون کلامه ولکنه
تکلم فی جهته علیه الصلوٰة بکلمة الکفر ای من الفاظه
کما بینه لقوله من لعنه او سبه او تکذیبه او اضافة
ما لا یجوز علیه ای نسبته الیه او نفی ما یجب ای
ثبوته له مما هو فی حقه علیه الصلوٰة والسلام نقیصة
ای منقصة ومذمة مثل ان ینسب الیه اتیان کبیرة
ای صدورها من قولا او فعلا ومداهنة فی تبلیغ
الرسالة کما نفاه الله تعالی بقوله فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ
بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا

کا وظیفہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ نہیں تو
یہہ صریح آپکے وفور علم میں نقصان اور آپکے رتبہ عالی کا
پست کرنا اور شیطان کو علم کا رجحان ہے یہاں پر شفا فی حقوق
المصطفی اور اسکی شرح علامہ قاری کی عبارت نقل کرتا
ہوں فصل قاضی نے کہا کہ اوپر کلام ہوچکی ہے۔ اسمیں کہ
جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدًا برا کہے اور تحقیر کرے
اور عیب لگائے کسی وجہ سے یعنی ممکن الوجود ہو یا ممتنع الشہود
تو وہ واجب القتل ہے اور یہہ امر ظاہر ہے اسمیں کچھ بھی شبہ
اور توقف نہیں کہ ایسا کرنیوالا قتل کیا جائے اب اس وجہ
پہلی کے ساتھہ ایک دوسری وجہ بھی ملحق ہے۔ جو وہ
بھی ظاہر ہے۔ اور مخفی نہیں اور وہ یہہ ہے کہ کسی نے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کچھہ کہا درحالیکہ اسکا
قصد بدگوئی وتحقیر وسبکی ومسخرہ پن کا نہ تہا اور نہ وہ اس کلام
کے مضمون کا معتقد ہے ولیکن اسنے آپکی نسبت ایسا لفظ بولا
جس سے کافر ہوجاتا ہے۔ آپکے لعن کرنیسے اور برا کہنے سے
یا جہٹلانے سے یا آپکی طرف ایسی چیز کی نسبت کرنے جو آپکو
ناروا ہو یا جس چیز کا آپکے لیئے ثبوت واجب ہے اسکی نفی
کرنی جیسے آپکی شان والا کو بٹہ لگے اور آپ کی مذمت ہو
جیسے کہ کبیرہ گناہ کے صدور کو قول ہو یا فعل آپکیطرف
منسوب کرنا یا احکام رسالت کے پہونچانیمیں آپکی مداہنت کا
قائل ہونا جسکو اللہ تعالے نے آیت فلعلک یعنی پس شاید
کہ تو چہوڑدینے والا ہے بعضے وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف
تیری اور تنگ ہوجاتا ہے سینہ تیرا اسواسطے کہ کہیں وہ

لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک او مساحمۃ
او مساھلۃ فی حکم بین الناس کما نفاھا عنہ فی
قولہ تعالی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ او یغض ای یخفض
وینقص من مرتبتہ العلیۃ او شرف نسبہ
الی ابائہ واجدادہ الجلیۃ من العیوب العرفیۃ
او وفور علمہ ای کثرتہ او زھدہ من غیر ضرورۃ او
یکذب بما اشتہر بہ من امور اخبر بھا علیہ الصلوۃ
والسلام وتواتر الخبر بھا عنہ عن قصد لرد خبرہ
اذ لو انکر خبرا متواترا کفر بخلاف ما اذا انکر
حدیثا احادا فان انکرہ فسق الا اذا کان علی وجہ
الاستخفاف والاستحقار او یاتی بسفہ من القول
ای بسفاھۃ فی عبارۃ او لقبیح من الکلام ولو باشارۃ
ونوع من السب وما فیہ من قلۃ الادب فی جہتہ
علیہ الصلوۃ والسلام وان ظھر بدلیل حالہ ای
حال قائلہ انہ لم یعمد ای لم یرد انہ علیہ الصلوۃ و
السلام فی مقالہ ولم یقصد سبہ لاعتقادہ کمالہ
لکن صدر عنہ مقالہ اما لجہالۃ بعوث حملتہ
علی ما قالہ او لضجر بفتحتین ای قلق من اثر غم نالہ او منکر
محرم او غیرہ او قلۃ مراقبتہ فی شانہ وضبط ای قلۃ
ضبط للسانہ وعجرفتہ ای مجازفتہ وقلۃ مبالاۃ فی
بیانہ وتھور فی کلامہ ای سرعۃ فی خلقہ وجرءۃ فی
نطقہ فحکم ھذا الوجہ الثانی حکم الوجہ الاول وھو القتل

کیوں نہ اوتارا گیا اوپر اسکی خزانہ یا کیوں نہ آیا ساتھ اسکے
فرشتہ) میں نفی فرمایا ہے یا لوگوں کو معاملات کی حکم میں
سستی کرنی جسکو باریتعالے نے آیت اِنَّآ اَنْزَلْنَآ یعنی تحقیق
ہمنے اتاری تیری طرف کتاب سچ کی ساتھ تاکہ تو لوگوں میں
حکم کرے موافق دکھلانے خدا کی) میں منفی کیا ہے یا آپکے عالی
مرتبہ یا شرف نسب آبا و اجداد میں جو تمام عرفی عیبوں سے
بری ہے عیب کرنا اور نقصان لگانا یا آپکے وفور علم و کثرت
معلومات اور زہد میں نقص لگانا یا جن
چیزوں کی خبر دینی آپ سے مشہور
اور متواتر ہوئی انکو جھٹلانا اس خبر کو رد کی ارادہ پر کیونکہ
اگر خبر متواتر کا انکار کرے تو کفر ہے بخلاف انکار حدیث احاد
کے کہ اسکا انکار گناہ ہے مگر اگر خبر احاد کا انکار بھی بوجہ
سبکی و تحقیر کے کرے تب کفر ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت سفاہت عبارت میں یا قبیح کلام سے خواہ اشارۃ
ہو اور کوئی قسم شتام کا اور وہ لفظ جسمیں تھوڑا ادب ہو
استعمال کرے۔ اگرچہ قائل کی حال کی دلیل سے ظاہر ہو کہ اسنے آپکی
مذمت کا اپنی کلام میں ارادہ نہیں کیا ہے۔ اور آپکی دشنام
اسکا مقصود نہیں کیونکہ وہ آپکے کمال کا معتقد ہے لیکن
یہ اسکی گفتگو یا تو بسبب قائل کی نادانی کے آپکے نعوت جمال
سے یا بسبب اضطراب اثر غم کے جو اسکو پہونچا ہے یا بسبب
کسی گناہ کے جو اسنے کیا ہے یا اسکی زبان کو آپ کی شان
میں محافظت اور ضبط نہیں کیا۔ یا اسکے بیان میں
بے دھڑک ہے یا اسکی کلام میں جلدی اور بولنے میں جرأت

ای قولا واحدا دون تلعثم ای توقف فی بابہ اذ لا
یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ اذ معرفۃ ذات اللہ
تعالی وصفاتہ وما یتعلق بانبیائہ فرض عین مجملا
فی مقام الاجمال ومفصلا فی مقام الاکمال ولا
بدعوی زلل اللسان فیہ بوجران الخطاء والنسیان
وما استکرہ علیہ الانسان عذر فی معرض البیان
ولا بشیء مما ذکرناہ مما یظن انہ یکون عذرا اذ کان
عقلہ فی فطرتہ ای خلقتہ وجبلتہ سلیما بان لا
یکون مجنونا ولا آخر فاسقیما اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ
بِالْاِيْمَانِ کما ھو مبین فی القرآن انتہی بقدر الحاجۃ
فعلم من ذلک حکم من اطلق لفظ الجاھل علی الانبیاء
ومن استحسنہ وقال بقلۃ علمہ علیہ السلام من
الشیطان واصر علیہ من المکذبین تکملۃ لمسئلۃ
وفور علمہ وکثرۃ معلوماتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الشفاء
وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین
وقال القاری فی شرحہ واستشکل بانہ صلی اللہ
علیہ وسلم وجد انصارا یلحقون النخل فقال لو ترکتموہ
فترکوہ فلم یخرج شیئا واخرج شیصا فقال انتم
اعلم بامر دنیاکم واجیب بانہ کان ظنا منہ لا وحیا
وقال الشیخ السید محمد السمہودی اراد انہ مخلی خرقۃ
العوائد فی ذلک الی باب التوکل وما ھنالک
فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا
وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر ھذہ المحنۃ انتہی

سوا اسکے کہ اس قائل کے بارہ میں توقف کیا جائے
اسلیے کہ کفر میں بسبب جہالت یعنی نادانی کے کوئی
معذور متصور نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ معرفت ذات
وصفات الہی اور وہ بات جو انبیاء علیہم السلام سے متعلق
ہے مجملا فرض عین ہے مقام اجمال میں اور مفصلا موقع اکمال
میں اور نہ کوئی معذور ہو سکتا ہے دعوے لغزش
زبان سے یا یہ عذر ہے بوجہہ کہ خطا و نسیان اور جسپر آدمی
اکراہ کیا جائے معرض بیان میں عذر ہے اور نہ کسی امر
چیز سے جو ہمنے ذکر کی ہیں کہ وہ عذر متصور ہو سکتی
ہیں جب وہ قائل اصل پیدائش میں سلیم ہو کہ دیوانہ اور سکر
عقل سقیم نہو مگر وہ معذور ہے جسپر اکراہ کیا جائے اور اسکا
دل ایمان میں اطمینان پر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا
گیا ہے۔ یہ بقدر حاجت عبارت شفا اور اسکی شرح کا
ترجمہ ہے۔ اب معلوم ہو گیا کہ انبیاء پر لفظ نادان کی بولنے والے
اور اسکو پسند کرنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم
کو شیطان کی علم سے کم کہنے والے کا شرعا کیا حکم ہے اور
اسپر اصرار کرنے والے اور مسئلہ وفور علم اور کثرت معلومات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ تکملہ ہے جو شفا میں لکھا ہے کہ اور حقتعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو تمام مصالح دین و دنیا پر اطلاع دینے سے مخصوص کیا ہے علامہ قاری اسکی
شرح میں لکھتے ہیں کہ اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اہل مدینہ کو خرما نر کی شگوفہ کو مادہ کی شگوفہ میں داخل کرتے ہوئے دیکھکر منع کیا
تو انہوں نے چھوڑ دیا تو پھل ندیا یا کم دیا تو اسپر آپنے فرمایا کہ تم اپنی دنیا کو خوب
دانا تر ہو اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ آپنے یہ گمان کیا تھا وحی نہتی اور شیخ

له یعنی معرفت ذات وصفات اور امر متعلق انبیاء میں ۱۲

وهو فی غایة من اللطافة انتهی وقال الشهاب الخفاجی
فی شرح الشفاء بعد نقل السید السنوسی وهو
فی غایة الحسن لمن تامله وقال الشیخ المحدث
الدهلوی فی ترجمة المشکوة انه علیه الصلوة
والسلام اعلم من الجمیع بجمیع امور الدنیا والدین
انتهی مترجمًا وقال العلامة العسقلانی فی
المواهب اذ لافرق بین موته وحیاته فی مشاهدته
لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم
وذلك عنده جلی لاخفاء به الخ انتهی وقال فی
تفسیر فتح العزیز وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
لانه یطلع بنور نبوته علی مرتبة کل متدین بدینه انه
بلغ ای مرتبة من دینه وما هی حقیقة ایمانه و
الحجاب الذی حجبه عن الترقی ما هو فانه صلی الله
علیه وسلم یعرف سیئاتکم ودرجات ایمانکم واعمالکم
من الخیر والشر واخلاصکم ونفاقکم ولهذا شهادته
فی حق الامة مقبولة وواجب العمل بها الخ انتهی
مترجمًا فعلم ان انکار اعتقاد علمه صلی الله علیه وسلم
بما کان ویکون لایقول به احد من المسلمین سوی
الوهابیین من المکذبین فقطع دابر القوم الذین ظلموا
والحمد لله رب العلمین فقد تم تحقق الاعتراض الرابع
وها انا اشرع فی ترجمة الاعتراض الخامس وهو هذا
قد نقل الخلیل فی صفحة ۱۴۱ من براهین القاطعة فتوی
المولوی رشید احمد الکنکوهی فی بیان حرمة قیام مجلس

اور یہہ نہایت ہی باریک بات ہو انتہے اور شہاب خفاجی شرح
شفا میں سید سنوسی کی نقل کے بعد لکہتے ہیں کہ غور کرنیوالوں
کو یہہ بات نہایت پسند آتی ہے انتہے اور شیخ محدث دہلوی
ترجمہ مشکوۃ میں لکہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی
تمام کاموں دانا تر ہیں اہ اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں
لکہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حیات میں
کچہہ فرق نہیں ہے کہ آپ اپنی امت کو دیکہتے ہیں اور انکی حالات
اور نیتوں اور ارادوں اور خطروں کو پہچانتے ہیں اور
یہہ بات آپ پر روشن ہے اسمیں کوئی پوشیدگی نہیں ہے الخ
انتہے اور تفسیر عزیزی میں ویکون الرسول علیکم شہیدا کے نیچے لکہا ہے
کہ رسول نور نبوت سے اپنے دین کے ہر دیندار کو مرتبہ پر
مطلع ہے کہ وہ کس رتبہ کو پہونچا ہے اور اسکے ایمان کی حقیقت
کیا ہے اور کس حجاب سے ترقی سے محجوب ہے ۔ پس رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتیوں کے گناہوں کو اور درجات
ایمان کو اور اعمال نیک و بد اور خلاص و منافقی سبکو پہچانتا ہے
اسلیے اسکی شہادت امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل
ہے الخ اہ مترجما ۔ اب معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے عالم ماکان ومایکون کے اعتقاد کے انکار پر سوا
وہابیوں کے کوئی مسلمان اصرار نہیں کر سکتا ہے ۔ پس ظالموں
(متبعان عبد الوہاب نجدی ۱۲)
کی جڑہ کاٹی گئی اور خدا و رب العلمین کے لیے سب تعریف
ہیں چوتہے اعتراض کا جواب الجواب پورا ہو کر اعتراض
ثابت نکلا اب پانچواں اعتراض شروع ہوتا ہے ۔ براہین قاطعہ
کے صفحہ ۱۴۱ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوی دربارہ حرام

[illegible]

وعبارته بقدر الحاجة تنقل ههنا وجه القیام عند ذکر
مولده علیه السلام اما لان روحه الطیب توجه
من عالم الارواح الی عالم الشهادة فهذا محض حماقة
لان القیام لهذا الوجه انما یکون وقت وقوع الولادة
الشریفة لا فی کل یوم فهذه اعادة الولادة فی کل یوم
اما مثل فعل الکفار الهنود الذین یفعلون مثال
ولادة الکهنیا معبودهم فی کل سنة او مثل صنع
الروافض الذین ینقلون واقعة شهادة اهل البیت
فی کل سنة نقل الولادة معاذ الله فهذه الحرکة
القبیحة حرام وفسق بل هؤلاء اصحاب المحافل المولید
اسوء حالا من الکفار والمبتدعة لانهم یفعلون ذلك
فی یوم مقرر واصحاب المولید یصنعون هذه الخرافات
الفرضیة متی شاؤا الخ وکتب فی آخر هذه الفتوی
والحاصل ان هذا القیام فی الصورة الاولی بدعة
ومنکر وفی الصورة الثانیة حرام وفسق وفی الثالثة
کفر وشرك وفی الرابع اتباع هوی کبیرة ثم کتب و
هذا مجلس میلاد زماننا بدعة ومنکر لایجوز شرعًا
فی صورة فقط کتبه راجی رحمة ربه رشید احمد
الکنکوهی عفی عنه وقد قال صاحب الانوار
الساطعة یعترضون بان فعل المولود فی کل سنة
یشبه ولادة کنهیا وایضا یعیه النصاری وجوابهم
ان هذا الفعل ان کان فی الهند فقط فیرد علیه ان
اهل الاسلام یشابهون بفعل کفار الهند [illegible]

جسکی عبارت بقدر حاجت نقل کرتا ہوں قولہ یا یہہ وجہہ ہو
کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت
میں تشریف لائی اسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہہ بہی محض
حماقت ہے کیونکہ اس وجہہ میں قیام کرنا وقت وقوع
ولادت شریفہ ہونا چاہیے ۔ اب ہر روز کونسی ولادت
مکرر ہوتی ہے ۔ پس یہہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل
ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں
یا مثل روافض کے نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے
معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹہیرا اور خود یہہ حرکت
قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہہ لوگ اس قوم
سے بڑہ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں
کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہہ خرافات فرضی بناتی
ہیں الخ اور اس فتوی کے اخیر میں تحریر ہے ۔ الحاصل یہہ قیام
صورت اولی میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں
حرام اور فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک ہے چوتھی
صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے ۔ پہر اخیر میں
لکہا ہے کہ خود یہہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر
ہے اور شرعا کوئی صورت جواز اسکی نہیں ہو سکتی فقط
کتبہ راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ صفحہ ۱۴۲-۱۴۱
جواب اسکا انوار ساطعہ میں یوں دیا گیا ۔ اعتراض کرتے ہیں
کہ یہہ لوگ ہر سال محفل مولود کرتے ہیں یہہ مشابہت ہے
گنہیا کے جنم کی اور نیز اسمیں تشبیہ ہے نصاریٰ کی
[illegible] کہ اگر یہہ فعل ہندوستان میں فقط ہوتا

[illegible]

ان مجلس المولود ابتدئ فی بلدة موصل من العراق
واهل تلك البلدة لا يعرفون باسم کنهیا ایضًا
فكيف يشابهون بولادته وان سلمنا ان اهل
اسلام الهند يشابهون بالهنود فاهل الروم و
الشام واهل الحرمین المحترمین الذین یصنعون
مجالس المواليد لا يشابهون بالكفار والاصل ان
اهل الاسلام اتبعوا فی هذا دستور العمل السلاطین
الروم والشام والممالك المغربية واندلس و
علماء العرب سلمهم الله الی یوم الدین فلیست
المشابهة بالهنود ولا بالنصارى انتهى فاجابه
الخليل فی (ص ۱۴۳) من البراهين بقوله اقول التشبه
فی جعل یوم الولادة عیدا وفی اظهار السرور مثل
العيد كما يصنع الكفار فهذا مشاهد ومحقق
لكن المؤلف ينكر المشابهة الممنوعة بالوجوه الثلث
احدها اهل العراق والعرب لا يعرفون کنهیا فكيف
يشابهون بتلك المعاملة فهذا من قلة فهمه لانه
تحقق سابقا ان التشبه المحرم ليس باختيار فعل
قوم خاص بعد رؤيته منهم كلا بل يعم ان يفعل فعلا
عرض التشبه او علم فيلزم ترك ذلك الفعل بعد العلم
او العروض فی شعار الكفار ان لم يكن ذلك الفعل
طبعيا وشرعيا كما جاء فی الحديث انه عليه السلام
كان لا يجلس على القبر ما لم يوضع الميت فی اللحد فقال حبر
اليهود انا نفعل هكذا فقال عليه السلام احلبـ [illegible]

یہ فعل عراق کے شہر موصل میں ایجاد ہوا جو کنہیا کے
نام تک سے واقف نہیں پھر اسکی جنم کی مشابہت کیونکر ہو گی
بھلا اگر ہندوستان کے مسلمان کنہیا کے جنم کی مشابہت
کرتے ہیں تو روم وشام وحرمین شریفین کے علما جو یہہ
عمل کرتے ہیں وہ کسکے جنم کی مشابہت کرتے ہیں نعوذ
باللہ منہا۔ پس اس عمل میں تابع ہیں دستور العمل سلاطین
روم وشام وممالک مغربیہ واندلس ومفتیان عرب
کے سلمہم اللہ الی یوم الدین پس جیسا کہ کنہیا کے جنم کی
مشابہت نہیں نصاری کے بڑے دن کی بھی مشابہت
نہیں الخ تو اسکا جواب مولوی خلیل احمد اپنے رسالہ
براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۴۳ میں یوں لکھتا ہے اول
تشبہ اس بات میں ہے کہ یوم ولادت کو عید بناویں اور
مثل عید کے معاملہ سرور وشادی کا کریں جیسا کہ قوم
کفار کرتے ہیں سو یہہ امر تو مشاہد ومحقق ہے مگر مؤلف (انوار ساطعہ)
مشابہت ممنوعہ ہونے سے انکار کرتا ہے تین وجہہ سے
ایک یہہ کہ کنہیا کو اہل عراق وعرب جانتے بھی نہیں
تو انہوں نے تشبہ کنہیا کا کس طرح کیا سو یہہ تقریر مؤلف
کی بالکل کم فہمی مؤلف کی ہے اسواسطے کہ پہلے محقق
ہو چکا ہے کہ تشبہ حرام فقط یہی نہیں کہ کسی قوم خاص کو
دیکھکر اس فعل کو اختیار کرے نہیں بلکہ عام ہے اس کو
اگر کسی امر کو کرتا ہے اور تشبہ عارض ہو جاوے تو
اب بعد علم کے اور عروض کے بھی ترک اسکا لازم ہو گا
طبعی وشرعی امر نہو اور وہ شعار بھی کفار کا ہو چنانچہ [illegible]

ومخالفوا اليهود وايضا التختم فی اليسار جائز بالحديث
ولما صار شعار الروافض عُدَّ مكروها والظاهر
ان القيام على القبر ما فعلوه برؤية اليهود وما تعلموا
التختم من الروافض الخ ثم قال والمانعون لا يمنعون
فرحة الولادة ولا ذكر الولادة بل يمنعون التشبه
الممنوع فی هذا الامر المستحسن والمؤلف لا
يفهم المطلب ويتعوذ الخ فاعترض الفقير القصوري
على ذلك بان تشبيه مجلس المولود النبي الكريم عليه
الصلوة والتسليم المستنبط جوازه من الادلة
الشرعية كما هي مبنية فی محلها بنقل ولادة معبود
الهنود وعيد النصارى المردود حكم قبيح لا يخفى
هذا القبح على المتامل من اهل الاسلام والتشبه ايضا
غير مقصود كما هو ظاهر فالكلام الضروري فی
هذا المقام ان كلية لزوم ترك الفعل بعد عروض
التشبه او علمه دعوى بلا دليل شرعي لان حديث
اليهود الذی استند به ضعيف ضعفه صاحب
المشكوة فی الفصل الثالث من باب المشي بالجنازة
بعد حوالته الى جامع الترمذي وسنن ابي داود و
ابن ماجه بقوله وقال الترمذي هذا حديث غريب
وبشر بن رافع الراوي ليس بالقوي انتهى فلما راينا اصل تلك الكتب وجدنا فی الثلثة
هذا الخبر برواية الراوي الضعيف كما هو بهذا الاسم فی الجامع الترمذي وسنن ابن ماجه
وكتب اليود ا ود ابو الاسباط الحارثي وهو كنية بشر بن رافع كما
صرح به فی تقريب التهذيب وكما حكم عليه الترمذي

اور یہود کی مخالفت کرو اور دست چپ میں خاتم پہننا
جائز بالحدیث تھا جب روافض کا شعار ہو گیا تو اب
مکروہ ہو گیا۔ حالانکہ نہ قیام یہود سے دیکھکر کیے تھے اور
نہ خاتم روافض سے دیکھکر سیکھی تھی۔ الخ پھر کہا اور واضح
ہو کہ مانعین نہ فرحت ولادت کو برا کہیں اور منع کریں (یعنی براہین والے)
اور نہ ذکر ولادت کو منع کریں بلکہ ایسے امر مستحسن میں تشبہ
کو جو نص سے ممنوع ہے منع کرتے ہیں مولف مطلب
تو سمجھا نہیں لعوذ پڑھتا ہے الخ اب فقیر کو اسپر یہہ اعتراض
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود شریف کی مجالس کو
جنکا جواز ادلہ شرعیہ سے مستنبط ہے۔ اور وہ سب اپنی محل
پر مبین ہیں کنہیا کے جنم کے سانگ اور نصاری کے بڑے دن کے
خوشی سے مشابہہ کرنا ایسا قبیح مضمون ہے جو غور کرنیوالے
مسلمانوں کو سخت ناگوار گذرتا ہے اور دراصل تشبہ بھی
مقصود نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اب اس مقام پر ضروری
گفتگو یہہ ہے کہ براہین والے کا یہہ کلیہ کہ اگر کسی امر
کو کرتا ہے اور تشبہ عارض یا معلوم ہو جاوے تو ترک
اسکا لازم ہو گا۔ دعوی بلا دلیل شرعی کے ہے اسلیے کہ
حدیث یہود جو اس مدعا پر سند لایا ہے وہ ضعیف ہے
مشکوۃ کی باب المشی بالجنازۃ کی تیسری فصل میں دوسری
نمبر پر ہے جو جامع ترمذی وسنن ابو داود وابن ماجہ سے نقل
کرکے پیچھے اسکے مؤلف مشکوۃ اس حدیث کا غریب ہونا ترمذی
سے حکایت کرتا ہے اور نیز یہہ کہ بشر بن رافع راوی قوی
نہیں پھر یہہ ترجمہ ہے عبارت مشکوۃ کا پھر جب اصل ان تینوں کتابوں کا [illegible]

[illegible]

بلیس بالقوی کذلک صرح صاحب التقریب بانہ ضعیف
الحدیث فی صفحۃ (۴۳) والفقیر کان اللّٰہ لہ یقول
ان شیخ بشر بن رافع عبد اللّٰہ بن سلیمان بن جنادۃ
ابن امیۃ کما وقع فی ہذہ الثلث من کتب الحدیث
وہو ایضًا ضعیف صرح بہ فی تقریب التہذیب
صفحۃ (۱۳۱) فضعف ضعف ہذا الحدیث
بالراویین الضعیفین والغرابۃ بقیۃ علیہ کما
یعرفہا اہل العلم وبعد ثبوت غایۃ ضعف الحدیث
اعلم ان صاحب البراہین طعن علی الامام السیوطی
علیہ الرحمۃ فی صفحۃ (۱۶۲) من البراہین بان
الحدیث الضعیف لا یکون موجبًا للعمل فالقیاس
علیہ لا یلیق للاعتماد انتہی فحکم صاحب البراہین
بحرمۃ مجلس المولود وبدعیتہ ولزوم ترکہ بالقیاس
علی ہذا الحدیث الضعیف بغایۃ الضعف لا
یصلح للاعتماد اصلاً وہذہ المعاملۃ یقال لہا
لغیرہ نصیحۃ ولنفسہ فضیحۃ واما مسئلۃ التختم
فہی ایضًا لیست فی کتاب معتبر بل نقلت فی الدر
وحاشیۃ الشامی علی خلاف ما فی البراہین
کما قال فی الدر المختار ویجعل لبطن کفہ فی یدہ
الیسری وقیل الیمنی الا انہ من شعار الروافض
فیجب التحرز عنہ قہستانی وغیرہ قلت ولعلہ کان
وبان فتبصر انتہی وقال صاحب رد المحتار قولہ
فی یدہ الیسری) وینبغی ان یکون فی خنصرہا دون

چھنگلی میں انگوٹھی پہننا

ویسا ہی تقریب التہذیب میں اسکو ضعیف الحدیث لکہا ہے
صفحہ ۴۳ میں دیکہو اب علاوہ اسکے ترمذی وغیرہ کا فقیر
کان اللّٰہ لہ کہتا ہے کہ ان تینوں کتابوں میں بشر بن رافع کا
شیخ عبد اللّٰہ بن سلیمان بن جنادہ ابن ابی امیہ واقع ہے جسکو
تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۳۱ میں ضعیف لکہا ہے پس
دو ضعیف راویوں سے ضعف اس حدیث کا مضاعف
ہوگیا ہے ۔ اور غرابت کا دہبہ علاوہ ہے جسکو اہل علم پہچانتے
ہیں اب بعد ثابت ہونے سخت ضعف اس حدیث کے سنو
کہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶۲ میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ پر
طعن کرنیکی باب میں لکہا ہے ۔ بہرحال حدیث ضعیف موجب عمل
کے نہیں ہوتی ۔ پس قیاس اس سے کرنا بہی لائق اعتماد
کے نہیں انتہی بلفظہ تو اب براہین والے کا اس نہایت
ضعیف حدیث پر قیاس کرکے مجلس مولود کو حرام و بدعت
و لازم الترک بنانا اور علم حدیث میں اپنا تبحر جتانا
دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت نہیں تو اور کیا ہے رہا یہ
ہرگز لائق اعتماد نہیں رہا مسئلہ خاتم کا سو وہ بہی کسی معتبر
فقہ کی کتاب میں منقول نہیں ہے بلکہ درمختار و رد المحتار
میں براہین والے کے برخلاف یہ مسئلہ درج ہے صاحب درمختار
قہستانی وغیرہ سے لکہتے ہیں کہ انگوٹھی دست چپ میں پہنے
اور بعضوں نے کہا دست راست میں مگر یہہ روافض کا شعار
ہے اس سے اجتناب واجب ہے پہر صاحب درمختار لکہتے
ہیں میں کہتا ہوں اور امید ہے کہ یہہ کبہی آگے ہو چکا ہوگا
پس یاد رکہ لے انتہی مترجمًا پہر صاحب رد المحتار لکہتے ہیں کہ دست

سائر اصابعہ دون الیمنی ذخیرۃ قولہ فیجب
التحرز عنہ) عبارۃ القہستانی عن المحیط جاز ان
یجعلہ فی الیمنی الا انہ شعار الروافض اہ ونحوہ
فی الذخیرۃ تامل قولہ ولعلہ کان وبان) ای کان ذلک
من شعارہم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع
فی ہذہ الازمان فلا ینہی عنہ کیفما کان وفی
غایۃ البیان قد سوی الفقیہ ابو اللیث فی شرح
الجامع الصغیر بین الیمین والیسار وہو الحق لانہ
قد اختلف الروایات عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم فی ذلک وقول بعضہم انہ فی الیمین من
علامات اہل البغی لیس بشیء لان النقل الصحیح
عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینفی ذلک اہ وتمامہ
فیہ انتہی ما فی المجلد الخامس من الشامی وذکر
فی رد المحتار فی اخر ہذہ المسئلۃ تتمۃ وذکر العلامۃ
عبد البر بن الشحنۃ ان والدہ انشد قولہ تختم کیف
شئت ولا تبال فی خنصر الیمین او الشمال
الخ انتہی وقد ثبت من احادیث الصحاح الستۃ
جواز التختم فی الیدین ولولا مخافۃ التطویل لنقلت
الاحادیث واظہرت حال معرفۃ الحدیث لصاحب
البراہین وغیرہ فلینظر فی ہذہ غایۃ العداوۃ برسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم بحکم بدعیۃ مجلس المولود الشریف
بدلیل غیر صحیح عند نفسہ ایضًا نعم من لم یخف من اطلاق
امکان الکذب الی الباری سبحانہ ومن توہین رسولہ

نہ دست راست میں قہستانی محیط سے لایا ہے کہ دست راست
میں بہی جائز ہے مگر یہہ روافض کا شعار ہے اور ذخیرہ
میں بہی ایسا ہی ہے ۔ تامل کر اور یہہ شعار رافضیوں کا اگلے
وقتوں میں تہا ان وقتوں میں نہیں پس اب منع نہیں خواہ
کسی ہاتہ میں ہو غایۃ البیان میں ہے کہ فقیہ ابو اللیث
نے شرح جامع صغیر میں دست چپ و دست راست برابر
لکہدیا ہے اور یہی حق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ
وسلم سے اسبارہ میں روایات مختلف ہیں اور بعضوں کا
یہہ قول کہ دست راست میں باغیوں کی علامت ہے بے
اصل بات ہے کیونکہ آپ سے نقل صحیح اسکی نفی کرتی ہے
اور تمام اس مسئلہ کا غایۃ البیان میں ہے ۔ یہہ رد المحتار
کی پانچویں جلد فصل لباس صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر سے ترجمہ کیا
ہے جسکے اخیر تتمہ میں علامہ عبد البر بن شحنہ مذکور ہے کہ اسکے والد
نے یہہ شعر بنایا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے ۔ جیسا تو چاہے دست
راست یا چپ کی خنصر میں انگوٹھی پہن لے اسمیں کوئی
مضائقہ نہیں الخ انتہی مترجمًا اور صحاح ستہ کی حدیثوں
سے بہی دونوں ہاتہوں میں آپکا انگوٹھی پہننا ثابت ہے
اگر خوف طوالت نہوتا تو وہ حدیثیں منقول ہوتیں جس سے
براہین والوں کی حدیث دانی ظاہر ہو جاتی ۔ اب غور کرو کہ یہ
کسقدر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ بناوٹی
اور خود انکے نزدیک بہی غیر صحیح دلیل سے مجلس مولود
کو بدعت وغیرہ لکہ رہے ہیں البتہ جب یہ رستہ انکا امکان کذب
سے نڈر ہے اور سرور عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی توہین

صلى الله عليه وسلم فكيف يخاف من نسبة الشرك
والبدعة الى المؤمنين نعوذ بالله من الحور بعد الكور
فلما ثبت من كلام البراهين بانه يمتنع من مجلس المولود
بمحض التشبه الممنوع وقد ظهر ان دلائل التشبه ليست
بشيء فانعدمت الممانعة ولله الحمد والمنة قد تم
الاعتراض الخامس والآن اترجم الجواب التفصيلي
منه قال صاحب البراهين مع الحواريين وحاصل
هذا الاعتراض ثلث امور الاول ان تشبيه
مجلس المولود بولادت كنهيا قبيح والثاني ان التشبه
ليس في الحقيقة والثالث تغليط كلية ترك الفعل
بعروض التشبه او علمه لان حديث اليهود ضعيف
ومسئلة التختم في اليسرى والاستناد بها في التشبه
غير صحيح فهذا حاصل طول اللاطائل فنجيبه بالترتيب
انا لا نشبه مطلق مجلس المولود بولادة كنهيا بل
يستحب ذكر المولود مثل ذكر المغازي وذكر المبعث
والهجرة والوفات وغيرها والمشبه بولادة كنهيا
هو مجلس المولود بالهيئة الكذائية المروج المرسوم
في زماننا الغير الثابت من الدلائل الشرعية كما
بين في البراهين بكمال البسط ففي هذه الصورة
لا قباحة في مشابهة ذلك المجلس بمجلس الكفار
ولا شك في ان رتبة هذا المجلس عند القصوري
دون رتبة الصلوة فلما اشبهت الصلوة وقت
طلوع الشمس وغروبها في الحديث الصحيح بعبادة

سے کچھہ ہراس نکیا تو اہل اسلام کو مشرک بدعتی کہنے
سے کیا خوف ہے ترقی کے پیچھے تنزل سے پناہ بخدا
پہر جب تشبہ کو روسے ممانعت مجلس مولود کی تہی جیسا
کہ براہین سے منقول ہوا ہے تو اب منتفی ہونے دلائل
تشبہ کو وہ ممانعت بہی معدوم ہوگئی وللہ الحمد پانچواں
اعتراض پورا ہوا اب جواب تفصیلی کی عبارت منقول
ہوتی ہے۔ صاحب براہین مع حوارین لکہتے ہیں حاصل
اس اعتراض کا صرف تین امر ہیں ایک تو یہ کہ مجلس مولود
کہنیا کے جنم کے ساتہہ مشابہت دینا قبیح ہے۔ دوسرے
درحقیقت تشبہ ہی نہیں تیسرے یہہ کلیہ غلط ہے کہ بعد
کرنے کسی امر کے اگر تشبہ عارض یا معلوم ہو جاوے تو
ترک اسکا لازم ہوگا کیونکہ حدیث یہود ضعیف ہے اور
نیز دست چپ میں خاتم کا پہننا جو مکروہ لکہا ہے اور تشبہ
کی سند میں اسکو ذکر کیا ہے یہہ بہی صحیح نہیں ہے تمام طول
لاطائل کا حاصل یہہ تین چار سطر ہیں اسکا جواب ترتیب وار
سنئیے مطلق مولود کی مجلس کو جنم کہنیا کے ساتہہ
تشبیہ نہیں دی بلکہ ذکر مولود مثل ذکر مغازی و بعثت و
ہجرت و وفات وغیرہ کو مستحب سمجہتے ہیں اور جسکو
مشابہہ کیا گیا ہے وہ یہہ مولود ہیئت کذائی کو ساتہہ
ہے جو مرسوم و مروج ہے جسکا ثبوت ادلہ شرعیہ سے
ہرگز نہیں ہے چنانچہ براہین میں نہایت بسط کو ساتہہ بیان
ہو چکا ہے سو اس صورت میں مشابہت جو دی گئی ہے کیا قباحت ہے
اور مجلس مولود کا رتبہ انکے نزدیک بہی نماز سے کم ہی ہوگا

عند الشمس فلا قباحة في تشبيه المولود المحدث
المروج بالتشبيه الواقعي ومن كان متبعا السنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يضره هذا التشبيه
دعوى ثبوت هذا المجلس بالادلة الشرعية غير
دلل لا يقوم الدليل الشرعي على جوازه اصلا و
ان يأتي بدليل فانا نجيبه بقول الفقير كان الله له
قد المنكرون بانا نستحب ذكر المولود مثل ذكر
المغازي والمبعث والهجرة وغيرها فكما تنعقد المجالس
للاذكار من بسط الفرش وايقاد السرج على
حسب الحاجة ان كان في الليل ونقسم للتبرك
شيئا بعد الفراغ كما هو مشهود في بلدة لاهور
وغيرها في مجالس الوعظ في البيوت والمساجد ولا
ينكره احد فكذلك تنعقد المجالس للمولود فالحكم
باستحباب اصل الذكر وكراهة انعقاد المجالس وحرمته
ليس الا من عداوة وعناد بمجالس الخير ثم ان كان امر في
نفسه من المكروهات فيرتفع الكراهة لمصلحة
دينية كما صرح به في المعتبرات بان الفتوى تختلف
باختلاف الزمان والمكان وقد نقله ايضا صاحب
البراهين ومحقق المحدث الدهلوي في شرح سفر
السعادة والسيد ابن عابدين في رد المحتار و
فيما في غيرهما وقد الف اكابر علماء اهل السنة
كالعلامة العسقلاني والامام السيوطي و
القاري وغيرهم رسائل في جواز مجالس المولود

تو مولود محدث مروج کا تشبیہ جو واقعی ہے بیان کرنا کیوں
قبیح معلوم ہوتا ہے اگر اتباع سنت کا خیال ہو تو امر محدث
کی تشبیہ ہرگز ناگوار خاطر نہوا اور یہہ کہنا کہ مجلس مولود
ہیئت کذائی کا جواز ادلہ شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے
یہہ محض دعوی بلا دلیل ہے۔ اسکے جواز پر کوئی دلیل شرعی
قائم نہیں ہے۔ اگر آپ کچھہ برائے نام بہی بیان کرتے تو اسکا
جواب دیا جاتا انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ جب منکرین
کا اقرار ہے کہ ہم ذکر مولود کو مثل ذکر مغازی و ذکر بعثت و
ہجرت وغیرہ کو مستحب جانتے ہیں تو اب ان اذکار کیواسطے
جب کوئی مجلس منعقد ہوگی تو ضرور کچھہ فرش بچہے گا اور موقع
رات میں حسب ضرورت چراغاں بہی ہونگے اور بعد فراغت
کے تبرک کو طور پر کچھہ تقسیم بہی کرینگے جیسا کہ لاہور وغیرہ میں
جب اپنے گہر یا محلہ کی مسجد میں وعظ کراتے ہیں تو ایسا کرتے
ہیں اور کسیکو انکار نہیں ہے پس ایسا ہی مولود شریف
کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں تو اصل ذکر مولود کو مستحب
کہنا اور انعقاد مجلس کو مکروہ و حرام بتانا ایسی مجالس
خیر سے عناد و عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ پہر اگر واقعی
کوئی کام مکروہ ہوتا ہے تو کسی مصلحت دینی کے واسطے وہ
کراہت اٹہہ جاتی ہے جیسا کہ معتبرات فقہ میں تصریح ہے
کہ فتوی زمان اور مکان کی بدلنے سے بدل جاتا ہے اور خود
صاحب براہین نے بہی اسکو نقل کیا ہے اور محدث دہلوی
نے شرح سفر سعادت میں اور علامہ سید ابن عابدین نے رد المحتار
میں اور دوسرے علماء نے بہی اسکی تحقیق فرمائی ہے اور بیشک اکابر

باستنباط من الدلائل الشرعية لكن لا يقبلها المنكرون
كما انكر ورد صاحب البراهين على هؤلاء الاكابر
لترويجهم مجلس مولود سيد الابرار فلا ينفع للمنكر
الكليل وان تليت عليه التورية والانجيل اما المنصف
الجميل فيكفيه القدر القليل من الدليل وهو نعم
المولى ونعم الوكيل وما قال ان الصلوة وقت الطلوع
والغروب شبهت بعبادة عبدة الشمس في الحديث
الصحيح فجوابه اولاً انه دعوى بلا دليل لانه ما
بين الحديث الصحيح الذي شبهت فيه الصلوة
بعبادة عبدة الشمس وثانياً لما تتبعنا في كتب
الحديث ما وجدنا هذا التشبيه في حديث بل
الفاظ الاحاديث هكذا نهى عن الصلوة بعد الصبح
حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب
ولا تحروا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها
ولا يتحرى احدكم فيصلي عند طلوع الشمس
ولا عند غروبها رواهما البخاري و فاذا طلعت
الشمس فامسك عن الصلوة فانها تطلع بين
قرني الشيطان رواه مسلم كذا في المشكوة
قال الامام النووي في شرح مسلم قوله صلى الله عليه
وسلم فانها تطلع بين قرني الشيطان قيل المراد
بقرنه امته وشيعته وقيل قرنه جانب راسه وهذا
ظاهر الحديث فهو اولى ومعناه انه يدني راسه
الى الشمس في هذا الوقت ليكون الساجدون للشمس

اور دلائل شرعیہ سے استنباط کر کے بخوبی تحقیق کی مگر
منکروں نے نہ مانا جیسا کہ براہین والے نے بھی ان اکابر
پر انکار کیا اور انکار و بسبب رواج دینے مجلس مولود شریف
کے لکھا پس انکار پر اصرار کرنیکو کچھ نافع نہیں ہر چند انپر
توریت و انجیل پڑھ سنائیں مگر منصف کو قدر قلیل
بھی شرعی دلیل سے کافی ہوتا ہے اور خدا ہی مددگار اور
وکیل ہے اور یہہ قول کہ وقت طلوع یا غروب کی نماز
پڑھنی آفتاب پرستوں کی عبادت سے مشابہ ہے اول
تو یہ دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ براہین والے نے کوئی بھی
صحیح حدیث بیان نہیں کی جسمیں نماز کو آفتاب کی
عبادت سے تشبیہ دیگئی ہو۔ دوم جب کتب حدیث
میں جستجو ہوئی تو کسی حدیث کے لفظوں میں یہہ تشبیہ
نپائی بلکہ الفاظ حدیث کے یہہ ہیں کہ منع کی نماز سے صبح کے
پیچھے سورج کے چمکنے تک اور عصر کے پیچھے غروب تک اور
وقت طلوع اور غروب سورج کو اپنی نمازوں کی قصد
نکرو اور کوئی تم سے قصد نہ کرے پس وقت طلوع
اور غروب سورج کے نماز پڑھے یہہ بخاری کی روایات
ہیں پس جب سورج چڑھے تو بند ہو نماز سے کیونکہ وہ چڑھتا
ہے دو قرن شیطان میں یہہ مسلم کی روایت
اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہے امام نووی شرح صحیح مسلم میں
لکھتے ہیں کہ آپنے جو فرمایا کہ سورج دو قرن شیطان میں
نکلتا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ مراد قرن سے امت اور
گروہ شیطان کی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسکا [illegible]

من الكفار في هذا الوقت كالساجدين له وحينئذ يكون
له ولشيعته تسلط وتمكن من ان يلبسوا على المصلي
صلوته فكرهت الصلوة في هذا الوقت لهذا
المعنى كما كرهت في ماوى الشيطان انتهى وهكذا
في اللمعات وغيرها وقال القسطلاني في شرح البخاري
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع حاجب
الشمس فاخروا الصلوة اي التي لا سبب لها حتى
اي الى ان ترتفع الشمس واذا غاب حاجب
الشمس فاخروا الصلوة التي لا سبب لها حتى تغيب
زاد المؤلف في بدء الخلق من طريق عبدة فانها تطلع
بين قرني شيطان وعند مسلم من حديث عمرو بن عبسة
وحينئذ يسجد لها الكفار انتهى وقال العسقلاني في شرح
البخاري ورواية عبدة هذه موصولة عند المصنف
في بدء الخلق وزاد فيه فانها تطلع بين قرني شيطان
وفيه اشارة الى علة النهي عن الصلوة في الوقتين المذكورين
وزاد مسلم من حديث عمرو بن عبسة وحينئذ يسجد لها
الكفار فالنهي حينئذ لترك مشابهة الكفار انتهى بقدر
الحاجة وبالجملة الصلوة ما شبهت في الحديث
الصحيح بعبادة عبدة الشمس اصلاً كما هو
زعم المكذبين والنهي لترك مشابهة الكفار
الذي صرح به الشراح شيء آخر كما لا يخفى على من
له ادنى من لب قال في الجواب التفصيلي والامر
الثاني ان التشبيه ليس في الاصل فجوابه ان قوله

اور اب شیطان اور اسکے گروہ کو غلبہ اور قدرت ہوتا ہے
کہ نمازی پر التباس اور اشتباہ کرتا ہے اسکی نماز میں پس
اسلیئے نماز اسوقت میں مکروہ ہوئی جیسا کہ مکان شیطان
میں مکروہ ہے اہ مترجماً اور لمعات وغیرہ میں بھی ایسا
ہی ہے اور قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کنارہ
سورج کا طلوع کرے تو نماز میں تاخیر کرو یعنی وہ
نماز جو کسی سبب سے نہیں ہے جبتک سورج اونچا ہو جائے
اور جب کنارہ سورج کا غائب ہوتب بھی نماز سے
تاخیر کرو جو کسی سبب سے نہیں ہے جبتک سورج چھپ
جائے مؤلف نے باب بدء خلق میں طریق عبدہ سے
زیادہ کیا ہے کہ وہ سورج دو قرن شیطان میں نکلتا
ہے اور مسلم کے نزدیک حدیث عمرو بن عنبسہ سے یہہ زیادہ
ہے کہ اسوقت سجدہ کرتے ہیں سورج کو کافر اہ مترجماً
اور علامہ عسقلانی شرح بخاری میں کہتے ہیں کہ یہہ روایت عبدہ
کی مصنف کے نزدیک موصول ہے اور اسمیں یہہ زیادتی ہے کہ سورج
دو قرن شیطان میں نکلتا ہے اور اسمیں اشارہ ہے ان دونو وقتوں میں
نماز کے منع ہونیکا اور مسلم نے حدیث عمرو بن عنبسہ میں یہہ زیادہ کیا ہے
کہ اسوقت سورج کو کافر سجدہ کرتے ہیں پس نہی کفار کی مشابہت
کی ترک کیواسطے ہے یہہ ضروری عبارت شرح بخاری کا ترجمہ ہے
حاصل کلام یہہ ہے کہ نماز کو حدیث صحیح میں آفتاب پرستوں کی عبادت
کے ساتھ ہرگز تشبیہ نہیں دیگئی ہے جیسا کہ مکذبین کی [illegible]
دی ہے اور نہی نماز ترک مشابہت کفار کیواسطے جیسا [illegible]

فی الاصل لایقع التشبہ الواقع یقول الفقیر التصوری کان اللہ لہ انما نفیت قصد التشبہ وہو المنہی عنہ فی الشرع لان المشابہۃ من الشیٔی لاتضر ما لم یقصد التشبہ وفی المذموم قال فی البحر المختار فان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیٔی بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ کما فی المجتبیٰ انتہی قال السید احمد الطحطاوی فی حاشیۃ قال فی البحر لان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیٔی فانا ناکل ونشرب کما یفعلون اہ انما الحرام التشبہ فیما کان مذموما او فیما یقصد بہ التشبہ انتہی بقدر الحاجۃ وقال السید ابن عابدین فی رد المحتار علی الدر المختار قولہ لان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیٔی فانا ناکل ونشرب کما یفعلون بحر عن شرح الجامع الصغیر لقاضیخان ویؤیدہ ما فی الذخیرۃ قبل کتاب التحری قال ہشام رأیت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اتری بہذا الحدید باسا قال لا قلت سفیان وثور بن یزید کرہا ذلک لان فیہ تشبہا بالرہبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لہا شعر وانہا من لباس الرہبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابہۃ فیما تعلق بہ صلاح العباد لایضر فان الارض مما لایمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیہا الا بہذا النوع

بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ میں نے تشبہ کے قصد کی نفی کی ہو اور شرعًا وہی منع ہے کیونکہ دو چیزوں میں مشابہت کوئی ضرر نہیں کرتی جبتک تشبہ مقصود نہوا ور بُرے کام میں نہو در مختار میں فرماتے ہیں کہ ہر شے میں کفار سے تشبہ مکروہ نہیں ہے بلکہ بُری باتوں میں اور جسمیں تشبہ مقصود ہو جیسا کہ بحر الرائق میں ہے اہ حضرت سید احمد طحطاوی در مختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں بحر الرائق میں کہا ہے کہ کفار سے ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں کیونکہ ہم بھی کہاتے پیتے ہیں جیسے کہ یہ کافر کام کرتے ہیں اھ حرام تشبہ تو وہی ہے جو بُرے کام میں ہو یا مقصود تشبہ ہو اہ خانیہ بید ترجمہ ہے طحطاوی کی عبارت ضرورت کا اور سید ابن عابدین رد المحتار حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں قولہ اسلیے کہ کفار سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں ہے الخ پس تحقیق ہم بھی کہاتے پیتے ہیں جیسا کہ کافر کہاتے پیتے ہیں بحر الرائق میں شرح جامع صغیر قاضیخان سے یوں لکھا ہے اور اسی کی تائید ہوتی ہے جو ذخیرہ میں کتاب تحری کے پہلے لکھا ہے ہشام نے کہا میں نے امام ابو یوسف کی نعلین میخ آہنی والی دیکھیں پس میں نے کہا کہ آپ اس میخ آہنی میں کچھ خوف نہیں دیکھتے تو امام نے جواب دیا نہیں میں نے کہا سفیان اور ثور بن یزید اسکو مکروہ جانتے ہیں کیا اسمیں کفار سے تشبہ ہے تو امام نے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ نعلین پہنی ہیں جسمیں بال ہوتے ہیں اور وہ بھی کفار کی لباس سے ہے پس تحقیق اسی طرح اشارہ کیا اسپر کہ صورۃ مشابہت اس کام میں جسمیں لوگوں کا

[illegible]

فیہ اشارۃ ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل الی صورۃ المشابہۃ بلا قصد انتہی فلا شک فی ان المؤمنین الذین یصنعون مجالس المولود لن یقصدون التشبہ بالہنود ولا بالنصاریٰ فلا یضر صورۃ المشابہۃ قطعًا قال فی الجواب التفصیلی والامر الثالث المبسوط من کون القاعدۃ الکلیۃ دعوی بلا دلیل نشا من عدم درایۃ کلام صاحب البراہین لان ذلک الحدیث مثال للقاعدۃ الکلیۃ لا دلیلہا کما یشہد علیہ لفظ چنانچہ ثم تضعیف الرواۃ لیس بمتفق وثقہم ابن حبان علی ان ہذا مناقشۃ فی المثال تخالف داب المناظرۃ وان قطعنا النظر عن ذلک فنعرض الامثلۃ الکثیرۃ من الاحادیث الصحیحۃ وہی التی اوردہا المعترض فی رسالۃ رد البنجریۃ بکمال شد ومد مثلا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم صوم عاشوراء فقیل ان الیہود تصومونہا فقال لترک المشابہۃ ان عشت الی قابل لاصومن التاسع ایضا فلم یعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حال المشابہۃ فلما علم من بیان الصحابۃ فعلم ترک التشبہ بابلغ الوجوہ فہذا الحدیث الذی اوردہ المعترض فی رسالتہ فالان اما یضعفہ او یقول انہ صام اولا للتشبہ وعلی ہذا مثال تغیر الشیب والنار والناقوس للاذان

پس اسمیں یہہ بھی اشارہ ہے کہ مراد تشبہ سے اصل کام ہے یعنی صورت مشابہت کی بغیر قصد کے مضر نہیں اہ مترجم جناب امیر کوئی شک نہیں کہ وہ اہل اسلام جو مولود شریف کی مجالس کرتے ہیں انکو ہنود اور نصاریٰ سے ہرگز تشبہ مقصود نہیں ہوتا ہے تو صورت تشبہ کی ہرگز مضر نہیں جواب تفصیلی میں ہے تیسرا امر جسکو آپنے کسیقدر بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ آپنے مؤلف براہین کی کلام کو مطلق نہیں سمجھا اگر سمجھتے تو ایسا نفرماتے کہ دعوے بلا دلیل ہے جس حدیث کو آپنے دلیل خیال کیا اور اسکی تضعیف کو بہر زور پر کہا کہ دعوے بلا دلیل ہے وہ حدیث قاعدہ کلیہ کی لیے بطور مثال بیان کیگئی ہے چنانچہ براہین میں لفظ چنانچہ اسپر شاہد ہے مثال کو دلیل سمجھنا غلط ہے پھر تضعیف راویوں کی متفق علیہ نہیں ہے ابن حبان نے توثیق کی ہے علاوہ یہ مناقشہ فی المثال ہے جو بالکل واب مناظرہ کے برخلاف ہے قطع نظر اس مثال کے بہت سی مثالیں احادیث صحیحہ سے ہم پیش کرسکتے ہیں وہ وہی ہیں جنکو آپنے بھی رسالہ رد نیچریہ میں بڑے شد ومد کے ساتھ وارد کیا ہے مثلًا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم یوم عاشورا رکھتے تھے آپ سے عرض کیا گیا کہ یہود بھی رکھتے ہیں تو آپنے ترک مشابہت کیلیے فرمایا کہ سال آئندہ اگر میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کابھی روزہ رکھونگا اول آپ کو تشبہ کا حال معلوم نتہا صحابہ سے جب معلوم ہوا تو ترک تشبہ کو بابلغ وجوہ تعلیم فرمایا آپ اس حدیث کو بھی جسکو اپنے رسالہ میں بیان کرچکے ہیں ضعیف کہدینگے یا یہہ کہینگے کہ اول اسے بوجہہ تشبہ اختیار کیا تہا اسیطرح سے تغیر شیب اور

[illegible]

ترك بعد العلم بالتشبه وان لم يكف هذا المقدار فانا نبسط التشبه في جواب سوال آت بالبسط الكثير حتى تكون اقوال الحجة عليه يقول الفقير القصوري كان الله له تسمية الدليل على القاعدة الكلية الزعمية تمثيلاً لها ايضاً لا تفيد فائدة تخلصه من شدة ضعف الحديث و دعوى توثيق ابن حبان لرواة ذلك الحديث ايضا بلا دليل لان التوثيق اللساني ليس بشئ ما لم يبين ببيان شاف كما بينا تضعيفه باعلان كاف ثم لا يذهب عليك ان دعوى التوثيق كاذبة بلا شك ولا ريب لان صاحب ميزان الاعتدال في نقد الرجال صرح بقول ابن حبان في شان بشر ابن رافع حيث قال وقال ابن حبان يروي اشياء (اى بشر بن رافع) موضوعة كانه المعتمد لها انتهى بحروفه من صفحة (۱۲۷) المطبوع في المطبع المعروف بانوار محمدى الواقع في اللكهنو ثم التمثيل بالمثال الضعيف الاضعف في بيان المسئلة الشرعية مما لا يخفى قباحته واما التمثيل بصوم يوم عاشوراء ثم ترك التشبه بعد العلم فهو ايضا مردود عليه بوجوه الاول انه اعلن في البراهين بصفحة (۱۷۹) ان الشركة في صوم يوم عاشوراء بامر الله تعالى والصوم المفرد ليس بمكروه وانما يستحب الصوم الواحد لمحض التعبد لا لرفع التشبه لان التشبه لم يكن قبله انتهى مترجما

اس قاعدہ کلیہ کیلیے مثالیں ہیں جو صحاح میں وارد ہیں ان سب میں بعد علم تشبہ ترک کیا گیا ہے اگر اسپر کفایت نہیں تو عنقریب ہم سوال ہفتم کے جواب میں تشبہ مذکور کو بہت بسط کے ساتھہ بیان کرینگے اور آپ کے اقوال آپ پر ہی حجت ہوونگے انتہی بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اپنے زعم سے ایک قاعدہ کلیہ بنا کر اسکی دلیل کو تمثیل نام رکھنا اگرچہ میں چاہیے کہ شدت ضعف حدیث سے مخلصی پائیں تو غیر ممکن ہے اور یہہ دعوی بھی کہ ابن حبان نے اس حدیث کے راویوں کی توثیق کی ہے بلا دلیل ہے کیونکہ اپنی زبان سے توثیق کا ادعا کرنا ہیچ ہے جبتک بیان شافی سے بحوالہ سند مبین نہو جیسا کہ فقیر نے تضعیف کو مستند بیان کیا ہے پہر اس سے درگذر نکرنا چاہیے کہ دعوی توثیق بالکل جہوٹ اور خلاف ہے اسلیے کہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں تصریح کی ہے کہ ابن حبان نے بشر بن رافع کے حق میں لکھا ہے کہ وہ موضوع باتوں کو ایسا روایت کرتا ہے جیسا کہ وہ موضوعات اسکے نزدیک معتمد ہیں یہہ ترجمہ ہے عبارت میزان الاعتدال مطبوعہ مطبع انوار محمدی واقعہ لکہنو کے صفحہ ۱۲۷ سے پہر مسئلہ شرعیہ کے بیان میں مثال ضعیف اضعف سے تمثیل دینی سخت قبیح ہے۔ اور تمثیل روزہ عاشورا کی کہ بعد علم کے آپنے تشبہ کو ترک فرما دیا تہا یہہ بھی کئی وجہہ سے مردود ہے اول یہہ کہ خود براہین کے صفحہ ۱۷۹ میں صاف لکھا ہے کہ یوم عاشورا کی شرکت بامر اللہ تعالے تہی اور ایک روزہ بھی رکہنا مکروہ نہیں ہے ایک ہی روزہ کا استحباب محض تعبد کیلیے ہے نہ رفع تشبہ کیواسطے اسلیے کہ تشبہ اس سے پہلے ہی نہ تہا اھ

فالحكم ههنا بانه قال لترك التشبه ان عشت الى قابل لاصومن التاسع ايضا الخ يعارض ذلك الحكم بنفي التشبه من الاول واذا تعارضا تساقطا والثاني قوله فلم يعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم حال المشابهة مخالف صريح بالحديث الصحيح الذي اخرجه اصحاب الكتب الستة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود صياما يوم عاشوراء فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا اليوم الذي تصومونه فقالوا هذا يوم عظيم انجى الله موسى وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسى شكرا فنحن نصومه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فنحن احق بموسى منكم فصامه وامر الناس بصيامه ومارد استدلال ابن حجر العسقلاني بهذا الحديث صاحب البراهين في صفحة (۱۶۴ و ۱۶۵) فهو وقاحته وشناعته باجراء اللسان في حق الاكابر والحال انه لا يدري حرفا بمقابلة العلماء الربانيين وما انكار صومه عليه السلام ما كان لشكر نجات موسى بل لاتباع سنته فهو ايضا يخالف الحديث الصحيح وتصريح الشراح والاكابر قوله صلى الله عليه وسلم فنحن احق بموسى منكم كتب على حاشية الصحيح للبخاري المطبوع في المطبع الاحمدي صفحة (۲۶۲)

پس اب جواب تفصیلی میں یہہ کہنا کہ آپنے ترک مشابہت کیلیے یہہ فرمایا کہ سال آئندہ اگر میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکہونگا مناقض ہے اس حکم کے کہ اول سے تشبیہ تہی اور دو امر متعارض متساقط ہوتے ہیں دوم یہہ دعوی کہ اول آپکو تشبہ کا حال معلوم نہ تہا صریح مخالف ہے صحیح حدیث کے جو صحاح ستہ میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رونق افزا مدینہ منورہ ہوئے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکہے ہوئے پایا۔ پس فرمایا کہ یہہ کیا دن ہے جسمیں تم روزہ رکہتے ہو یہود نے کہا یہہ بزرگ دن ہے خدا تعالی نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام ۱۲ اور انکی قوم کو نجات بخشی اور فرعون و فرعونیوں کو غرق کیا پس حضرت موسی نے اسدن میں شکر کا روزہ رکہا تہا اور ہم بھی روزہ رکہتے ہیں۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسی سے لائق تر ہیں پس آپنے روزہ رکہا اور صحابہ کو بھی روزہ رکہنے کا حکم فرمایا یہہ حدیث صحیح کا ترجمہ ہے اور براہین والے نے جو علامہ عسقلانی کے اس حدیث کے استدلال کو صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ میں رد کیا ہے تو یہہ اسکی دریدہ دہانی ہے کہ ایسے اکابر علما کے بارہ میں بکواس کرتا ہے حالانکہ ان علماء ربانیین کے مقابلہ میں اسکو ایک حرف بھی نہیں آتا ہے اور نیز یہہ جو براہین میں آپکے روزہ عاشورا کو حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام ۱۲ کی نجات کی شکر کا انکار کرکے انکی سنت کا اتباع بنا دیا ہے تو یہہ بھی حدیث صحیح اور شراح معتبر کی تصریح کے برخلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسی کے احق ہیں صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۲۶۲ کے حاشیہ

يعني نحن نصوم موافقة موسى حيث صامه شكرا انتهى وقال العلامة الطحاوي تحت هذا الحديث في شرح معاني الآثار ففي هذا الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما صامه شكرا لله عز وجل في اظهاره موسى على فرعون انتهى قال القاري عليه رحمة الباري في المرقات فتعظيم ما عظمه لم يكن على جهة المتابعة له في شرعه بل على طريقة موافقة شرعه اذ كان صيامه صلى الله عليه وسلم شكرا لخلاص موسى كما سجد في ص شكرا لله على قبول توبة داود على نبينا وعليه السلام انتهى والثالث قال الامام الطحاوي في شرح معاني الآثار عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسدل شعره وكان المشركون يفرقون رؤسهم وكان اهل الكتاب يسدلون رؤسهم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء ثم فرق رسول الله صلى الله عليه وسلم راسه حدثنا محمد بن عزيز الايلي قال ثنا سلامة عن عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني عبيد الله فذكر باسناده مثله فاخبر ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يحب موافقة اهل الكتاب حتى يؤمر بخلاف ذلك انتهى وفي مجمع بحار الانوار مع ان الاحاديث السابقة دلت انه صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة وجد اليهود يصومونه ويعظمونه

کہ یعنی ہم روزہ رکھتے ہیں حضرت موسے علی نبینا وعلیہ السلام کی موافقت کیلئے جیسا کہ انہوں نے روزہ شکر کا رکھا تھا امام طحاوی کی اس حدیث کے نیچے شرح معانی آثار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالی کے شکر کیواسطے روزہ رکھا تھا کہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام کو فرعون پر غالب کر دیا تھا اہ علامہ قاری مرقات میں تحریر کرتے ہیں کہ معظم چیز کی تعظیم اس جہت سے نہ تھی کہ آپ نے حضرت موسی علی نبینا علیہ السلام کی شریعت کی اتباع فرمائی تھی بلکہ انکی شرع سے موافقت کے طور پر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ حضرت موسی کی خلاصی کے شکر میں تھا جیسا کہ آپنے سورہ ص میں حضرت داود علی نبینا علیہ السلام کی توبہ کے قبول کے شکر میں سجدہ فرمایا تھا اہ مترجما سوم امام علامہ طحاوی شرح معانی آثار میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو سدل کرتے تھے اور مشرک مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بالوں میں سدل کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے جبتک کسی بات میں امر الہی نہیں ہوتا تھا پھر آپنے بھی سر مبارک میں مانگ نکالی پھر اسی شرح معانی آثار میں اسناد کے ساتھ سلسلہ راویوں کو لکھکر اخیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موافقت اہل کتاب کی پسند کرتے تھے جب تک انکے خلاف پر مامور نہوتے اہ مترجما اور مجمع بحار الانوار میں ہے کہ پہلی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کا روزہ

فصاموه ويمكن ان يقال انه صلى الله عليه وسلم كان عالما بتعظيمهم وصومهم له من اول قدومه ولكنه كان في اول امره يحب موافقة اهل الكتاب تاليفا بهم واستجلابا لقلوبهم ثم صار يحب مخالفتهم لما ظهر الحق فلما علم اصحابه محبته مخالفتهم اخبروه بتعظيمهم له ليخالفهم فقال نخالفهم بصوم التاسع في القابلة انتهى من لفظ تسع وقال في لفظ فرق طه يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر هذا كان اولا تاليفا لهم ورغما لعبدة الاوثان فلما ظهر الاسلام وقوي خالفهم في امور كصبغ الشيب وغيره انتهى قال الشيخ المحدث الدهلوي تحت حديث عبادة بن الصامت رضي الله عنه الذي مر على الصدر ان حكم القعود على القبر كان من الوحي على الظاهر لانه عليه السلام كان يحب موافقة اهل الكتاب ما لم يؤمر بخلافهم انتهى مترجما فعلم من هذه المنقولات المعتبرات انه كما تحقق كذب دعوى الجواب التفصيلي التي مرت في الوجه الثاني اعني علم رسول الله صلى الله عليه وسلم حال المشابهة كذلك ثبت كذب دعوته بانه عليه السلام ما صام اولا للتشبيه والرابع ليس هذا التمثيل مطابقا للقاعدة الكلية لان منشأها لزوم ترك الفعل بعد عروض التشبه او علمه صلى الله عليه وسلم وههنا ما ترك الصوم بل مع التشبه بتجويز صوم [illegible]

تو آپنے بھی روزہ رکھا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو عاشورا کا روزہ رکھنے اور تعظیم کرنیکے مدینہ طیبہ کی رونق افروزی سے پہلے جانتے تھے لیکن آپ یہ تھے کہ ابتدا میں موافقت اہل کتاب کو پسند کرتے تھے انکی تالیف قلوب اور کشش کیواسطے پھر آپ ان کی مخالفت کو پسند فرمانے لگے تھے جب اسلام غالب ہوگیا تھا پس آپکے صحابہ نے جب معلوم کیا کہ آپ انکی مخالفت کو پسند کرتے ہیں تو آپکو خبر دی اسپر تاکہ آپ انکی مخالفت کریں تو آپنے فرمایا کہ ہم انکی مخالفت کرینگے سال آئندہ میں نویں تاریخ کا روزہ رکھنے سے یہ ترجمہ ہے عبارت بحار الانوار کا لفظ تسع کے معنے میں ہے اور لفظ فرق میں طیبی سے لکھا ہے کہ آپ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے جبتک مامور نہیں ہوتے تھے یہ ابتدا میں تھا انکی تالیف کیلئے اور بت پرستوں کی گونساری کی غرض سے پھر جب اسلام غالب اور قوی ہوگیا تو آپنے کئی کاموں میں اہل کتاب سے مخالفت فرمائی جیسے بالوں کی خضاب وغیرہ میں اہ مترجما اور حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نیچے جسکا پیشتر ذکر کیا ہے شیخ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ آپکا قبر پر بیٹھنے کا حکم دینا ظاہرا وحی سے تھا کیونکہ آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے جبتک انکی مخالفت پر مامور نہ ہوتے تھے اہ مترجما اب ان معتبر سندوں سے معلوم ہوگیا کہ جیسا کہ جواب تفصیلی والونکا وہ دعوی جو دوسری وجہ میں گذرا ہے کہ آپکو مشابہت کا حال معلوم تھا محض جھوٹا نکلا ویسا ہی یہ دعوی بھی جھوٹا ہے کہ آپنے اول تشبہ کیلئے روزہ نہیں رکھا تھا چہارم یہ تمثیل اس قاعدہ کلیہ کے مطابق نہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ کا مضمون یہ ہے کہ تشبہ کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يقول امكان كذب الباري كمال الالوهية وشعبة
عموم قدرته وهو مذهب اهل السنة ومخالف
هذه العقيدة خارج من دائرة اهل السنة وغير
ذلك من الهفوات وكذلك قال بمساواة جميع
الناس في البشرية برسول الله صلى الله عليه وسلم
وقلة علمه عليه السلام من الشيطان اللعين وغير
ذلك من الهذيانات ثم يقول انا بريئون من ذلك
فهل هذا الا كذب صريح وتقية قبيح فقد تم تحقيق
الاعتراض الخامس وها انا اشرع في السادس
وهو هذا قال في صفحة (٥٠ و ٥٩) من البراهين
انا نمنع من هيئة ايصال الثواب التي يلزم منها
التشبه بالكفار والفاتحة (اي الارواح الاموات ١٢) خلاف السنة و
تخصيص اليوم الثالث (اي بعد الموت ١٢) للفاتحة ايضا خلاف
السنة وهو رسم كفار الهنود لانهم يجتمعون في اليوم
الثالث ويحضرون الطعام عند البرهمن اي عالمهم فيقرء
ايات من كتاب الكفار فما قال المولوي رشيد احمد
بانه رسم الكفار فحكم على تعين اجتماع الناس في اليوم
الثالث ووضع الايدي على الطعام بان ذلك رسم الكفار
انتهى فاعترض على ذلك بان المسلمين ما يصنعون
الطعام ويقرؤن معه ايات القران ويوصلون
ثوابهما الى ارواح الكبار كما هو رائج في العرب
والعجم على ما فصله صاحب الانوار الساطعة
فاثبات مشابهته بقراءة الكفار من كتابهم دعوى

كہ قول امكان كذب باريتعالى كمال الوہيت وشعبہ عموم قدرت
ہے اور يہہ اہلسنت كا مذہب ہے اور اس عقيدہ كا مخالف دائرہ
اہلسنت سے خارج ہے اور ايسے ہى اور ہفوات اور علىٰ
ہذا يہہ كہنا كہ سب بنى آدم آنحضرت صلى الله عليه وسلم سے
بشريت ميں برابر ہيں اور آپكا علم شيطان لعين كے علم
سے كم ہے اور دوسرى ايسى ہذيانات جو انكے شائع
كيے ہوئے اور دستخطى لكہے ہوئے موجود ہيں پہر يہہ كہنا كہ ہم
تو اس سے برى ہيں الخ پس يہہ صريح كذب تقيہ نہيں تو اور
كيا ہے۔ يہانپر پانچويں اعتراض كا جواب الجواب ختم ہوكر اعتراض
ثابت نكلا اب چہٹا اعتراض شروع ہوتا ہے اور وہ يہہ ہے كہ براہين
قاطعہ كے صفحہ ٥٠ و ٥٩) وغيرہا ميں لكہا ہے اسطرح
وہيئت سے ايصال كو منع كرتے ہيں كہ جسميں تشبہ بكفار لازم
آجاوے۔ اور فاتحہ بہى خلاف سنت ہے اور سوم بہى سوائے
فاتحہ وسوم كى نسبت لكہا ہے كہ رسم ہنود ہے۔ كيونكہ تيسرے
دن كا اجتماع اور كہانا برہمن كے سامنے ركہكر اشلوك گوئى
انكا ہى دستور ہے۔ علىٰ ہذا مولوى رشيد احمد صاحب نے جو رسم
ہنود كہا ہے تو تعين اجتماع برادرى اور سوم كو اور طعام
سامنے ركہكر ہاتہ اٹہانے كو كہ يہہ رسم ہنود ہے انتہى بلفظہ
اسپر يہہ اعتراض ہے كہ مسلمانوں ميں جو دستور ہے كہ كہانا پكاكر
كچہہ كلام الٰہى بہى پڑہ پڑہاكر اسكا ثواب ارواح بزرگان كو
پہونچاتے ہيں جيسكہ عرب وعجم ميں رائج ہے جسكى تفصيل انوار ساطعہ
ميں كسيقدر لكہى ہے۔ تو اسكو مشابہہ رسم ہنود
كے كہ كہانا برہمن كے سامنے ركہكر اشلوك گوئى [illegible]

بلا دليل شرعي كما شبه مجلس المولود الشريف بشعائر
الكفار بسند الحديث الاضعف والمسئلة المصنوعة
والحاصل ان جوابات براهين القاطعة لمسائل
الانوار الساطعة مبنية على التعصب والضد
والنفسانية كما بينت ذلك في رسالة مستقلة
وهذا انموذج من ذلك واظهرت هذه الاعتراضات
لمحض تاييد الدين الاسلام ولغرض رفع مطاعن
اللئام والله هو الهادي كتب بقلم الفقير غلام
دستگير القصوري كان الله له في اليوم الثاني
من شهر شوال (١٣٠٦) ست وثلثمائة بعد الالف
من هجرة سيد سادات السلف والخلف (صلى الله عليه وسلم ١٢) واجاب عنه
صاحب البراهين مع الحواريين بان ايصال ثواب
اطعام الطعام وقراءة القران للاموات وغيرهما
من العبادات لا يمنع لكن لما يشتمل معه القيود الغير
المشروعة من تخصيص الهيئة وتقييد المطلق
او يلزم التشبه بالكفار فيحكم على المجموعة حكم عدم
الجواز البتة كما هو الرسم في زماننا في الهند بطريق
ايصال الثواب ويوجد فيها هذه القباحات
لا يخفى انه ان لم يجمع احد في اليوم الثالث الناس
من اهل القرابة ولم يقرء الكلمة على حبوب الحمص
فيطعنونه وان تصدق كثيرا واوصل ثواب الكلام
بنفسه وهكذا ان مضى اليوم الثالث فهو قابل
للملامة وعلى هذا القياس حال الفاتحة المروجة

بلا دليل شرعى مسلمانوں كے نيك معمول كو مشابہ شعائر
كفار بناتا ہے جيساكہ مجلس مولود شريف كو مشابہ شعائر كفار كا ايك سخت ضعيف حديث اور بناوٹى
مسئلہ كى آڑ لكہديا تہا الغرض رسالہ براہين قاطعہ كے جوابات تك
ديكہو كيسے سخت تعصب اور ضديت اور نفسانيت پر مبنى ہيں
جيساكہ ايك رسالہ مستقلہ ميں بيان كيے گئے ہيں اسجگہہ بطور
مشتے نمونہ خروار اظہار كيا گيا محض تائيد دين اسلام
كى غرض سے تاكہ غير دين والوں كے مطاعن رفع ہوں
اور خدا رہنما ہے ہادى ہے بقلم فقير غلام دستگير قصورى
كان الله له ٢ شوال ١٣٠٦ سنہ من ہجرۃ سيد الانبيا عليہ
الصلوۃ والثنا۔ يہہ چہٹا اعتراض ہے جسكے جواب ميں صاحب
براہين مع حواريين جواب تفصيلى ميں لكہتے ہيں كہ مردوں كو
اطعام طعام اور قرارت قرآن وغيرہ عبادات كا ثواب
پہونچانا منع نہيں ہے۔ ليكن جب اسكے ساتہ قيود نامشروعہ
تخصيص ہيئت وتقييد مطلق يا تشبہ بكفار لازم آجاويگا
تو البتہ مجموعہ پر حكم عدم جواز كا كيا جاويگا چنانچہ اس
زمانہ ميں جو طريقہ ثواب رسانى كا عوام ہندوستان
ميں مروج ہے اسميں سب خرابياں موجود ہيں ہر شخص
جانتا ہے كہ سوم كے روز اگر كوئى برادرى كو اكٹہا كركے
نخود پر نہ پڑہوا وے تو اسكو مطعون كرينگے۔ اگرچہ وہ اس سے
زيادہ خيرات كرے اور بطور خود قرآن اور كلمہ پڑہكر ثواب
پہونچا دے۔ اور اسيطرح اگر روز سوم گذر جائے تو بہى اسكو
قابل ملامت سمجہتے ہيں اور يہى فاتحہ مروجہ كا حال ہے حالانكہ
شريعت ميں كوئى تخصيص اور تقييد ايصال ثواب كيليے مقرر

قال رب زدنی وقال المختصر ثم هذا بحض التشبہ
الیهود امر صلی الله علیه وسلم بتبدیله وبحدیث
الا السن والظفر اما الظفر فمدی الحبشة الحدیث
رواه البخاري وغيرهما وبحدیث لئن بقیت الی قابل
لاصومن التاسع رواه الستة وبحدیث منع ابن
عمر رضی الله عنهما من عود المسکین الذی یاکل
کثیرا وبحدیث عدم اشترائه صلی الله علیه وسلم
عبدا الکثرة اکله وقال القصوری بعد ایراد هذه
الاحادیث انه ثبت منها عدم استحسان رسول الله
صلی الله علیه وسلم التشبه بالکفار والاتصاف
بصفاتهم ثم قال من تشبه بالکفار والفساق فی
شعارهم کان شریکا فی الاثم ومن تشبه بالمومنین
والمحسنین یکون شریکا فی الحسنات کذا فی المرقات
ثم قال فی صفحة (۱۷) ان حدیث التشبه صحیح لفظا
ومعنی ولهذا کتب فی الکتب الدینیة ان المشابهة
بالکفار والفجار مکروه والرضاء بالکفر یخرج من
دائرة الاسلام ونقل من رد المحتار کراهة التشبه
فی اللباس والنعال بالمجوس والفساق ونقل
من شرح الفقه الاکبر لبس تاج الرفضة مکروه کراهة
تحریم الخ ثم صرح بعد نقل المسائل الفقهیة فی صفحة
(۲۷ و ۲۸) انه ثبت من القرآن والحدیث واقوال
العلماء ان التشبه بالکفار فی شعارهم واستحسان
ذلک الشعار لنفسه اظهار لنیة الکفر والتخالف النبوی

عرض کی خداوند امجھی عزت زیادہ کر اختصار سے لکھا ہی
پہر باوجود ان سب خوبیوں کے صرف تشبیہ یہود کی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بدلنے کا حکم فرمایا دوسری
روایت صحیحین وغیرہما کی مگر دانت اور ناخن لیکن دانت پس
وہ کارد حبشہ کی ہے اخیر حدیث تک تیسری روایت صحاح
ستہ کی کہ آئندہ سال نویں تاریخ کا روزہ یعنی عاشورا
کے ساتھ رکھونگا چوتھی روایت بخاری کی حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما کا منع کرنا کہ مسکین بہت کھانیوالا ہی میرے پاس نہ لانا
پانچویں روایت غلام بہت کھانیوالا آپنے خرید کر لوٹا دیا
بعد اسکے مولانا قصوری صاحب نے لکھا کہ ان احادیث سے
متحقق ہوگیا کہ آپکو اہل کتاب اور دوسرے کفار سے بہت مشابہت
اور انکی صفتوں سے متصف ہونا ناپسند تھا پہر آگے
لکھتے ہیں جو شخص کافروں اور فاسقوں کی شعار میں
انسے مشابہ ہیگا گناہ میں انکا شریک ہوگا اور جو نیکوں
اور ایمانداروں کی مشابہت پیدا کریگا ثواب میں انکا
ساتھی ہوگا کذا فی المرقات پہر صفحہ ۱۷ پر لکھا کہ حدیث
تشبہ کی صحت لفظی و معنوی ثابت ہوگئی اسی واسطے دینی کتابوں میں
کفار اور فجار کی ظاہری مشابہت مکروہ لکھی ہی اور رضا
بالکفر دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہی۔ اور رد المحتار سے مجوسیوں
اور گناہگاروں کی وضع پر موزہ اور کپڑا بنانیکی کراہت
نقل کی اور نیز فقہ اکبر سے رافضیوں کی ٹوپی پہننی کو مکروہ تحریمہ لکھا
ہے پہر بعد نقل مسائل فقہیہ کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر لکھا ہے کہ قرآن
وحدیث واقوال علما سے ثابت ہی کہ کافروں کی شعار میں تشبیہ کرنی

اور [illegible] مولانا صاحب کا [illegible]

یقول علی خلاف شرع الاسلام بان التشبه بالکفار
فی شعارهم بالغا ما بلغ لا یضر مع قراءة کلمة
التوحید الخ فلما اثبتنا من ذلک الحدیث الصحیح
المسلم اثبات امر واستدل للنابه فلم یحکم القصوری
علیه بانه لا دلیل علیه فهذا مقام التعجب والحیرة
بان انکار احد من الحدیث یخرجه من دائرة الاسلام
والقصوری ینکره وهو مومن کامل سبحان الله
لما استدل القصوری من الحدیث فیکون قطعیا
ویقینا ومنکره یکفره ویضلل وان استدل المخالف
بذلک الحدیث وینکره القصوری فلا یعتمد علی ذلک
الحدیث ولا یسلم ذلک الاستدلال فما هذا الا
لخفاء الحق ولا یعلم القصوری بان المشبه برسوم
الکفار ای شیء والحق ان مطلق ایصال الثواب
او مطلق ذکر المیلاد من الامور المستحبة ولا یشابهها
احد برسوم الکفار والقبائح والبدعات التی
خلطت بالامور المستحبة وعرض منها التشبه
بالکفار فهی البناء لتشبه الکفار ولیست من
رسوم الخیر فعدم التفرقة بعد بعید من الانصاف
یقول الفقیر القصوری کان الله له لما لم یفصل
مراد تخصیص الهیئة وتقیید المطلق فی الجواب التفصیلی
فلا حاجة الی جوابه وایضا قوله بان التخصیص
بالهیئة او الوقت او المکان او الرجال التقیید مطلق
وبدعة وضلالة دعوی بلا دلیل مع انه لا قباحة

شریعت اسلام کے برخلاف کہتے ہیں کہ کفار کی شعار میں
تشبیہ خواہ کسی حد تک ہو کلمہ توحید کی ساتھ غیر مضر ہے
الخ پس اگر ہمنے اس حدیث صحیح مسلمہ سے کسی مدعا کی اثبات
پر استدلال کیا تو وہ کیوں بے دلیل ہوا نہایت تعجب
وحیرت کا مقام ہے کہ اگر کوئی دوسرا انکار کرے تو وہ
دین اسلام سے خارج ہو اور خود قصوری صاحب اسکا
انکار فرماتے ہیں تو وہ مومن کامل بنے رہیں سبحان اللہ
ایک ہی حدیث اگر اس سے مولانا قصوری استدلال
فرمائیں تو وہ قطعی اور یقینی ہوجائے اور اسکے منکر کی تکفیر
وتضلیل تک نوبت پہونچے۔ اگر مخالف مولانا کے اسی حدیث
سے استدلال کریں اور مولانا منکر ہوں تو پہر وہ حدیث
نہ قابل اعتماد ہوا ورنہ وہ استدلال لائق تسلیم پس یہ
اگر حق پوشی نہیں تو کیا ہے۔ افسوس ہے یہی مولانا صاحب
نہیں سمجھتے کہ رسوم کفار کی مشابہ کسکو کہا ہے اور کسکو نہیں کہا حقیقت
یہ ہی کہ مطلق ایصال ثواب یا مطلق ذکر میلاد جو امور مستحب
ہیں اسکو کسی نے مشابہ برسوم کفار نہیں بنایا اور جو قبائح اور
بدعات امور مستحبہ کی ساتھ مخلوط ہوگئی جنسے تشبہ بکفار عارض
ہوگیا وہی امور مبنی تشبہ بکفار ہیں وہ نیک رسوم میں نہیں
پس بلا تامل و تفرقہ یہ کہنا کہ نیک رسوم مسلمانوں کو مشابہ بکفار
بنایا ہے نا انصافی ہی انتہی بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ جواب تفصیلی والوں نے تخصیص ہیئت و تقیید مطلق کی کچھ تفصیل
نہیں کی کہ اس سے کیا مراد ہے تو اب اس کا کیا جواب دیا جاوے
اور یہ جو کہا ہے کہ ہیئت یا وقت یا مکان یا رجال کے ساتھ خاص کرنا

[illegible] مطلق [illegible]

غیر لان الفعل اذا وقع یکون بحیثیۃ وفی وقت
ومکان ولا وجود للفعل بغیر الفاعل واحدًا
او اکثر نعم ادخال ما لیس من الشرع فیہ باطل و
لا یجوز سوء الظن بالمسلمین والنصح من الدین و
ما قال ان لم یجمع الناس فی الیوم الثالث بعد
الموت الخ یطعنہ الناس مخالف لما نشاھدہ
فی بلاد الفنجاب ان اھل الاسلام بعد موت احد
منھم یمدونہ بایصال الثواب فی اقرب الایام وما
تخصیص للیوم الثالث بل فی الیوم الرابع والخامس
ان کان جمعۃ یقرؤن علی روحہ الفاتحۃ ویعدون
علی نوات التمر وما الزمنی ببیان الاحادیث والاقوال
من رسالۃ الجواھر المضیۃ فی رد النیچریہ مع ان البعض
المضامین اوردہ مؤلف البراھین من عند نفسہ
وافتری بحوالتہا الی الرسالۃ المسطورۃ کما نقل
بعد حدیث ان الیہود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم
حدیث ابی داود ومالک وکتب فی الثانی ھکذا
(ابراھیم خلیل الرحمن ؑ) ثم قطع النظر عن جمیع ھذا
فھو محض تعصب وضدیۃ لم یتوجہ الی الحق الصریح
اصلًا لان الخان النیچری لما انکر حدیث من تشبہ
بقوم فھو منھم وقال بانہ مردود وغیر ثابت لفظًا
ومعنیً ولا قباحۃ فی التشبہ بالکفار فی شعارھم
قطعًا کما صرح فی اخبارہ ثم اعلن فی تفسیرہ بعد
فرضیۃ الحج والصوم واستقبال القبلۃ فی الصلوۃ

اسلیئے کہ جب کوئی کام وقوع میں آویگا تو وہ کسی نہ کسی
شکل اور کسی وقت و مکان میں ہوگا اور فاعل کے سوا
فعل کا وجود ہی نہیں ہوتا ایک ہو یا بہت البتہ جو چیز احکام
شرع سے نہو اسکو فرض واجب وغیرہ جان لینا باطل ہے اور
مسلمانوں پر بدگمانی ناروا ہے اور خیرخواہی و نصیحت دین
سے ہے اور یہہ جو کہا ہے کہ سوم کے روز اگر کوئی برادری کو
اکٹھا کرکے ختم نہ پڑھواوے تو اسکو مطعون کرینگے یہہ
مخالف ہے اسکے جو ہم پنجاب کے شہروں میں دیکھ رہے ہیں
کہ مسلمان کسیکو اپنوں میں سے فوت ہونیکے بعد ایصال ثواب
سے جلد جلد اسکی مدد کرتے ہیں اور کوئی تیسرے دن کی تخصیص
نہیں ہوتی قریب یا بعید جمعہ ہو تو اسمیں فاتحہ خوانی اور
نفع رسانی کرتے ہیں اور شمار کیواسطے کھجور کی گٹھلیں
ہوتی ہیں اور یہہ جو فقیر پر الزام دیا ہے احادیث اور اقوال
رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ کے بیان سے حالانکہ بعضے مضامین
مؤلف براہین نے اپنی طرف سے لکھکر اس رسالہ کیطرف جھوٹا
حوالہ کیا ہے کہ بہتان انکی جبلی عادت ہے جیسے کہ حدیث
ان الیہود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم کے پیچھے حدیث ایک
حدیث ابی داود کی دوسری امام مالک کی درج کردی ہے
اور اس دوسری حدیث میں اپنی قلم سے یوں لکھا ہے
(ابراہیم خلیل الرحمن ؑ) پس قطع نظر ایسے کذب اور افترا
سے محض تعصب و ضدیت کو قبلہ بنالیا ہے اور صریح حق کو
پس پشت ڈال دیا ہے اسلیئے کہ جب خان بہادر نیچری نے حدیث من تشبہ
بقوم فھو منھم کا انکار کیا اور کہا یہہ مردود ہے اور لفظًا معنًا ثابت نہیں

[illegible]

وبعدم حرمۃ الربوا وغیر ذلک من انکار وجود
الملائکۃ والجن والجنۃ والنار ومعجزات الانبیاء
واطال لسانہ فی ابطال جمیع ما ذکر وردت
اقوالہ بالادلۃ القطعیۃ السمعیۃ النقلیۃ و
العقلیۃ واظہرت فی تلک الرسالۃ ان قصد
التشبہ بالکفار والفجار سیما فی شعارھم منہی
عنہ بالیقین ومن انکر ذلک اباح قصد التشبہ
واستحسانہ واطلق العوام وابطل تقیدات
الاسلام واظہر انکار الفرائض القطعیۃ فھو
خارج عن دائرۃ الدین المتین واتفق بی فی تصدیق
ھذا الحکم جماھیر العلماء الربانیین کما تری
فی اخر الرسالۃ تصحیح العلماء زائدًا من الاربعین
وقد کتب صاحب البراھین فیہا ایضًا فی تضلیلہ
ویضل اللہ من یشاء ویھدی من یشاء صفحۃ
۶۸ سطر ۷ او قد کفرہ کثیر من علماء الھند کما
فی رسالۃ امداد الافاق ولما کان کذلک فھذا
لا یستلزم ان نسلم بان مجلس المولود وقراءۃ
الفاتحۃ علی الطعام لایصال الثواب الی ارواح
المشائخ وغیرھم متشبہ بشعار الکفار حاشا و
کلا لان قصد التشبہ الذی مدار النہی علیہ
کما تحقق من الکتب الفقہیۃ المعتمدۃ علی الصلٰ
وسیاتی ایضًا لا یوجد ھہنا اصلًا فلا یضر ھذا
التشبہ الظاھری مع التفرقۃ بین ایام المؤمنین

اور بیاج کی حرمت کا انکار کرکے فرشتوں اور جن اور
دوزخ و بہشت اور انبیا کے معجزات سبکا انکار صاف
کردیا ہے اور اسمیں سخت زبان درازی کی ہے اس فقیر
نے اس رسالہ میں یہہ اسکی باتیں نقل کرکے قرآن اور حدیث
اور عقلی دلیلوں سے اسکی تردید کی ہے اور یہہ ظاہر
کیا ہے کہ کافروں اور گناہگاروں کی شعار میں قصد
تشبہ کا یقینًا منع ہے جو اسکا منکر ہو اور تشبہ کے
قصد کو روا جانے اور پسند کرے اور عوام اہل اسلام کو
مطلق العنان کردے اور اسلام کی تقیدات کو باطل ٹہراوے
اور قطعی فرضوں کا منکر ہوجاوے تو وہ دائرہ دین اسلام سے خارج
ہے تو اسکی تصدیق میں اکثر علما ربانیین فقیر سے
متفق ہوئے جیسا کہ اخیر اس رسالہ کی چالیس سے زائد علما
کی تصحیح موجود ہے اور صاحب براہین نے بھی اسکی تقریظ
میں لکھا ہے کہ خدا جسکو چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہے
ہدایت فرماتا ہے صفحہ ۶۸ کی سطر ۷ میں دیکھو اور اس سے
پہلے بہت سے علما ہندوستان نے بھی رسالہ امداد الآفاق
میں رئیس نیچریہ کی تکفیر کی ہے جب معاملہ یوں ہے تو اس سے یہ
لازم آتا ہے کہ حدیث تشبہ کو صحیح ماننے سے ہم تسلیم کرلیں
کہ مجلس مولود اور طعام پر فاتحہ کہنا ایصال ثواب کیلیئے مشایخ کا
کفار سے مشابہہ ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں اسلیئے کہ قصد تشبہ جس پر
نہی کا مدار ہے جیسا کہ معتبر کتب فقہ سے اوپر متحقق ہوچکا
ہے اور قریب ہی آویگا اس جگہہ موجود نہیں پس یہہ تشبہ
ظاہری کچھہ مضر نہیں ہے باوصفیکہ مومنوں اور کافروں کی

[illegible]

والکافرین ولاشك فی ان وقوع التفرقة بای
وجه یرفع التشبه کما قال علیه السلام لئن
بقیت الی قابل لاصومن التاسع فتطویل الجواب
التفصیلی واطالة اللسان علی هذا الفقیر لا
یفید للمکذبین فائدة ما عند المنصفین قال
فی الجواب التفصیلی انا نوسع مبحث التشبه
توسیعاً ما لاطمینان طالب الحق روی فی
المشکوة عن البخاری ومسلم حدیثا ولا تحینوا
بصلوتکم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع
بین قرنی الشیطان قال القاری فی شرح قرنی
الشیطان ای جانبی راسه لانه ینتصب قائما
فی وجهه عند طلوعها لیکون شروقها بین قرنیه
فیکون قبلة لمن یسجد للشمس فنهی عن الصلوة فی
ذلك الوقت لئلا یتشبه بهم فی العبادة والروایة
الثانیة فی المشکوة عن ابن عمر قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا
الشوارب متفق علیه والروایة الثالثة فی المشکوة
عن الحجاج بن حسان قال دخلنا علی انس بن مالك
فحدثنی اختی المغیرة قالت وانت یومئذ غلام و
لك قرنان او قصتان فمسح راسك وبرك علیك
وقال احلقوا هذین او قصوهما فان هذا زی
الیهود رواه ابوداود والحدیث الرابع حاصله
ان الکفار کانوا یعلقون الاسلحة علی شجرة السدرة

دونوں میں تغایر ہوتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ کسیقدر تغایر
اور فرق سے تشبہ رفع ہو جاتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم آئندہ سال تک زندہ رہے تو اگلی نویں
تاریخ کا بھی رکھہ لینگے یعنی اتنے ہی فرق سے تشبہ
رفع ہو گئی جسکا ذکر بسط اً مناسب سے اوپر ہو چکا ہے تو
اب جواب تفصیلی والونکی تطویل لاطائل اور فقیر پر سخت
زبان درازی مکذبین کو کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہے - جواب
تفصیلی میں ہم اب دل چاہتا ہے کہ بحث تشبیہ کو کسیقدر
اور بھی وسعت دوں تاکہ طالب حق کی طمانیت کا باعث
ہو مشکوۃ میں صحیحین سے روایت ہے جسکا ایک ٹکڑہ یہہ
ہے ولا تحینوا بصلوتکم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع
بین قرنی الشیطان اسپر علی قاری لکھتے ہیں کہ دو قرن
شیطان سے دو جانب اسکے سر کی مراد ہے کیونکہ وہ سورج
کے طلوع کے وقت اسکے روبرو کھڑا ہوتا ہے پس سورج کا
نکلنا اسکے دو قرنوں میں ہوتا ہے پس وہ آفتاب پرستوں کا
قبلہ بنجاتا ہے پس اسوقت میں نماز پڑہنے سے منع کیگئی تاکہ سورج
پرستوں کی مشابہت نہو جاوے عبادت میں دوسری روایت
مشکوۃ میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو تم اپنی
ریش بڑہاؤ و موچھونکو کترا ؤ یہہ صحیحین میں ہے تیسری روایت
مشکوۃ میں ہے حجاج بن حسان کہتا ہے کہ ہم انس بن
مالک رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے پس میری ہمشیرہ مغیرہ نے مجہسے کہا کہ تو ہو وقت
لڑکا تہا اور تیری سر پر دو شاخ یا دو چوٹیاں تہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

ویقعدون حولها ویسمونها ذات انواط فقال
المسلمون لرسول الله ان یعین لهم شجرة یعلقون
علیها الاسلحة ویقعدون حولها فقال هذا
کما سئل موسیٰ قومه اجعل لنا الهاً کما لهم الهة
والخامس روی مسلم ان کدتم انفا تفعلون فعل
فارس یقومون علی ملوکهم وهم قعود فتشبه ههنا
الصلوة التی هی عمدة العبادات بفعل کفار فارس
وقال فی الهدایة اذا قرء الامام من مصحف فسدت
صلوته عند ابی حنیفة وقالا هی تامة الا انه یکره
لانه یشبه اهل الکتاب وفی النهایة فانهم یصلون
هکذا فیکره للتشبه لانا نهینا عن التشبه بهم
فیما لنا بد منه انتهی وایضا فی الهدایة ویکره ان
یقوم الامام فی الطاق لانه صنع اهل الکتاب
انتهی وهکذا الجزئیات الکثیرة من المسائل الفقهیة
تترتب علی هذه القاعدة المسلمة والقصوری ایضا
صرح فی الجواهر المضیة فی رد النیچریة بالتکفیر بشد
الزنار ولبس قلنسوة المجوس وغیرهما بروایات
فقهیة الخ فیعلم من اختلاف الروایات بعد التامل
ان التشبه بالکفار فی بعض المواضع کفر وفی بعضها
مکروه والکراهة ادنی مرتبة المشابهة الممنوعة
فلا ینکرها احد من علماء الامة والقصوری ایضا
قائل بها فلیت شعری ما یمنع له من القول بکراهة
الفاتحة المروجة وغیرها مع ان احناء المذهبی المولوی

اور اسکے گرد بیٹھتے تہے اور اسکو ذات انواط کہتے تہے تو مسلمانوں
نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے لیئے بھی ایک ایسا ہی
درخت مقرر کر دیجئے تاکہ اسپر ہتہیار لٹکائیں اور اسکے گرد
بیٹہیں تو آپ نے فرمایا یہہ تو ایسی بات ہے جیسے حضرت موسے علیہ السلام
کی قوم نے عرض کیا تہا اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة پانچویں مسلم
میں ہے کہ تم اسوقت فارسیوں کا کام کرتے ہو وہ اپنے بادشاہوں کے
کہڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں یہاں نماز کو جو عمدہ
عبادتوں میں سے ہے کفار فارس و روم کے فعل کے ساتھ مشابہ
کر دیا ہدایہ میں ہے جب امام قرآن سے یعنی دیکھکر پڑہے تو امام
اعظم کے نزدیک اسکی نماز ٹوٹ گئی اور صاحبین کہتے ہیں
کہ نماز تو پوری ہو گئی مگر یہہ فعل مکروہ ہے کہ مشابہ اہلکتاب
کے ہے نہایہ میں ہے کہ وہ ایسا ہی نماز پڑہتے ہیں پس مکروہ ہے
تشبہ کیلیئے کیونکہ ہم انکی مشابہت سے حتے الامکان منع کیئے گئے
ہیں اور نیز دوسری جگہہ ہدایہ میں ہے اور مکروہ ہے کہ امام محراب
میں کہڑا ہو کہ یہہ اہل کتاب کا طریقہ ہے اسیطرح صدہا جزئیات مسائل
فقہیہ اس قاعدہ مسلمہ پر مترتب ہیں خود مولانا قصوری صاحب نے اپنے
رسالہ جواہر مضیہ کے صفحہ ٢٦ و ٢٧ پر مجوس کی ٹوپی پہننے اور
زنار باندہنے اور زرد کپڑا الخ پہننے پر دوخت کرانے اور طوق کاندہے
پہر رکہنے کو بروایات فقہیہ کفر ثابت کیا ہے الخ اب بعد تامل
اختلاف روایات سے بخوبی سمجھہ میں آیا ہے کہ کفار کی مشابہت بعض جگہہ
کفر گنتے ہیں اور بعض جگہہ مکروہ الغرض ادنی مرتبہ مشابہت ممنوعہ
میں کراہت ہے جس سے علماء امت کسیکو انکار نہیں اور خود مولانا
قصوری صاحب بھی اسکے قائل ہیں پہر معلوم نہیں کہ فاتحہ مروجہ وغیرہ میں کیا امر مانع ہے

عبد السميع يسلم التشبہ وھو ایضا یسلم ذلک غالبًا
وانما الانکار بوجہ عدم واقفیۃ رسم کفار الھند
فاتضحت ممانعۃ الفاتحۃ المروجۃ بدلیل شرعی تتفق
علیہ الامۃ لکن عادۃ القصوری انہ ینکر القول المخالف
لھواء نفسہ وان کان مدللا بدلیل شرعی یقول النقیر
القصوری کان اللہ لہ لا یخفی علی اولی العلم من اھل
السنۃ ان ھذہ الروایات لا تفید لمدعاء المکذبین
اصلاً لانہ لیس فیھا نص علی ممانعۃ مجلس المولود
والفاتحۃ المروجۃ ولا دلالۃ علی ان المشابھۃ الظاھریۃ
بالکفار ممنوعۃ وقد سبق ان قصد المشابھۃ
ھھنا منفی وقد سبق من سند شیخ مشائخھم
الحاج امداد اللہ علی حاشیۃ الصفحۃ ٢٥٥ تقریر
جواز مجلس المولود فھھنا ننقل تحریر جواز الفاتحۃ
المروجۃ من رسالۃ الشیخ المشار الیہ علی ھامش ھذہ
الاوراق عسی ان یھدی اللہ للمکذبین لیتوبوا
من نسبۃ ابتداع مشائخھم والعیاذ باللہ منذلک
ثم الروایۃ الاولی لما کانت نصا فی الممانعۃ من الصلوۃ
عند طلوع الشمس وغروبھا حکم الفقھاء بکراھتھا
فی ھذا الوقت کما فی الدر وغیرہ فالحکم بکراھۃ
المولود والفاتحۃ بالقیاس علی ھذہ الروایۃ لیس
وظیفۃ المقلدین وقال السید ابن عابدین فی رد المحتار
علی الدر المختار ناقلا عن السید احمد الحموی من
رسالۃ القول البلیغ فی حکم التبلیغ علی ان القیاس

مولوی عبد السمیع تشبہ کو تسلیم کرتا ہے اور غالبًا آپ بھی تسلیم
کرتے ہونگے ورنہ عدم تسلیم بوجہ ناواقفیت رسم ہنود کے ہوگی
پس واضح ہوگیا کہ یہی فاتحہ مروجہ کی ممانعت ایسی دلیل شرعی
سے کی تھی جس پر امت متفق ہی لیکن آپ کی عادت ہی کہ اپنی
ہوا نفسانی کے برخلاف کو خواہ وہ مدلل بدلیل شرعی ہو
آپ اسکو ضعیف اور بناوٹی بنایا ہی کرتے ہیں انتہی بلفظہ فقیر
قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ دانشمند و نیز مخفی نہیں ہے
کہ یہ تمام روایات مکذبین کے مدعا کی مفید نہیں ہیں۔ کہ یہ
کوئی بھی مجلس مولود اور فاتحہ مروجہ کے منع پر نص نہیں ہیں اور ۔
انمیں اسپر دلالت ہی کہ مشابہت ظاہری بھی کفار سے منع ہے
اور اوپر بارہا گذر چکا ہی کہ اجگہہ مشابہت ہرگز مقصود نہیں ہی
اور اوپر ان مکذبین کے پیران پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
کے رسالہ سے جواز مجلس مولود کی تقریر حاشیہ صفحہ ۲۵۵ پر درج ہو چکی ہے
اب اجگہہ فاتحہ مروجہ کے جواز کی تحریر بھی انہیں حضرت کے رسالہ کے
حاشیہ پر درج ہوتی ہی خدا کرے ان مکذبین کو کچہہ شرم دامنگیر
ہو کہ اپنی پیرونکو بدعتی وغیرہ بنانیسے توبہ کریں۔ پہر پہلی
روایت اگرچہ نص تھی ممانعت نماز پر طلوع اور غروب
سورج میں تو فقہا نے ایسے وقت میں نماز کے پڑھنے کو مکروہ لکھا
ہی جیساکہ درمختار وغیرہ میں ہی تو اس روایت پر قیاس کرکے
مجلس مولود یا فاتحہ مروجہ کو مکروہ بنا دینا مقلدونکو اختیار
سے باہر ہی سید ابن عابدین رد المحتار حاشیہ درمختار میں
سید احمد حموی کے رسالہ قول بلیغ فی حکم
التبلیغ سے نقل کرکے لکھتے ہیں —

بعد الاربعمائۃ منقطع فلیس لاحد بعدھا ان یقیس
مسئلۃ علی مسئلۃ کما ذکرہ ابن نجیم فی رسائلہ
اھ انتھی وھکذا الحال فی الروایۃ الثانیۃ والثالثۃ
لانھما نصان فی ایفاء اللحی واحفاء الشوارب
لمخالفۃ المشرکین وحلق القزعین لمخالفۃ الیھود
فالحکم بکراھۃ المولود والفاتحۃ بالقیاس علی ھاتین
الروایتین لیس بشیء والحدیث الرابع الذی ترجمہ
فی الکلام الھندی وما اعلمہ بعلامۃ کتاب قد خان
فی لفظہ ومعناہ کثیرا لان ذلک السوال کان
من حدیثی عھد بالجاھلیۃ وکانت تلک الشجرۃ من
معابد المشرکین کما قال العلامۃ محمد بن عبد الباقی
الزرقانی فی شرح المواھب اللدنیۃ روی ابن اسحاق
والترمذی وصححہ والنسائی عن الحارث بن مالک
خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حنین
ونحن حدیثو عھد بالجاھلیۃ فسرنا معہ وکانت للکفار
قریش ومن سواھم من العرب شجرۃ عظیمۃ یقال لھا
ذات انواط یاتونھا کل سنۃ فیعلقون اسلحتھم
علیھا ویذبحون عندھا ویعکفون علیھا یوما
فراینا ونحن نسیر سدرۃ خضراء عظیمۃ فتنادینا
من جنبات الطریق یا رسول اللہ اجعل لنا ذات
انواط کما لھم ذات انواط فقال صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اکبر قلتما قلتم والذی نفسی بیدہ کما قال قوم
موسی لموسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ قال انکم

کہ چوتھی صدی سے پیچھے قیاس منقطع ہو چکا ہے اب تو
بعد کسیکو اختیار نہیں کہ ایک مسئلہ کو دوسری مسئلہ پر قیاس
کرلے جیسا کہ ابن نجیم نے اپنے رسالوں میں لکھا ہی اھ انتہی ترجمہ
اور یہی حال ہی دوسری تیسری روایت کا کہ انمیں ریش کا
بڑہانا اور موچہوں کا کترانا مشرکین کی مخالفت کیواسطے اور
چوٹی کا منڈانا یہودیونکی مخالفت کیلئے نص ہی۔ پس فاتحہ
مروجہ اور مجلس مولود کی کراہت پر حکم لگانا انپر قیاس کرکے
ہیچ و پوچ ہی اور چوتھی حدیث جسکا جواب تفصیلی مع صرف
ترجمہ ہی لکھا ہی اور کسی حدیث کی کتاب کیطرف اسکو منسوب
بھی نہیں کیا ہے اسکے لفظوں اور معنوں میں بہت خیانت
کی ہی اسلیئے کہ وہ سوال نو مسلمونکی طرف سے تھا اور وہ درخت
بیری کا مشرکین کا معبد تھا جیساکہ علامہ محمد بن عبد الباقی
زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحق
اور ترمذی ونسائی نے روایت کی مع تصحیح ترمذی کے کہ
حارث بن مالک سے روایت ہی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ حنین کیطرف نکلے اور ہم قریب ہی مسلمان ہوئے
پس ہم آپ کے ساتھ سیر کرتے گئے اور کفار قریش وغیرہ کے
لیئے ایک بڑا درخت تھا جسکو ذات انواط کہتے تھے کفار
ہر سال اسکے پاس آتے اور اپنے ہتھیار اس سے لٹکاتے اور
اسکے پاس قربانی کرتے اور ایکدن وہاں معتکف رہتے تھے پس
ہمنے بھی چلتے چلتے ایک اونچا سبز بیری کا درخت دیکھا اور
راستہ کے کناروں سے آپکو پکارا کہ اسکو ہمارے لیئے ذات انواط
بنا دیجیے جیسے کہ انکے لیئے ذات انواط ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم انتهى
من المجلد الثالث صفحه (٩) وفى مجمع بحار الانوار
وفيه اجعل لنا ذات انواط هى اسم شجر كانت للمشركين
ينوطون بها سلاحهم اى يعلقونه بها ويعكفون
حولها فسئلوه ان يجعل لهم مثلها فنهاهم عنه و هو
جمع نوط سمى به المنوط انتهى فحكم المكذبين بكراهة
المولود والفاتحة المروجين بين المسلمين الكاملين
من الاولياء الربانيين بالقياس على تلك المعاملة
لا يصدر من المؤمنين سوى الوهابيين والله
خير المتفهمين والحديث الخامس الذي كتب منه
فقرة وحكم بان الصلوة التى هى عمدة العبادات
شبهت فيه بفعل كفار فارس والروم فهذا الحكم
ايضا مخدوش بوجوه الاول اخرج مسلم عن جابر
رضي الله عنه قال اشتكى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فصلينا وراءه وهو قاعد وابو بكر يسمع الناس
تكبيره قال فالتفت الينا فرانا قياما فاشار الينا
فقعدنا فصلينا بصلوته قعودا فلما سلم قال ان
كدتم انفا تفعلون فعل فارس والروم يقومون على
ملوكهم وهم قعود فلا تفعلوا ائتموا بائمتكم ان صلى
قائما فصلوا قياما وان صلى قاعدا فصلوا قعودا
انتهى قال الامام النووى فى شرحه فيه النهي عن
قيام الغلمان والاتباع على راس متبوعهم الجالس
بغير حاجة واما القيام للداخل اذا كان من اهل الفضل

تو جواب دیا کہ تم جاہل لوگ ہو جیسے ہو رستہ ان لوگوں کا
یعنے حضرت رسول علیہ السلام نے ۱۲
جو تم سے پہلے ہیں یہ ترجمہ ہے شرح مواہب کی تیسری جلد
کے صفحہ (٩) سے اور مجمع بحار الانوار میں ہے ذات انواط
نام ہے درخت کا جسے مشرک اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اسکی
گردی اعتکاف کرتے تھے پس آپ سے سوال کیا کہ مسلمانوں کی
لیئے بھی مثل اسکی مقرر کردیں تو آپنے اس سے منع فرمایا اور وہ
جمع ہے نوط کی نام رکھا گیا ہے اس سے منوط کا انتہی مترجما
پس مکذبین کا اس کفار کے معبد کی مثل پر قیاس کر کے مجلس
مولود و فاتحہ مروجہ کی کراہت ثابت کرنی جو کامل مسلمان
اولیاء ربانی علماء سب میں رائج ہیں سوا وہابیوں کے کسی
ایماندار کا کام نہیں ہے اور خدائے پاک ہی اچھا منتقم
ہے اور پانچویں حدیث جس سے ایک فقرہ نقل کر کے حکم لگادیا کہ نماز
کو جو عمدہ عبادتوں سے ہے کفار فارس و روم کے فعل
کے ساتھ مشابہ کر دیا ہے بلفظہ تو یہ حکم بھی کئی وجہ سے مخدوش
ہے اول یہ کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ کہا انہ نے بیمار ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پس ہم نے
آپکے پیچھے نماز پڑھی اور آپ بیٹھے تھے اور ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ
آپکی تکبیر لوگوں کو سناتے تھے کہا پس آپنے ہماری طرف
التفات کی تو ہمکو کھڑے دیکھا پس ہماری طرف اشارہ کیا
تو ہم بیٹھ گئے پس ہمنے آپکے ساتھ بیٹھکر نماز پڑھی جب آپنے
سلام پھیرا فرمایا تم اب نزدیک ہو گئے تھے کہ فارسیوں
اور رومیوں کا کام کرے وہ اپنے بادشاہوں پر کھڑے رہتے ہیں
اور وہ بیٹھے رہتے ہیں تم ایسا مت کرو اپنے اماموں کی پیروی کیا

الخ فليس من هذا بل هو جائز قد جاءت به احاديث
اطبق عليه السلف والخلف الخ انتهى فعلم ان
الصلوة التى هى عمدة العبادات ما شبهت بفعل
الكفار اصلا لان العاقل لا يسمى القيام صلوة
وانما شبه القيام على الجالس بفعل الكفار والثانى
ان هذا الحديث منسوخ قال فى ترجمة باب صحيح
مسلم باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر
الى قوله) ونسخ القعود خلف القاعد فى حق من
قدر على القيام انتهى وقال الامام النووي باب
استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض
وسفر وغيرهما من يصلى بالناس وان من صلى خلف
امام جالس لعجزه عن القيام لزمه القيام اذا قدر و
نسخ القعود خلف القاعد فى حق من قدر على القيام
انتهى فعلم يقينا ان تشبيه القيام خلف الامام
القاعد بفعل الكفار قد نسخ فالاستدلال بالامر المنسوخ
لا يستحسن الا من الوهابيين لاثبات حكم الحرمة
والكراهة على افعال المؤمنين والثالث القياس
لا يليق بهؤلاء المكذبين الذين لا يفهمون الكلام
ولا يفرقون بين القعود والقيام وما نقل من الهداية
اذا قرء الامام من مصحف فسدت صلوته عند
ابيحنيفة فقال فى رد المحتار ذكر والا بيحنيفة رضي الله
عنه فى علة الفساد وجهين احدهما ان حمل المصحف
والنظر فيه وتقليب الاوراق عمل كثير والثانى انه

وہ اس نہی میں داخل نہیں بلکہ روا ہے بہت حدیثوں میں وارد
ہوا ہے اور سلف خلف کا اسپر اتفاق ہے الخ اہ مترجما
پس معلوم ہوا کہ نماز جو عمدہ عبادات سے ہے وہ ہرگز کفار کے
فعل سے مشابہ نہیں کیگئی اسلیئے کہ کوئی عاقل کھڑے ہونیکو
نماز نہیں کہتا ہے صرف بیٹھنے والی کے سر پر تعظیماً کھڑے ہونیکو
فعل کفار سے تشبیہ دی ہے. دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث
منسوخ ہے ترجمہ باب صحیح مسلم میں ہے یہ باب ہے امام معذور
کے خلیفہ کرنیکا الی قولہ اور مقتدیکا بیٹھنا امام بیٹھنے والے
کے پیچھے منسوخ ہے جب وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو اہ مترجما امام
نووی لکھتے ہیں باب ہے امام کے خلیفہ بنانیکا جب وہ مرض
اور سفر وغیرہ سے معذور ہو اور امامت کراوے اور جو امام
بیٹھنے والے کے پیچھے جو کھڑے ہونے سے عاجز ہے نماز پڑھے تو اسکو
کھڑا ہونا لازم ہے جب قیام پر قدرت رکھے اور بیٹھنے والے
امام کے پیچھے مقتدی کا بیٹھنا جبکہ وہ طاقت قیام رکھتا ہے منسوخ
ہوگیا ہے اہ مترجما اب یقیناً معلوم ہوا کہ وہ تشبیہ جو امام بیٹھنے
والے کے پیچھے کھڑے ہونیکو فعل کفار سے دیگئی تھی وہ بھی منسوخ ہو
گئی۔ پس امر منسوخ کے ساتھ استدلال کرنی مسلمانوں کے
نیک کاموں کی حرمت و کراہت پر سوا وہابیوں کے کسی دوسرے کا
کام نہیں ہے تیسری وجہ یہ مکذبین کب قیاس کی لیاقت
رکھتے ہیں جنکو کلام کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں ہے اور بیٹھنے و کھڑے
ہونے میں بھی امتیاز نہیں کرسکتے ہیں رہا یہ جو ہدایہ سے نقل کیا ہے
کہ جب امام قرآن مجید سے پڑھے تو اسکی نماز فاسد ہوتی ہے امام
صاحب کے نزدیک تو رد المحتار میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ

تلقن من المصحف وضاء كما اذا تلقن من غيره انتهى
بقدر الحاجة فلا مناسبة له بما نحن فيه وما نقل
من الصاحبين الكراهة ووجهه بانه تشبه باهل
الكتب فجوابه قد سبق من الدر المختار ورد المحتار
والطحطاوى ناقلاً عن المعتبرات بان التشبه انما
يكره فى المذموم وفيما قصد به التشبه لا مطلقاً
ونقل من ابى يوسف قال كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يلبس النعال التى لها شعر وانها من لباس
الرهبان الخ وايضاً فيه وعندهما صلوته تامة الا
انه يكره فى الصلوة لما فيه من التشبه باهل الكتاب
كذا قالوا وفيه نظر لان التشبه باهل الكتاب لا
يكره فى كل شئ فانا ناكل كما ياكلون ونشرب كما
يشربون وانما الحرام التشبه بهم فيما كان مذموماً
وما يقصد به التشبه قاله قاضى خان فى شرح الجامع
الصغير فعلى هذا لو لم يقصد التشبه لم يكره عندهما
كما فى البحر اه وايضاً نقل من الامام الطحاوى وغيره
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحب موافقة
اهل الكتاب حتى يؤمر بخلاف ذلك كما مر على الصفحة
وما نقل فى الاخر من الهداية ويكره ان يقوم الامام
فى الطاق لانه صنيع اهل الكتاب فجوابه ما قاله فى رد
المحتار لكن تقدم ان التشبه انما يكره فى المذموم
وفيما يقصد به التشبه لا مطلقاً ولعل هذا من المذموم
تامل هذا فى حاشية البحر للرملى الذى يظهر من كلامهم

قرآن مجید کو دیکھکر پڑہنا ایسا ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص
سے پڑہنا انتہی مترجماً پس اس مسئلہ کو تو مشابہت سے کچھ تعلق
ہی نہیں ہے اور وہ جو صاحبین سے کراہت اور اسکی وجہ
اہل کتاب سے مشابہت نقل کی ہے تو اسکا جواب وہ ہے جو اوپر
درمختار ورد المحتار وطحطاوی سے بنقل معتبرات فقہ لکھا گیا ہے
کہ تشبہ مکروہ وہ ہے جو بُرے کام میں ہو اور تشبہ مقصود ہو نہ مطلقاً
اور یہ بھی اسمیں ہے کہ صاحبین کے نزدیک نماز پوری ہوگئی
مگر یہ نماز میں مکروہ ہے کہ اسمیں اہل کتاب کے ساتھ تشبہ ہے ایسا
ہی کہا ہے اور اسمیں اعتراض یہ ہے کہ ہر کام میں اہل کتاب سے
تشبہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ ہم کہاتے ہیں ......
جیسے وہ کہاتے ہیں اور ہم پیتے ہیں جیسے وہ پیتے ہیں حرام تشبہ
وہ ہے جب کسی بُرے کام میں ہو اور تشبہ مقصود ہو قاضیخان
نے شرح جامع صغیر میں یوں کہا ہے پس اس تقریر پر صاحبین
کے نزدیک مکروہ نہوئی جیسا کہ بحر رائق میں ہے۔ اور نیز امام
امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالے سے معتبر نقل سے منقول ہوا ہے
کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نعلین پہنی
جسپر بال تہے اور وہ لباس پادریوں کا تہا الخ اور نیز امام طحاوی
وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اہل
کتاب کی موفقت کو پسند فرماتے تہے جبتک انکے خلاف پر مامور
نہوتے چنانچہ اوپر لکہا گیا ہے اور یہہ جو ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ امام کا
محراب میں کہڑا ہونا مکروہ ہے کہ یہ اہلکتاب کا کام ہے تو اسکا جواب
بھی رد المحتار میں لکہا ہے کہ لیکن اوپر گذرا ہے کہ تشبہ بُرے کام
میں ہی مکروہ ہے اور جہاں تشبہ مقصود ہو نہ مطلقاً اور شاید یہ

انہا کراہۃ تنزیہ تامل اہ انتہی ثم ہذا قیاس
مسئلۃ المولود والفاتحۃ علی مسئلۃ قراءۃ الامام
من المصحف وقیامہ فی الطاق لیس من وظیفۃ
المکذبین فتحقق ان ہذہ الروایات التی ہی
دلائل قطعیۃ عندنا نفی المولود والفاتحۃ لا
تدل قطعاً علی منعہما عند المنصفین فاتضح
علی جمیع اہل العلم حق الوضوح ان المکذبین لم
یاتوا بدلیل شرعی متفق عند الامۃ وما ضعفہ
ہذا الفقیر بہواء نفسانیۃ واللہ ہو الہادی
ونعم المعین قال فی الجواب التفصیلی بقی ما
قال القصوری ان الفاتحۃ مروجۃ بین الخواص
والعوام من العرب والعجم فہل یدعی علم الغیب
ام الہم الیہ فعلم انہا رائجۃ فی جمیع المواضع والحال
انہ لا یعلم احوال الہند والفنجاب واللاہور بل
القصور ایضاً فکیف یعرف رواج جمیع العرب
والعجم واقول ان راجت فی العرب والعجم
فالکراہۃ التی توجد فیہا حسب القواعد الشرعیۃ
لا یرتفع ولا عجب فی رواجہا ثمہ ایضاً من وجہ
اہل الہند وان اراد من لفظ الخواص الاغنیاء
السمان فلا اعتبار لہم وان اراد العلماء فغلط
وکذب علی ان الرسم الرائج لا یعد جائزاً باعتبار الشرع
ما لم یوجد فیہ مانع من الشرع کما ان قباحۃ النکاح
الثانی شائعۃ فی اکثر الخواص والعوام من الہند

کہ کراہت تنزیہی ہے غور کرو اور یہ ترجمہ ہے عبارت رد المحتار کا
پس یا وصف اسکے مجلس مولود اور فاتحہ کے مسئلہ کو قرآن کو دیکھکر
امام کے پڑہنے اور محراب میں کہڑے ہونیکے مسئلہ پر قیاس کرنا
ان مکذبین کا منصب نہیں ہے پس یہہ روایات جنکو مانعین
مولود وفاتحہ دلائل قطعیہ کہہ رہے تہے منصفوں کے نزدیک
ہرگز ہرگز انکے منع پر دلالت نہیں کرتے ہیں۔ پس ہر اولی
العلم پر واضح ہوگیا کہ نہ کوئی دلیل شرعی متفقہ امت
مکذبین نے پیش کی اور نہ فقیر نے ہوائے نفسانی سے
اسکو ضعیف وغیرہ کہا ہے اور خدا ہی ہادی ومعین ہے
جواب تفصیلی میں ہے رہا یہہ جو تحریر کیا ہے کہ جیسا عرب
وعجم کے خواص وعوام سب میں رائج ہے کیا آپکو علم غیب کا
دعوی ہے یا الہام ہوا ہے جس سے سب جگہہ رائج ہونا
دریافت ہوا قصوری صاحب تو تمام ہندوستان
بلکہ پنجاب بلکہ ضلع لاہور بلکہ قصور کی بہی خبر نہیں رکہتے
تمام عرب وعجم کی کیا خبر ہو سکتی ہے میں کہتا ہوں کہ یہہ
رسم اگر تمام عرب وعجم میں شائع ہوگئی ہے تو اس سے
وہ کراہت جو قواعد شرعیہ کے موافق اسمیں پائی
جاتی ہے کیونکر مرتفع ہو جائیگی اور عجب نہیں اگر وہاں
بہی اہل ہند کی وجہ سے رائج ہوئی ہو پہر اگر لفظ خواص سے
موٹے موٹے دولت مند مراد ہیں تو قابل اعتبار نہیں
اور اگر علما ربانیین مراد ہیں تو محض غلط اور کذب
محض ہے علاوہ شرعاً کوئی رسم ورواج سے جائز نہیں
ہو سکتی جبکہ اسمیں دلیل ممانعت شرعی موجود ہو جیسے نکاح ثانی کی

حتی ان بعض العلماء مبتلاء فی ھذہ البلاء فھذا
الفعل المستحسن شرعًا لا یکون ممنوعًا بھذا الوجہ
فاستدلال القصوری من الرواج علی الجواز دلیل
لعدم درایتہ بالدلائل الشرعیۃ وایضًا یدل علٰی
ان القصوری عجز من اتیان الدلیل علی الجواز
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والحاصل
ان البراھین القاطعۃ مملوۃ بالمسائل الحقۃ موافقۃ
بالدلائل الشرعیۃ حسب تصدیق العلماء الربانیین
ومنکرھا مستوجب الخسران والنکال وما عترض
علیھا فمبناہ الجھل والتعصب والضدیۃ الا ان
نکتفی بھذا القدر القلیل بسبب عجلۃ الوقت
وسنبین حال القصوری واعتراضاتہ بل اغلاط
جمیع تالیفات القصوری انشاء اللہ تعالیٰ و
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حررہ
خلیل احمد (۱۴) شوال ۱۳۰۶ مطابق (۱۴)
جون ۱۸۸۹ء فی یوم الجمعۃ فی بلدۃ بھاولپور
تمت رسالۃ الجواب التفصیلی یقول الفقیر
القصوری کان اللہ لہ قد فصل صاحب الانوار
الساطعۃ ناقلا عن رسالۃ سبط ابن الجوزی و
العلامۃ الحلبی والقسطلانی والقاری وغیرہم
علیھم رحمۃ الباری بان انعقاد المجلس المولود
الشریف شائع فی جمیع الممالک من الحرمین المحترمین
وممالک مصر واندلس والممالک المغربیۃ والروم

یہانتک کہ بعض علما بھی اس بلا میں مبتلا ہیں تو اس رواج
کی وجہ سے یہ فعل جو شرعًا جائز و مستحسن ہے ممنوع نہیں
ہو سکتا پس قصوری صاحب کا اس رواج کو جواز کی دلیل
قرار دینا دلیل ہو کہ انکو دلائل شرعیہ کی مطلق خبر نہیں
ہے اور نیز انکی دلیل ہو کہ آپ دلیل سے عاجز ہو گئے اور
خدا جسے چاہے اپنے راہ راست کیطرف ہدایت کرتا
ہے الحاصل رسالہ براہین قاطعہ حسب تصریح و تصدیق علماء
ربانیین اُن مسائل حقہ سے جو موافق دلیل شرعیہ کے ہیں
مالامال ہے اور انکا منکر مستوجب خسران و نکال ہے حقیقت
اسپر اعتراضات ہوتے ہیں جنے انکا محض جہل یا تعصب
یا ضدیت ہے بالفعل بسبب عجلت وقت اسیقدر قلیل پر
اکتفا کیا گیا بعد اسکے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب قصوری صاحب
کی اور انکی اعتراضات بلکہ تمام تالیفات کی قلعی کھول
دیجائیگی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حررہ خلیل احمد
۱۴ شوال ۱۳۰۶ مطابق ۱۴ جون ۱۸۸۹ء یوم
جمعہ بمقام بہاولپور انتہے بلفظہ ۔ فقیر قصوری
کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب انوار ساطعہ نے
منقول رسالہ ابن الجوزی و علامہ حلبی و علامہ قسطلانی
و علامہ قاری وغیرہم علیہم رحمۃ الباری مفصل لکھا ہے
کہ انعقاد مجلس مولود شریف کا تمام ملکوں میں شائع
ہے جیسے حرمین محترمین و مصر و اندلس و ممالک
مغربیہ و روم و عجم و ہندوستان
وغیرہ جس میں اکابر علماء و حضرات

والعجم والھند وغیرھا ویحضر فیہ اعیان العلماء
والصوفیۃ وحسن ذلک بحدیث اتبعوا السواد
الاعظم الحدیث وبحکم ما راٰہ المسلمون حسنًا
فھو عند اللہ حسن الخ ولا شک فی ان تقسیم الشیٔ
الحلو فی ذلک المجلس وقراءۃ الفاتحۃ علیہ وتقسیم
بعد الفراغ کما لا یخفی فتسمیۃ اطلاع ھذا الامر
بادعاء علم الغیب او الالھام تعصب محض
وضدیۃ قویۃ وتحقق من المنقولات السابقۃ
ان مجلس المولود الشریف والفاتحۃ المروجۃ لا
یمنعھما من دلیل شرعی وما تفوہ بہ من دلائل
المنع فی البراھین والجواب التفصیلی من التشبہ
لیس الا الاستنباط الزعمی والقیاس الوھمی عند
العقل السلیم والمستقیم علی الصراط القویم ایضًا
وادلۃ جوازھما مبسوطۃ فی رسائل العلماء الربانیین
من الفقھاء والمفسرین والمحدثین کما نقل فی الانوار
الساطعۃ وقد نقل ھھنا قول استاذ اساتذۃ المکذبین
وشیخ مشائخھم فی الدین وھو العالم الربانی
والمتقی الحقانی شاہ عبد الغنی الدھلوی ثم المدنی
فی انجاح الحاجۃ حاشیۃ ابن ماجۃ تحت حدیث
نحن احق بموسٰی منکم وھو ھذا یستنبط من ھذا الحدیث
ان مطلق التشبہ بالکفار لیس بممنوع بل الممنوع
ما کان من خصوصیاتھم انکانوا غیر متبعین بالشرع
کالمجوس والھنود واما من کان اتبع شریعۃ نبیہ

صوفیہ شامل ہوتے ہیں اور یہ مستحسن ہے
بحکم حدیث اتبعوا السواد الاعظم آخر حدیث تک (بڑی جماعت مسلمانوں کی اتباع کرو ۱۲) اور بفحوائے اسکے
کہ جسکو مسلمان مستحسن جانتے ہیں وہ خدا کے نزدیک
بھی مستحسن ہے اور بیشک ان مجالس مولود میں شیرینی حاضر
کر کے اسپر فاتحہ پڑھنے اور بعد فراغ اسکو تقسیم کرتے
ہیں آپ اسکے اظہار کو ادعاء علم غیب اور الہام نام
رکھنا تعصب محض اور سخت ضدیت نہیں تو اور کیا ہے
اور منقولات سابقہ سے بخوبی متحقق ہو چکا ہے کہ مجلس
مولود شریف و فاتحہ مروجہ کے منع پر کوئی بھی دلیل
شرعی قائم نہیں اور وہ جو براہین و جواب تفصیلی میں
تشبہ کی دلیل میں تطویل کی گئی ہے تو وہ صرف انکا
استنباط زعمی اور قیاس وہمی ہے عقل سلیم اور
قائم صراط مستقیم کے نزدیک اور نیز انکے جواز کے دلائل
علماء ربانیین کے رسائل میں بسط مناسب کے ساتھ
مذکور ہیں جیسا کہ انوار ساطعہ میں مسطور ہیں ۔ اور
فقیر بھی یہجگہ ان مکذبین کے استاذ کے استاذ
اور شیخ المشائخ عالم ربانی متقی حقانی حضرت شاہ
عبد الغنی دہلوی ثم المدنی کے انجاح حاشیہ
ابن ماجہ سے جو حدیث نحن احق بموسٰی منکم کے نیچے
(ہم لائق تر ہیں ساتھ موسیٰ کے تم سے ۱۲)
افادہ فرماتے ہیں نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے
اور اس حدیث سے مستنبط ہے کہ مطلق تشبہ کفار
کے ساتھ منع نہیں ہے بلکہ منع وہ ہے جو انکے خاص
کاموں میں سے ہو اگر وہ کسی شریعت کے تابع نہیں ہیں

ففعلہ حسنا ولم ینہ عنہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
فاتباعہم لیس بممنوع فی ذلک فکان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یحب موافقۃ اھل الکتاب مما لم یؤمر
بہ واستدل بھذا الحدیث من جواز تعیین الایام
بعبادۃ خاصۃ بسبب خاص کالتصدق علی
ارواح الاموات یوم وفاتھم لان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم خص عاشوراء بالصوم وخص یوم الاثنین
کذلک لانہ ولد فیہ وفیہ انزل علیہ الوحی انتھی
من صفحۃ ١٢٦ / سنن ابن ماجۃ المطبوعۃ فی عمدۃ
المطابع ١٢٧٣ھ) ویقول الفقیر کان اللہ لہ ان تخصیص
صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین بالصوم رواہ مسلم
وغیرہ عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال
فیہ ولدت وفیہ انزل علی کذا فی المشکوۃ ولفظ
مسلم وسئل عن صوم یوم الاثنین قال ذاک یوم
ولدت فیہ ویوم بعثت وانزل علی فیہ وفی ھذا الحدیث
من روایۃ شعبۃ قال وسئل عن صوم یوم الاثنین
والخمیس فسکتنا عن ذکر الخمیس لما نراہ وھما انتھی
وقال الامام النووی قال القاضی عیاض رحمہ اللہ
انما ترکہ وسکت عنہ لقولہ فیہ ولدت وفیہ بعثت
او انزل علی وھذا انما فی یوم الاثنین کما جاء فی
الروایات الباقیات یوم الاثنین دون ذکر الخمیس
ترکہ مسلم لانہ راہ وھما قال القاضی ویحتمل

اور کوئی نیک کام کرے اور ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے اس کام سے ہمکو منع نفرمایا ہو تو اسمیں انکی اتباع
منع نہیں ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم اہلکتاب
کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ جبتک اسمیں مامور
نہوں اور نیز اس حدیث سے دنوں کو مقرر کرنیکی جواز
پر کسی خاص عبادت کیلیئے خاص سبب سے دلیل لی
گئی ہے جیسے ارواح اموات پر انکی وفات کے دن
تصدق کرنا اسلیئے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
نے عاشورہ کے دن کو روزہ کیلیئے خاص فرمایا تھا اور ایسا
ہی دوشنبہ کے دن کو اسواسطے کہ آپ اسدن پیدا ہوئے
تھے۔ اور اسی دن میں آپ پر وحی اُتری تھی یہ ترجمہ ہے
سنن ابن ماجہ مطبوعہ مطبع عمدۃ المطابع ١٢٧٣ھ کے صفحہ
١٢٦ کے حاشیہ سے اور فقیر کان اللہ لہ ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا دوشنبہ کے دن کو روزہ کے واسطے خاص فرمانا صحیح
مسلم وغیرہ میں بروایت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ وارد ہے
اُنسے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن روزہ
رکھنے سے سوال کیے گئے تو آپنے فرمایا میں اسمیں پیدا ہوا ہوں
اور اسمیں مجھپر وحی اتری ہے جیسا کہ مشکوۃ میں ہے اور صحیح
مسلم کے لفظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ دوشنبہ کے روزے سے پوچھے
گئے فرمایا وہ دن ہے جسمیں میں پیدا ہوا اور جسمیں میں پیغمبر ہوا یا
مجھپر وحی اُتری اور اس حدیث میں روایت شعبہ میں ہے کہ انسے کہا
آپ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دنیں روزہ رکھنے سے پوچھے گئے تھے پس ہم
ذکر پنجشنبہ سے خاموش ہوئے کہ اسکو ہم وہم جانتے ہیں اہ مترجما امام

صحۃ روایۃ شعبۃ ویرجع الوصف بالولادۃ والانزال
الی الاثنین دون الخمیس انتھی بلفظہ وفی المرقات
تحت ھذا الحدیث ثم السوال من کثرۃ صیامہ صلی اللہ
علیہ وسلم فیہا ومن مطلق الصیام وخصوص فضلہ
من بین الایام فیجب شکرہ تعالی علی والقیام بالصیام
لدی قال الطیبی فیہ وجود نبیکم ونزول کتابکم وفی
الحدیث دلالۃ علی ان الزمان قد یتشرف بما یقع
فیہ وکذا المکان ولذا قیل شرف المکان بالمکین
انتھی وفی مجمع البحار ای فیہ وجود نبیکم ونزول کتابکم
فای یوم اولی بالصوم منہ انتھی وفی ترجمۃ المشکوۃ
للشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی تحت ھذا الحدیث
یحتمل ان یکون السوال عن سبب صومہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی یوم الاثنین او عن استحباب الصوم
فی ھذا الیوم وعلی کل تقدیر سببہ اداء شکر نعمۃ
وجودہ صلی اللہ علیہ وسلم ووجود الدین والشرع انتھی
مترجما فتحقق من الحدیث الصحیح بتصریح الشراح
تردید قول مؤلف البراھین ان اداء الشکر فی یوم
الولادۃ لا فی کل یوم ورد ایضا زعمہ منع تخصیص
الھیئۃ وتقیید المطلق وتحقق الاصل لتعیین یوم
لمصلحۃ فھذان الحدیثان من الدلائل الشرعیۃ لاثبات
مجلس المولود بعون الملک المعبود کما صرح بہ العلماء
الربانیون بالبسط المناسب فی رسائلھم جزاھم اللہ
سبحانہ خیر الجزاء فی الدنیا والعقبی ولما تقرر فی الشرع

کہ شعبہ کی روایت کی صحت بہی ہو سکتی ہے کہ پیدا ہونے
اور پیغمبر ہونے کی وصف تو دوشنبہ سے متعلق ہو سوا پنجشنبہ
کے اہ مترجما اور مرقات میں اس حدیث کی نیچے لکہا ہے یہ
سوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوشنبہ کے دن بہت
روزہ رکہنے سے یا مطلق روزہ اور اسکی فضیلت کا
دوسرے دنوں میں سے خاص کرنا تو آپکا جواب یہ ہوا
کہ اللہ تعالی کا شکر مجھپر واجب ہے اور دوشنبہ میں روزہ
رکہنا میرے نزدیک یعنی پسندیدہ ہے طیبی نے کہا اسمیں تمہارے
نبی کا وجود ہے اور تمہاری کتاب کا اترنا اور حدیث میں دلالت
ہے اسپر کہ زمانہ شرف حاصل کرتا ہے اس چیز سے جو اسمیں واقع
ہو اور ایسا ہی مکان اور اسلیئے کہا گیا ہے کہ شرف مکان کا
مکان والے سے ہوتا ہے اور مجمع بحار الانوار میں ہے ای
دوشنبہ میں تمہارے نبی کا وجود ہوا ہے اور تمہاری کتاب کا
قرآنمجید اترا ہے پس کونسا دن روزہ رکہنے میں اس سے بہتر ہے
اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں کہ ممکن ہے
کہ سوال دوشنبہ کے دن آپکے روزہ رکہنے کے سبب سے تہا یا دوشنبہ
میں روزہ کے استحباب سے سوال تہا اور ہر صورت میں سبب اسکا
آپکے وجود مسعود کی نعمت کے شکریہ کا ادا کرنا تہا اور دین اور شرع
کے وجود کا بہی شکریہ تہا اہ مترجما پس اس حدیث صحیح میں مع تصریح
شراح کے براہین والے کے قول کی تردید بخوبی ہو گئی کہ ادا شکر
ولادت کے دنمیں تہا نہ ہر دنمیں اور نیز اسکے اس زعم کی کہ تخصیص
ہیئت وتقیید مطلق منع ہے رد اور کسی مصلحت کیواسطے دن مقرر
کرنیکا اصل ثابت ہو گیا پس یہ دونو حدیثیں منجملہ دلائل شرعیہ کے ہیں

ان ایصال ثواب الطعام او الکلام مشروع فان جمع
احد بینهما فلا باس به اصلا نعم من اعتقد ان
ثواب الطعام لا یصل بدون الکلام فهو اعتقاد
فاسد کما لا یخفی ولا تغتر بما مر النقل من رسالة الحاج
امداد الله شیخ مشائخهم تتمة مانقل عن صاحب
البراهین ان الهنود یقرؤن علی الطعام کلام کتابهم
وایضا قال فی صفحة ۱۶۹ من البراهین ناقلا عن تحفة
الهند ان اشعار الهنود اقراء کلام کتابهم علی الطعام
وغیره قلت هذا کذب صریح لانه لیس من رسم الهنود
اقراء الکلام وغیره کما بین فی کتبهم ویشهد علیه
علماءهم ومعهذا لا یاخذ فاتحة الهنود الا البراهمة
ولا یرفع عالمهم یدیه علیه بخلاف المسلمین لان عالمهم
یقرء ایات القران علی الطعام وغیره ویرفع یدیه عند
ایصال الثواب ویاخذ ذلک کل واحد من المسلمین
فارتفع التشبه بالوجوه وقد قال فی البراهین صفحة
(۱۷۴) سطر ۱۳ التشبه الممنوع ما کان من کل الوجوه
کما لبس احد قلنسوة النصاری من بین لباسهم فانکان
التشبه ببعض الوجوه دون بعض فلا یحرم اذا مبرحا
فانعدمت کراهة التشبه باقرار المکذبین والحمد لله
رب العلمین ثم ادعاء ان البراهین القاطعة مملوة
بالمسائل الحقة موافقة بالدلائل الشرعیة حسب تصدیق
العلماء الربانیین الخ من قبیل کل حزب بما لدیهم فرحون
والا فمسئلة امکان کذب الباری سبحانه وامکان

کہ ایصال ثواب طعام یا کلام ارواح اموات کو روا ہے پس
اگر کوئی دونوں کو جمع کر دے تو کیا مضائقہ ہے البتہ جو یہ
اعتقاد کرے کہ طعام کا ثواب بدون کلام کے نہیں پہونچتا ہے
تو یہ اعتقاد فاسد ہے اور جو رسالہ حاجی امداد اللہ صاحب
مکذبین کے پیران پیر سے اسکے جواز میں تحریر منقول ہوئی ہے
اسکو فراموش نکرنا چاہئے تتمہ براہین قاطعہ میں منقول
ہو چکا ہے کہ براہمن بہی کہانے پر اشلوک گوئتے ہیں اور نیز صفحہ ۱۶۹
براہین میں تحفۃ الہند سے لکہا ہے کہ شعار ہنود ہے کہ طعام پر بید
پڑہواتے ہیں پنڈت اسپر بید پڑہتا ہے انتہے بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہ بالکل جہوٹ ہے یعنی ہندؤنکی سنکلپ
کے وقت کچہ بید نہیں پڑہتے ہیں جیسا کہ انکی کتابوں میں مرقوم ہے اور انکے
پنڈتوں سے یہ بہی معلوم ہو سکتا ہے اور باوصف اسکے سنکلپ کا
مال سوا برہمنوں کے کوئی نہیں کہا سکتا۔ اور نہ اسوقت پنڈت
ہاتہ اٹہاتا ہے بخلاف معمول مسلمین کے کہ بوقت فاتحہ کچہ آیات
قرآن مجید پڑہی جاتی ہیں اور ایصال ثواب کے وقت دونوں ہاتہ
بہی اٹہاتے ہیں اور فاتحہ کا طعام وغیرہ ہر شخص مسلمانوں کا
لیلیتا ہے پس کئی وجہ سے مشابہت رفع ہو گئی اور خود براہین
کے صفحہ ۱۷۴ میں درج ہے جس شعار میں تشبہ ہو اسمیں من کل الوجوہ
تشبہ ہو تو منع ہے جیسا مثلاً تمام وردی نصاری کی ہے ایک کلاہ
پہنے تو کلاً من کل الوجوہ مشابہ نصاری کو ہوا اگر اس کلاہ میں
بعض وجہ تشابہ کی ہوویگی تو حرام نہ ہوویگی انتہے بلفظہ پس مکذبین
کے اقرار سے بہی کراہت تشبہیت و نابود ہو گئی اور خدائے معبود
کیلئے حمد ہے پہر براہین والوں کا یہ دعوی کہ یہ رسالہ براہین قاطعہ تصدیق [illegible]

مثله صلی الله علیه وسلم ومساواة جملة بنی ادم فی التشبه
بسید البشر علیه الصلوة والسلام وقلة علمه صلی الله
علیه وسلم من الشیطان الرجیم واثبات المشابهة
بین مجلس مولوده والفاتحة المروجة لروح الطیبة
وارواح المسلمین بمجلس جنم کنهیا علیه السلام ۱۲ وسنکلب الهنود
لیست من مسائل الحقة بالیقین بل من المهفوات
المبطلة للاسلام والدین عند علماء الربانیین فی
هذا الحین وما سوی هذه القبائح تعصبات وتحریفات
فی اکثر مضامین البراهین کما ادعی مؤلفه فی صفحة
(۱۶۴) ان صومه علیه السلام یوم عاشوراء ما کان
لاداء شکر نجات موسی بل کان علی حسب عادته
وبامر الله تعالی وافتراضه علیه السلام واستدل
علی ذلک بحدیث عائشة رضی الله عنها قالت کان
یوم عاشوراء تصومه قریش فی الجاهلیة وکان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یصومه فلما قدم المدینة صامه علی
عادته قسطلانی) وامر الناس بصیامه فلما فرض رمضان
(فی السنة الثانیة) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامه
ومن شاء ترکه انتهی فهذا القول مع مخالفته بالحدیث
الصحیح الذی وقع فیه نحن احق بموسی منکم فیه تحریف لفظی
ومعنوی فی الحدیث ایضا اما اللفظی فلانه اسقط
لفظ (فی الجاهلیة) بعد فقرة وکان رسول الله صلی الله
علیه وسلم یصومه والحال انه موجود فی البخاری
بعلامة ابی الوقت وذکره ابن عساکر کما فی صفحه ۲۶

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امکان نظیر کا قول اور آپکے
علم شریف کو شیطان لعین کے علم سے کم کہنا اور مجلس مولود
مبارک کو جنم کنہیا سے اور ارواح طیبہ کی فاتحہ کو ہندؤں
کے سنکلپ سے مشابہ بنانا ہرگز ہرگز مسائل حقہ سے نہیں ہے بلکہ
واہیات اور خرافات سے ہے جس سے اس نازک زمانہ میں
علماء ربانیین کے نزدیک دین اسلام کو سخت بٹہ لگتا ہے اور
سوا ان قبیح باتوں کے اور بہی اس براہین میں تعصبات اور تحریفات
ہی ہیں جیسا کہ براہین والے نے ادعا کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا عاشورا کے دن روزہ رکہنا شکر نجات موسے علی نبینا و علیہ السلام کیلئے
نتہا بلکہ بعادت و افتراض اللہ تعالی تہا اور اسکی دلیل عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی حدیث لکہی ہے۔ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورا
کا روزہ رکہتے تہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بہی یہہ روزہ رکہتے تہے پہر جب آپ مدینہ منورہ
میں تشریف لائے تو وہ روزہ رکہا (اپنی عادت پہ
قسطلانی) اور لوگوں کو بہی روزہ کا حکم دیا پہر جب
رمضان فرض ہوا (دوسرے برس میں) تو آپنے
عاشورا کا روزہ ترک کیا پس جسکا جی چاہے روزہ رکہے
اور جو چاہے نرکہے انتہی مترجماً پس یہہ قول باوصفیکہ اس صحیح
حدیث کے مخالف ہے جسمیں نحن احق بموسے منکم واقع ہے
اسمیں لفظی اور معنوی تحریف بہی کیگئی ہے لفظی تحریف تو یہہ ہے
کہ آپکے روزہ رکہنے کے پیچہے سے لفظ (فی الجاہلیۃ) کا اڑا
دیا ہے حالانکہ یہ لفظ بخاری میں ابی الوقت اور ذرا [illegible]
[illegible] موجود ہے مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۲۶ [illegible]

المطبوعة فی المطبع الاحمدی وایضًا موجود فی روایۃ
موطا مالك الذی هو ام الصحیحین وفی سنن
ابی داود وغیرهما واما التحریف المعنوی فهو اثبات
صوم یوم عاشوراء بهذا الحدیث من لفظ وامر الناس
بصیامه لان الامر یکون بافتراض الله تعالی
والحال ان الامر یکون للندب ایضًا کما تقرر فی
موضعه نعم قد تحقق فی المذهب الحنفی ان صوم
یوم عاشوراء قد کان فرضًا فی ابتداء الهجرة ثم نسخ
بفرضیة رمضان والدلیل علیه حدیث الصحیحین
عن سلمة بن الاکوع وغیره قال امر النبی صلی الله علیه
وسلم رجلًا من اسلم ان اذن فی الناس ان من کان
اکل فلیصم بقیة یومه ومن لم یکن اکل فلیصم فان
الیوم یوم عاشوراء وقال الامام النووی فی سنن
ابی داود من اکل فلیصم بقیة الیوم ولیقض یقول
الفقیر کان الله له روایة سنن ابی داود هذه
ان اسلم اتت النبی صلی الله علیه وسلم فقال صمتم
یومکم هذا قالوا لا قال فاتموا یومکم واقضوا انتهی فتنبه
هذه الاحکام التاکیدیة حکم الامام الاعظم رضی الله
عنه ان صوم یوم عاشوراء کان فرضًا فی الابتداء
ثم نسخ بعد فرضیة رمضان **تتمه** فی حاشیة
السندی علی البخاری قوله کان یوم عاشوراء تصومه
قریش فی الجاهلیة الخ لا ینافیه ما سیجیء من قول ابن
عباس رضی الله عنهما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة

اور نیز یہی لفظ موطا امام مالک میں جو صحیحین کا اصل ہے
اور نیز سنن ابی داود وغیرہما میں موجود ہے اور تحریف معنوی
یہہ ہے کہ اس حدیث کے لفظ لوگوں کے امر کرنے سے عاشورا
کے روزہ کی فرضیت ثابت کی ہے کہ حکم حقتعالے کے
فرض کرنے سے ہوتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مقرر ہو چکا
ہے البتہ حنفی مذہب میں ثابت ہے کہ عاشورا کا روزہ ابتدا
ہجرت میں فرض تھا پھر رمضان مبارک کی فرضیت
سے منسوخ ہو گیا تھا۔ دلیل اسکی صحیحین کی حدیث ہے
کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبیلہ اسلم سے ایک شخص کو فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے
کہ جسنے کچھ کہا لیا ہو تا ہم باقی دن کا روزہ رکھے اور
جسنے کچھ نہیں کہایا وہ روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورا
کا دن ہے اور امام نووی نے کہا کہ سنن ابو داود
میں ہے کہ جسنے کچھ کہا لیا ہو تو باقی کا دن کچھ نہ کہائے اور
روزہ قضا دے۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ سنن ابی داود
کی یہہ روایت یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ
اسلم میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج تمنے روزہ رکھا ہے وے
بولے نہیں۔ تو آپنے فرمایا باقی دن پورا کرو اور قضا
دیدینا اہ ترجمہ ان احکام تاکیدی سے امام اعظم رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ ابتدا میں عاشورا کا روزہ فرض تھا پھر
رمضان کی فرضیت کے بعد منسوخ ہو گیا۔ **تتمہ** صحیح
بخاری کے اس فقرہ پر کہ (زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورا کا روزہ
رکھتے تھے اور آپ بھی روزہ رکھتے تھے) حاشیہ سندی میں لکھا ہے

فوجد الیهود الخ لجواز ان یحصل مجموع الامرین
بان حصل الاقتصار علی احدهما من بعض الرواۃ
اما العدم علمه بالاخر او سهوًا والله تعالی اعلم
انتهی وفی شروح الصحیحین والمجمع وغیرها
ان الحدیثین فی ذاتهما صحیحان وانه صلی الله
علیه وسلم کان یصوم یوم عاشوراء فی مکة
المعظمة بصوم قریش ولما جاء مدینة صامه
شکرًا لنجات موسی علی نبینا وعلیه السلام
انتهی ملخصًا فما انکر صاحب البراهین من
کون صومه علیه السلام لشکر نجات موسی علی نبینا وعلیه السلام
وتکلم فی الحدیث الصحیح کما فی صفحة ۱۶۴ فهو
اختیار لشعار النیچری کما هو انتهاء درجة الوهابیة
والعیاذ بالله ولما قال صاحب الانوار الساطعة
ان المجوزین لمجلس المولود جمهور علماء دیار العرب
والعجم والمانعین اقل القلیل وقد ورد اتبعوا السواد
الاعظم الحدیث فاجابه مؤلف البراهین
ان المانع الواحد هو السواد الاعظم وعلی الحق
ومن کان علی خلافه فهو علی الباطل وان کان
تمام العالم وهذا فی صفحة (۱۷۰) من البراهین
فلیتامل قال فی صفحة (۱۳۱ و ۱۳۲) من البراهین
ان الاجرة علی التعلیم مجتهد فیها لان الشافعی
یجوزها فالکراهة مختلف فیها والمسئلة
المختلفة یجوز العمل علیها بلا ضرورة انتهی

پر یہود کو روزہ عاشورا کا رکھتے ہوئے پایا اور خود بھی روزہ
رکھا اور ایام جاہلیت کے معاملہ کے خلاف نہیں اسلیے کہ اگر
دونو طور پر روزہ رکھا ہے پر بعضے راویوں نے ایک
ہی معاملہ کے بیان پر کفایت کی یا اسلیے کہ اسکو دوسرے
امر کا علم نہ تھا یا سہو ہو گیا اور خدا تعالے خوب
علم ہے اہ ترجمہ اور صحیحین کی شرحوں اور مجمع البحار وغیرہ میں
درج ہے کہ یہہ دونو حدیثیں صحیح ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ معظمہ میں قریش کے روزہ عاشورا کو دیکھکر رکھتے
تھے اور جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام کی نجات
کے شکریہ کو واسطے عاشورا کا روزہ رکھا یہہ انکا خلاصہ کا ترجمہ
ہے پس صاحب براہین نے جو آپکو روزہ شکریہ نجات حضرت
موسی علی نبینا وعلیہ السلام کا انکار کیا ہے اور صحیح حدیث میں چون و چرا کی ہے
دیکھو صفحہ ۱۶۴) میں تو یہہ نیچری کے شعار کا اختیار ہے جو
پرلے درجہ کی وہابیت ہے حقتعالے اس سے پناہ دے۔ دوم
صاحب انوار ساطعہ نے جب کہا کہ مجلس مولود کو جائز کہنے
والے اکثر علماء عرب و عجم ہیں اور اس مجلس کے منع کرنیوالے بہت
تھوڑے لوگ ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ بڑے گروہ مسلمانوں
کی اتباع کرو تو اسکا جواب براہین والے نے یوں دیا ہے کہ ایک
شخص مانع اسکا وہی سواد اعظم یعنی جماعت کثیر اور حق پر
ہے اور اسکا مخالف گو سارا جہان ہو وہ باطل پر ہے
دیکھو صفحہ ۱۷۰ میں اب غور کرو کہ یہہ کیسی ہٹ دہرمی ہے
سوم براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ میں ہے کہ اجرت
علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہے کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہیں تو اسکی کراہت